بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ○

(قرآن مجید)

432

DATA ENTERED

اسلامی جنگیں

(جلد اوّل)

مرتّبہ

شفیق عہدی پوری

ناشر

کتب خانہ انجمن حمایت اسلام - لاہور

DATA ENTERED

432

پیش لفظ

جناب شفیقی عہدی پوری ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں ادیب اور شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک مشہور اور بلند پایہ محقق بھی ہیں ان کی عظیم تصنیف فلسفۂ ہند و یونان کی جو پذیرائی ہوئی اس سے ان کے ایک مفکر اور مؤرخ ہونے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ لیکن ان کا بنیادی ذوق ہمیشہ اسلام اور تاریخ اسلام سے وابستہ رہا ہے زیر تبصرہ کتاب میں جناب شفیقی صاحب نے اسلامی جنگوں کو ایک اچھوتے اور محققانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ میرے خیال میں اس طرح انہوں نے نہ صرف ایک ادبی خدمت انجام دی ہے بلکہ ایک تبلیغی مہم کا آغاز بھی کیا ہے۔

یوں تو اسلامی جنگوں کے ذکر سے ہر دور کے مسلمانوں کے لیے جذبہ جہاد کے احیاء کا سامان فراہم ہوتا رہا ہے لیکن ہماری صدی میں یہ ضرورت شدید سے شدید تر ہوتی گئی [illegible] کے ان

Marfat.com

کارناموں کو بار بار دہرایا جائے تاکہ عوام اور بالخصوص نوجوان طبقہ اس
کے نظریہ جنگ اور اسلامی جنگوں کی تاریخ سے صحیح طریقہ پر مانوس ہو
معاشرہ میں غیر اسلامی روایات اور عیسائی و یہودی مصنفوں کی
گوئی سے جہاں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہوئیں ان میں سے ایک یہ
ہے کہ اسلامی جنگوں کو اس طرح پیش کیا گیا کہ وہ ہلاکو اور چنگیز کی ہلاکت
آفرینیوں کی ہم پلہ بن گئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے عوام اپنی تاریخ سے
متنفر اور بیگانہ ہوتے چلے گئے اور آج کا نوجوان اپنی تاریخ کی اہم
جنگوں کو عصر حاضر کی جنگ عظیم یا دوسری لڑائیوں سے ممتاز یا مختلف
سمجھنے سے قاصر ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کے نظریہ جنگ
کو نہایت واضح اور دلچسپ انداز میں پیش کیا جائے تاکہ قاری کو غیر محسوس
طریقہ پر یہ بات ذہن نشین کرائی جا سکے کہ اسلام میں جنگ کا تصور سراسر
تعمیری ہے تخریبی نہیں۔ نیز یہ کہ اسلام محض ہوس ملک گیری یا توسیع
سلطنت کی خاطر جنگ کی اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی اسلام کا نظریہ
جنگ نسلی امتیاز، تنگ نظری یا ملی تعصب جیسی قبیح بنیادوں پر استوار
ہے۔ دراصل مسلمان کی جنگ بھی اس کے اظہار عبودیت کا ایک طریقہ
ہے۔ وہ اپنے نفس کی خوشی یا تسکین کی خاطر کبھی جنگ نہیں کرتا۔
اگر لڑتا ہے تو صرف اس لیے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کی جائے اور
اس کا نام سربلند ہو۔ بالفاظ دیگر مسلمان اپنے دشمن سے نہیں لڑتا
بلکہ اپنے [illegible] سے لڑ رہا ہے اور یہی ایک نکتہ ہے جو اسلام

Marfat.com

جنگوں کو دوسری ہر قسم کی لڑائیوں سے ممتاز کرتا ہے۔ چنانچہ اسلامی جنگوں میں ہر قدم پر یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی قدم اللہ کی مقرر کردہ حدود سے ہٹ کر نہ اُٹھایا جائے۔ اور اسی لیے ہمیں اسلامی جنگوں کی تاریخ میں وہ بربریت۔ انسانیت سوز تشدد اور وحشیانہ مظالم نظر نہیں آتے جو آج کی "مہذب دنیا" کی "مہذب جنگوں" کا طرۂ امتیاز بن چکے ہیں۔

ترتیب تدوین کے اعتبار سے بھی شفیقی صاحب کی کوشش قابل مبارکباد ہے۔ ان کے ادیبانہ طرز بیان نے تاریخ جیسے خشک مضمون کو ناول اور افسانہ کا ہم پلہ بنا دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب قوم کے بچوں۔ بوڑھوں۔ نوجوانوں غرض قوم کے ہر طبقہ کے لوگوں کے لیے یکساں طور پر مفید اور دلچسپ ثابت ہوگی۔

ایم شفیق الطارق
ایم۔ اے انگلش
ایم۔ اے فلسفہ

Marfat.com

تعارف

زندگی کے تسلسل میں ترتیب و توازن پیدا کرنے کے لیے جنگ ایک نہایت ضروری سرگرمی ہے۔ امن پسندی انسان کی ایک فطری خواہش ہے، جس کا اظہار انسانی ارتقاء میں ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اس انسانی ارتقاء کے دوران چند ایسے مرحلے بھی آجاتے ہیں، جب انسان کو اپنے ہاتھوں اپنی ہی ارتقائی بلندیوں کو پیوند خاک کرکے ترقی کے نئے افق کی تلاش میں جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔ اور یہ سب جنگ کے کرشمے ہیں، جو کم و بیش ہر ربع صدی کے بعد ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں، اور جن سے بچنے کی ہر کوشش ناکام رہ جاتی ہے ——— لیکن اسلام کی نگاہ میں جنگ ایک مقدس فریضہ ہے، جسے جہاد کا نام دیا جاتا ہے۔ اسلام ایک ایسی زندگی بسر کرنے کا حکم دیتا ہے، جو اپنی انفرادیت کے لحاظ سے بے مثال ہے۔ اسلام امن اور جنگ میں ایک خاص قسم کی فضا قائم کرنے کا خواہشمند ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ جنگ، اسلام کی رو سے ایک

Marfat.com

ایسی کیفیت کا نام ہے، جو استحکام امن کے لیے ضروری ہے۔ بالفاظ دیگر اس سے تہذیب و تمدن کی تباہی ہرگز مقصود نہیں۔ اس سے انتقام ہرگز مطلوب نہیں۔ اس سے اگر کچھ مقصود ہے تو یہ کہ ہر انسان اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے مقام پر حقوق و فرائض سے اس انداز میں عہدہ برآ ہو کہ دوسرے انسان کو زندہ رہنے کے مواقع میسّر آتے رہیں اور وہ یہ محسوس کرے کہ اس کی جائز خواہش کو سلب نہیں کیا گیا اور اسے زندگی کی جملہ آسائشوں سے متمتع ہونے کے وسائل مسدود نہیں کر دیے گئے مسلمانوں نے دنیا کی تہذیب و تمدن پر جو گہرا اثر ڈالا ہے، اسی نظریۂ حیات سے ڈالا ہے اور یہی نظریۂ حیات ہے، جو اسلام کو دیگر مذاہب عالم سے ممتاز و منفرد کرتا ہے۔

اسلامی جنگوں پر قلم اُٹھانے کا شاید یہی جذبہ اس کتاب کے مرتب کے ذہن میں کارفرما تھا کہ دنیا کو اس لازوال حقیقت سے آشنا کیا جائے کہ اسلامیانِ عالم، مختلف ادوارِ زمانہ میں صرف اسی وقت تیغ بکف ہوئے، جب ظلم و ستم نے زندگی کی راہوں کو مسدود اور انسان کی فطری خواہش کو مفلوج کر دیا اور ہمارے خیال میں دورِ حاضر میں اسلام کے زندگی بخش پیغام کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہے کہ امن کے ساتھ ساتھ، اسلام کا نظریۂ جنگ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے، یہ اس لیئے کہ جنگ کا عالمی تصوّر اسلام کے تصوّرِ جنگ سے بالکل مختلف ہے۔

اس کتاب کے مؤلف جناب شفیق عہدی پوری ایک دردمند مسلمان

ہیں، جو مسلمانوں کے حال کو اُن کے ماضی کی شاندار اور بے مثل روایات سے وابستہ کرنے کی آرزو میں مفید قدم اٹھاتے رہتے ہیں۔ "اسلامی جنگیں" کی تالیف بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ اسلامی جنگوں کا سلسلہ، چودہ سو سال کے طویل عرصے پر پھیلا ہوا ہے، جس کی زنجیر کا ایک حلقہ پاک و ہند کی وہ جنگ ہے جو ستمبر ۱۹۶۵ء میں لڑی گئی اور جس نے اسلام کی قرونِ اولیٰ کی درخشندہ یاد کو تازہ کر کے شجاعت و جرأت کی تاریخ میں ایک اہم باب کا اضافہ کیا۔ فاضل مؤلف نے ان تمام جنگوں کی تفصیلات مہیا کرتے وقت واقعات کی صحت پر خاص توجہ دی ہے اور پھر ان واقعات کو ایسے دلکش انداز میں پیش کیا ہے کہ قاری ایک ایک لفظ میں ایسی کیفیت محسوس کرنے لگتا ہے گویا وہ اسی کی "آپ بیتی" ہو۔ واقعات پر قلم اُٹھاتے وقت ایک کامیاب مصنف کے سامنے دو اہم باتیں ہونی چاہئیں۔ ایک یہ کہ واقعات کی چھان بین، عدل و توازن سے کی جائے اور دوسرے یہ کہ واقعات کو ایسے الفاظ و فقرات کا لبادہ پہنایا جائے کہ ان کا مطالعہ کرتے وقت قاری کے لیے واقعات میں کوئی اجنبیت محسوس نہ ہو ——— اور یہ دونوں باتیں اس تالیف کا طرۂ امتیاز ہیں۔

حضرت شفیقی ایک بلند پایہ دقیقہ رس ادیب ہیں، تحقیق و کاوش آپ کا فطری رجحان ہے اور آپ نے اب تک جو کچھ لکھا ہے۔ اس میں تحقیق و صحت کا پہلو خاص نمایاں ہے۔ اظہار و بیان میں آپ کا قلم

یر دیم کی سی کیفیت پیدا کرنے میں خاص امتیاز کا حامل ہے مختصر فقرے
فقروں میں موزوں الفاظ کا استعمال قاری پر ایک ایسی وجدانی کیفیت طاری
کر دیتا ہے جس میں ماضی کے واقعات ایک دلکش تسلسل کے ساتھ
سامنے آتے رہتے ہیں. مؤلف کی کامیاب کوشش اس لحاظ سے
قابل صد تحسین ہے۔

امید ہے کہ اسلامی جنگوں کا یہ سلسلہ ہمیں اسلام کے ماضی و حال
سے روشناس کرانے میں بہت مدد دے گا اور ہمارے دل میں ایسا
جذبۂ ایمانی پیدا کرے گا، جو ملت بیضا کی عظمت و امتیاز کا آئینہ دار ہو۔

یکم جون ۱۹۶۶ء

طاہر قریشی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی
ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول
مصری شاہ لاہور

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون		صفحہ
۱	جنگ بدر	۲ھ	۱۵
۲	جنگ سویق	۳ھ	۲۹
۳	جنگ احد	۳ھ	۴۳
۴	جنگ خندق	۵ھ	۵۱
۵	جنگ قریظہ	۵ھ	۷۳
۶	جنگ خیبر	۷ھ	۷۸
۷	جنگ موتہ	۸ھ	۹۲
۸	فتح مکہ	۸ھ	۱۰۰
۹	جنگ حنین	۸ھ	۱۱۷
۱۰	مہم تبوک	۹ھ	۱۲۴

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون		صفحہ
۱۱	جنگ ارتداد	سنہ ۱۱ھ	۱۴۲
۱۲	جنگ تبوک	سنہ ۱۱ھ	۱۵۲
۱۳	جنگ فلسطین	سنہ ۱۲ھ	۱۶۶
۱۴	جنگ بصریٰ	سنہ ۱۲ھ	۱۷۷
۱۵	جنگ دمشق (۱)	سنہ ۱۳ھ	۱۸۷
۱۶	جنگ دمشق (۲)	سنہ ۱۴ھ	۲۲۳
۱۷	جنگ ابی القدس	سنہ ۱۳ھ	۲۲۹
۱۸	جنگ قنسرین	سنہ ۱۴ھ	۲۳۶
۱۹	جنگ بعلبک	سنہ ۱۴ھ	۲۴۵
۲۰	جنگ حمص	سنہ ۱۴ھ	۲۵۱
۲۱	جنگ یرموک	سنہ ۱۵ھ	۲۶۰
۲۲	رات کی بات		۲۸۲
۲۳	جنگ بیت المقدس	سنہ ۱۶ھ	۳۱۸
۲۴	جنگ حلب	سنہ ۱۶ھ	۳۲۷
۲۵	جنگ انطاکیہ	سنہ ۱۶ھ	۳۴۳
۲۶	جنگ مرج القبائل	سنہ ۱۷ھ	۳۵۴
۲۷	جنگ قیساریہ	سنہ ۱۷ھ	
۲۸	جنگ ممفس	سنہ ۱۹ھ	

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون		صفحہ
۲۹	جنگ اسکندریہ	۲۱ھ	۳۸۰
۳۰	جنگ سلاسل	۱۲ھ	۳۸۶
۳۱	جنگ ثنا	۱۲ھ	۳۹۵
۳۲	جنگ ولجہ	۱۲ھ	۳۹۹
۳۳	جنگ لیس	۱۲ھ	۴۰۲
۳۴	جنگ انبار	۱۲ھ	۴۰۵
۳۵	جنگ عین التمر	۱۲ھ	۴۰۸
۳۶	جنگ دومۃ الجندل	۱۲ھ	۴۱۱
۳۷	جنگ غارق	۱۳ھ	۴۱۵
۳۸	جنگ کسکر	۱۳ھ	۴۱۹
۳۹	جنگ پل	۱۳ھ	۴۲۲
۴۰	جنگ بویب	۱۳ھ	۴۲۷
۴۱	جنگ قادسیہ	۱۴ھ	۴۳۳
۴۲	رات کی گھات		۴۵۷
۴۳	انتظار و اضطرار		۴۶۲
۴۴	جنگ مدائن	۱۵ھ	۴۶۵
۴۵	جنگ جلولہ	۱۶ھ	۴۷۳
۹	شوستر		۴۷۹
۱۰	مہم نہاوند	۲۱ھ	۴۸۵
	کا صندوقچہ		۴۹۳

تحقیق وتا

Marfat.com

تہدیہ

پاکستان کے ان شہیدوں اور غازیوں کے حضور جنہوں نے ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھارت کے وزدانہ حملے کا منہ توڑ جواب دیا۔

چاک فوج کے شہیدوں اور غازیوں کو

ہمارا سلام

Marfat.com

Marfat.com

بعض غنچے نظر آئے ۔ انہیں وادیٔ پرخار میں جانے سے منع کیا۔ کچھ رک گئے، عمیرؓ بن ابی وقاص چھپتے پھرتے تھے تاکہ انہیں کم سن دیکھ کر آپ جہاد میں جانے سے نہ روک دیں۔ اس بچے کی عمر ابھی بمشکل سولہ سال کی تھی۔ ابھی شباب کی منزل میں قدم زن نہیں ہوا تھا۔ آپؐ نے اسے ساتھ جانے سے روکا، تو وہ اس طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیا کہ آپؐ نے اسے اجازت دے ہی دی۔ اسی طرح چند اور بچوں نے بھی اجازت حاصل کر لی۔

جب اس چھوٹے سے لشکر کا شمار ہوا تو کل تین سو تیرہ نفوس پاک تھے۔ سواری کے لیے صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔

اس بے سروسامانی اور قلت تعداد کے باوجود ان کے چہروں کی چمک چاند کو شرماتی تھی۔ آنکھیں نور معرفت سے روشن تھیں اور سینے عرفان کی دولت سے معمور تھے۔ خدا پہ بھروسہ تھا۔ اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہونے کی مسرت!

کوچ کا وقت آیا تو ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:۔

"میرے مولا! تیرے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہر مکہ کے لیے دعائے برکت و رحمت کی تھی، جسے تو نے قبول فرمایا تھا۔ آج میں تیرا بندہ اور رسول تجھ سے شہر مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ تو اس شہر پر اپنی برکت اور رحمت نازل فرما! اسے مامون اور محفوظ بنا۔"

Marfat.com

پھر مجاہدین کی طرف دیکھا، ان کی قلت تعداد اور ساز و سامان کی کمی پر نگاہ فرمائی اور دعا کی ہ۔

"میرے مولا! یہ گنتی کے لوگ تیرے حکم پر جہاد کے لیے نکلے ہیں، بے سروسامان ہیں، انہیں سروسامان عطا کر، یہ بھوکے ہیں انہیں سیر کر، یہ محتاج ہیں انہیں غنی کر اور اپنے دشمنوں پر غلبہ بخش!"

دعا ختم ہوئی۔ لشکر چل پڑا۔ راہواروں پر باری باری سواری ہونے لگی۔ امیر لشکر کبھی لشکر میں شامل کبھی پیادہ کبھی سوار چل دیئے۔ آسمان حیران تھا۔ زمین انگشت بدنداں تھی۔ ذرے آنکھیں مل مل کر دیکھ رہے تھے۔ ایسا بے سروسامان اور اتنا قلیل لشکر کسی نے کاہے کو دیکھا تھا۔ مگر اہل لشکر کو اپنی قلت اور بے سروسامانی پر تشویش تھی نہ فکر تھا۔ انہیں ایک ہی خیال تھا کہ اپنے فرض کو اچھی طرح ادا کریں۔ خدا اور اس کے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر خاتمہ ہو۔

گرمی کے دن تھے۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ آسمان سے آگ برس رہی تھی ہوا چنگاریاں اگل رہی تھی، ریگستان بھاڑ کی طرح جل رہا تھا۔ راستے میں نہ کوئی درخت تھا، نہ سایہ، کوئی نہر تھی نہ ندی، کوئی باغ تھا نہ نخلستان، مگر یہ لشکر نہ سنسنایا۔ نہ اس نے کہیں آرام کیا۔ چلتا ہی گیا اور ۱۲ رمضان ۲ ھ کے چلے ہوئے یہ مسافر ۱۷ رمضان کو میدان بدر میں آ پہنچے۔ کفار قریش کا لشکر ان سے پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ اور اچھے مواقع اس کے قبضہ میں آ

چکے تھے۔

مجاہدوں کے لیے بھربھری اور بالو ریت کے سوا کوئی منزل گاہ نہ تھی موسم بے حد شدید تھا ذرہ ذرہ آتشیں تھا۔ اونٹوں کے پاؤں ریت میں دھنسے جاتے تھے۔ پیاسے مجاہدوں اور تشنہ حیوانوں پر رحمت الٰہی جوش میں آئی۔ گھٹا اُٹھی، بادل برسا، اور برس کر کھل گیا۔ سورج کی تمازت کم ہوئی۔ زمین کے سینے میں ٹھنڈک پڑی، ہوا کی جالی میں جان آئی، ریت بیٹھ گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مجاہدوں نے بارش کا پانی ایک تالاب کی صورت میں جمع کر لیا۔ تاکہ پینے اور وضو کرنے کے کام آئے۔

سامنے ایک ٹیلہ تھا اور ٹیلے کے اس پار کفار کا لشکر ڈیرے ڈالے پڑا تھا۔ جس میں عرب کے ایک ہزار منتخب بہادر، شجاع اور نامی تیغ زن تھے گھوڑوں کے گلے تھے، اونٹوں کی قطاریں تھیں، خیمہ و خرگاہ استادہ تھے، کھانے پینے کا سامان وافر تھا، ننگی تلواریں تھیں، مضبوط تیر سے لٹے، کمانیں تھیں، تیروں کے ڈھیر تھے، ڈھالوں کے انبار تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی کثرت و شوکت ملاحظہ فرمائی تو مجلس مشاورت طلب کی۔ ہر مسلمان شمع رسالت کا پروانہ تھا۔ سب نے یکزبان ہو کر عرض کی :-

"آقا و مولا! ہم حضرت موسیٰ کی قوم نہیں کہ آڑے وقت پر کہیں، جاؤ اور تیرا رب دشمنوں سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھکر دیکھیں گے۔"

ہماری جانیں آپ پر نثار! ہم تو نثار ہونے کو آئے ہیں

دشمن کی کثرت اور سامان کی فراوانی ہمیں ڈرا نہیں سکتی۔ پھر جب حضورؐ بھی ہم میں موجود ہیں تو ان کے ہتھیاروں کی چمک ہماری آنکھوں میں چکاچوند پیدا نہیں کر سکتی۔ خدا ہماری قربانی قبول فرمائے اور ہمیں شرف شہادت سے مشرف فرمائے۔"

آقا و مولا نے اپنے جان نثاروں کی آزمائش کر لی۔ ان کے دلوں کو ٹٹول لیا۔ تو چند جاں نثاروں کو ہمراہ لے کر میدان کا جائزہ لیا اور نام بنام فرما دیا کہ فلاں فلاں مقام پر فلاں فلاں دشمن قتل ہو کر چوب جہنم بنے گا۔

صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پھونس کا ایک سائبان تیار کیا۔ تاکہ آپ اس کے نیچے آرام فرمائیں۔ اتنے میں رات نے ہر طرف اندھیرے کے بادل پھیلا دیئے۔ مسلمانوں نے نماز پڑھی۔ خدا کے حضور دعائیں مانگیں۔ اور ریت پر لیٹ گئے۔ تھکے ماندے تو تھے ہی پڑتے ہی نیند کی آغوش میں چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر خدا سے فتح و نصرت کی دعائیں کرتے رہے۔

ادھر پو پھٹی۔ ادھر حضرت بلالؓ کی آواز سحر انگیز گونجی۔ صحابہؓ اُٹھے وضو کیا اور خدا کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کی صف بندی فرمائی اور اپنا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کو عنایت فرمایا۔

کفار نے مسلمانوں کا یہ قلیل سا لشکر دیکھا تو لات و ہبل کے جھے لگائے۔ خوش تھے کہ یہ گنتی کے بے سروسامان کہاں لڑ سکیں گے؟ ایک آدھ

۱۔ حضرت حمزہ رضؓ بن عبدالمطلب　حضرت علی رضؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب　حضرت عبیدہ رضؓ بن حارث بن المطلب

میں ان کا صفایا ہو جائے گا۔ پھر مدینہ پر بڑھیں گے اور اس طرح جا پڑیں گے جیسے شیر بھیڑوں کے گلے پر جا پڑتا ہے۔

غرض کفار خوش تھے۔ کہ آج اسلام کا خاتمہ ہو جائے گا اور لات و ہبل کی خدائی سے انکار کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ انہوں نے بڑے غرور اور تمکنت سے اپنی صفیں درست کیں۔ عتبہ بن ربیعہ اپنے بیٹے ولید اور بھائی شیبہ کو لے کر میدان میں نکلا۔ یہ تینوں سرتاپا غرق آہن تھے۔ زرہ بکتر پہنے، تیر کمان کندھوں سے لٹکائے، نیزے علم کئے، تلواریں چمکائے، سروں پر لوہے کے خود رکھے، اکڑتے، للکارتے، اڈکارتے، جھنکارتے مبارز طلب ہوئے۔

تین انصاری جوان ان کا غرور توڑنے اور ان کے متکبر سر پھوڑنے کو بڑھے مگر عتبہ نے پکار کر کہا۔ ہمارے مقابلہ پر صرف قریش آئیں۔ ہم اپنے سے کم مرتبہ یثرب کے ان چرواہوں سے مقابلہ کرنا اپنی توہین سمجھتے ہیں!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو اپنے مجاہدوں کو واپسی کا حکم دیا۔ اور مہاجرین کی طرف دیکھا۔ فوراً حضرت حمزہ رضؓ، حضرت علی رضؓ اور حضرت عبیدہ رضؓ آگے بڑھے، اور اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دے دی۔ اور وہ تینوں اپنے حریفوں کے مقابل آکھڑے ہوئے۔

عتبہ نے حضرت حمزہ رضؓ سے پوچھا۔ تم کون ہو؟ اور یہ تمہارے ساتھ کون کون ہیں؟

حضرت حمزہ رضؓ نے جواب دیا۔ میں حمزہ رضؓ بن عبدالمطلب شیر خدا و رسولؐ

Marfat.com

ہوں، یہ دوسرے علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب اور یہ تیسرے عبیدہؓ بن حارث بن عبدالمطلب ہیں!

عتبہ نے کہا، ہاں اب مقابلہ کا مزہ آئے گا، تلوار سے تلوار ٹکرائے گی، نیزہ سے نیزہ لڑے گا۔ اور بڑی بات تو یہ ہے کہ آج ہبل اور تمہارے خدا کا مقابلہ ہے!

حضرت حمزہؓ نے جواب دیا۔ مگر اس سے کیا حاصل؟ جس کام کے لیے آئے ہو وہ کرو۔ تلوار ابھی فیصلہ کر دے گی کہ تم اور تمہارے لات و ہبل خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتے!

١٥٢٥٨

غرض حضرت حمزہ رضؓ اور عتبہ، حضرت علیؓ اور ولید، حضرت عبیدہ رضؓ اور شیبہ ایک دوسرے کے مقابل ہو کر تیغ زنی کرنے لگے۔ عتبہ بڑا بہادر، تند رو، گرم و سرد چشیدہ اور زمانہ دیدہ تھا۔ بڑے زور کے ساتھ حملے کرتا رہا۔ مگر حضرت حمزہ رضؓ نے اس کے تمام وار خالی دیئے۔ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور تلوار کا ایک ہی ہاتھ ایسا مارا کہ سر اور جسم دو قاشیں بن کر لڑھک گیا حضرت علی رضؓ نے بھی ذرا سی دیر میں ولید کے ٹکڑے کر دیے۔ حضرت عبیدہؓ کی نگاہ یہ نظارہ دیکھنے کو لپکی۔ شیبہ نے موقع دیکھا۔ بڑھ کر تلوار ماری۔ حضرت عبیدہ رضؓ نے وار بچانا چاہا، مگر نہ بچا سکے اور ان کی پنڈلی کٹ گئی۔ حمزہ رضؓ نے دیکھا، تاب نہ رہی۔ فوراً شیبہ کے مقابل ہوئے اور لحظہ بھر میں اسے خاک و خون میں تڑپا دیا۔

کفار نے یہ نظارہ دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔ اپنے تین منتخب بہادروں کو

Marfat.com

یوں موت کے گھاٹ اترتے دیکھا تو اوسان خطا ہو گئے۔ سہم کر رہ گئے۔ بھوکے ننگے مجاہدوں کی یہ سبکدستی اور ان کی ٹوٹی پھوٹی تلواروں کا یہ کاٹ، کفار کے دل میں لرزہ پیدا کر گیا۔

ابو جہل نے یہ حالت دیکھی تو پکارا! اے اہل قریش! کیا ان ننگوں کی موت تمہیں بھی مار گئی۔ اپنی کثرت تعداد، طاقت، شجاعت اور ساز و سامان کو دیکھو۔ مسلمان کتنے ہیں؟ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ بڑھو اور مارو، اپنے بہادروں کا بدلہ لو، اپنی بہادری اور طاقت دکھاؤ، لات و ہبل کا نام بلند کرو۔ اگر آج تم نے ہمت کر کے انہیں قتل نہ کیا تو کل کو اپنی عورتوں کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ ایک اور ایک ہی بھرپور حملہ میں ان بھوکے ننگوں کو ختم کر کے رکھ دو۔ شاباش بہادرو! بڑھو اپنے شکار پر باز اور جرہ کی طرح جھپٹو اور ان چڑیوں کو نیست و نابود کر دو۔

ابو جہل کی تقریر نے کفار میں آگ لگا دی۔ وہ مجاہدین پر ایک نئے جوش سے جھپٹے۔ ایک طوفانی حملہ کیا۔ مگر ان کی موجیں ساحل سے دور ہی ختم ہو کر رہ گئیں۔ حضرت حمزہ رضؓ، حضرت علی رضؓ اور دیگر صحابہؓ بنیان مرصوص بن گئے۔ انہوں نے اپنی تلواروں سے ان تلواریوں کے منہ پھیر دیئے۔ مگر ابو جہل تھا کہ بڑھاوے پر بڑھاوے دیئے جا رہا تھا۔ ہٹتے ہوئے کفار کو للکار رہا تھا۔ قسمیں دیتا تھا، غیرت دلاتا تھا۔ عورتوں اور بچوں کا واسطہ دیتا تھا اور اپنے جھنڈے کی سربلندی کے لیے موت کے اس کھیل میں جوش جنون پیدا کر رہا تھا۔ کفار کا جھنڈا اس کے سر پر

Marfat.com

لہرا رہا تھا۔ اور اس کا دل اپنی سرداری کے غرور سے بلیے بلیے ہو رہا تھا۔ دریائے کفر کی موجیں بڑے جوش کے ساتھ بڑھتیں، اسلامی چٹانوں سے ٹکرا تیں اپنا سر پھوڑتیں اور واپس چلی جاتیں۔ حضرت حمزہؓ کی شمشیر خارا شگاف دشمنوں کے سنگین دلوں اور آہنی پیکروں کے پرزے اڑا رہی تھی حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کے حملے دشمنوں کی صفیں درہم برہم کر رہے تھے۔ آفتاب کی حدت، اور جنگ کی گرمی سے میدان بدر شعلہ زار تھا۔ کہ لشکر کفار سے ایک آہن پوش نکلا۔ غراتا، بکتا جھکتا، شمشیر لہراتا نیزہ ہلاتا مجاہدین کی طرف بڑھا اور للکارا "میں ہوں ابو کرش! کوئی ہے جو میرے مقابلہ پر آسکے؟"

یہ للکار سن کر حضرت زبیرؓ کو تاؤ آگیا۔ بڑھے، تلوار سے تلوار ٹکرائی، نیزوں کی بچا بچ کا شور اٹھا۔ چنگاریاں ہوا میں اڑیں، مجاہد کا نشانہ زخمی ہوا۔ مگر ابو کرش کے جسم پر خراش تک نہ آئی۔ کیونکہ وہ سرتاپا غرق آہن تھا۔ صرف آنکھیں کھلی تھیں۔ زخمی بشیر نے اللہ کا نام لیا اور برچھی آنکھ میں اس زور سے ماری کہ سر کے دوسری طرف نکل گئی۔ ایک چیخ نکلی اور لوہے کا یہ ستون دھڑام سے زمین پر جا گرا۔ مجاہد نے اس کے سر پر پاؤں رکھ کر برچھی تو کھینچ کر نکال لی، مگر اس کی دونوں دھاریں کند ہو گئیں۔ اور مغرور ابو کرش کا غرور آنکھوں کے راستے بہ کر مجاہد کے قدم چومنے لگا۔

گرمی کی شدت، جنگ کی سختی، انتقام کا جوش، سینے کو گلخن،

Marfat.com

حلق کو آہن اور ہونٹوں کو خشک کر رہا تھا۔ مگر اس میدانِ شمشیر میں آبِ رحمت سب کے لیے کھلا تھا مسلم اور کافر سب اس سے سیراب ہو رہے تھے۔ کافر مسلمانوں کا جمع کیا ہوا پانی پیتے تھے۔ اور تازہ دم ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔

یہ ہنگامۂ قتال و جدال جاری تھا کہ دو انصاری لڑکے تلواریں گلے میں ڈالے آنکلے۔ یہ معوذؓ اور معاذؓ دو سگے بھائی تھے۔ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف سے پوچھا۔ چچا جان! ابوجہل کونسا ہے؟

حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے پوچھا۔ تم اسے کیوں پوچھتے؟ یہ میدانِ جنگ ہے۔ ایک طرف ہٹ جاؤ۔ ایسا نہ ہو تمہیں کوئی گزند پہنچے۔

لڑکے بولے! ہم جانتے ہیں! ابوجہل ہمارے آقا و مولا کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ ہم نے قسم کھائی ہے کہ اسے قتل کر کے رہیں گے! مگر وہ تو بڑا شہ زور اور جنگ آزمودہ ہے تم اس کا مقابلہ کیسے کرو گے؟ حضرت عبدالرحمٰن نے جواب دیا۔

کچھ بھی سہی ہم اپنی قسم پوری کر کے رہیں گے۔ ہمیں اپنی جان کی پروا نہیں۔ یہ اسی لیے ہے کہ اسلام کے کام آئے، اپنے آقا پہ نثار ہو، لڑکوں نے کہا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے دیکھا کہ لڑکوں کا ارادہ اٹل ہے، تو کہا، وہ دیکھو کفار کے جھنڈے کے نیچے اٹیلے پہ زرہ بکتر پہنے کھڑا ہے

Marfat.com

سر پر کلغی ہے۔ اس کے قریب حمزہ رض اکیلے دشمنوں سے لڑ رہے ہیں پاس ہی حضرت ابودجانہ رض کو دشمنوں کی تلواریں گھیرے ہوئے ہیں اور حضرت عمر رض کفار کے گھیرے کو توڑتے ہوئے ان کی مدد کو بڑھ رہے ہیں۔ ہاں تو ٹھہرو! میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

یہ سنتے ہی دونوں بھائی بازوں کی طرح اڑے۔ حضرت عبدالرحمٰن کا انتظار بھی نہ کیا اور پلک جھپکنے میں ابوجہل تک جا پہنچے۔ دشمنوں کے حصار اور نیزہ و تلوار کی بھی پرواہ نہ کی۔ جھپٹے اور وار پر وار کرنے لگے۔ ابوجہل ان کے وار روکتا اور انہیں زخمی کرتا گیا۔ مگر انہیں زخموں کی پرواہ نہ تھی۔ آخر دونوں بھائیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اس طرح ایک ساتھ وار کیے کہ ابوجہل گھایل ہو کر گر پڑا، اور تڑپنے لگا۔

اپنے سردار کا یہ حال دیکھ کر کفار کی آنکھوں میں خون اُتر آیا انہوں نے ننھے مجاہدوں کو گھیر لیا۔ تلواروں، نیزوں، برچھیوں سے وار کرنے لگے۔ آخر ایک بھائی زخموں سے چور ہو کر شہید ہو گیا۔ دوسرا لڑ رہا تھا کہ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے پیچھے سے تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ ننھے مجاہد کا شانہ کٹ گیا اور بازو لٹکنے لگا۔ خون کا دھارا بہ نکلا۔ مگر مجاہد نے پرواہ نہ کی۔ دوسرے ہاتھ سے تلوار چلانے لگا۔ جب دیکھا کہ لٹکتا ہوا بازو تلوار چلانے میں حائل ہے تو ہاتھ پر پاؤں رکھ کر اس زور سے کھینچا کہ شانہ کا تسمہ ٹوٹ گیا، اور بازو الگ

Marfat.com

زمین پر گر پڑا۔
مجاہدین زور دے کر کفار کی فوج کو ہٹاتے، تلواریں چلاتے، نعرہ ہائے
بلند کرتے، ننھے مجاہد کی مدد کو دوڑے۔ نگران کے پہنچنے تک وہ
شہادت نوش کر چکا تھا۔ دونوں بچوں کے جسم زخموں سے چور
خون سے سرخ ہو رہے تھے۔ مگر چہروں پر تبسم تھا۔ یہ تبسم اپنی
کامیابی اور عروس شہادت سے ہم آغوشی کا صدقہ تھا۔
سعید رضؓ بن خثیمہ بھی آغوش شہادت میں محو خواب تھے۔
دشمنوں کے لاشے ہر طرف بکھرے پڑے تھے۔ یہ پہلا جہاد مسلمانوں
نے اس جوش اور استقلال سے کیا کہ کفار کے منہ پھیر دیئے۔ وہ بد دل
اور شکستہ خاطر ہو کر بھاگنے ہی والے تھے کہ اتنے میں ایک تیز و
تند آندھی اٹھی جس کا رخ کفار کی طرف تھا۔ اب تو اس خدائی
قہر کا مداوا ہی نہ تھا۔ غرض باقی ماندہ کافر بدحواس ہو کر بھاگے، اور
میدان میں اپنی لاشیں، گھوڑے، اونٹ، رسد، خیمے، ہتھیار سب کچھ
چھوڑ گئے۔
جب میدان دشمنوں سے پاک ہو گیا تو حضرت عبداللہ رضؓ بن مسعود رضؓ
نے ابوجہل کو تڑپتے اور سسکتے دیکھا۔ گردن پر پاؤں رکھ کر پوچھا کیا تو
ہی ابوجہل ہے؟
ابوجہل نے آنکھیں کھول دیں اور غصہ سے کہا۔ او چرواہے! سمجھ کر
بات کر! دیکھا ہمارے لشکر نے تمہارا کس طرح تیا پانچا کیا؟

Marfat.com

تمہارے لشکر نے ؟ کہاں ہے تمہارا لشکر! یہ لاشیں دیکھ اور پہچا
اب بھی توبہ کر لے۔ شاید یہ عذاب تجھ سے ٹل جائے!
اُف! قریش کو شکست ہو گئی۔ ہم نے کبھی لات و ہبل کو نہیں چھوڑ
ابو جہل نے جواب دیا۔
تو اب میری تلوار تجھ مردار کے خون سے آلودہ ہو گی۔ یہ کہا اور ا
کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ ابو جہل چلّایا۔ او بیٹر یئے کے چرواہے ! م
گردن کندھوں کے قریب سے کاٹ تاکہ سردار کا سر پہچانا جا سکے۔
غرض حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ابو جہل کا سر کاٹا اور آنحضرت
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔
اس لڑائی میں ستر کافر مارے گئے، ستر گرفتار ہوئے۔ چودہ مجا
نے جام شہادت نوش کیا۔ خدا نے اپنے نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی
قبول کر لی۔ ہر مجاہد کو سواری مل گئی۔ ننگوں، بھوکوں کو لباس اور کھانا
نہتوں کو تلواریں اور نیزے مل گئے۔ کمزوروں کو خدا نے طاقت ور بنا
یقین، اتحاد، اطاعت و نظم اصول فتح و کامرانی قرار پائے۔

Marfat.com

جنگ سویق

بدر کی شکست نے اسلام دشمنی کے لیے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ قریش
ے فقط دشمن اسلام تھے۔ اب انتقام کی آگ بھی روشن ہو گئی۔ ہر طرف
قام انتقام کے نعرے بلند ہوئے۔ اور یہ آگ اتنی بھڑکی کہ مکہ کے
گرد کے علاقے بھی اس میں جلنے لگے۔
بدر کی شکست ایسی تھی۔ کہ گھر گھر میں نوحہ و بکا مہینوں جاری رہتا۔ مگر
سفیان نے سب کو رونے سے منع کر دیا۔ اور تاکید کی کہ رونے پر وقت
ائع کرنے کی بجائے انتقام لینے کا انتظام کرو۔ اس نے خود اعلان
دیا کہ جب تک بدر کے مقتولوں کا بدلہ نہیں لے گا اور مسلمانوں کے
ن سے ہاتھ نہ رنگے گا۔ ہر قسم کا عیش حرام سمجھے گا۔
قریش خاموشی سے تیاری میں لگ گئے۔ شعرا قبائل میں پھیل گئے
ہر طرف مسلمانوں کے خلاف آگ بھڑکا آئے۔ مدینہ کے یہودیوں
ے رابطہ قائم کیا گیا، اور مسلمانوں کی جاسوسی ہونے لگی۔ اگرچہ یہودیوں

سے امن کا معاہدہ ہو چکا تھا، مگر ان کے دل اسلام کے خلاف کی
بھرپور تھے۔ وہ قریش سے بھی زیادہ مسلمانوں کے دشمن تھے۔ مگر
بس نہیں چلتا تھا۔

عتبہ اور ابو جہل کی موت نے ابو سفیان کو سردار مکہ بنا دیا
نے مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے کی قسم بھی کھائی تھی۔ مگر حیران
کر اپنی قسم کیسے پوری کرے؟

آخر سوچ سوچ کر اس نے اپنے ساتھ دو سو مسلح سوار لیے۔
سے مکہ سے نکلا۔ اور غیر معروف راستوں میں ٹھوکریں کھاتا نواح مدینہ
آ پہنچا۔ رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھایا۔ سواروں کو شہر سے دور چھ
اور خود یہودیوں کے رئیس ابن مشکم کے دروازے پر آیا۔ دستک د
دروازہ کھلا۔ ابو سفیان اندر داخل ہوا۔ دروازہ بند کر دیا گیا۔ ابن مشکم نہا
تپاک سے ملا۔ کھانا کھلایا۔ شراب پلائی۔ مسلمانوں کے حالات بتائے
ان کی طاقت و قوت سے مطلع کیا۔

ابو سفیان نے اپنے آنے کی وجہ بتائی۔ اپنی قسم کا ذکر کیا۔ اور مد
رہنمائی کی درخواست کی۔ ابن مشکم نے کہا تم کھلے طور پر مسلمانوں کا م
ان دو سو مسلح سواروں سے نہیں کر سکتے۔ باقی رہی تمہاری قسم تو اس
پورا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ع
کی وادی ہے۔ جو مسلمانوں کے مویشیوں کی چراگاہ ہے۔ وہاں د
رکھوالے رہتے ہیں اور بس۔ تم پچھلی رات خاموشی سے اس پر حملہ

Marfat.com

رکھوالوں کو قتل کر کے اپنی قسم پوری کرو، نخلستان اور گھاس، چارہ کے ذخیروں کو نذرِ آتش کرو۔ مویشی ہنکاؤ اور دن نکلنے تک مدینہ سے دور پہنچ جائیں۔

ابو سفیان نے ابن مشکم کی اس رائے کو پسند کیا۔ پچھلی رات کو خاموشی سے نکلا۔ اپنے سواروں کے پاس پہنچا اور انہیں ساتھ لے کر عریض پر حملہ آور ہو گیا۔

اتفاق کی بات۔ اس روز مویشی وہاں موجود نہ تھے صرف دو مسلمان وہاں سو رہے تھے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ قریش اتنے کمینہ اور بزدل ہو چکے ہیں۔ کہ سوئے ہوؤں کو قتل کرنا بھی ان کے نزدیک شجاعت میں داخل ہے۔ وہ نیند کی آغوش میں محوِ خواب تھے۔ بزدل قریشی سوار خاموشی سے آئے۔ انہیں سوتے میں شہید کیا۔ کھجور کے درختوں، گھاس کے ذخیروں اور پھونس کے جھونپڑوں کو جلایا اور مکہ کی طرف بھاگ نکلے، مبادا مسلمان خبردار ہو کر آجائیں اور سرزمین عریض پر شہیدوں کی نعشوں کے ساتھ ان کے لاشے بھی تڑپتے رہ جائیں۔

اب ابوسفیان اپنی قسم پوری کر چکا تھا وہ اپنے سواروں کو لے کر مکہ کی طرف چل دیا۔ اس لشکر کے پاس رسد کے طور پر ستوؤں کے بورے تھے ستو کو عربی میں سویق کہتے ہیں۔ اسی لیے اس واقعہ کا نام ہی جنگ سویق ہو گیا عریض کے میدان سے دھوئیں کے دل بادل اُٹھے۔ آگ کے شعلے آسمان کی طرف لپکے۔ اہل مدینہ خبردار ہوئے۔ عریض کی طرف بھاگے

Marfat.com

آگ بجھائی۔ دو شہید نظر آئے۔ گھوڑوں اور اونٹوں کے پاؤں کے نشان بتا رہے تھے کہ یہاں ابھی ابھی حملہ ہوا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو مجاہدوں کو اپنے ساتھ لیا اور بھاگنے والوں کا تعاقب کرنے لگے۔ ابوسفیان نے اپنے پیچھے گرد اڑتی دیکھی تو جان کے خوف سے تھرا اٹھا۔ اپنے ساتھیوں کو بھاگ نکلنے کے لیے پکا ستوؤں کے بورے پھینک دینے کا حکم دیا۔

غرض رسد کے ستو گرتے گئے۔ حملہ آور بھاگتے گئے۔ مسلمان ستوؤں کے بورے سمیٹتے گئے۔ تعاقب جاری رہا۔ حتیٰ کہ قریش اپنی رسد کا ایک ایک ذرہ مسلمانوں کے حوالے کر گئے۔ انہیں اس وقت اپنی جان ستوؤں سے زیادہ عزیز تھی۔ وہ جان بچا کر نکل جانا ہی غنیمت سمجھتے تھے۔

ابوسفیان پر ایسا خوف طاری تھا کہ اسے "بھاگو بھاگو" کے سوا کچھ آتا ہی نہ تھا۔ وہ یہی رٹ لگائے جا رہا تھا۔ اونٹوں کو دوڑائے لیے جاتا تھا۔ خود بھاگتا تھا۔ ساتھیوں کو بھگاتا تھا۔ بار بار تیز بھاگنے کی تاکید کرتا تھا۔ تاکہ کسی طرح مسلمانوں کے ہاتھ سے جان بچا کر نکل جائے۔

مسلمانوں نے انہیں جا لینے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ ہاتھ نہ آئے۔ درمیانی فاصلہ زیادہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی کا حکم فرمایا۔ اور مقام عریض میں پہنچ کر شہدا کو دفن کر کے مدینہ میں تشریف لے آئے۔

Marfat.com

لبھائیں اور اپنی فوج کو شکست سے بچائیں۔ اسے مسلمانوں کے قتل پر تیار کریں۔ اور جس طرح ممکن ہو بدر کے مقتولوں کا انتقام لیں ؟

ادھر تیاری مکمل ہو رہی۔ ہتھیار، اونٹ، گھوڑے، رسد جمع ہو رہی تھی۔ ادھر مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ دین میں مصروف تھے۔ نومسلم افراد کی تعلیم و تربیت ہو رہی تھی۔ نئے گل بوٹوں سے گلشن اسلام میں رونق آ رہی تھی۔ یوں سمجھئے کہ نئی دنیا کی بنیادیں رکھی جا رہی تھیں۔ اور اور ایک نیا جہان آہستہ آہستہ پیدا ہو رہا تھا۔

ان دنوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ مکہ میں موجود تھے۔ یہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہو چکے تھے مگر آقا و مولا کے حکم سے مکہ ہی میں فروکش تھے۔ انہوں نے کفار کی تیاری اور عزائم دیکھے تو بنی غفار کے ایک شہسوار کو بلایا حالات مکہ ایک لفافہ میں ملفوف کیے اور اسے تین دن کے اندر اندر مدینہ منورہ پہنچنے کی تاکید کی ؟

شہسوار نے خط لیا۔ اور خدا کا نام لے کر چل پڑا۔ دن رات ستائے بغیر چلتا گیا۔ ریگستان کے ذروں کو روندتا، ٹیلوں اور پہاڑوں کو الانگتا قبا میں آ پہنچا۔ ان دنوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں تشریف فرما تھے قاصد حاضر ہوا آداب بجا لایا اور حضرت عباس کا خط پیش کیا۔

اس خط کے مندرجات ہولناک ضرور تھے۔ مگر غیر متوقع نہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسؓ و مونسؓ دو نوجوانوں کو تحقیق حال کے لیے مامور فرمایا۔ حکم کی دیر کی دونوں بھائی ہوا ہو گئے اور بہت جلد واپس

Marfat.com

آکر اطلاع دی - کہ آقا و مولا! کفار کا ایک بہت بڑا لشکر آرہا ہے - جس میں تین ہزار شتر سوار، دو سو گھڑ سوار اور سات سو زرہ پوش ہیں - وہ عریض میں پہنچ چکے ہیں - اور اس چراگاہ کو چٹیل میدان میں تبدیل کر رہے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی الفور مدینہ منورہ تشریف لائے - شہر کی حفاظت کا انتظام فرمایا، اور حضرت حباب رضؓ بن منذر کو لشکر کفار کا تخمینہ لگانے پر مامور فرمایا - انہوں نے بھی آکر انس رضؓ و مونس رضؓ کے بیان کی تائید کی - اور یہ بھی عرض کیا کہ اسی تعداد پر بس نہیں - مکہ سے کمک بھی پہنچنے والی ہے - ہتھیار اور رسد بھی بہ کثرت ہیں -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضؓ کو جمع کیا اور اس متوقع پیش آمد کی اطلاع دے کر فرمایا - اگر تم نے ثبات و استقلال اور اطاعت خدا و رسول پر قیام کیا تو تائید الٰہی تمہارے ساتھ ہو گی اور تم مظفر و منصور ہو گے - اب مجھے مشورہ دو کہ ہمیں شہر میں رہ کر مقابلہ کرنا چاہیئے - یا کھلے میدان میں؟

عبداللہ بن ابی اٹھا - اور کہنے لگا:-

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے یہاں یہ ایک پرانا دستور ہے کہ جب کوئی حملہ آور ہمارے شہر پر حملہ کرتا ہے تو ہم شہر کے چاروں طرف مٹی کے بڑے بڑے تودے کھڑے کر دیتے ہیں - بچوں اور عورتوں کو ان ٹیلوں پر چڑھا دیتے ہیں اور خود گلی کوچوں کے سروں پر کھڑے ہو کر دشمن کا مقابلہ

Marfat.com

کرتے ہیں۔ بچے اور عورتیں ٹیلوں پر سے سنگباری کرتے ہیں۔ اس طرح دشمن بے دم ہو کر بھاگ جاتا ہے۔ میری رائے تو یہی ہے کہ ہم شہر میں رہ کر اس پرانے طریقہ کے مطابق دشمن کا مقابلہ کریں اور اسے تھکا تھکا کر بھاگنے پر مجبور کر دیں"۔

عبداللہ بن ابی کی تقریر ختم ہوئی تو حضرت حمزہ رض اٹھے۔ اور عرض کی :-

"آقا و مولا! ہماری جانیں آپ پر نثار، ہمارے زن و بچے آپ پر قربان، ہمارے اموال آپ پر تصدق! میری رائے یہ ہے کہ ہم میدان میں نکلیں، مردوں کی طرح لڑیں، دشمن کو ماریں اور بھگا دیں۔ اگر ہم محصور ہو کر بیٹھ گئے تو معلوم نہیں وہ کب تک ہمارا محاصرہ جاری رکھیں۔ مسلمانوں کے کھیت اور چراگاہیں وہ اجاڑ چکے ہیں۔ کیا معلوم اور کیا کیا ستم ڈھائیں یہ سچ ہے کہ وہ بڑی تیاری سے بڑی فوج لے کر آئے ہیں مگر بدر میں بھی تو ہم سے تگنے چوگنے تھے لیکن خدا نے انہیں سر میدان شکست سے ہم آغوش کر دیا۔ وہ ذلیل و خوار ہوئے۔ ہمارا خدا اب بھی ہماری مدد کرے گا۔ اگر ہم مارے جائیں گے تو شہید ہوں گے، فتحمند ہوئے تو غازی، ہمیں کسی طرح سے گھاٹا نہیں۔ پھر دشمنوں سے دبکے کیوں رہیں۔ میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک لشکر کفار میں قتل کا بازار

Marfat.com

گرم نہ کر لوں گا۔ کھانے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔"

حضرت حمزہ رضؓ کا یہ اعلان سنتے ہی نوجوان اور نومسلم خون نے انگڑائی لی۔ جرأت و شجاعت آنکھوں سے ٹپکنے لگی۔ حوصلوں میں بلندی پیدا ہوئی۔ ولولوں نے زندگی پائی۔ اب تو جو اٹھتا دو بدو لڑنے اور مرنے مارنے کی رائے دیتا۔ حتیٰ کہ سعید رضؓ شہید کا بوڑھا باپ خثیمہ رضؓ اٹھا۔ عرض کی :-

" آقا و مولا! مجھے جنگ بدر میں شریک ہو کر جان قربان کرنے کا بیحد شوق تھا۔ میرے شہباز بیٹے نے قرعہ ڈال کر میرا منہ بند کر دیا۔ اب خدا کے لیے اجازت دیجئے کہ میدان جہاد میں نکلوں اور آپ کے قدموں پر جان دے دوں۔"

ایک بوڑھے کی یہ شباب انگیز تقریر جس نے سنی اس کے دل میں ایک طوفانی جوش پیدا ہو گیا۔ اور عام رائے یہی ہوئی کہ میدان میں نکلیں اور دشمن سے دو دو ہاتھ کریں۔

یہ جمعہ کا دن تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز پڑھ کر تیاری کا حکم فرمایا۔ خود بھی زرہ پہنی سر پر خود رکھا، چمڑے کی پیٹی کمر میں باندھی۔ تلوار لگائی۔ ترکش میں تیر بھرے۔ کمان کندھے پر لگائی۔ نیزہ ہاتھ میں لیا اور اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے۔

آفتاب جہاں تاب چمکا۔ دیکھنے والوں کی آنکھیں جھپک کر رہ گئیں۔ آج سے پہلے کسی نے آپ کو اس لباس میں نہیں دیکھا تھا۔

صحابہؓ گھبرائے۔ کہ آج کوئی بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اپنی جوشیلی تقریروں پر پچھتائے۔ گھبرا کر عرض کی:۔

"حضور انورؐ! ہم کیا ہیں اور ہماری رائے کیا ہے؟ ہم سب جوش میں آکر بہک گئے تھے۔ آپ یہ لباس جنگ اُتار دیں۔ ہماری موجودگی میں آپ کو اس کی ضرورت نہیں۔ جو آپ فیصلہ کریں، وہی ہماری رائے ہوگی"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نبی فیصلہ کر کے بدلا نہیں کرتے اب تمہاری رائے پر عمل ہوگا۔ یہی فیصلہ ہے۔ ہمیں میدان میں نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔ لہذا تیار ہو جاؤ۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار فوج کے ساتھ شہر سے نکلے۔ اس لشکر میں صرف ایک سو آدمی زرہ پوش تھے۔ شہر کے باہر لشکر کا جائزہ لیا تو بعض کم سن بچے دکھائی دیئے۔ آپ نے انہیں جنگ میں جانے سے روک دیا۔ مگر رافعؓ بن خدیج پنجوں کے بل کھڑا ہو گیا! تاکہ بڑا معلوم ہو اور جہاد میں جانے کی اجازت مل جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا۔ اس کا جوش وارادہ سمجھا، مسکرائے اور اجازت دے دی۔

ایک نابالغ بچے سمرہؓ نے دیکھا کہ رافعؓ کو اجازت مل گئی ہے تو وہ آگے بڑھا اور عرض کی۔

آقا و مولا! مجھے بھی جہاد میں شامل ہونے کی اجازت ہو۔ مجھے آپ ننھا بچہ نہ خیال فرمائیں۔ میں رافع سے زیادہ طاقت ور ہوں۔ میرے

Marfat.com

اسے کئی دفعہ کشتی میں پچھاڑ لیا ہے!

آپ نے حکم دیا۔ اچھا دونوں کشتی لڑ کر دکھاؤ!

رافع رضؓ اور سمرہؓ جھٹ سے کشتی لڑنے لگے۔ آخر سمرہؓ نے رافع رضؓ کو گرا ہی لیا۔ اور جہاد میں شامل ہونے کی اجازت حاصل کر لی۔

کفار مکہ احد کے میدان میں ڈیرے ڈالے تھے۔ مسلمان بھی ان کے مقابل جا اترے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس ماہر تیر انداز اپنے لشکر کی پشت پر مقرر فرمائے اور انہیں حکم دیا کہ جب تک میں خود تمہیں حکم نہ دوں تمہیں یہاں قائم رہنا ہے۔ اگر دشمن ادھر سے حملہ کرے تو اسے تیر مار مار کر ہٹا دو۔ اگر ہم دشمن کو شکست دے کر مال غنیمت لینے جائیں تو بھی تمہیں اپنی جگہ پہ قائم رہنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس حکم کو بھول جاؤ!

تیر اندازوں کو مقرر کر کے آپ لوٹے اور اپنے جھنڈے کے نیچے آ کھڑے ہوئے۔ خطبہ پڑھا اور مجاہدین کو تقویٰ، پرہیزگاری، استقامت اور اطاعت کی تلقین فرمائی۔

ابوسفیان نے راتوں رات میدان میں گڑھے کھدوا دیے اور ان پر پھونس ڈال دیا۔ پھر عبداللہ بن ابی سے سازش کی۔ چنانچہ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے کھڑی ہوئیں تو کفار کی کثرت اور شان و شوکت دیکھ کر وہ اپنے تین سو ساتھیوں سمیت ایک طرف ہو گیا اور مدینہ کو یہ کہتے ہوئے چل دیا کہ ہماری بات نہیں مانی گئی۔ اب اس اتنے بڑے لشکر سے لڑ کر کون جان ضائع کرے۔

یہ ایسا موقع تھا کہ بڑے سے بڑا لشکر بھی بددل ہو جاتا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مجاہدین نے ان کی کچھ پروانہ کی اور خدا پر بھروسہ رکھا۔

ادھر یہ منافق میدان سے ہٹے ادھر لشکر کفار کا علم بردار طلحہ بڑی شان سے میدان میں نکلا اور للکارا!

(کون کس کو جنت کی تمنا ہے؟ کون حوروں سے ملنے کے لیے بیتاب ہے؟ میدان میں آئے۔ ہماری تیغ بازی دیکھے۔ اپنی شمشیر زنی کے جوہر دکھائے۔ ہماری تلوار کا کاٹ آزمائے اور سیدھا فردوس میں پہنچ جائے۔)

مجاہد خاموش تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارۂ ابرو کا انتظار تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے قرار ہو کر صف سے نکل آئے اور میدان میں جانے کی اجازت طلب کی

آقا و مولا نے جاں نثاری کا یہ شوق دیکھا تو مسکرائے اور اجازت دے دی۔

حضرت علی رض بجلی کی طرح طلحہ کے مقابل جا کھڑے ہوئے۔ طلحہ نے دیکھا کہ ایک پست قامت نوجوان جس کے سر پر خود ہے نہ جسم پر زرہ۔ صرف ایک تلوار لیے میدان میں نکلا ہے تو وہ خوش ہوا کہ اس ننھے نوجوان کو قتل کر دینے میں کیا دیر لگے گی؟

ابر کی طرح گرجا اور شیر کی طرح غرایا۔ طنزاً بولا:۔

علی! نوجوانی میں تو دنیا عزیز ہوتی ہے۔ تمہیں جنت کیسے پسند

لگئی؟ اچھا اگر ایسا ہی شوق غالب ہے تو جنت میں جانے کے لیے ہو جاؤ!

حضرت علی رضؓ نے کہا ابھی ہمارے لیے جنت کا دروازہ نہیں کھلا تمہارے لیے دوزخ کا دروازہ کھل چکا ہے اور تم ابھی جہنم طلحہ اس جواب سے بہت بگڑا، پینترا جمایا اور حضرت علی تلوار کا وار کیا۔ آپ نے ڈھال پر وار سنبھالا۔ طلحہ نے دیکھا کہ تو آزمو بچ نکلا۔ پینترا بدلا اور پھر حملہ کیا۔ حضرت علی رضؓ نے یہ وار اپنی تلو روکا اور پکار کر کہا۔ طلحہ! سنبھل جاؤ!

طلحہ کے جسم پر زرہ تھی۔ چار آئینہ سے سینہ اور پیٹھ محفوظ تھی۔ خود تھا۔ تلوار کے زخم کا اسے فکر ہی نہ تھا۔ بولا کیا پڑی اور کیا پڑی کا

حضرت علی رضؓ نے اللہ کا نام لیا۔ اور اس پھرتی سے تلوار کا وار کیا کہ کٹا، سر دو ٹکڑے ہوا۔ حتیٰ کہ ڈاڑھی اور ذقن بھی دو پارہ ہو گئی۔ طلحہ بے جان لاشہ ریت پر جا پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مجاہدین نعرہ تکبیر بلند کیا۔ احد کی پہاڑیوں میں اس نعرے کی آواز گونجی۔ ریت کے ایک ایک ذرے اور پتھر کے ایک ایک ٹکڑے نے سنی۔ کفار کے دل سہم گئے۔

حضرت حمزہ رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اذن جہاد مانگا۔ اجازت مل گئی۔ وہ ایک وقار کے ساتھ میدان میں آئے۔ ابو شیبہ کو دیکھا۔ اور کہا "دیوانے! تو نے اپنے ساتھ

Marfat.com

خشر نہیں دیکھا۔ ابو شیبہ بھی زرہ بکتر سے آراستہ اور جاندیدہ تھا۔ اس
نے بڑھ کر تلوار سے حملہ کیا۔ حضرت حمزہ رض نے ایسی پھرتی سے جواب
دیا کہ دشمن لحظہ بھر میں کٹ کر گرا۔ اور اس کی ساری شیخی اور غرور مجاہد کے
سامنے ریت پر سجدہ ریز ہوگیا۔ دس کافر اور بڑھ آئے جن میں سے سات
قتل ہوئے باقی بھاگ گئے۔

لشکر کفار پر ہیبت چھاگئی۔ مگر ابوسفیان نے جوش دلایا۔ عورتوں
نے اپنا جادو جگایا۔ ساری فوج غصہ سے بھرپور ہوکر حملہ کے لیے بڑھی
تیراندازوں نے تیروں کا مینہ برسادیا۔ جب مجاہدین نے تیراندازی کا
جواب تیراندازی سے دیا تو انہوں نے تلواروں، نیزوں اور برچھیوں سے
حملہ کردیا۔ مجاہدین نے بھی کمانیں کندھوں پر ڈالیں اور تلواریں سونت کر
عقابوں کی طرح جھپٹے، حضرت علی رض، حضرت سعد بن ابی وقاص رض،
حضرت ابی دجانہ رض، حضرت حمزہ رض اور دوسرے اصحاب رض کفار کے
لشکر میں گھس گئے، اور وہ تلوار چلائی کہ میدان لاشوں سے بھر گیا۔ خون
کی نہریں چل نکلیں۔ زخمیوں کی چیخیں بلند ہوئیں۔ جنگ کا طور بے طور ہوگیا
کفار اسلامی حملہ کی تاب نہ لاکر پسپا ہوئے۔

اب لشکر کفار بھاگ رہا تھا۔ میدان احدان کے بارے سکدوش
لڑنے کے لیے لیے فرار تھا۔ مسلمانوں نے ان کا اسباب لوٹنا شروع کیا۔
تیراندازوں نے دیکھا کہ اب فتح ہوگئی۔ درہ کی حفاظت کی ضرورت نہیں۔
مال غنیمت کی طرف لپکے، سردار نے بہتیرا روکا۔ مگر نہ رکے۔

Marfat.com

تیرانداز ہٹے تو درہ خالی تھا۔ خالد اپنا رسالہ لیئے موقع کی تاک میں
جھٹ سے بڑھا سات تیرانداز جو موجود رہ گئے تھے انہیں شہید کر
مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔

مجاہدین میں بہت سے نو مسلم تھے جن میں جوش کی کمی تو نہ تھی، مگر
تربیت طلب ضرور تھے۔ پھر انہوں نے ایسے مواقع ابھی کہاں د
تھے۔ اس ناگہانی حملہ سے گھبرا گئے۔ ادھر خالد کا رسالہ حملہ آور تھا
ادھر کفار پھر پیچھے کو پلٹ پڑے۔ مسلمان دونوں دشمنوں کے درمیان
گئے۔ آقا و مولائی عدول حکمی کی سزا تمام مجاہدین پر مسلط ہو گئی۔ صحابہ رض
بڑی پامردی دکھائی مگر چکی کے دو پاٹوں میں آکر دانہ پسے بغیر کبھی نہیں
مسلمانوں کے علمبردار حضرت مصعب رض بن عمیر شہید ہو گئے۔ وہ آنحض
صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
کی شہادت کی خبر مشہور کر دی۔ ایک کافر نے ایک پتھر حضور صلی اللہ ع
وسلم کی پیشانی پر اس زور سے مارا کہ آپ زخمی ہو کر گر پڑے۔ حضر
علی رض نے آپ کو سنبھالا اور ایک محفوظ مقام پر لے گئے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی،
اصحابہ رض کے دل بیٹھ گئے۔ انہوں نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا کہ اب
کس کے لیے تلوار چلائیں۔ بعض روتے پیٹتے مدینہ کو چل دیئے۔ حضرت
عمر رض اس خبر سے بے حد متاثر ہوئے۔ وہ سکتے کے عالم میں کھڑے تھے
کہ حضرت انس رض بن نضر رض آنکلے۔ پوچھا کیا سوچ رہے ہو؟ جواب

Marfat.com

لس کے لیے لڑیں؟ وہ بولے اگر ایسا ہے تو ہم جی کر کیا کریں گے؟
غرض حضرت عمرؓ کو ہوش سا آگیا۔ تلوار علم کی اور دونوں دشمنوں میں
گئے۔ اسی حملہ میں حضرت انسؓ نے شہادت پائی۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر مسلمانوں پر برق خاطف
گری۔ بے خود ہو گئے۔ ہوش جاتے رہے، حواس بگڑ گئے۔ دوست
کی تمیز نہ رہی۔ ایک دوسرے پر تلواریں چلنے لگیں۔ مدینے کی حفاظت
لیے نامور حضرت رفاعہؓ اور حضرت یمانؓ دو بوڑھے مسلمان اس
سے اتنے متاثر ہوئے کہ لاٹھی ٹیکتے، گرتے اٹھتے میدان جنگ کی طرف
ے۔ احد میں پہنچے تو حضرت یمانؓ کا استقبال مسلمانوں کی تلواروں لیے
ان کے بیٹے حضرت حذیفہؓ پکارتے رہے کہ یہ میرے والد ہیں۔ مگر
سی کا یہ عالم تھا۔ کہ کسی نے نہ سنا اور انہیں شہید کر دیا۔ حضرت رفاعہؓ
رنے گھیر لیا۔ اور ان کے جسم کے ٹکڑے اڑا دیے۔
حضرت حمزہؓ اس وقت بھی دشمنوں کی دو طرفہ یلغار کو روکنے میں
رفتا تھے۔ ان کی تلوار دشمنوں کے پرزے اڑا رہی تھی۔ کفار نے انہیں اکثر
گھیرے میں لے کر شہید کرنا چاہا مگر آخر شکست کھاتے۔ اور اس شتبر کا
آ چھوڑ کر ہٹ جاتے۔
ایک قریشی نوجوان نشہ شجاعت میں مست، خود پہنے، شمشیر علم کئے
ہوں پر پے در پے حملے کر رہا تھا۔ حضرت حمزہؓ نے اسے دیکھا
کارا کہ ٹھہر او موذی! کہاں جاتا ہے۔ ادھر آ اور اپنی شمشیر کے جوہر

Marfat.com

دکھا۔ ادختانہ کے بیٹے! کیا تو بھی اس قابل ہو گیا کہ مسلمانوں پہ تلوار اٹھا
او ورندہ صفت سباع! آ اور ہماری تلوار کا کاٹ دیکھ! سامنے آکر
اس گرمی میں آپ شمشیر چلا ڈل!

سباع اگرچہ نوجوان، طاقتور، شجاع اور مشہور تیغ زن تھا۔ مگر حملہ
حمزہؓ سے مرعوب ہو گیا۔ آپ نے بائیں ہاتھ سے اس کی گردن پکڑی ا
دائیں ہاتھ سے شمشیر کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اسے وہیں ڈھیر کر دیا۔ اب
سے لشکر کفار پر ہزیمت طاری ہو گئی۔ وحشی چھپا بیٹھا یہ سب کچھ دیکھ رہا
تھا۔ اس نے ایک چٹان کی آڑ سے حضرت حمزہ رضؓ پر تاک کر دور ہی سے
نیزہ پھینکا۔ وحشی کا یہ وار خالی نہ گیا۔ نیزہ کی انی ناف میں لگی اور پشت
سے پار ہو گئی۔ زخمی شیر نے وحشی کو دیکھا۔ اسی حالت میں اس پر جھپٹے
ایک گڑھے میں گر گئے۔ اور پھر نہ اُٹھے۔ کچھ دیر وحشی نے انتظار کیا۔
گڑھے پر آیا۔ ڈرتے ڈرتے اندر جھانکا۔ دیکھا کہ شیر ایک ہی رخ پر پڑا
ہے۔ اور بے حس ہے۔ خوش ہو گیا۔ گڑھے میں اُترا۔ پیٹ چاک کیا۔ جگر
نکالا اور بھاگتا ہوا ہند کے پاس آیا۔ شیر کا جگر پیش کیا۔ اپنی کارگزاری
بیان کی۔ انعام لیا اور خوش ہو گیا۔

ہند اپنی زنانہ پلٹن کے ساتھ اپنے بھاگتے ہوئے سپاہیوں کو روک
رہی تھی۔ انہیں غیرت دلا کر واپس لا رہی تھی۔ شیر خدا کا جگر دیکھا تو
باپ اور بھائی یاد آ گئے۔ اس نے جگر کو دانتوں سے چبایا۔ پھر وحشی
کے ساتھ گڑھے پر آئی۔ لاش کو دیکھا۔ ناک، کان اور اعضائے مردانہ کاٹ

Marfat.com

کر مالا بنائی اور گلے میں پہن لی۔ لات و ہبل کی جے کا نعرہ لگایا اور بولی
ج میں کلیجہ ٹھنڈا ہوا۔ میں نے اپنے باپ اور بھائی کا انتقام لے لیا۔
تی! آج سے تو آزاد ہے!
ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ کی شہادت کی افواہ سنی تو یقین نہ
۔ لاشوں پر سے گزرا، زخمیوں کو تڑپتے دیکھا۔ مگر کہیں آنحضرت صلی اللہ
یہ وسلم نظر نہ آئے۔ وہ حیران تھا کہ کیا یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ!
مسلمان مجاہد بے خود تھے۔ تلواریں چلائے جاتے تھے۔ اپنے آقا
لا کے جویاں تھے۔ کہ حضرت کعبؓ بن مالک نے آپ کو پہچان لیا
زدی۔ مسلمانو! مبارک ہو۔ آقا و مولا زندہ ہیں ادھر آؤ!
یہ آواز سن کر مجاہد اس طرف کو لپکے، دشمنوں نے یہ پکار سنی تو
ھر کو جھپٹے، تلواروں، نیزوں سے حملے ہونے لگے، تیروں کا مینہ برس
۔ صحابہؓ اپنے آقا و مولا کے لیے ڈھال بن گئے۔ اپنے جسم پہ زخم کھاتے
ے۔ تیروں کے پیکانوں سے چور چور تھے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
انچ نہ آنے دیتے تھے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ مدینہ میں پہنچی تو مسلمان
ؤں انبیے، بوڑھے میدان جنگ کو دوڑ پڑے۔ شہادت کی افواہ سے
مسلمان بھی پلٹے۔ اور شریک جاں بازی ہو گئے۔ ابوسفیان اپنے
لشکر نا بڑ توڑ حملے کر رہا تھا حضرت حنظلہ رضؓ نے دیکھا۔ تاب نہ رہی
جھپٹ کیا۔ گھوڑا زخمی ہو کر گرا اور ساتھ ہی ابوسفیان زمین پر آ رہا۔

Marfat.com

حنظلہؓ جھٹ سے چھاتی پر چڑھ بیٹھے۔ کفار نے یہ دیکھا تو یکبار حملہ کر
اور مجاہد کو تلوار کا وار کرنے سے پہلے ہی شہید کر دیا۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت حملہ کیا گیا۔ مگر صحابہؓ نے وہ
جان نثاری دکھائی۔ کہ خود زخموں سے چور چور ہو گئے۔ مگر اپنے آقا و مولا کو
گزند نہ پہنچنے دی۔

کفار نے تلواروں، نیزوں اور کمانوں کی بے بسی دیکھی تو سنگباری
شروع کر دی۔ جس سے آپ کا ایک دانت شہید ہو گیا اور نیچے کا ہونٹ
پھٹ گیا۔ رخسار زخمی ہو گئے۔ خود کی کڑیاں رخساروں میں گھس گئیں
وقت بے حد نازک تھا۔ مگر اللہ کے دیوانوں کو پرواہ نہ تھی۔ وہ سب
شمع نبوت کے پروانے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر چڑھنے
لگے۔ تو ابی ابن خلف نیزہ لہراتا، گھوڑا کداتا آ دھمکا اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو جنگ کے لیے پکارا۔ آپ نے صحابہؓ کو ہٹایا اور زخمی
حالت میں بڑھے۔ ابی ابن خلف نے نیزہ مارا۔ آپؐ نے نیزہ پکڑ لیا
اور کچھ کا سا دے کر چھین لیا۔ اس میں نیزے کی انی کافر کی گردن میں لگ
گئی۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اور کچھ نہ کہا۔ مگر
رعب نبوت سے خود ہی گھوڑے سے گر پڑا۔ رویا، پیٹا اور جہنم کا ایندھن
بن گیا۔

آپ پھر پہاڑ کی طرف متوجہ ہوئے کہ ابن حمید گھوڑے پر۔ دیمکاتا
نیزہ ہلاتا آنکلا۔ اور للکارا قریش مکہ کو بھاگ رہے ہو مین میں

قتل محمدؐ کے سوا نہ جاؤں گا۔ مجھ سے عورتوں کے طعنے نہیں سنے جاتے
ں تو محمدؐ کا سر لے کر مکہ جاؤں گا۔"

حضرت ابودجانہؓ زخمی تھے۔ مگر آپ نے ٹوکا۔ او بیہودہ بکیا بکتا
ہے؟ بھاگ یہاں سے۔" یہ کہا اور خود اس کے مقابل آ گئے۔ جھپٹے اور
سے گھوڑے سے کھینچ کر زمین پر دے مارا اور ذبح کر ڈالا۔ پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر پہنچے۔ تاکہ زخمیوں کی
تیمارداری کا انتظام کیا جائے۔ یہیں حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح نے
خود کو اپنے دانتوں میں لے کر کھینچا۔ کڑیاں مبارک رخساروں سے
نکلیں۔ مگر ساتھ ہی حضرت ابوعبیدہ رضؓ کے دو دانت بھی نکل گئے
اور وہ پیٹھ کے بل زمین پر گر پڑے۔

میدان جنگ خالی تھا۔ کفار ایک پہاڑ کی چوٹی پر جمع تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقابل کی چوٹی پر۔ ابوسفیان پکارا۔ ہم نے
بدر کا بدلہ لے لیا۔ آئندہ سال ہماری تیغیں پھر تمہارے لہو سے سیراب
ہوں گی۔ یہ کہا اور طبل بازگشت بجاتا اپنی فوج کو لیے واپس چل دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی واپسی کو دیکھا تو مجاہدین کے ایک
دستہ کو حکم دیا۔ کہ ان کا تعاقب کرو۔ اور دیکھو کہ ان کا رخ کس
طرف کو ہے۔ اگر مکہ کو جا رہے ہیں تو خیر اگر مدینہ پر حملے کا ارادہ ہو تو
فوراً آکر بتاؤ۔ تاکہ اس سیلاب کو روکنے کا انتظام کیا جائے۔

Marfat.com

اگرچہ مجاہد زخموں سے چور تھے۔ دن بھر کی تیغ زنی سے تھکے اور مجبور تھے۔ مگر آقا و مولا کا حکم ملتے ہی اپنے زخم اور تھکن بھول گئے۔ جھٹ سے چل دیئے۔ اور آکر خبر دی، کہ لشکر کفار اونٹوں پر سوار، مکہ کا رخ کیے ہوئے ہے!

آپؐ نے فرمایا۔ اب وہ سیدھے مکہ جائیں گے۔ پھر آپ نے شہدا کو دفن کیا۔ اور مدینہ کی طرف کوچ کر دیا۔

Marfat.com

جنگِ خندق

لشکرِ کفار میدانِ احد سے پلٹا تو روحا میں شب باش ہوا۔ خیمے نصب کیے۔ شراب کے دور چلے۔ رات بھر عیاشی و بادہ نوشی میں گزاری۔ ابوسفیان سے گلہ کرتے تھے۔ کہ اس جنگ کا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ مال غنیمت ملا نہ لونڈیاں میسر آئیں!

ابوسفیان کھسیانا ہو کر جواب دیتا تھا کہ ہم نے بدر کے مقتولوں کا بدلہ لے لیا۔ ستر مسلمانوں کو قتل کیا۔ حمزہ رض جیسا بہادر و شجاع کو تلوار کا لقمہ بنایا۔ اگر تم نتیجہ کے متمنی ہو تو پھر سے پلٹ کر مدینہ پر حملہ کر دو۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ تم اپنی فتح کو شکست میں نہ بدل دو۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ تم ابتدائے جنگ میں مغلوب ہو کر بھاگ نکلے تھے۔ اگر خالد کا رسالہ پیچھے سے حملہ کر کے تمہاری بگڑی نہ بنا دیتا تو تم مسلمانوں کی تلواروں سے نہ بچ سکتے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ اسی فتح کو غنیمت سمجھو اور آئندہ کے لیے تیاری کرو۔

تاکہ مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کو بھی نیست و نابود کر دیا جائے۔ اور یہ خرخشہ ہمیشہ کے لیے مٹ جائے۔

غرض کفار اپنے لاؤ لشکر سمیت مکہ میں آپہنچے۔ نئے حملہ کے لیے تیاری شروع ہوگئی۔ عرب بھر کے قبائل کو بھڑکایا۔ ڈرایا۔ ابھارا۔ قول اور قوم کا واسطہ دیا۔ یہود سے رابطہ استوار کیا اور ریگستان عرب کے ذرہ ذرہ کو آتشیں شراروں میں تبدیل کر دیا۔

۵ھ ہجری میں چوبیس ہزار جوانوں، پہلوانوں، جنگجوؤں، بہادروں شجاعوں کا لشکر جرار لے کر مدینہ پر حملے کے لیے کوچ کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے مجلس مشاورت بلائی۔ اور دفاعی امور کے لیے رائے طلب فرمائی۔

حضرت سلمان فارسیؓ نے عرض کی۔ آقا و مولا! ہماری جانیں آپ پر قربان! اس دفعہ حملہ آوروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ کھلے میدان میں اتنی بڑی تعداد کا مقابلہ محال ہے۔ میری رائے ہے۔ کہ مدینہ کے گرد خندق کھودی جائے۔ اور شہر کے اندر سے دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا۔ مدینہ کے تین طرف دیواریں اور گھنے درخت تھے۔ جن میں سے گزر کر حملہ کرنا بیحد دشوار تھا۔ صرف ایک طرف کھلی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف خندق کھودنے کا حکم دیا۔ تقسیم کار کے لیے دس دس

Marfat.com

مسلمانوں کو دس دس گز زمین کھودنے کا فرمان عطا کیا۔ ہر گروہ حضرت سلمان رض کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا۔ اس لیے یہ معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا، سلمان رض میرے اہل بیت سے ہیں۔ لہذا میرے ساتھ رہیں گے!

زمین کھودنے اور مٹی نکالنے کے آلات جمع کیے گئے۔ اور کام شروع ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک مزدور اور ایک سپاہی کی طرح کھدائی میں شامل ہو گئے۔ دوسرے مسلمانوں کی طرح آپ کے کپڑے اور روئے مبارک گرد آلود تھے۔ صحابہ رض آپ سے درخواست کرتے تھے کہ آپ خود کام نہ کریں مگر آپ نہ مانتے تھے اور برابر کام کیے جاتے تھے۔

ایک دن ایک سخت پتھر کھدائی میں حائل ہو گیا۔ جو کسی سے نہ ٹوٹا۔ صحابہ رض نے ضربیں لگائیں۔ مگر پتھر پر اثر نہ ہوا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ آپ موقع پر تشریف لائے۔ کدال ہاتھ میں لی۔ پہلی ضرب لگائی۔ تو پتھر سے ایک شعلہ نکلا۔ آپ نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور فرمایا مجھے مملکت شام کی کنجیاں دے دی گئیں۔ اس وقت شام کے سرخ محلات میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ دوسری ضرب پر پھر شعلہ نکلا۔ آپ نے نعرہ اللہ اکبر لگایا اور فرمایا کہ ملک ایران مجھے عطا کر دیا گیا ہے۔ مدائن کے سفید محل مجھے دکھائی دے رہے ہیں۔ پھر تیسری ضرب لگائی۔ حسب سابق شعلہ نکلا۔ آپ نے

نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا مجھے یمن کی چابیاں مل گئیں۔ میں اس وقت صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

تیسری چوٹ پر پتھر ٹوٹ گیا۔ اس وقت صحابہؓ کی یہ حالت تھی کہ کئی دن سے کھیل تک اڑ کر منہ میں نہ گئی تھی۔ پیٹ پر پتھر باندھے کام میں مصروف تھے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر دو پتھر بندھے تھے۔

بیس دن اور بیس راتیں خندق کی کھدائی میں صرف ہو گئیں۔ ادھر خندق تیار ہوئی۔ ادھر کفار کا لشکر بے شمار آ پہنچا۔ اور ہر طرف چھا گیا۔

کفار کا ارادہ تھا کہ یکبارگی مدینہ پر ہر طرف سے حملہ کر دیں گے مسلمان کہاں کہاں اور کہاں تک مقابلہ کریں گے۔ چند گھنٹوں میں تہس نہس ہو جائیں گے۔ پھر مدینہ کی ہر چیز ہماری ہو گی۔ خوب جی بھر کر لوٹیں گے۔ عورتوں کو لونڈیاں بنائیں گے اور مردوں کو غلام۔

جب کفار نے خندق کو دیکھا تو پریشان ہو گئے۔ ایسا دفاع انہوں نے کاہے کو دیکھا تھا۔ دلوں کے ارمان سینوں میں دب کر رہ گئے۔ شور وغل مچانے اور ترکیبیں سمجھانے لگے۔ دلیران کفار نے گھوڑے کدائے۔ خندق کی طرف بڑھے۔ شور مچاتے، لات دھیل گے جیکار سے لگاتے حملہ آور ہوئے۔ معاً مسلمانوں کی طرف سے پتھروں کی بوچھاڑ ہوئی۔ گھوڑے پیچھے کو بھاگے۔ سواروں کے سر پھوٹے۔

بیچارگی کے ہاتھوں اُلٹے پھرے اور خندق کے سامنے ڈیرے ڈال دیے مدینہ اور خیبر کے یہود بھی ان کے حلیف بن گئے۔ اور دین اسلام کے مٹانے میں برابر کے شریک ہو گئے۔ قبیلہ قریظہ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار احسانات تھے اور جنہیں رحمۃ اللعالمین نے مدینہ سے خارج نہیں کیا تھا۔ وہ بھی عہد شکنی پر تل گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہؓ کو حکم دیا کہ یہود کو سمجھاؤ اور انہیں ان کے معاہدے یاد دلاؤ۔ وہ گئے۔ سمجھایا، بجھایا، اونچ نیچ دکھایا۔ مگر یہود پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ بلکہ اس فہمائش سے اور بھی تن گئے، بد فطرت تو تھے ہی اب شیطان بن گئے، نہایت گستاخی سے جواب دیا۔ ہم معاہدے نہیں جانتے، ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیں مسلمانوں سے اپنے خارج البلد بھائیوں کا بدلہ لیں گے۔ اس وقت آنے پر دکھا دیں گے کہ یہودی قوم کو مدینہ سے نکالنے کا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے؟

دونوں سفیر با تدبیر اپنے آقا و مولا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہود کے عزائم سے آپ کو مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا ہمارے لیے اللہ کافی ہے اس کے ساتھ ہی حکم دیا کہ تین سو مجاہدوں کا ایک دستہ گشت کرتا رہے تاکہ غدار یہودی عورتوں پر حملہ نہ کر دیں۔

اس وقت آپ نے مسلمان عورتوں کو ایک قلعہ میں بھیج دیا۔ تاکہ دشمنوں سے محفوظ رہیں۔ یہ قلعہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی جسے محفوظ سمجھا

Marfat.com

گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر حضرت حسانؓ بن ثابت بھی عورتوں کے ساتھ اسی قلعہ میں بھیج دیے گئے۔ کیونکہ وہ سخت بیمار تھے۔ اپنی حفاظت کرنے کے قابل بھی نہ تھے۔

محاصرہ کے تین دن تک تو معمولی مقابلے ہوتے رہے۔ کفار گھوڑے کداتے، نعرے لگاتے، پیچ و تاب کھاتے، بڑھتے، تیروں کا مینہ برساتے مگر جب مسلمانوں سے جواب پاتے تو پیچھے ہٹ جاتے۔ یہی حالت صبح سے شام تک قائم رہتی۔ مسلمان ایک پل کے لیے بھی سستا نہ سکتے۔ ایک دستہ پسپا ہوتا، تو دوسرا بڑھ آتا، اسے ہٹاتے تو تیسرا پہنچ جاتا۔ مگر خندق پار کرنے کی جرأت کسی کو نہ ہوتی۔

لشکر کفار اگرچہ آزادانہ خندق کو محصور کیے ہوئے تھا۔ اسے باہر سے کسی حملہ آور کا خوف نہ تھا۔ اندر سے کسی حملے کی امید نہ تھی۔ مگر اپنی کثرت، عزائم کے غرور اور فوج و سامان کی زیادتی کے باوجود مجبور تھا کہ کیسے بڑھے اور مجاہدین سے دو دو ہاتھ کرے؟ بالآخر طے پایا۔ کہ سارا لشکر ایک ہی دفعہ مسلمانوں پر دھاوا بول دے۔

ادھر صبح نے اپنا نور پھیلایا، ادھر مؤذن نے صدائے اللہ اکبر بلند کی فوج کفار نے نقارے پر چوٹ لگائی۔ مسلمان نماز کے لیے کھڑے ہو گئے لشکر کفار نے موقع غنیمت جانا، حملہ کے لیے تیار ہو گیا۔ گھوڑے ہنہنائے۔ سموں کی آواز سے زمین کی چھاتی دہل گئی، ہر طرف ڈھول اور نقارے بجنے لگے۔ نیزے چمکے، تلواریں لہرائیں، کمانیں کڑکڑائیں، قیامت کا شور مچا،

مجاہد جھٹ سے اپنے اپنے مورچوں میں آ ڈٹے۔ تیروں کا مینہ برس گیا کفار زخمی ہوئے پیچھے ہٹے اور منہ دیکھتے رہ گئے۔

ابوسفیان پکارا۔ ہاں بہادرو بڑھو، تیروں اور پتھروں کا مینہ برساؤ۔ ان مسلمانوں کو خندق ہی میں دفن کر دو۔ ہمت سے کام لو، ہاں عرب کے شیرو! ان بھیڑوں کے گلے کو ٹھکانے لگا کر مار دو۔ آج کے بعد مسلمانوں کا نام و نشان دنیا پر نہ رہے۔

ایک دفعہ پھر سے کفار نے سخت حملہ کیا۔ مگر اسلامی جاں نثاروں، اسلام کے شیدائیوں اور وفاداروں نے یہ حملہ بھی پسپا کر دیا اور کفار کو واپس جانے پر مجبور کر دیا۔

اسی طرح ہر روز حملے ہوتے رہے اور کفار اپنی پسپائی کا تماشا دیکھتے رہے مسلمان تو محصور تھے۔ مدینہ سے باہر نکلنے کا وقت نہ تھا۔ دن رات بھوکے پیاسے خندق کی حفاظت میں لگے تھے۔ کفار آزاد اور اپنے لشکر کی کثرت سے دل شاد تھے۔ مدینہ کے اردگرد کے قبائل بھی ڈر کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ یہود سے مسلمانوں کا معاہدہ تھا۔ مسلمانوں کی صفوں میں منافقین بھی شامل تھے۔ جب کئی دن اسی طرح سے گزر گئے اور کفار کے حملوں میں کمی کی بجائے شدت ہو گئی تو منافقین نے شر انگیزی کا موقع دیکھا۔ مسلمانوں کا تمسخر اڑانے لگے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت فتح کیا ہوئی؟ ہم تو رفع حاجت کے لیے باہر بھی نہیں نکل سکتے گویا چوہے ہیں جو بلی کے ڈر سے بلوں میں دبکے بیٹھے ہیں، اس طرح کے

Marfat.com

پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر منافقین نے مورچے چھوڑ کر کفار سے مل جانے کا
ارادہ کر لیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہو گئی۔ آپ نے انہیں
ڈانٹا۔ کہ اگر تم نے ایسا کیا تو سب سے پہلے تمہیں خندق میں دفن کر دیا جائے گا۔
کفار نے حیی بن اخطب نضری کو کعب بن اسد قریظی کے پاس بھیجا
کہ وہ مدینہ کے اندر فتنہ پھیلائے۔ یا ہم سے آملے۔ جب حیی کعب کے
دروازے پر پہنچا۔ تو اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ حیی نے دروازہ
کھٹکھٹایا۔ بار بار بلایا۔ مگر کعب نے نہ دروازہ کھولا نہ خود باہر آیا۔ حیی
یہ حال دیکھ کر چلایا۔ اے بدمزاج! ایک قاصد اور مہمان دروازے پر
کھڑا ہے اور تو دروازہ بند کیے مزے سے اندر بیٹھا ہے۔ یہ کیا مروت
اف! عرب کے خون سے مہمان نوازی اور عربی حمیت کا عنصر بھی جاتا رہا۔
کعب نے جواب دیا۔ عربی حمیت اور مہمان نوازی پر جان قربان! مگر
کیا تم جانتے ہو کہ ہم میں اور مسلمانوں میں معاہدہ ہو چکا ہے۔ کیا ہم وعدہ شکن
کر عہد شکن اور بے وفا کہلائیں۔ سنو! میں معاہدہ توڑنے کے لیے تیار نہیں
حیی پھر چلایا، دروازہ تو کھول مجھے کچھ باتیں کرنا ہیں۔ کعب نے پھر سے انکار
کر دیا۔ حیی نے نشانے پر تیر مارا۔ اوہو! معلوم ہو گیا۔ تم کھانا کھلانے سے ڈرتے
ہو۔ میاں! میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ گھبراؤ نہیں مجھے صرف تمہارے
فائدہ کی ایک بات کہنا ہے۔
کعب نے غیرت کھا کر دروازہ کھول دیا۔ حیی نے اندر داخل ہو کر کہا
کعب! کیا تمہاری آنکھوں پر پردہ پڑا ہے، یا بینائی کم ہو گئی ہے

Marfat.com

ے نہیں میں ایک لہروں سے بھرا ہوا سمندر لے کر آیا ہوں جس میں ہر طرح کے
اور نہنگ بے درنگ تیر رہے ہیں۔ قریش ہیں۔ قریش کے معزز سردار
قریش کے وہ نوجوان، وہ بہادر، وہ شجاع اور دلیر، جنگجو اور تیغ زن ہیں
عرب کی شجاعت کو ناز ہے، تمہارے دروازہ پر بیٹھے تمہارا انتظار
رہے ہیں، قبیلہ غطفان کے شمشیر زن، تیر انداز، نیزہ باز تمہاری راہ
رہے ہیں۔ عرب کے دیگر قبائل بھی ہتھیاروں سے لیس ہو کر آئے ہوئے
ہم سب نے عہد کیا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کا نام و نشان مٹائے بغیر واپس
جائیں گے۔ اسلام کا کھوج کھرا گنوائے بغیر بیوی بچوں کو منہ نہ
ئیں گے۔

کعب نے جواب دیا۔ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو۔ مجھے معلوم ہے
لوگوں میں استقلال نہیں۔ تمہارے وعدے بھی بودے ہیں۔ میں نے محمد (ص
اللہ علیہ وسلم) میں ہمیشہ صداقت اور وفاداری دیکھی ہے۔

حیی نے کعب کو ڈرایا۔ اگر تم ہمارے ساتھ شامل نہ ہوئے تو یاد رہے
ہوگا؟ اب مسلمان تو کسی صورت سے زندہ نہیں رہ سکتے۔ ہمارا یہ بے شمار
لشکر چند دن میں خندق کو پاٹ دے گا۔ اور مسلمان بے نام و نشان ہو کر
ہو جائیں گے۔ ہماری فتحمند فوج مدینہ میں داخل ہو جائے گی۔ مسلمانوں
گھروں کو لوٹے گی۔ ان کے مکانوں کو آگ لگائے گی۔ عورتیں اور بچے
سے غلام بنیں گے۔ اس وقت تمہیں اس فوج ظفر موج سے کون
ئے گا؟ کون ان فتحمندوں کے منہ آئے گا؟ کون انہیں من مانی کرنے

Marfat.com

سے باز رکھے گا؟ تمہارا بھلا اسی میں ہے۔ کہ تم ہمارے ساتھ شامل ہو اور مدینہ کی فتح میں ہمارا ہاتھ بٹاؤ!

کعب یہ تقریر سن کر ڈر گیا۔ اور اس نے کفار کی حمایت کی حامی بھر کر مسلمانوں سے کیا ہوا عہد توڑ دیا۔ اور دل و جان سے مسلمانوں کا دشمن بن گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو تحقیق کے لیے قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعدؓ بن معاذ اور قبیلہ خزرج کے رئیس حضرت سعدؓ بن عبادہ کو بھیجا۔ یہ دونوں صاحب گئے۔ کعب سے ملے اور خدشات بیان کیے۔ کعب نے کہا اے دو روز کے مہمانو! جاؤ، تمہارے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں! کیا تم اپنے انجام کے ساتھ ہمیں بھی شامل کرنا چاہتے ہو ہم ایسے احمق نہیں جو تمہاری لاشوں پر مرثیے پڑھیں اور تمہارے بے جان جسموں سے چمٹے رہیں۔ اتنے بڑے لشکر کے سامنے تمہاری کیا حیثیت ہے؟ اور تم کب تک اتنے دشمنوں میں گھر کر جی سکو گے ہم تمہارے ساتھ مرنے کے لیے تیار نہیں!

دونوں سعدؓ یہ سن کر مایوس ہوئے۔ اور آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماجرا عرض کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاً نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اور فرمایا ہمارے لیے ہمارا اللہ کافی ہے۔ وہی ہمارا حامی و ناصر ہے وہی ہمیں کفار پر فتح عطا کرے گا!

کفار نے نعرۂ تکبیر سنا، تو گھبرائے۔ ابوسفیان نے چونک کر کہا یہ بے وقت کا شور کیسا ہے؟ مسلمانوں کو خوشی چھپی ہوئی مسرت

Marfat.com

؟ بات کیا ہے؟ آخر خود ہی بولا۔ بات کچھ بھی نہیں۔ بجھنے وقت
کی لو بڑھ جاتی ہے، بتی بھڑک اٹھتی ہے۔ موت کے وقت بیمار
بھالا مل ہی جاتا ہے۔ مگر وہ موت کے آہنی پنجہ سے بچ نہیں سکتا۔
ان اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں! اپنے آپ کو فریب
رہے ہیں۔ اچھا بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ آج ان کی
کا آخری دن۔ اور یہ رات آخری رات ہے۔ کل صبح ان کا خاتمہ
جائے گا۔ اور پھر یہ نعرہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جائے گا۔"
یہ کہہ کر ابوسفیان نے ہبل کی جے کا نعرہ لگایا۔ کفار نے بھی ہبل کے
رے لگائے۔ اور تکبیر و جے جے کی آوازیں آپس میں اسی طرح ٹکراتی
جس طرح اسلام اور کفر کی افواج آپس میں ٹکراتی ہیں، یا طوفان کے
سمندر کی امواج ایک دوسرے کو دھکیلتی اور دباتی ہیں۔
ابوسفیان نے اپنے لشکر میں اعلان کر دیا کہ کل مسلمانوں پر سخت حملہ
جائے گا، بہادروں کی بہادری کو آزمایا جائے گا۔ جوانوں کے کس بل
ان ہوگا۔ تلواروں کا کاٹ دیکھا جائے گا، تیروں کی سنسناہٹ،
کی چکاچک، کمانوں کی کڑکڑاہٹ، گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور
بلاہٹ صبح فردا کے ہنگامہ کا آغاز کرے گی اور کل کا دن مسلمانوں
زندگی کا آخری دن تصور ہوگا۔
قبائلی لشکر کے رؤسا و امرا، کو یہ اعلان بھیج دیا گیا اور ساتھ ہی تاکید
کی گئی کہ مدینہ کو تسخیر کیے بغیر جو واپس آئے گا اسے بزدل کہا جائے گا۔

ابوسفیان کا یہی اعلان بنو قریظہ کو پہنچا تو ان کے سردار ابولبابہ
کل تو سبت کا دن ہے! ابوسفیان سے کہو، لڑائی پرسوں پر اُٹھا رکھے
کل حملہ نہ کرے۔ کیونکہ ہم سبت کو مقدس مانتے ہیں۔ اور اس دن کوئی
نہیں کرتے!

ابوسفیان نے کہلا بھیجا کہ کل حملہ ضرور ہو گا! تم سبت کسی اور دن
ابولبابہ نے یہ سن کر کہا۔ ابوسفیان احمق ہے۔ جو ہمارے مقدس
کی توہین کرتا ہے۔ اگر ہمیں جنگ میں شامل کرنا ہے تو اس اع
منسوخ کرے۔

ابولبابہ کا جواب سن کر ابوسفیان غصہ سے دیوانہ ہو گیا۔ بولا۔
آخر یہودی ہی ہوتے ہیں۔ بے وفا، بے غیرت، بے حمیت، بے
مکار، فریبی اچھا ہوا کہ ابھی سے معلوم ہو گیا۔ ابولبابہ ہمیں دھوکا دیتا
وہ جنگ میں کل شامل نہیں ہوتا تو نہ ہو۔ ہم حملہ کریں گے اور ضرور کر
ہمیں ایسے ساتھیوں کی ضرورت نہیں۔ پھر اپنے سرداروں کو بلا
کہا۔ یہودی ہمیں چھوڑ رہے ہیں، ہم بھی انہیں چھوڑتے ہیں۔ کل صبح
خوفناک حملہ کرو کہ مدینے کی زمین کا ذرہ ذرہ الامان پکار اُٹھے اور
مسلمانوں کا ایسا مدفن بنے کہ قیامت تک ان کی ایک ہڈی بھی
ہوا سے لطف اندوز نہ ہو سکے۔

رات کٹی، سیاہی سفیدی میں تبدیل ہوئی، پرندے چہکے،
مہکے، بہادروں نے کمریں کسیں۔ تلواریں میان سے نکالیں، ترکش

تیر بھرے، نیزے درست کیے، اجلے چمکائے، خنجر لہرائے، پرے جمائے کفار گھوڑوں پر سوار، کثرت کی شراب کے نشے میں سرشار، ہبل کے جیکارے لگاتے، گھوڑے دوڑاتے، بکتے جھکتے، خندق پر بڑھے۔ ادھر مسلمانان باایمان وفاکیش، وفا مجسم، وفا پیکر اپنے آقا و مولا کے حکم کے منتظر اپنے اچھے بُرے ہتھیاروں سے لیس، نعرۂ تکبیر لگا کر تیار ہو گئے۔ ہاتھی اور چیونٹی کا مقابلہ تھا۔ پہاڑ اور ذرہ کی نسبت تھی، مگر ایمان کی طاقت، خدا کی نصرت کا سامنا آسان نہ تھا۔ خندق کے کنارے پہنچے، رک گئے۔ گھوڑوں کو کوئیں میں کیسے دھکیل دیتے۔ سوچنے لگے۔ اب کیا ہو؟

عمرو بن عبدود ایک جیالا کافر تھا۔ جو جنگ بدر میں اسلامی تلوار کا مزہ چکھ چکا تھا۔ جنگ احد میں شامل نہ ہو سکا تھا۔ اب تندرست تھا۔ اس نے عکرمہ بن ابوجہل سے کہا۔ خندق تک آ کر واپس لوٹنا نامردی ہے۔ کوئی ایسی جگہ دیکھو جہاں گھوڑے پھاند سکیں۔ انہیں جلد ہی ایک ایسا مقام مل گیا۔ گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور خندق سے پار ہو گئے۔ اب ان کے گھوڑے خندق اور سلع پہاڑی کے درمیان شورہ زار میں جست و خیز کرنے لگے۔ مسلمان گھبرائے مگر جلد ہی ایک اندرونی قوت سے سنبھلے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دستہ لے کر ادھر بڑھے اور ان کا راستہ روک لیا۔

عبدود کے سر پر ایک امتیازی نشان اس کے بڑے مرتبے اور آن بان کی نشان دہی کر رہا تھا۔ وہ نشۂ شجاعت میں مست تھا۔ اس نے

Marfat.com

چلّا کر کہا میری تلوار تمہارے خون کی پیاسی ہے۔ ہٹ جاؤ نہیں تو ابھی دو ٹکڑے کیے دیتا ہوں!

حضرت علی رضؓ نے کہا دیوانے! تم موت کے گھر میں ہو، سنبھلو! میری بات کا جواب دو! کیا تم نے یہ عہد نہیں کیا تھا۔ کہ اگر کوئی قریشی مجھے دو چیزوں کی دعوت دے گا تو میں ایک قبول کر لوں گا!

عبد ودّ نے جواب دیا۔ ہاں کیا تو تھا۔ مگر اب تم کیا کہتے ہو؟

میں تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں!

مجھے اس کی ضرورت نہیں! دوسری بات کہو!

دوسری بات یہ ہے کہ اگر تمہیں اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے اور گناہوں سے اپنے نامۂ اعمال کو دھونے کی ضرورت نہیں۔ تو آؤ ہم تلوار کو حکم بنائیں۔ جو فیصلہ ہو جائے درست ہے۔

دیکھو بھتیجے! واللہ! میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا۔ تمہارے خون سے اپنی شمشیر کو تقصیر وار کرنے کو جی نہیں چاہتا۔

مگر میں تو تمہیں قتل کر کے اپنی تلوار کو سرخرو کرنے کا آرزومند ہوں! حضرت علی رضؓ نے جواب دیا

یہ جواب سن کر عبد ودّ غصے سے کانپ گیا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ سارے جسم کا خون آنکھوں میں آ گیا۔ غضبناک ہو کر گھوڑے سے کودا۔ تلوار کے ایک ہی وار سے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ

دیں۔ اس کے مُنہ پر زور سے مکہ مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ شمشیر آبدار علم کی، اور حضرت علیؓ پر حملہ آور ہُوا۔ اسلامی تلوار اور شمشیر کافر بدکردار آپس میں ٹکرائیں دونوں نے شمشیر زنی کے خوب خوب جوہر دکھلائے۔ مگر حضرت علیؓ کی تلوار غالب آئی۔ اور عبدود کے ٹکڑے سلع پہاڑی کے دامن میں بکھر گئے، خون کی ندی بہ نکلی، اور سلع کا دامن رنگین ہوگیا۔

عکرمہ نے اپنے بہادر ساتھی کا یہ حال دیکھا تو بھاگ جانے ہی میں سلامتی سمجھی، گھوڑے کو ایڑ لگائی اور خندق پھلانگ اپنے لشکر میں جا ملا نوفل بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس نے بھی بھاگ جانا چاہا۔ مگر اس کا گھوڑا خندق پار نہ کر سکا۔ اسے حضرت زبیرؓ نے بڑھ کر لیا اور عبدود کے ساتھ عازم جہنم کر دیا۔

کفار اپنے ان دو سرداروں کو واصل جہنم ہوتے دیکھ کر لرز گئے ان کی چیخیں نکل گئیں، وہ واویلا کرنے لگے۔ آہ ابن عبدود! ہائے نوفل! ان کا بس چلتا۔ تو وہ مسلمانوں کی تکا بوٹی اڑا دیتے۔ مگر خندق نے انہیں بے بس کر دیا تھا۔

ابوسفیان نے پکار کر کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے بہادروں کی لاشیں ہمیں دے دو، اور دونوں کے بدلے میں ایک ایک سو اونٹ لے لو!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا۔ ہم مردار فروش نہیں۔ یہ ناپاک نعشیں اُٹھوالو، ہمیں نہ ان کی ضرورت ہے نہ ان کے معاوضہ

Marfat.com

کی۔ نجس چیز کی قیمت بھی نجس ہوتی ہے۔

ایک دن ایک یہودی نے مسلمان بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور بیماروں کے قلعہ کے گرد چکر لگانے شروع کیے۔ چونکہ یہودی اپنا معاہدہ توڑنے کا اعلان کر چکے تھے۔ اس لیے قلعہ کے مسلمانوں کو خطرہ ہوا کہ یہ یہودی قلعہ کا جائزہ لے رہا ہے۔ مسلمان محاذ پر ہیں۔ قلعہ کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں۔ اگر یہودیوں نے قلعہ پر حملہ کر دیا۔ تو کیا ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مدد کو تو نہیں آسکیں گے۔ اس لیے اپنی حفاظت کا کوئی انتظام کرنا چاہیئے!

حضرت صفیہ رضؓ نے حسانؓ بن ثابت سے فرمایا۔ حسان! دیکھو یہ یہودی قلعہ کا جائزہ لے رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کوئی مصیبت لائے تم جاؤ اور اسے قتل کر دو!

حضرت حسان رضؓ نے جواب دیا! خدا کی قسم میں اس قابل نہیں ہوں اگر ہوتا تو تمہارے ساتھ قلعہ میں بند ہونے کی بجائے اپنے آقا و مولا کے قدموں میں جاں نثاری کرتا

حضرت صفیہ رضؓ نے یہ سن کر کمر باندھی۔ ایک لکڑی اُٹھائی اور قلعہ سے نیچے اُتر کر اس یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ وہ وہیں گر پڑا حضرت صفیہ رضؓ نے اطمینان سے اس کا کام تمام کیا۔ اور فارغ ہو کر واپس چلی گئیں۔

حضرت نعیم بن مسعود غطفانی اسلام تو لے آئے تھے مگر یہود کو

Marfat.com

ابھی معلوم نہ تھا۔ انہوں نے کفار کی پوزیشنیں دیکھیں اور ان کے عزائم سے مطلع ہوئے تو وہ بنی قریظہ کے ہاں گئے۔ اور انہیں سمجھایا کہ کفار قریش کی یلغار کا مقصد مسلمانوں کو مٹانا اور مدینہ کو لوٹنا ہے اگر وہ غالب ہو گئے۔ تو بھی مسلمانوں کے ساتھ تمہارے گھر بار لوٹ لیں گے۔ اگر انہیں شکست ہوئی تو تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم پر ہو گے۔ اور پھر تمہیں مسلمان بد عہدی کی سزا دیں گے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ تم جنگ میں شریک ہونے سے پہلے قریش کے با اعتماد سردار یرغمال کے طور پر رکھ لو۔ بنو قریظہ کو یہ مشورہ بہت صائب معلوم ہوا!

اب ابو نعیم، ابوسفیان کے پاس پہنچے۔ اور اس سے کہا:۔

ابوسفیان! یہود اپنے کیے پر پشیمان ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے عہد کی تجدید کر رہے ہیں۔ وہ لڑائی میں شرکت کے لیے تم سے چند سردار بطور یرغمال مانگیں گے۔ تاکہ انہیں مسلمانوں کے حوالے کر کے اپنا اعتماد بحال کر سکیں۔ تم اس چال میں آنے سے بچنا!

ابوسفیان نے یہ سنا تو اس کا سر چکرا گیا۔ اسے اپنا سارا منصوبہ خاک آلود ہوتا نظر آیا۔ وہ حیران تھا۔ کہ اب کیا کرے؟

ابوسفیان سے نپٹ کر ابو نعیم اپنے قبیلہ غطفان میں پہنچے اور انہیں بھی قریش کفار سے یرغمال لیے بغیر لڑائی میں شرکت کرنے

Marfat.com

پر رضامند کر لیا۔

اب جو ابوسفیان نے ان دونوں قبیلوں سے جنگ میں شرکت کا مطالبہ کیا۔ تو انہوں نے قریشی سردار بطور یرغمال مانگے۔ ابوسفیان بہتیرے جوڑ توڑ میں آخر وقت پر ناکام رہ گیا۔ مگر اسے کچھ زیادہ پروا نہ تھی۔ کیونکہ قریش مکہ اور دوسرے قبائل اس کے ساتھ تھے۔

جاڑے کا موسم تھا۔ سردی اپنے شباب پر تھی۔ ہوا ٹھنڈی ریت کو بارود بنا کر کفار کے جسم چھید رہی تھی۔ اونٹ گھوڑے سردی کی شدت اور بھوک پیاس سے مر رہے تھے۔ بہادروں کا خون تو گرم تھا، مگر جسم ٹھنڈ سے سکڑے ہوئے تھے۔ خندق پار کرنے اور مسلمانوں پر طوفانی حملہ کرنے سے بے بس تھے۔ دن پر دن اور راتوں پر راتیں گزر رہی تھیں۔ رسد ختم ہوئی جا رہی تھی۔ حملوں میں کمی آ رہی تھی۔ مگر مدافعین کی مدافعت سخت سے سخت تر ہوتی جا رہی تھی۔ وہ وقت پر اذانیں دیتے تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے۔ خدا سے خضوع اور خشوع کے ساتھ دعائیں مانگتے تھے۔ کبھی کبھی اللہ اکبر کی صدائیں کفار کے دلوں کو ہلا دیتی تھیں، وہ بھوکے تھے، بے سروسامان تھے۔ مگر خدا ان کے ساتھ تھا اور وہ خدا کے ساتھ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود ان کی تمام تکالیف کا مداوا تھا۔ انہیں کفار کے لاؤ لشکر اور سامان سے ڈر نہ تھا۔ اگر تھا تو فقط یہی تھا کہ ہمارا اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔

رات کا وقت تھا۔ سردی اپنے جوبن پر تھی۔ خشک ٹھنڈی ہوائیں

Marfat.com

صحرا کے دامن میں کھیل رہی تھیں۔ ستارے آسمان پر اپنے چراغ جلائے بیٹھے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آسمان نے سردی سے بچنے کے لیئے ننھے ننھے الاؤ روشن کر رکھے ہیں۔ مدینہ کے باہر کفار کے خیمے لگے تھے۔ لوگ جگہ جگہ الاؤ جلائے سردی کی شدت کے خلاف جنگ لڑ رہے تھے۔

خندق کے اندر کوئی دیا تھا نہ الاؤ۔ مسلمان جان کی بازی لگائے اپنے مورچوں پر ڈٹے ہوئے تھے۔ انہیں نہ کبھی دن کو راحت ملی تھی نہ رات کو آرام۔ وہ جاگ رہے تھے۔ ان کی زبانیں قرآن پاک کا ورد کر رہی تھیں۔ ہاتھ میں تلواریں تھیں۔ پیٹھ پر ڈھالیں تھیں، کندھوں سے کمانیں لٹک رہی تھیں۔ دل خدا کی یاد سے مسرور تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مصروف تھے۔ آپ نے حضرت حذیفہ رضؓ بن یمان کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ لشکر کفار میں جائیں اور ان کے حالات کا پتہ لگائیں۔

حکم کی دیر تھی حضرت حذیفہ رضؓ فوراً خندق سے نکلے اور کفار کے لشکر میں پہنچ گئے۔ انہوں نے جگہ جگہ اونٹ اور گھوڑے مرے ہوئے دیکھے۔ ہر خیمہ کے سامنے آگ کے الاؤ تھے۔ اور لوگ سردی سے بچنے اور اپنے جسموں کو گرم رکھنے کے لیے آگ پر گرے پڑتے تھے۔ ان کے بدن کپکپا رہے تھے۔ ہاتھ پاؤں ٹھٹھرے ہوئے تھے۔ آنکھوں سے پانی بہ رہا تھا۔ کھانستے تھے اور اپنی بے بسی پر روتے تھے۔

ادھر موسم اپنی شدت پھیلا رہا تھا۔ آندھی تیز ہو رہی تھی۔ چھاچوں

ریت اپنے دامن میں بھر کر لاتی - اور کفار کے سروں پر ڈال دیتی۔ چولہوں کی آگ ٹھنڈی ہوتی جاتی تھی۔ ہنڈیاں الٹ رہی تھیں۔ خیمے اکھڑ رہے تھے۔ سامان بکھر رہا تھا۔ اتنا بڑا لشکر جس طرح خندق کے کنارے بے بس پڑا تھا۔ اسی طرح سردی کے طوفان میں بھی بے بسی کی تصویر بنا ہوا تھا

حضرت حذیفہ رضؓ ایک الاؤ کے قریب جا بیٹھے۔ کچھ آدمی یہاں بیٹھے اپنے آپ کو سردی سے بچانے کی ناکام کوشش میں مصروف تھے۔ وہ کہ رہے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سحر کر دیا ہے۔ سردی اور طوفان کی مصیبت ہمارے پیچھے لگا دی ہے۔ کاش! ابوسفیان ہماری مصیبت کو سمجھے۔ مگر اب تو یہاں سے بے نیل مرام جانا ہی پڑے گا۔

اتنے میں ابوسفیان اپنے خیمے سے نکلا۔ اور کہنے لگا۔ قریشیو! یہ تم میں کون بیٹھا ہے؟ حضرت حذیفہ رضؓ نے اپنے پاس والے کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا۔ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا فلاں بن فلاں۔

ابوسفیان نے پکار کر کہا۔ اے اہل قریش! دیکھو! بخدا اب ہمارا یہاں قیام ناممکن ہے۔ گھوڑے اور اونٹ مر چکے ہیں۔ رسد ختم ہو چکی ہے۔ بنو قریظہ اور بنو غطفان نے بدعہدی کی ہے۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر ہم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان سب مصیبتوں سے بڑھ کر سردی اور آندھی کا طوفان عظیم ہے۔ جو لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہا ہے۔ یہ ہماری آگ کو بجھا رہا ہے، ہانڈیوں کو الٹ رہا ہے۔ خیموں کو اکھاڑ رہا ہے، سامان کو بکھیر رہا ہے۔ چھاجوں ریت ہمارے سروں پر انڈیل رہا ہے۔ اگر ہم یہاں ٹھہرے رہے تو یقیناً سردی

کی شدت ہماری زندگی کی آگ کو ٹھنڈا کر دے گی۔ اور ریت کا طوفان ہمیں دبا کے بیٹھ جائے گا۔ پھر کہیں نہ ہماری قبروں کا نشان ہوگا نہ ہماری یاد باقی رہے گی۔ بہتر یہی ہے کہ اس ہلاکت گاہ سے بچ کر نکل چلیں۔

یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا۔ اور چل دیا۔ اسے دیکھ کر لشکر میں حرکت پیدا ہو گئی۔ اور ہر ایک چلنے کے لیے تیار ہونے لگا۔

حضرت حذیفہ رضؓ واپس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ خدا نے اپنے بندوں کی سن لی۔ اب یہ لوگ کبھی مدینہ پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ خدا کا شکر ادا کرو جس نے اتنی بڑی مصیبت کو اس آسانی سے رفع کر دیا۔

آقا و مولا کا یہ فرمان سن کر مسلمانوں نے ایک نعرۂ تکبیر مارا۔ جسے سن کر کافروں کے دل ہل گئے۔ اور وہ سمجھے کہ مسلمان خندق سے نکل کر حملہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ ایک کے بعد دوسرا اس طرح بھاگے کہ صبح تک ان کا نشان بھی مٹ گیا۔

جب رات نے اپنا دامن لپیٹا، تاریکی پہ صبح کی اجلی روشنی چھا گئی نخلستانوں میں پرندوں نے اپنے نغمے بکھیرے اور ہوا آہستہ سروں میں گانے اور میٹھی دھنوں سے اپنا ساز بجانے لگی۔ مجاہد نماز صبح سے فارغ ہوئے۔ تو خندق کے اس پار دیکھا، خیمے اکھڑے بکھرے سنسان پڑے تھے، آگ بجھ چکی تھی، ہنڈیاں الٹی پڑی تھیں۔ سامان بکھرا ہوا تھا، مگر کفار کا نام و نشان تک دکھائی نہ دیتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلا ٹل گئی۔ اب ہتھیار کھول دو خدا کی حمد کے گیت گاؤ جس نے ہمیں اپنے فضل سے فتح بخشی اور کفار کو خائب و خاسر کیا۔

اس جنگ میں چھ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اور تین کافر جہنم کا ایندھن بنے۔ خدا نے اپنے دین اور اپنے فرمانبردار بندوں کی حمایت کی۔ کثرت پٹی، قلت غالب آئی، خدا کے وعدے پورے ہوئے۔ وہ اپنے بندوں سے اور اس کے بندے اس سے راضی ہوئے۔ یہ کفار کی آخری یورش تھی۔ جو ناکامی اور نامرادی کے اتھاہ گڑھے میں گر کر ہمیشہ کے لیے دب گئی اور پھر اُبھر نہ سکی۔

Marfat.com

جنگِ قریظہ

خندق کی جنگ ختم ہو گئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ نے ہتھیار اتار دیئے۔ ظہر کا وقت آیا۔ نماز ادا کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، تو حضرت جبریل علیہ السلام ریشمی عمامہ باندھے ایک خچر پر سوار آ رہے ہیں۔ انہوں نے قریب آکر سلام کیا۔ اور پوچھا، یا رسول اللہ! کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں!

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا۔ مگر فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں اُتارے اور نہ وہ ابھی واپس ہوئے ہیں!

آخر ایسا کیوں ہے؟ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔

خدا کا حکم ہے کہ بنو قریظہ پر بڑھو۔ میں بھی ادھر ہی جا رہا ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً منادی کرا دی کہ مجاہدین عصر کی نماز بنو قریظہ کی بستی میں پہنچ کر ادا کریں۔

Marfat.com

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اسلامی پرچم عطا کیا اور حکم دیا کہ بنو قریظہ کی طرف بڑھیں۔ وہ حکم کی تعمیل میں فوراً روانہ ہوئے بنو قریظہ کے قلعہ کے پاس پہنچے۔ تو اندر سے آوازوں کا طوفان اُٹھ رہا تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام و مسلمین کے متعلق گستاخ بکواس تھی۔ حضرت علی رضؓ یہ بکواس نہ سن سکے۔ اور واپس چل دیے راستے میں آنحضرت صلعم بھی مل گئے۔ اور واپس آنے کی وجہ دریافت فرمائی حضرت علی رضؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان خبیثوں کے قریب نہ جائیں تو بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا۔ کیوں کیا بات ہے؟ کیا تم نے کوئی اذیت ناک بات سنی ہے؟

حضرت علی رضؓ نے عرض کیا، ہاں!

آپ نے فرمایا۔ اگر یہ لوگ مجھے دیکھ لیتے تو کچھ نہ کہتے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قلعہ کے قریب پہنچے تو آپ نے پکار کر کہا۔ "اے بندروں کے بھائیو! کیا اللہ تعالے نے تمہیں ذلیل و خوار نہیں کیا۔ اور کیا تم پر اپنا عذاب نازل نہیں کیا؟ پھر آپ نے ان کے ایک کنوئیں پر ڈیرہ ڈال دیا۔ اس کنوئیں کا نام "ببرانا" تھا اور بنو قریظہ کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

اب یہودیوں کو یقین ہو گیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کئے بغیر واپس نہ لوٹیں گے۔ اور اگر جنگ ہوئی تو ایک یہودی بھی زندہ

Marfat.com

نہ بچے گا۔

اس صورت حال سے پریشان ہو کر کعب بن اسد نے کہا۔ اے میرے ہم قومو! مسلمانوں نے ہمارے قلعہ کو گھیر لیا ہے۔ باہر سے امداد حاصل ہونے کی امید نہیں۔ اب تین صورتیں باقی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک پر عمل کرنا پڑے گا!

۱۔ ہم سب اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں۔ اس صورت میں ہماری جانیں اور اموال مامون ہو جائیں گے۔

۲۔ ہم اپنے بیوی بچوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیں" اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں۔ اگر ہم کو فتح ہوئی تو بیوی بچے اور پیدا ہو جائیں گے، اگر شکست ہوئی تو ہماری ہلاکت جیسے پہلے معین ہو چکی ہے مکمل ہو جائے گی۔

۳۔ آج ہفتہ کی رات ہے۔ اگر ہم مسلمانوں سے عبادت کے لیے یہ رات مانگ لیں تو وہ خوشی سے ہماری درخواست قبول کر لیں گے۔ ہم اسی رات کی تاریکی میں مسلمانوں پر شبخون ماریں۔ اور ان کی جمعیت کو پراگندہ کریں۔

تمام یہودیوں نے متفقہ طور پر جواب دیا:۔

۱۔ ہم اسلام قبول نہیں کریں گے

۲۔ عورتوں اور بچوں کے بغیر زندگی اجیرن ہو جائے گی

۳۔ ہفتہ کی رات کا احترام نہایت ضروری ہے۔ کیا تم نہیں جانتے

Marfat.com

کہ جن لوگوں نے سبت کا لحاظ نہیں کیا تھا ان کی صورتیں مسخ ہو کر کچھ کی کچھ بن گئی تھیں۔

اب محاصرہ کو پچیس دن گزر چکے تھے۔ لڑائی برائے نام تھی۔ قلعہ سے باہر محاصرین تھے۔ اور اندر محصورین۔ قلعہ کی سنگین دیواریں درمیان میں حائل تھیں، نہ یہودیوں نے حملہ کیا نہ مسلمانوں نے تلوار اٹھائی۔ آخر یہودی اس صورت حال سے اکتا گئے۔ انہیں ایک ایک مسلمان عزرائیلؑ کی صورت میں نظر آتا تھا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ ابولبابہ اور عمرو بن عوف کو قلعہ میں بھیجیں تاکہ ہم ان سے مشورہ کر سکیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں اصحابؓ کو بھیج دیا۔ جب دونوں بزرگ قلعہ میں پہنچے تو یہودیوں نے رو رو کر آسمان سر پہ اٹھا لیا پھر حضرت ابولبابہؓ سے پوچھا۔ کیا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم ان کے حضور میں حاضر ہو جائیں؟

ابولبابہ نے جواب دیا ہاں! مگر ساتھ ہی اپنے حلق کی طرف اشارہ کر دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اب تمہارا قتل ہونا یقینی ہے!

اس وقت انہیں احساس ہوا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں خیانت کی ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی بجائے سیدھے مسجد نبوی میں گئے اور اپنے آپ ستون سے باندھ لیا۔ یہ گویا سزا تھی ان کی خیانت کی۔

ابولبابہؓ چھ دن تک ستون سے بندھے رہے۔ ان کی بیوی نماز کے
ت انہیں کھول دیتیں اور پھر ستون سے باندھ دیتیں۔ چھ دن تک
وتے اور توبہ کرتے رہے۔ آخر ان کی توبہ قبول ہوئی۔

آخر صبح تک یہودیوں نے حضرت سعد بن معاذ کو حکم تسلیم کر لیا۔ ان
دِنوں سعد بیمار تھے۔ انہیں جنگ خندق میں ایک تیر لگا تھا جس کا زخم ابھی
ک ہرا تھا۔

حضرت سعدؓ نے فیصلہ کیا کہ یہود کی شرارتوں، بدعہدیوں اور بیوفائیوں
صلہ یہ ہے کہ اس قبیلہ کے مرد قتل کیے جائیں۔ عورتیں اور بچے قید ہوں اور
وال مجاہدین میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

اب یہود کے لیے کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ قلعہ سے نیچے اترے۔ انہیں
فتار کیا گیا۔ اور ان کے شریر لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ اور کچھ آزاد کر دیئے گئے
ن میں زناعہ بن سموئیل وغیرہ شامل تھے۔

اس جنگ میں صرف ایک مسلمان شہید ہوا۔ اس شہید کا نام خلاد
ن سوید تھا۔ ان پر یہودیوں نے اوپر سے ایک چکی پھینکی تھی جس نے
نہیں کچل دیا تھا۔

جنگِ خیبر

یہود مدینہ منورہ سے نکلے تو مدینے سے شمالی مشرق میں آٹھ منزل پر جا آباد ہوئے۔ یہ مقام وادی القریٰ کہلاتا تھا۔ اسی وادی میں یہود نے دس مضبوط قلعے تعمیر کر لیے۔ ان میں سب سے بڑے قلعہ کا نام خیبر تھا یہود نے یہاں نہ صرف اپنی جمعیت بڑھالی بلکہ قریش اور دوسرے عرب قبائل کو بھی مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے لگے۔ بنی غطفان اور بنی اسد کو اپنا حلیف بنالیا۔ اور دس ہزار کا مسلح لشکر تیار کر لیا تاکہ مدینہ پر حملہ کیا جائے۔

یہ خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچیں۔ آپ کو یاد تھا کہ غزوہ خندق کے موقع پر بھی یہود نے اپنی سازشوں کے جال پھیلائے تھے اور مختلف قبائل عرب کو مسلمانوں پر چڑھا لائے تھے۔ اس لیے آپ نے انہیں مدینہ پر حملہ کرنے سے پہلے ہی روک لینا مناسب خیال کیا۔

Marfat.com

صلح حدیبیہ کو ابھی دو ماہ ہوئے تھے۔ محرم ۷ھ کا آخر تھا۔ آپ
نے یہود کے خطرہ سے نپٹنے کے لیے چودہ سو صحابہ رض کو ساتھ لیا۔ راتوں
رات چلے۔ عامر بن اکوع حدی خوان تھے۔ انہوں نے حدی میں
ایسے شعر پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ تھا:۔
"خدا کی قسم! اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے
نہ صدقات دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔
پس اے اللہ! تو ہم پر وقار اور طمانیت نازل فرما اور
دشمن سے مقابلہ آپڑے تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔"
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدی سنی تو فرمایا یرحمک اللہ (ا
خدا تجھ پر رحم کرے) اس پر حضرت عمر رض نے کہا اس کے لیے تو
شہادت واجب ہوگئی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش!
ہم بھی اس سے متمتع ہوتے!
چنانچہ ابن اکوع جنگ خیبر میں یہود سے نبرد آزما تھے۔ مارتے تھے
اور للکارتے تھے۔ تلوار چلاتے تھے اور دشمنوں کا خون بہاتے تھے
کہ خود اپنی ہی تلوار سے ایسا زخم لگا، جو انہیں جنت کے دروازہ پر
لے گیا۔ ان کے چچیرے بھائی سلمہ بن عمرو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے عرض کیا۔
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا عامر شہید ہیں یا نہیں؟ آپ
نے فرمایا وہ شہید ہیں اور پھر آپ نے ان پر نماز جنازہ تمام مسلمانوں کی

Marfat.com

معیت میں پڑھی۔

جب آپ ارض خیبر میں داخل ہوئے تو آپ نے خدا سے دعا کی

"اے آسمان و زمین کے پروردگار، اے جن و انس کے رب! اے ہواؤں کے مالک! ہم تجھ سے اس بستی اور اس کے باشندوں کے لیے بھلائی کی دعا کرتے ہیں۔ اور بستی اور اہل بستی کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔"

ابھی تک قبائل کے جنگ جو اور شورہ پشت خیبر نہیں پہنچے تھے کہ مسلمانوں نے راتوں رات خیبر کو جالیا۔ رات خیبر کی حدود میں گزری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ تمام مسلمان بھی آپ کے ہم رکاب چل پڑے۔ خیبر کے مزدور مزدوری کے لیے ٹوکریاں لیے بیلچے اٹھائے باہر نکلے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے چیختے، پکارتے پیچھے کو بھاگ گئے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اکبر! خیبر ویران ہو گیا۔

بنی غطفان نے اسلامی لشکر کی آمد کی خبر سنی، تو اہل خیبر کی مدد کے لیے نکلے۔ مگر پہلی ہی منزل پر پہنچ کر واپس پلٹ گئے اور خیبر کو اپنی تقدیر پر چھوڑ دیا۔ چنانچہ خدا نے ان کے خطرہ سے مسلمانوں کو آزاد کر دیا۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی طرف بڑھے۔ انہوں

نے اپنے قلعے بند کر لیے۔ محصور ہو کر جنگ کے لیے بیٹھ گئے اور اندر ہی سے پتھر اور تیر پھینکنے لگے۔ یہودیوں کو ان قلعوں پر اس قدر ناز تھا کہ وہ انہیں ناقابل تسخیر سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمان کب تک ان پہاڑوں سے ٹکریں ماریں گے۔ آخر ہاریں گے اور واپس سدھاریں گے۔ ہم باہر نکل کر اپنے آدمی کیوں ضائع کریں؟

یہودیوں کے قلعے واقعی بہت مضبوط تھے۔ مگر مجاہدین کے ایمان ان قلعوں سے بھی زیادہ مستحکم تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان میں موجود تھے۔ انہوں نے قلعہ کی مضبوطی کی پرواہ نہ کی۔ آقائے مولا کے حکم پر پتھر کھاتے، تیروں سے مجروح ہوتے قلعوں پر بڑھتے گئے۔ قلعہ ناعم فتح ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ کے دو قلعے بھی تسخیر ہو گئے۔ اب قلعہ قموص خوفناک بنیادوں پر کھڑا سامنے مسکرا رہا تھا۔ مجاہدین نے چاروں طرف سے اپنا گھیرا تنگ کیا اور قلعہ کی دیوار تک جا پہنچے۔ بیس روز کی جدوجہد اور جنگ و رزم کے بعد یہ قلعہ بھی فتح ہو گیا۔ اس قلعہ سے جو قیدی ملے ان میں حی بن اخطب سردار قلعہ کی بیٹی صفیہؓ بھی تھیں، جنہیں جنگ خیبر کے دوران ہی میں ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہو گیا۔

ام المومنین حضرت صفیہؓ کنانہ بن ربیع یہودی کی بیوی تھیں۔ ایک رات انہوں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے چاند زمین کی طرف اترا اور ان کی گود میں آن گرا۔

جب صفیہؓ نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ بن ربیع کو سنایا تو اس نے

کہا۔ تم حجاز کے بادشاہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آرزو کر رہی ہو؟ یہ کہہ کر ایک دھپڑ اس زور کا مارا کہ گال پر پورے پنجے کا گہرا نشان پڑ گیا۔ یہ نشان اس وقت تک موجود تھا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

قموص کی فتح کے بعد مجاہدین قلعہ وطیح اور سلالم پر بڑھے۔ اور دس روز کی جنگ اور محاصرہ کے بعد اسے بھی فتح کر لیا۔ اب یہود کا سب سے بڑا قلعہ خیبر باقی تھا۔ یہاں کا حاکم مرحب، بہادر، شہ زور اور جنگجو تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دن حضرت ابوبکر صدیق رض کو اسلامی جھنڈا عطا فرمایا۔ اور حکم دیا کہ قلعہ کی فتح کے لیے جنگ کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق رض جھنڈا اٹھائے ایک دستہ فوج کو ساتھ لئے بڑھے، سارا دن کفار سے لڑے۔ مگر کچھ فیصلہ نہ ہو سکا۔

دوسرے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض کو جھنڈا عطا کیا اور قلعہ پر حملے کا حکم دیا۔ مسلمان سارا دن لڑتے اور قلعہ کو فتح کر لینے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر یہودی ڈٹ کر اندر بیٹھے مقابلہ کرتے رہے اور قلعہ فتح نہ ہو سکا۔

اسی طرح مختلف صحابہ ہر روز جنگ کرتے، مگر شام کو خالی ہاتھ واپس آنا پڑتا۔ جب کئی روز گزر گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم! کل میں ایسے شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو قلعہ کو فتح کیے بغیر واپس نہ لوٹے گا۔

Marfat.com

رات گزری، صبح ہوئی۔ صحابہ رضؓ متردد تھے۔ کہ دیکھیں وہ کونسا مبارک شخص ہے جس کے نام پر قلعہ فتح ہوتا ہے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ آپ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا تو وہ تندرست ہو گئیں۔ اور آج کی آخری جنگ کا جھنڈا انہیں عطا کیا۔

حضرت علی رضؓ قلعہ پر بڑھے۔ مشیت ایزدی اپنا کام کر رہی تھی۔ مرحب کو تاؤ آگیا۔ اپنی بہادری پر فخر کرنے لگا۔ وہ غرور سے پھولا ہوا تھا۔ اس نے سوچا، مسلمان اب تک کیا کر سکے ہیں؟ کیوں نہ باہر نکل کر انہیں یہاں سے بھگا دیں۔ کیا مسلمان ہم سے زیادہ بہادر، شجاع، جیالے، اور جرأت مند ہیں۔ چنانچہ اس نے خود پہنا، زرہ سے بدن ڈھانپا۔ تلوار، نیزہ، خنجر، تیر کمان اٹھائے اور فوج کو لیے ہوئے قلعہ سے باہر نکل آیا۔ قلعہ کے سامنے فوج کو آراستہ کیا۔ اور خود رجز پڑھتا، بہادرانہ شان دکھاتا، میدان میں بڑھا، وہ کہہ رہا تھا۔

"سب جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں، مسلح اور تجربہ کار، مرحب خیبر کو معلوم ہے کہ میں آزمودہ کار بہادر ہوں، جب جنگجو شیر اپنی تیزی دکھاتا ہے تو میں کبھی اسے نیزے کی انی پہ اٹھا لیتا ہوں اور کبھی تلوار سے اس کے ٹکڑے اڑا دیتا ہوں۔ میرے علاقہ کے قریب کوئی نہیں آسکتا، میرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔"

Marfat.com

حضرت علیؓ نے اس کی لن ترانیاں سنیں تو میدان کی طرف بڑھے اور فرمایا:۔

"میں وہ ہوں جس کا نام ماں نے شیر رکھا ہے، اور میں جنگل کے شیروں کی طرح خوفناک ہوں۔ میں تمہیں تلوار کی نوک پر اٹھا لوں گا۔"

دونوں بہادر میدان میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے ہو گئے۔ دونوں نے اپنے اپنے ہتھیار سنبھالے، مرحب شجاعت کے نشے میں چور تھا۔ اور اژدہا کی طرح پھنکار رہا تھا۔ گرج کر بولا:۔

کیا پدی کیا پدی کا شوربا! مرحب سے لڑنے آئے ہو! جان تو کر مرنے آئے ہو! جاؤ کسی بہادر کو بھیجو۔

حضرت علی رضؓ نے جواب دیا:۔ میرا قد چھوٹا ہے۔ جسم لاغر ہے مگر میرے سینے میں ایسا دل ہے جو بہت بڑا ہے اور اس دل کا ایمان پہاڑوں سے بڑھ کر مستحکم ہے۔ تمہارا غرور توڑنے اور تمہارا سر پھوڑنے کے لیے میرے بازوؤں میں الٰہی طاقت ہے۔ میں شیر خدا شیر رسولؐ ہوں شیر مقابلہ سے کبھی منہ نہیں پھیرتا۔ میں تو اب تمہارا سر لیے بغیر واپس نہیں جا سکتا۔

مرحب یہ سن کر بھڑک اٹھا، بڑھا، پھرا، پینترا جمایا۔ اور اپنی تیغ خون آشام کو تول کر بولا۔ اچھا لے سنبھل! پھر اس زور سے تلوار ماری کہ پتھر ہوتا تو کٹ جاتا۔ حضرت علی رضؓ نے مرحب کا وار ڈھال پر لیا اور تلوار کو ایک طرف اچھال دیا۔ پھر فرمایا۔ اے دشمن خدا و رسولؐ! تیری تلوار

کی دھار کند ہے۔ اسے تیز کروا کر لاتا، تو خوب تھا۔ اب ہوشیار ہو جاؤ
شیر خدا اور رسول رضؓ کی تیغ کی دھار دیکھو، اس کا کاٹ ملاحظہ کرو!
مرحب نے ڈھال سر پر لی۔ اور دوسرے حملہ کے لیے بڑھا۔ حضرت علیؓ نے تلوار تولی۔ اور اس زور سے ماری کہ ڈھال کٹ گئی۔ تلوار کو یہ موقع خدا دے، وہ سر میں اتری، کافر کا مغز چاٹا۔ سر سے گردن میں در آئی، خون کا مزہ چکھا، اور مرحب کو دو پھانک کر کے زمین پر ڈال دیا۔

ایک نعرۂ تکبیر بلند ہوا اور خدا کی عظمت کی گونج آسمان تک جا پہنچی۔ سورج نے مرحبا کہا، کرنوں نے واہ وا کا نعرہ لگایا۔ ہوائیں احسنت کرتی ہوئی بڑھیں اور حضرت علیؓ کے ہاتھوں کو چومتی ہوئی صحرا کے سینے پر رقص کرنے لگیں۔

یہودی گھبرا اٹھے، اتنے بڑے شجاع اور بہادر سردار کی یہ درگت! ان کے تصور سے بالا تھی۔ مگر اب یہ حقیقت تھی اور کسی کو اس سے انکار کی گنجائش نہ تھی۔

مرحب کے بھائی یاسر نے یہ حادثہ دیکھا تو بے تاب ہو کر میدان میں نکل آیا۔ للکارا!

اے اہلِ اسلام! تم نے میرا بھائی قتل کر دیا۔ آؤ اب میرے انتقام کی آگ میں ایندھن ڈالو۔ خدا کی قسم! میں بھائی کا انتقام لیے بغیر واپس نہ جاؤں گا!

Marfat.com

حضرت زبیرؓ بن عوام فوراً میدان میں آئے اور نعرۂ تکبیر سے خاموش میدان میں جان ڈال دی۔

ان کی والدہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے کو میدان میں اُترتے دیکھا۔ تو مرحبا کا نعرہ لگایا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ "میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میرا بیٹا شہید ہو جائے گا؟

آپ نے فرمایا، ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ یاسر قتل ہو گا اور زبیرؓ غازی!

زبیرؓ اور یاسر پر دونوں لشکروں کی نگاہیں جم گئیں۔ دونوں اپنی اپنی تیغ زنی کے جوہر دکھانے لگے۔ تلواریں چمکتیں تو یوں معلوم ہوتا کہ دو بجلیاں آپس میں اُلجھ پڑی ہیں۔ یاسر مشہور جنگ جو تھا۔ مگر زبیرؓ نے اس کی شہرت کا خاتمہ کر دیا۔ ایک ایسی تلوار ماری کہ گردن کٹ کر دور جا پڑی۔ بے جان لاشہ مجاہد کے قدموں پر آ گرا۔ لشکر اسلام نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اور یہود پر ایک ہیبت طاری ہو گئی۔ وہ پیچھے کو بھاگے۔ اور قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ مجاہدین نے پوری ہمت سے تعاقب کیا مگر دروازہ بند ہو چکا تھا۔

حضرت علیؓ کو جوش آ گیا۔ دوڑتے ہوئے آئے ہاتھ دروازے پر ڈالا اور اسے اکھاڑ کر ایک طرف پھینک دیا۔ یہ کیا تھا۔

Marfat.com

مجاہدین تلواریں تولتے ہوئے اندر آ گھسے اور ایک ایسا نعرۂ تکبیر مارا کہ قلعہ خیبر کی بنیادیں لرز گئیں۔ یہود نے الامان الامان پکارتے ہوئے مجاہدین کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ اب قلعہ فتح ہو چکا تھا۔ اور دشمن مسلمانوں کے رحم و کرم پر تھے۔ غرض شرائط ذیل پر صلح ہوئی۔ اور سب دشمنوں کو امان دے دی گئی:-

۱۔ اہل خیبر کو امان دی جاتی ہے۔

۲۔ وہ اپنا تمام مال و اسباب تاوان جنگ کے طور پر مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔

۳۔ خیبر کی زمین مسلمانوں کی ملکیت ہو گی اور یہودی رعایا بن کر رہیں گے۔

۴۔ یہود ہر سال اپنی پیداوار کا نصف بطور خراج ادا کیا کریں گے۔

۵۔ اگر آئندہ یہود بدعہدی کریں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہو گا کہ آپ انہیں جلاوطن کر دیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا۔ تو زینب بنت حارث نے آپ کی خدمت میں ایک بھنی ہوئی بکری پیش کی۔ اس ساری بکری میں اس نے زہر ملا رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت منہ میں ڈالا اور اُگل دیا۔ پھر فرمایا یہ گوشت بتاتا ہے کہ "میں زہر آلود ہوں۔" زینب نے اعتراف کر لیا تو آپ نے پوچھا۔ تم نے ایسا کیوں کیا؟

Marfat.com

اس نے کہا۔ میں نے یہ سوچ کر ایسا کیا تھا۔ کہ اگر آپ بادشاہ ہیں تو زہر سے مر جائیں گے۔ اور ہماری قوم کو نجات مل جائے گی۔ اگر آپ سچے نبی ہیں تو گوشت خود بتا دے گا۔

اس جنگ میں ایک نومسلم حجاج بن علاط بھی شامل تھا۔ یہ مکہ کا باشندہ تھا۔ اس کے بیوی بچے اس کے اسلام سے آگاہ نہ تھے۔ اور ابھی تک کفر کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔

فتح خیبر کے بعد یہ شخص مکہ میں آیا۔ ابھی تک مکہ میں خیبر کی فتح کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ مگر خیبر پہ فوج کشی کی شہرت تھی۔ جونہی اس کی اونٹنی مکہ میں پہنچی، چاروں طرف سے قریش دوڑے ہوئے آئے۔ اور پوچھنے لگے۔ ابومحمد! کہاں سے آئے ہو؟

حجاج نے جواب دیا۔ خیبر سے آرہا ہوں!

واہ! خیبر تو بڑا شاداب علاقہ ہے۔ یہودیوں نے اس علاقہ کو بہشت بنا رکھا ہے۔

ہاں! ایسا ہی ہے۔ یہودی بڑے دولت مند ہیں۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خیبر پہ حملہ کیا تھا؟

ہاں کیا تھا!

پھر کیا ہوا؟

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شکست کھائی اور اس کے صحابہؓ بری طرح قتل کیے گئے!

Marfat.com

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کیا بنا؟

وہ گرفتار ہے۔ یہود کہتے تھے کہ اسے مکہ میں قریش کے پاس بھیج دیں گے۔ تاکہ وہ ان سے اپنے آدمیوں کے قتل کا انتقام لے سکیں!

اب کیا تھا۔ سارے شہر میں شور مچ گیا۔ کفار خوشی سے دیوانے ہو گئے۔ بازاروں اور گلیوں میں ناچنے لگے۔ لات و ہبل کی جے کے نعروں سے سارا شہر گونج اٹھا اور اس خاموش بستی میں زندگی رقص کرنے لگی۔

حجاج اپنے گھر گئے۔ بیوی سے کہا، میں خیبر سے آرہا ہوں۔ وہاں مسلمانوں کو شکست ہوئی ہے۔ یہود نے ان کا مال لوٹ لیا ہے اب یہی کل سستے داموں بکے گا۔ تم مجھے سارا روپیہ دے دو۔ میں مال خرید لاؤں گا۔ یہاں کئی گنے ہو جائیں گے۔

بیوی نے اپنا دفینہ نکال حاضر کیا۔ پھر وہ اپنے مقروضوں سے روپیہ وصول کرنے لگا۔

حضرت عباس رض تک یہ خبر پہنچی تو وہ حجاج کے پاس آئے اور پوچھا یہ کیا خبر ہے؟

اس نے جواب دیا۔ مجھے لوگوں سے روپیہ وصول کر لینے دو پھر پوچھنا! کیونکہ میں تم سے تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں۔

جب حجاج نے سارا روپیہ سمیٹ لیا، تو حضرت عباس رض کے پاس آیا اور مبارک باد دیتے ہوئے کہا، تمہارے بھتیجے نے خیبر میں

Marfat.com

بہت بڑی فتح حاصل کی ہے اور یہودیوں کے بادشاہ حی بن اخطب کی بیٹی کو اپنی بیوی بنالیا ہے۔ میں نے تو صرف اپنا روپیہ حاصل کرنے کے لیے یہ جھوٹ بولا تھا۔ میں مسلمان ہوچکا ہوں کل مدینہ کی راہ لوں گا میرے چلے جانے کے تیسرے دن آپ یہ بات لوگوں کو بتا سکتے ہیں۔

حجاج چلا گیا۔ تیسرے روز حضرت عباس رضؓ نے نیا لباس پہنا، خوشبو لگائی، چھڑی ہاتھ میں لی اور کعبہ کا طواف کیا۔ قریش نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔ اور بولے ابو الفضل! اس حادثہ جانکاہ میں اتنا صبر تمہارا ہی دل گردہ ہے!

انہوں نے کہا کیسا حادثہ؟

کفار نے کہا۔ تمہارے بھتیجے کو یہود نے گرفتار کر لیا ہے۔ اس کے ساتھی قتل ہو چکے۔ اب یہود اسے مکہ میں بھیجیں گے تاکہ ہم اپنے ہاتھوں سے اسے قتل کر دیں۔

حضرت عباس رضؓ نے کہا خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خیبر کو فتح کر چکے ہیں اور وہاں کے بادشاہ حی بن اخطب کی بیٹی سے ان کی شادی ہو چکی ہے! اب وہ خیبر کے مالک ہیں!

کفار نے حیرت سے پوچھا۔ تمہارے پاس یہ خبر کون لایا ہے؟

حضرت عباس رضؓ بولے۔ جو قتل کی خبر تمہارے پاس لایا تھا، وہی شادی کی خبر میرے پاس بھی لایا ہے۔ اس نے تم سے اپنا آپ چھپایا ہے۔ وہ مسلمان ہو چکا ہے۔ اسے اپنا روپیہ حاصل کرنا تھا، وہ اس

Marfat.com

کرلیا۔ اور چلا گیا۔ اس خبر سے کفار پر ایک بجلی گری اور وہ ہاتھ مل مل کر کہنے لگے۔ کاش ہمیں معلوم ہوتا؟

حجاج کی بیوی نے یہ خبر سنی تو روتی پیٹتی نکلی، ہائے میں لٹ گئی۔ حجاج مجھے دھوکا دے گیا؛ وہ مجھ سے سارا روپیہ لے گیا ہے میں بھوکی اور بے سہارا رہ گئی۔ میرے بچے اب لقمہ لقمہ کو ترسیں گے حجاج! تیرا برا ہو۔

فتح خیبر کی تکمیل کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وادی القریٰ کی طرف واپس آئے۔ چند قبائل خصوصًا بنی غطفان کو مطیع کیا۔ اور مدینہ تشریف لے گئے۔

Marfat.com

جنگِ موتہ

۸ھ کی ابتدا تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرۂ قضا ادا کر کے مکہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے تھے۔ شام کے ایک شہر موتہ میں ایک مسلمان سفیر وارد ہوا۔ جس کا نام حارثؓ بن عمیر تھا۔ یہ سفیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک یہاں کے سردار شرجیل بن عمر غسانی کے پاس لایا۔ شرجیل نے خط کو پڑھا۔ اس میں دعوتِ اسلام تھی۔ عیسائی سردار کی بھویں خط پڑھتے ہی تن گئیں۔ نتھنے پھول گئے۔ عرب کے لوگ جنہیں ہم بھوکا ننگا سمجھتے ہیں، جن کے پاس نہ کھانے کو ہے نہ پہننے کو، ہمیں مذہب چھوڑنے کی دعوت دیتے ہیں!

پھر سفیر کی طرف متوجہ ہوا۔ "تمہیں ایسی جرأت کیسے ہوئی۔ جانتے نہیں ہو۔ میں ایک عیسائی سردار ہوں۔"

"یہ جان کر ہی آپ کو دعوتِ اسلام دی گئی ہے۔ تاکہ آپ آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔" حارث بن عمیر نے جواب دیا۔

Marfat.com

خوب! تو ہم دوزخ کا ایندھن ہیں۔ عیسائیت جھوٹا مذہب ہے؟
"ہاں! اسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب سچا نہیں ہے۔ اگر عیسائیت میں صداقت ہوتی تو اسلام دنیا میں نہ آتا۔"
"تم جھوٹے، تمہارا مذہب جھوٹا" یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔ اس نے حکم دیا کہ اس سفیر کو قتل کر دیا جائے"!
حکم کی دیر تھی۔ ایک نہتا مسلمان تلوار کا لقمہ بنا دیا گیا۔ اور اس کا نحیف و نزار جسم ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔
یہ خبر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا کہ ایک مسلمان بے قصور مارا گیا۔ آپ نے جمادی الاول میں موتہ پر چڑھائی کے لیے تین ہزار سرفروش صحابہؓ کا ایک لشکر تیار کیا۔ زیدؓ بن حارثہ کو سپہ سالار مقرر فرمایا۔ اور حکم دیا۔ کہ اگر زیدؓ بن حارثہ شہید ہو جائیں۔ تو جعفر بن ابی طالب سردار ہوں اگر وہ بھی شہادت کے مرتبہ پر سرفراز ہوں تو عبداللہ بن رواحہ سرلشکر ہوں۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مجاہد جسے چاہیں اپنا سردار چن لیں۔
یہ لشکر منزلیں طے کرتا ہوا معان پہنچا۔ یہاں معلوم ہوا کہ ہرقل شاہِ روم ایک لاکھ رومی فوج کے ساتھ مآرب میں مقیم ہے۔ عرب کے صحرا نشین عیسائی قبائل لخم، حذام، بہرا، بلی، قنیس وغیرہ بھی جن کی تعداد ایک لاکھ سے کم نہ ہو گی۔ شاہ ہرقل کی آمد پر ناں جمع ہیں۔
اتنی بڑی فوج کے مقابلہ پر صرف تین ہزار مسلمان، اپنے وطن

Marfat.com

سے دور، جن کے پاس لڑائی کا پورا ساماں بھی نہ تھا۔ صرف ایمان تھا اور خدا کی خوشنودی اور رضامندی کا احساس! لشکر کے سرداروں نے سوچا۔ کہ اب کیا ہو؟ انہوں نے اسی سوچ بچار میں دو راتیں معان میں گزار دیں۔ آخر فیصلہ ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ وسلم کو حقیقت حال سے مطلع کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے آپ کمک بھیج دیں یا کوئی اور مناسب حکم دیں۔

عبداللہ بن رواحہ رضؓ نے کہا:-

"مسلمانو! یہ وقت اتنے سوچ بچار کا نہیں۔ کیا ہم خدا کی خوشنودی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کے لیے نہیں آئے۔ دشمن کی کثرت کا خیال نہ کرو۔ فتح و شکست خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جنگ کا نتیجہ موت یا فتح ہے۔ موت ہمارے لیے شہادت ہے اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ پھر دشمن کی کثرت کا خیال بے معنی ہے۔ آؤ ہم شہید ہو کر خدا کی رضامندی حاصل کر لیں!"

عبداللہ بن رواحہ نشۂ شہادت میں سرشار تھے۔ وہ دلیانہ وار شہادت کے طلبگار تھے۔ انہیں دشمن کی کثرت اور اپنی قلت کی پرواہ نہ تھی۔ ان کی تقریر سے اہل ایمان کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اب وہ آسمان کے ستاروں پر کمند ڈالنے کے لیے تیار تھے۔ چنانچہ وہ بڑھے اور بلقا کی سرحد پر پہنچ گئے۔ سامنے ہرقل کی افواج بے شمار نظر آ رہی تھیں تو مسلمٔ

Marfat.com

وتہ میں اکٹھے ہو گئے۔ اسی گاؤں کے نام پر اس جنگ کا نام مشہور ہوا
دشمنوں نے دیکھا کہ ایک قلیل سی فوج ہے۔ بے سروسامان سے،
حرکت میں آئے۔ آگے بڑھے، طوفان کی مانند چڑھے اور چاہا کہ ایک
ہی حملے میں ان کا خاتمہ کر دیں۔ یہ بھیڑیے لگے نہیں گدھوں اور گیدڑوں کی
خوراک بنیں۔ کوئی یہ بتانے والا بھی باقی نہ رہے کہ اس فوج کا کیا ہوا۔
آسمان اچک لے گیا۔ یا زمین نگل گئی۔

مسلمانوں نے جلدی جلدی اپنا میمنہ، میسرہ ترتیب دیا۔ میمنہ
پر قبیلہ بنو عذرہ کے قطبہ رضؓ بن قتادہ کو مقرر کیا۔ میسرہ پر عبایہ بن مالک
انصاری افسر ہوئے۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ دشمن بڑے
حوصلے سے آگے بڑھے۔ اور حملہ کر دیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ حضرت
زیدؓ بن حارثہ اسلامی جھنڈا لیے ہوئے بڑے جوش سے حملہ آور ہوئے
مارتے، کاٹتے، گراتے، جھنڈے کو بچاتے دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے
جدھر جاتے، دشمنوں کا صفایا کرتے، مقتول ایک پر ایک گرتے
مگر اتنی کثرت میں کمی کے آثار پیدا نہ ہوتے۔ آخر ایک دشمن نے ان
کے سینے میں نیزہ مارا جو خالی نہ گیا۔ اور وہ عروس شہادت سے ہمکنار
ہو گئے

ان کے گرتے ہی حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے جھنڈا اٹھایا۔ اور
خدا کا نام لے کر دشمنوں میں گھس گئے۔ آگے، پیچھے، دائیں، بائیں تلوار چلاتے
دشمن کو دباتے، مارتے، کاٹتے، ابھرتے، بکھیرتے گئے۔ دشمنوں کے

لیے اس شیر کو سنبھالنا اور روکنا مشکل ہو گیا۔ آخر انہوں نے ان کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں۔ آپ فوراً گھوڑے سے نیچے کود پڑے گرتے گرتے سنبھل گئے۔ اگرچہ آپ پیادہ تھے، مگر اس ہاشمی شیر کو روکنا پھر بھی آسان نہ تھا۔ جدھر حملہ کرتے، دشمن بھاگنے ہی میں عافیت سمجھتے۔ دشمنوں نے ان پر کئی حملے کیے، مگر ناکام رہے۔ آخر انہیں زرغے میں لے ہی لیا۔ ایک بدبخت نے ان کے داہنے بازو پر اس زور سے تلوار ماری کہ بازو کٹ کر گر پڑا۔ آپ نے جھٹ بائیں ہاتھ سے جھنڈے کو سنبھالا۔ پھر کئی تلواریں اس بازو پر پڑیں اور یہ بھی کٹ کر گر گیا تو آپ نے جھنڈے کو سینے سے لگا لیا۔ آخر زخموں سے نڈھال ہو کر گرے۔ اس وقت اس شہید شباب کی عمر صرف تینتیس برس کی تھی۔ ان کے جسم پر پچاس زخم گلوں کو شرمار ہے تھے۔

جعفر بن ابی طالب کی شہادت کوئی معمولی صدمہ نہ تھا۔ مگر مسلمان اسے پی گئے۔ عبداللہ بن رواحہ بڑھے اور جھنڈا اٹھا لیا۔ ساتھ ہی اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا کہ دشمن گھبرا گئے۔ اس نعرہ سے مسلمانوں کا جوش بڑھ گیا اور سارا میدان جنگ تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا۔ دیوانہ وار تلوار چلنے لگی۔ دشمن بھاگ گئے تھے اور پھر جمع ہو جاتے تھے۔ اس شیر کو گھیرتے تھے۔ مگر وہ بار بار نکل جاتا تھا۔ جو سامنے آتا، اس کا استقبال کرتی اور زمین پر گر کر اپنے لہو میں نہا جاتا۔

رومی اور غسانی بڑھ بڑھ کر آتے۔ تلوار کی ضرب کھاتے اور

ہٹ جاتے۔ ان کے سرداروں نے یہ حال دیکھا تو غیرت دلائی "بے غیرتو!
تم نے گھر میں مار کھائی۔ یہ چند ہزار بھوکے ننگے تم سے نہیں سنبھلتے" عیسائی
سردار نے چلا کر کہا "عرب کے خون کی غیرت کہاں گئی۔ تمہارے جوش حمیت
کو کیا ہوا؟ اگر مقابلہ پر عرب ہیں، تو تم بھی تو عرب ہو۔ تلوار کو تلوار تو کاٹ
سکتی ہے۔ بڑھو اور ان بھوکے ننگوں کی تکا بوٹی کردو۔ رومیوں کے سامنے
ذلیل ہو کر پیچھے ہٹنے سے تو مر جانا بہتر ہے"!
رومی اور غسانی عیسائیوں کا جوش بڑھ گیا۔ انہوں نے عبداللہ بن رواحہ کو
گھیرے میں لے لیا۔ ایک ہی دفعہ تلواروں کا مینہ برس گیا۔ نیزوں کی
انیں حلق سے باہر نکل آئیں اور یہ عربی سفیر اسلام کی آن پر قربان ہو گیا۔
عبداللہ بن رواحہ جیسے ہی شہید ہو کر گرے، ثابت بن ارقم نے
جھنڈے کو ملند کر دیا۔ اور پکار کر کہا:۔
"مسلمانو! نیا سالار منتخب کر لو۔" جنگ میں مصروف مسلمانوں نے جواب
دیا "اگر تم اسے نہیں سنبھالتے تو خالدؓ بن ولید کو دے دو۔" ثابتؓ بن ارقم
نے اسی وقت جھنڈا خالدؓ کے سپرد کر دیا اور خود تلوار لے کر دلوں کا غصہ
نکالنے لگے۔
خالدؓ نے جھنڈا لے لیا۔ فوج کو ترتیب دی، دشمن پر اس زور کا حملہ
کیا کہ وہ ایک طرف کو سمٹ گئے۔ مسلمان مجاہد بکھرے ہوئے لڑ رہے
تھے، انہیں موقع ملا تو اپنی صفوں میں آ گئے۔ خالدؓ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔
اس کے ساتھ ہی مجاہدوں کی آواز بلند ہوئی۔ اور شام کے بت خانوں

Marfat.com

کے بہت سہم گئے۔ دشمن سمجھے مسلمانوں کو کمک ملنے کی خوش خبری پہنچ گئی اُنہوں نے اپنی صفوں کو درست کرنا چاہا۔ مگر خالدؓ نے انہیں مہلت نہ دی۔ اپنی فوج میں سے اکیلے نکلے، اور گھوڑا دوڑاتے رجز پڑھتے دشمنوں پہ پل پڑے۔ دائیں بائیں اس طرح تلوار چلائی کہ میدان لاشوں سے بھر دیا۔ زخمیوں کی چیخ پکار سے کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ لہو زخمیوں کے جسم سے نکل نکل کر زمین کے پیٹ میں جانے لگا۔ دشمن اور پیچھے ہٹ گیا۔ اس جنگ میں آپ کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں۔

غرض ادھر دشمن ہٹے۔ ادھر خالدؓ پلٹے۔ اپنی صفوں میں آئے۔ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے گئے۔ اور دونوں لشکروں میں فاصلہ بڑھتا گیا۔ رومیوں کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ اسلامی فوج کا تعاقب کرتے۔ انہوں نے اسی میں خیر سمجھی کہ جان بچی۔

غرض حضرت خالدؓ نے اسلامی فوج کو اور پیچھے ہٹایا۔ حتیٰ کہ یہ فاصلہ بڑھتے بڑھتے اتنا زیادہ ہو گیا کہ دونوں لشکر ایک دوسرے کی نگاہوں سے غائب ہو گئے۔

اب مسلمان صحرا میں تھے اور رومی اپنے میدان میں۔ انہیں صحرا میں اُترنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ وہ حضرت خالدؓ کی تلوار کا کاٹ دیکھ چکے تھے۔ وہ شمشیرزنوں کے بازو آزما چکے تھے۔ انہیں تعاقب کی جرأت کیسے ہو

جب یہ لڑائی موتہ کے میدان میں لڑی جا رہی تھی۔ آنحضرت اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم گرد اگرد بیٹھے

Marfat.com

دفعتہً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

زید بن حارثہ نے جھنڈا لیا اور اسے لیے ہوئے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اب جعفرؓ نے جھنڈا اٹھایا۔ اور دشمنوں میں گھس گئے۔ یہاں تک کہ شہادت کا درجہ پایا۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا اٹھایا۔ اور وہ بھی شہید ہو گئے۔

اب جھنڈا خالدؓ کے ہاتھ میں ہے۔ خالد سیف اللہ ہے۔

صحابہؓ حیران رہ گئے۔ کہ آپ نے یہ کیا فرمایا؟ مگر جلد ہی آپ نے فرمایا: "جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہ تمہیں نظر نہیں آتا۔"

جب اسلامی فوج موتہ سے چل کر مدینہ کے قریب پہنچی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ اسلام ان کے استقبال کو نکلے۔ بچوں کا ہجوم تیزی سے دوڑ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سواری پر سب سے آگے آگے تھے۔ آپ نے بچوں کو دیکھا تو فرمایا۔ "انھیں سواریوں پر بیٹھا لو اور جعفر کا بیٹا مجھے دو۔" آپ نے عبداللہ بن جعفر کو اپنے آگے بٹھا لیا۔

جب مجاہد قریب آئے تو بعض لوگوں نے کہا۔ "او بھگوڑو! تم اللہ کے راستے میں جنگ کرتے ہوئے کیا گئے کھڑے ہوئے!"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا:۔

"یہ بھگوڑے نہیں بلکہ پلٹ کر دوسرا حملہ کرنے والے ہیں انشاء اللہ"

صحابہؓ نے حضرت خالد اور دوسرے مجاہدوں سے جنگ کے حالات سنے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی الٰہی بصیرت پر حیران رہ گئے۔

Marfat.com

فتح مکہ

آفتاب اسلام کے طلوع ہونے سے پہلے ہی قبیلہ بنی بکر اور قبیلہ بنی خزاعہ میں رقابت کی کالی بلا موجود تھی۔ یہ دونوں قبیلے ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ ان کی دشمنی کی حدود سے حدود حرم بھی محفوظ نہ تھیں۔ صلح حدیبیہ میں قبائل کو یہ آزادی عطا ہوئی تھی۔ کہ وہ کفار قریش یا مسلمانوں میں سے جس سے چاہیں معاہدۂ معاونت استوار کرلیں۔ چنانچہ بنی بکر قریش کے حلیف بن گئے اور بنو خزاعہ نے مسلمانوں سے معاہدہ کرلیا۔

قریش کی مخالفت اسلام سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بنی بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ قریش نے بھی اس کا ساتھ دیا اور اتنی خونریزی کی کہ بنو خزاعہ حرم میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ مگر بنو بکر نے انھیں یہاں بھی چین نہ لینے دیا۔ اور جی بھر کر ظلم کیا۔

بنو خزاعہ کے لیے زمین کی وسعت تنگ ہو گئی، صحرا کی فراخی دسترس میں نہ رہی۔ آسمان دور تھا۔ اونچا بہت اونچا۔ آخر ان میں سے دو آدمی

Marfat.com

کسی طرح چھپ چھپا کر نکلے اور مدینہ کا راستہ لیا۔ یہاں پہنچ کر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی حالت بیان کی۔ بنو بکر اور قریش کے ظلم و ستم بیان کیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حلیف کی مصائب و زیادتیاں سنیں۔ افسوس کا اظہار کیا۔ اور فرمایا عنقریب تمہاری مدد کی جائے گی۔

ان کے بعد بدیل بن ورقاء خزاعی چند خزاعیوں کو ساتھ لے کر آیا اور پوری تفصیل کے ساتھ اپنے نقصانات بیان کیے۔ اور یہ بھی بتایا کہ قریش نے بنی بکر کی مدد کر کے ہمیں اس حال تک پہنچایا ہے۔

بنی خزاعہ کی داستان غم سن کر حضور رحمت اللعالمینؐ کا دل بھر آیا قریش کی بدعہدی سے صدمہ ہوا۔ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی۔ ایک بادل کا ٹکڑا نظر آیا۔ فرمایا "یہی بادل بنی خزاعہ کے لیے مدد کا مینہ برسائے گا۔"

بنی خزاعہ کے سفیر بنی بکر کے مظالم اور قریش کی سختی کے مناظر بیان کر کے واپس ہوئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اب ابوسفیان آئے گا، اپنی صفائی پیش کرے گا۔ حدیبیہ کے معاہدے کی مدت میں توسیع کا طالب ہوگا۔ اور معاہدے کو مضبوط کرنے کی کوشش کرے گا۔

خزاعی مظلوم مکہ کے مسافر تھے۔ چھپ کر آئے تھے اور پوشیدہ طور پر واپس جا رہے تھے۔ مقام عسفان پر پہنچے تھے کہ ابوسفیان آتا ہوا دکھائی دیا۔ جو معاہدہ کی توسیع کے لیے مدینہ جا رہا تھا۔ اس نے جو ان خزاعیوں کو دیکھا

Marfat.com

تو گھبرایا کہ ہو نہ ہو یہ مدینہ سے آرہے ہیں۔ پوچھا! بدیل کہاں سے آرہے ہو؟
یونہی ذرا ساحل خزاعہ پر وادی میں گھومنے کو چلا گیا تھا! بدیل نے
جواب دیا۔

تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تو نہیں گئے تھے؟

نہیں! میں کہاں جاتا، یہ کہکر بدیل نے اپنا راستہ لیا۔

ابوسفیان نے دل میں کہا۔ بدیل نے سچ نہیں بتایا۔ اچھا! میں
معلوم کرلوں گا۔ اگر بدیل مدینہ گیا ہو گا تو اس کے اونٹ نے کھجور کی گٹھلیاں
ضرور کھائی ہوں گی!

ابوسفیان نے اونٹ کی مینگنیاں دیکھیں تو ان میں کھجور کی گٹھلیاں تھیں!
یہ دیکھ کر اس کی پریشانی بڑھ گئی۔ اسے اپنے مقصد میں کامیابی نظر نہ آئی،
گھبرایا، بدحواس ہوا، مگر جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔ قریش کی بدعہدی اور مظالم کی
اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ چکی تھی!

چاہا کہ مکہ واپس لوٹ جائے مگر پھر خیال آیا کہ اب مسلمانوں کی طاقت اتنی
بڑھ چکی ہے کہ یہ چشمہ سیلاب بن چکا ہے۔ اگر انھوں نے مکہ پر حملہ کر دیا تو اسے
کون روکے گا؟ ساری ہی قوم پس جائے گی۔ یہ سیلاب سب کو بہا کرلے جائیگا۔
ہمارے مظالم اور شدائد ہمیں تباہ کر دیں گے! مدینہ چلیں، ممکن ہے کوئی اچھی
صورت پیدا ہو جائے!

اسی حیص بیص میں مدینہ کی طرف بڑھا۔ منزلیں طے کرتا، تھکا ہارا شہر میں
پہنچا، تو سب سے پہلے حضرت ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ اپنی بیٹی کے دردولت

پر گیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ بیٹی نے دروازہ کھولا۔ باپ کو کھڑے پایا۔ اندر بلایا
ابوسفیان اندر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بچھا تھا۔ اس پر بیٹھنا چاہا
بیٹی نے جھٹ سے بستر لپیٹ کر رکھ دیا۔ اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ابوسفیان بیٹھنے کو تو بیٹھ گیا۔ مگر حیران تھا، کہ بیٹی نے بستر لپیٹ کر کیوں رکھ لیا۔ آخر پوچھا:۔

بیٹی! تم نے بستر کیوں لپیٹ لیا؟ کیا بستر مجھ سے بہتر تھا؟

ابا! ہاں بستر بہتر تھا۔ تم نہیں جانتے؟ یہ بستر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، خدا کے نبی کا ہے، میرے اور تمام مسلمانوں کے آقا و مولا کا ہے۔

"میں بھی تو قریش کا سردار ہوں"

آپ بے شک قریش کے سردار ہیں۔ مگر مشرک ہیں اور مشرک نجس ہوتا ہے مجھے ایک مشرک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بٹھاتے ہوئے شرم آتی ہے!

"مجھ سے جدا ہونے کے بعد تجھ میں کیسی باتیں پیدا ہو گئی ہیں"؟

"جیسا دل میں نور کی روشنی آجاتی ہے۔ تو تاریکی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔"

"تو کیا میں نجس ہوں"؟

"یقیناً اس میں شبہ کی کیا گنجائش ہے"؟

ابوسفیان بددل ہو کر اٹھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا

آپ سے گفتگو کرنا چاہی۔ مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کیا۔ انہوں نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔ یہ دیکھ کر اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کیا۔ انہوں نے کہا۔ مجھ سے سفارش کی امید رکھتے ہو؟ واللہ اگر مجھے اجازت ہو تو تمہارے خلاف جہاد کروں۔

مایوس ہو کر ابو سفیان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچا۔

اس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت امام حسین رض بھی موجود تھے۔ ابو سفیان نے کہا، علی رض! تم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری سفارش کر دو، میں ناکام واپس جانا نہیں چاہتا۔

تمہارے چاہنے نہ چاہنے کا سوال ہی نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بات کا عزم صمیم کر چکے ہیں۔ اب اس میں رد و بدل ممکن ہی نہیں!

ابو سفیان نے حضرت فاطمہ رض سے کہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی! کیا تم اس اپنے چھوٹے سے بیٹے سے کہو گی کہ دونوں فریقوں میں بیچ بچاؤ کر دے؟

حضرت فاطمہ رض نے جواب دیا۔ اتنا ذرا سا بچہ کیا بیچ بچاؤ کر سکتا ہے سچ پوچھو تو اس وقت کوئی بھی بیچ بچاؤ نہیں کر سکتا۔

یہ سن کر ابو سفیان نے حضرت علی رض سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں سمجھتا ہوں اب حالات بے حد بگڑ چکے ہیں۔ اچھا تم مجھے کوئی مفید مشورہ ہی دے دو حضرت علی رض نے کہا۔ تم قریش کے سردار ہو۔ اب یہی کچھ ہو سکتا ہے۔ کہ

Marfat.com

سب لوگوں کے سامنے جاکر معاہدہ صلح حدیبیہ کی تجدید کا اعلان کر دو۔ اور اپنا راستہ لو۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ اس سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے"؟

"نہیں مگر اس کے سوا اب اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ حضرت علی رضؓ نے جواب دیا۔

اب ابوسفیان مجبور تھا۔ اسے کسی نے منہ نہ لگایا تھا۔ سب نے اسے دھتا بتایا تھا۔ وہ مسجد میں گیا۔ اور کھڑے ہو کر بولا:۔

"لوگو! میں سب کے سامنے صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی تجدید کرتا ہوں"۔

یہ کہہ کر اس نے جواب کا انتظار بھی نہ کیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کیا جواب ملے گا۔ وہ جلدی جلدی مسجد سے نکلا اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ کو چلا گیا۔

وہ مایوس تھا۔ اپنے انجام پر متفکر تھا۔ حیران و پریشان تھا۔ اسے اپنے عزائم میں کوئی بلندی نظر نہ آتی تھی۔ کوئی بات نہ سوجھتی تھی۔ اونٹ پر سوار جا رہا تھا۔ مگر بے خبر تھا کہ اونٹ کدھر لیے جا رہا ہے۔ اس کا دل مضطرب تھا اور ذہن پریشان۔

شہر میں پہنچا تو قریش نے آگھیرا۔ کہو کیا کر کے آ رہے ہو؟ معاہدہ کی تجدید ہوئی یا نہیں؟ یہی سوال تھے جو مختلف زبانوں پر تھے۔ آخر ابوسفیان نے مہر سکوت کو توڑا۔ گھبرایا ہوا بولا:۔

میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس گیا۔ انہوں نے میری کسی بات کا

جواب نہ دیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ سے ملا۔ انہوں نے بھی چپ سادھ لی حضرت عمرؓ سے بات کی تو انہیں نہایت متشدد پایا۔ صرف حضرت علیؓ نے نرمی سے بات سنی اور مشورہ دیا کہ سب لوگوں کے سامنے تجدید معاہدہ کا اعلان کر دو۔

چنانچہ میں نے یہی کیا اور مکہ کی راہ لی۔

لوگوں نے پوچھا "کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی تصدیق کر دی؟" اس نے نفی میں جواب دیا، قریش نے کہا، تجھ پر خدا کی مار! تمہارے اس اعلان سے کیا ہوگا؟ یہ تو نہ ہونے کے برابر ہے۔

ابوسفیان نے جواب دیا۔ اس کے سوا مجھے کوئی بات نہیں سوجھی۔ تم کیا جانو افکار پریشاں کا کتنا بوجھ میرے سر کو دبا رہا ہے۔

ابوسفیان چلا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد کے لیے تیاری کا حکم دیا۔ جس نے سنا تیار ہونے لگا۔ آپ نے اپنے گھر میں اپنے سامان کی تیاری کے لیے فرما دیا۔ اسی اثنا میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ آپ کے دولت کدہ پر آئے۔ دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان سفر کی تیاری میں لگی ہوئی ہیں۔ پوچھا، بیٹی! کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں! ابا جان آپ بھی تیاری کریں!

انہوں نے پھر پوچھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہاں کا قصد فرما رہے ہیں؟ جواب ملا۔ قسم بخدا مجھے کچھ علم نہیں!

Marfat.com

جلد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ مکہ پر چڑھائی ہے
[قریش]وں سے لڑائی ہے۔ کوشش سے تیاری کرو۔ ساتھ ہی دعا فرمائی :-
باری تعالیٰ قریش کو ہماری تیاری کا علم نہ ہو۔

حاطب ابن ابی بلتعہ کے اہل و عیال مکہ میں رہتے۔ اس نے اہل مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم مکہ سے مطلع کرنے کے لیے ایک خط لکھا۔ اور ایک عورت کو منہ مانگی اجرت پر مکہ جانے کے لیے تیار کر لیا۔ اس عورت نے خط لیا اسے سر کے بالوں میں چھپایا اور اونٹ پر سوار ہو کر مکہ کو چل دی۔ خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرما دیا۔ آپؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ بن عوام کو اس عورت کے تعاقب میں روانہ فرمایا۔ جنہوں نے مدینہ سے بارہ میل پر اسے جا لیا۔ اونٹ سے اتارا، کجاوے کی تلاشی لی۔ مگر کچھ برآمد نہ ہوا۔ نہ وہ عورت ہی راز فاش کرنے پر آمادہ ہوئی۔

حضرت علیؓ نے کہا۔ اے عورت! خط نکال دے۔ ورنہ ہم کپڑے اتروا کر تلاشی لیں گے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط نہیں بتایا۔
اس تنبیہ کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ عورت نے کجاوے کی اوٹ میں ہو کر سر کی گندھی مینڈھیاں کھولیں اور خط نکال کر حوالے کر دیا۔ دونوں صاحب یہ خط لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خط پیش کیا۔ آپؐ نے حاطب کو بلایا۔ پوچھا، حاطب! یہ کیا حرکت ہے؟
حاطب نے عرض کیا۔ حضور انور! میں مسلمان ہوں اللہ اور اس کے

Marfat.com

رسولؐ پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ مجھے اپنے اہل و عیال کے متعلق خدشہ تھا۔ اس لیے میں نے قریش سے ایک معاملہ کرنا چاہا۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ حضورؐ! مجھے اجازت فرمایئے کہ میں حاطب کی گردن اُڑا دوں، اس نے منافقت کی ہے!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ اہل بدر میں سے ہے میں نے اس کی خطا معاف کر دی خدا بھی اسے معاف فرمائے!

۱۰ رمضان المبارک وہ دن تھا جس نے عرب کی قسمت پلٹ دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پر ابو اہم کلثوم بن حصین غفاری کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ خود روزہ رکھا۔ اور تمام ہمراہیوں سے رکھوایا۔ مدینہ سے نکلے، آپ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر جرار ساتھ تھا۔ اس طرح تورات کی وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ وہ فاران ہی کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اس کے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ہے!"

ابو سفیان کی ناکامی سے اہل مکہ پر اوس پڑ گئی تھی۔ وہ سہمے ہوئے تھے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے؟ انہیں اپنے مظالم یاد آ رہے تھے۔ وہ ترساں لرزاں تھے۔ وہ ابوسفیان کو برا بھلا بھی کہتے تھے۔ اور اس کا سہارا بھی لیے ہوئے تھے۔ نہ انہیں دن کو چین تھا، نہ رات کو آرام، بھاگ بھاگ کر ابوسفیان کے گرد جمع ہوتے تھے۔ کہ کسی طرح مسلمانوں سے معاملہ

Marfat.com

جائے۔ ابوسفیان خود بھی یہی چاہتا تھا۔ مگر مدینہ کے حالات دیکھ کر دم بخود تھا
یے مسلمانوں کے سامنے ہونے کا حوصلہ نہ پڑتا تھا۔ مگر پھر بھی اپنی اور قوم کی بقا
کے لیے کوشاں تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مران الظہران کے مقام پر اپنے قدوسیوں کے ساتھ
قیام پذیر تھے۔ ابوسفیان، حکیم ابن حزام اور بدیل بن ورقا کے ساتھ رات کی
میں مکہ سے نکلا، اور مسلمانوں کے حالات معلوم کرنے کے لیے چل پڑا۔

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب بھی مکہ سے ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے آملے تھے۔ انہیں اہل مکہ سے ہمدردی تھی۔ اور وہ چاہتے تھے، کہ
قریش لڑائی سے بغیر مطیع ہو جائیں۔ کیونکہ اگر مکہ میں لڑائی کی نوبت آئی تو قریش
ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید
خچر پر سوار ہو کر نکلے تاکہ کوئی گوالہ یا لکڑہارا مل جائے تو اس کے ذریعے اہل مکہ
کو پیغام پہنچائیں کہ امان کا یہی وقت ہے۔ بھلا چاہتے ہو تو خود بخود حاضر خدمت
ہو جاؤ۔"

اچانک انہوں نے ابوسفیان کی آواز سنی جو اپنے ساتھی بدیل سے کہہ رہا تھا
"آج رات جیسی جگہ جگہ روشن آگ میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ معلوم ہوتا ہے
کوئی بہت بڑا، عظیم الشان لشکر اترا ہوا ہے۔"

"یہ تو خزاعہ ہوں گے" بدیل نے کہا۔

"اس لشکر کے برابر تو سارے بنو خزاعہ کی تعداد بھی نہیں۔ پھر اسے اتنی
استطاعت کہاں کہ اتنی آگ روشن کر سکے۔" ابوسفیان نے جواب دیا۔"

Marfat.com

حضرت عباسؓ ان کی آواز پر کان لگائے سنتے رہے تھے۔ انہوں نے آواز دی۔ ابوحنظلہ؟

ابوسفیان نے حضرت عباسؓ کی آواز پہچان کر کہا، ابوالفضل؟

حضرت عباسؓ نے جواب دیا "ہاں"!

اب ابوسفیان کو کچھ حوصلہ ہوا، ڈھارس بندھی، آگے بڑھا اور حضرت عباسؓ کے قریب آگیا

حضرت عباس نے کہا۔ بدبخت! اپنی اور قریش کی خیریت مطلوب ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جا، ورنہ تباہی کی آگ تمہیں جلا کر راکھ کر دے گی۔ جلدی کرو، میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ اگر کسی اور مسلمان نے تمہیں دیکھ لیا۔ تو تمہاری گردن کی ایک ایک رگ کاٹ کر رکھ دے گا۔ آؤ میں تمہیں رحمت اللعالمینؐ کی خدمت میں لے چلوں

ابوسفیان خاموشی سے حضرت عباسؓ کے پیچھے خچر پر سوار ہو گیا۔ جب الاؤ کے پاس سے گزرتے فوراً استفسار ہوتا کون ہے؟ مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر نگاہ پڑتی تو خاموشی طاری ہو جاتی!

جب حضرت عمرؓ کے الاؤ کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت عباسؓ کے پیچھے ابوسفیان کو دیکھ کر پہچان لیا۔ بولے، خدا کا شکر ہے کہ یہ خدا کا دشمن عہد و پیمان کے بغیر تابو میں آگیا۔ اور جلدی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کرنے کے لیے دوڑے۔

حضرت عباس نے بھی خچر کو ایڑ لگائی۔ اور حضرت عمرؓ سے پہلے خدمت

Marfat.com

خیمے میں جا پہنچے۔ ابھی خیمے سے اُترے ہی تھے کہ حضرت عمرؓ بھی آ پہنچے۔ اور بولے یا رسول اللہ! یہ دشمن خدا اور رسولؐ بغیر عہد و پیمان کے قابو میں آ گیا ہے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اُڑا دوں!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عباسؓ! اسے اپنے خیمے میں لے جاؤ اور صبح کو میرے پاس لاؤ"

حضرت عباس رضؓ ابوسفیان کو اپنے خیمے میں لے آئے۔ رات گزری حضرت بلال رضؓ نے صبح کی اذان دی، مسلمان نیند سے بیدار ہوئے، اور جلدی جلدی وضو کر کے نماز کے لیے چل پڑے۔ ابوسفیان نے حیران ہو کر پوچھا کیا شور ہے؟

حضرت عباس رضؓ نے کہا۔ یہ نماز کی اذان تھی۔ لوگ وضو کر کے نماز کے لیے جا رہے ہیں۔ آؤ ہم بھی وضو کر کے نماز میں شامل ہوں!

ابوسفیان نے کہا۔ پہلے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔ چنانچہ وہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے آپ نے فرمایا:-

بدبخت انسان! کیا تو ابھی تک نہیں سمجھ سکا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں؛

ابوسفیان نے عرض کی۔ آپ کتنے بردبار، شریف اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ خدا کی قسم! اب مجھے یقین سا ہوتا جا رہا ہے کہ فی الواقع خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر ہوتا تو ان حالات میں میری مدد ضرور کرتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

کیا تو اب تک نہیں سمجھ سکا کہ میں خدا کا رسولؐ ہوں ؟

حضرت عباسؓ نے کہا۔ احمق انسان! اسلام قبول کر لے۔ اور گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں ورنہ تمہاری موت تمہارے سر پہ منڈلا رہی ہے اور تمہاری گردن تلوار کی منتظر ہے!

ابوسفیان نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

حضرت عباس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ابوسفیان فخر پسند آدمی ہے آپ اس پہ توجہ فرمائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا! جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا، اپنے دروازے بند رکھے گا، لڑائی میں حصہ نہ لے گا یا مسجد حرام میں داخل ہو گا، اس کے لیے امان ہے۔

ابوسفیان یہ اعلان سنانے کے لیے چلنے لگا۔ تو آپ نے فرمایا، عباسؓ! اسے پہاڑ کے کونے پر کھڑا کر دو۔ تاکہ اسے اسلامی لشکر کی شان و عظمت کا احساس ہو جائے!

حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو پہاڑ کے کونے پر لا کھڑا کیا۔ اب لشکر اسلام اپنے اپنے جھنڈے لہراتا، نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتا گزرنے لگا۔ جونہی کوئی قبیلہ آتا، ابوسفیان پوچھتا، یہ کونسا قبیلہ ہے؟ یہاں تک کہ تمام قبائل نہایت ضبط کے ساتھ گزر گئے۔ سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر و انصار کے ساتھ تشریف لائے۔ یہ لوگ لوہے کی ندیں پہنے

Marfat.com

آبدار تلواریں حمائل کیے، کندھوں پر بڑی بڑی کمانیں لٹکائے نہایت عزت و وقار سے آ رہے تھے، میٹھی میٹھی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے جاتے تھے۔

ابوسفیان نے انہیں دیکھا تو بولا، سبحان اللہ! ابوالفضل! خدا کی قسم! اس لشکر کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ بھلا کس میں جرأت ہے، کہ ان غازیوں کے سامنے آئے۔ یقیناً تمہارے بھتیجے کی حکومت اور ملکست عنقریب عظیم الشان ہو جائے گی۔ مجھے خوشی ہے کہ میں بھی ان میں شامل ہو گیا ہوں۔

حضرت عباسؓ نے جواب دیا، ابوسفیان! یہ حکومت نہیں، نبوت ہے دیکھ نہیں رہے ہو کہ امیر و غریب ہم پہلو چل رہے ہیں۔ ہم متعصر ہیں، ہم خیال ہیں، ہم زبان ہیں، ہمدرد ہیں! نہ اونچ ہے نہ نیچ ہے۔ سب برابر ہیں اور ایک ہی شمع کے پروانے ہیں" اب تم جلدی جلدی شہر میں پہنچو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان سنا دو!

ابوسفیان بھاگا، شہر میں پہنچا اور اعلان کیا، اے اہل قریش! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک لشکر جرار کے ساتھ شہر میں داخل ہونے والے ہیں اس لشکر کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ میرا گھر دارالامان ہے جو یہاں آجائیگا، امان پائے گا اور سلامت رہے گا۔ جو اپنا دروازہ بند رکھے گا یا حرم میں داخل ہو جائے گا، اس کے لیے امان ہے۔

ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے سنا تو غصہ سے تلملا اٹھی۔ اس نے ابوسفیان کی مونچھیں پکڑ لیں اور چلا کر بولی۔

"اس موٹے، چربیلے، مشک کی طرح پھولے ہوئے کو قتل کر دو۔ اس نے قوم کو تباہ کر دیا ہے۔ اب ڈراتا ہے۔ کہ مسلمانوں کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا! بزدل کہیں کا سردار اور رئیس بنا پھرتا ہے، کاش یہ آج سے پہلے ہی مر گیا ہوتا"!

لوگوں نے بھی ابوسفیان کو بُرا بھلا کہا۔ مگر اس نے کچھ پروا نہ کی۔ بار بار پکارتا تھا۔ میرا گھر دارالامان ہے۔ جلدی آؤ، اور سلامتی پاؤ۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کے ساتھ وادی ذی طویٰ میں پہنچ چکے تھے۔ آپ کا سر مبارک خشوع خضوع سے جھکا ہوا تھا، اور ریش مبارک کجاوے کو چھو رہی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق کے والد ابوقحافہ کا بڑھاپا تھا۔ سر اور ڈاڑھی سفید ہو چکی۔ بینائی جواب دے گئی تھی۔ وہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے اسلامی لشکر کی آمد آمد کی خبر سنی تو اپنی ایک چھوٹی بچی سے کہا۔ آؤ میرے ساتھ ابوقبیس پر چلیں۔ جب ابوقبیس پر پہنچے، تو بچی سے کہا۔ تمہیں کیا دکھائی دیتا ہے؟

بچی نے کہا۔ ایک بہت بڑا لشکر دیکھ رہی ہوں!

یہ سوار ہیں یا پیادہ؟

سوار ہیں!

اب سوار شہر کے گرد پھیل رہے ہیں! ایک ساتھ آ رہے ہیں۔

"اب تو سوار شہر کے گرد پھیل رہے ہیں"۔ بچی نے کہا۔

Marfat.com

ابو قحافہ نے کہا تو مجھے جلد از جلد گھر پہنچا دو!

لشکر اسلام مکہ شہر کے قریب آکر رکا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ایک دستہ جنوب سے اور دوسرا دستہ شمال سے شہر میں داخل ہو گیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید جو مسلمان ہو چکے تھے وہ بھی اپنا رسالہ لیے شہر میں جا گھسے۔ صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابوجہل اور سہیل بن عمرو وغیرہ نے اسلامی ہشیر کو ٹوکا۔ ایک چھوٹی سی جھڑپ ہوئی۔ دو مسلمان شہید ہوئے اور بارہ مشرک قتل ہوئے۔ عکرمہ اور اس کے ساتھی جان بچا کر بھاگ گئے۔ اب شہر مکہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ کی حکومت تھی۔ کفار اپنے گھروں کے دروازے بند کیے سہمے بیٹھے تھے اور مکہ کی گلیوں اور بازاروں میں نعرۂ تکبیر گونج رہا تھا۔

جب مکہ پر قبضہ ہو گیا اور کفار نے دیکھ لیا کہ اب اطاعت کے بغیر چارہ نہیں تو وہ سب ہاتھ باندھے گردنیں جھکائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"تم مجھ سے کیا امید رکھتے ہو"

سب نے کہا، آپ کی رائے ہی بہتر ہے۔ مگر آپ شریف بھائی اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔ ہم آپ سے عفو کے طالب ہیں!

آپ نے فرمایا۔ جاؤ۔ تم سب آزاد ہو۔ میں آج تمہاری ایذائیں، تمہارے مظالم سب کچھ تمہیں معاف کرتا ہوں۔

یہ سن کر قریش کے آنسو نکل آئے اور انہوں نے رو رو کر شرک اور پچھلے گناہوں سے توبہ کی۔

Marfat.com

مردوں کے قبول اسلام کے بعد عورتیں آئیں اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ ہند جگر خوار بھی آئی جس نے حضرت حمزہ رضؓ کو شہید کرایا تھا۔ آپ نے پہلے تو اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر اسے معافی دے کر امان دے دی۔

اس سے فراغت ہوئی تو آپ مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔ بیت اللہ کی کنجی منگوائی۔ دروازہ کھولا۔ اور اندر داخل ہوئے۔ دیواروں پر ملائکہ کی تصویریں تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر بھی تھی جو تیر پھینک رہے تھے۔ آپ نے تمام تصاویر مٹا دیں۔ جتنے بت تھے توڑ کر باہر پھینک دیئے بیت اللہ کو ہر قسم کی غلاظت سے پاک کیا۔ اور فرمایا۔

"جاء الحق وزهق الباطل، ان الباطل كان زهوقا"

آپ نے چند دن مکہ میں قیام فرمایا۔ تو انصار رضؓ نے آپس میں کہا۔ شاید اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں قیام فرمائیں"۔

آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے انصار رضؓ کو بلایا۔ اور فرمایا "میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہے"۔

جب آپ کو اطمینان ہو گیا۔ کہ اب شرک و کفر رخت سفر باندھ کر جا چکے ہیں۔ تو آپ نے اپنے اصحاب رضؓ کے ساتھ مکہ سے کوچ فرمایا۔ اور مدینہ میں جلوہ افروز ہوئے۔

Marfat.com

جنگِ حنین

فتح مکہ کی خبر پھیلی تو عرب کا ہر گوشہ مرعوب سا ہو گیا۔ قبیلہ ہوازن اس خبر سے تلملا اُٹھا۔ قریش مکہ کے مالک بن گئے؟ اب قریش کی سیادت ہو گی! اور ہم ایسے تیغ زن دبائے جائیں گے!

قبیلہ ہوازن کے سردار مالک بن عوف نے اپنے قبائل کو بلایا اور کہا:-

"اے ہوازن! سنتے ہو۔ مکہ فتح ہو گیا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قریش کا یتیم، بادشاہ بن گیا۔ وہی جو بے سروسامان رات کے اندھیرے میں بھاگا تھا۔ جسے رات کی تاریکی کے سوا کسی نے پناہ نہ دی۔ آج وہ سردار ہے، مکہ اور مدینہ کا حکمران ہے۔ اب قریش ہم پر بھی پڑھیں گے۔ ہمارے بہادروں کو قتل کریں گے۔ اور ہمارے زن و بچہ کو غلام بنائیں گے۔ آؤ ہم بڑھ کر انہیں پامال کر دیں۔ اپنی تلواروں کا لوہا منوائیں اور دنیا میں اپنا نام روشن کریں۔"

قبیلہ ہوازن اپنی بہادری، جرأت، تیغ زنی اور جنگجوئی میں مشہور تھا۔ اسے اپنی شمشیر زنی پہ ناز تھا۔ وہ مغلوب ہو کر جینا نہ جانتا تھا۔ اسے اپنے جیالا پن

Marfat.com

پر فخر تھا۔

تمام قبائل ہوازن نے اپنے سردار کی آواز پر لبیک کہی۔ اور جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ تلواریں صیقل ہوئیں، زرہیں درست کی گئیں، خنجر بھالے اور برچھیاں جمع کی گئیں۔ اونٹ اور گھوڑے مہیا کیے گئے، رسد کا سامان کیا گیا۔ غرض ہر طرح سے لیس ہو کر تیار ہو گئے۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ بے خبری میں مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں اور اسلام کا بیخ و بن سے قلع قمع کر دیں۔

بنی ہوازن اپنی تیاری مکمل کر چکے، تو انہوں نے ایک تجربہ کار بوڑھے نابینا درید بن صمہ کو بھی ایک اونٹ پر بٹھا لیا۔ یہ بوڑھا اگرچہ لڑائی کے قابل نہ تھا، مگر فنون حرب سے خوب واقف تھا۔ اس کی ساری عمر معرکوں ہی میں گزری تھی۔ اور عرب کے چپے چپے سے واقف تھا۔ بنی ہوازن اس کی تجربہ کاری اور فنون حرب داری سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ انہوں نے عورتوں اور بچوں کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ اور وادیٔ اوطاس میں جا اترے۔

درید بن صمہ نے پوچھا۔ یہ کونسی وادی ہے؟

اسے بتایا گیا کہ یہ وادی اوطاس ہے!

خوب ہے۔ یہ گھوڑوں کے لیے اچھی جولان گاہ ہے۔ یہاں کی زمین نہ بہت سخت ہے کہ پاؤں کو کاٹے، نہ اتنی نرم ہے کہ اس میں پاؤں دھنس دھنس جائیں اسے یہ کیسی آوازیں ہیں۔ اونٹوں کی بلبلاہٹ، گدھوں کی ڈھیچوں، ڈھیچوں بچوں کی چیخ پکار، بکریوں کی ممناہٹ!

مالک! تمہیں قوم کا سردار بنایا گیا ہے، جنگ کا کیا اعتبار ہے؟ یہ عورتیں

اور بچے جنگ میں تمہیں کیا کام دیں گے؟ ان کی حفاظت کا خیال تمہیں جنگ جیتنے نہ دے گا۔ اگر شکست ہو گئی! تو تمہیں عورتوں اور بچوں کے سامنے رسوا ہونا پڑے گا، گویا تم اپنے ہاتھوں سے انہیں لونڈی غلام بناؤ گے!

مالک نے جواب دیا۔ بڑے میاں! تم بوڑھے ہو گئے ہو تمہاری عقل بھی بوڑھی ہو چکی ہے۔ ہوازن میرا قبیلہ ہے۔ میں اپنے قبیلہ پر اپنی جان نثار کر دوں گا۔ ہم شکست کھانے کو نہیں بڑھے۔ بلکہ شکست دینے کو آئے ہیں۔ عورتوں اور بچوں کو اس لیے ساتھ لائے ہیں کہ ان کی طرف سے بے فکر ہو کر لڑیں۔

بوڑھے درید بن صمہ نے کہا۔ یہ وہ جنگ ہے جس میں نہ میں شریک ہو سکا نہ اس سے بچ سکا۔ کاش میں جوان ہوتا! نوجوانوں کی طرح کودتا پھاندتا اور پہاڑی بکری کے لمبے بالوں والے گھوڑے پر بیٹھ کر شیر کی طرح لڑتا۔

مالک نے کچھ آدمی جاسوسی کے لیے منتخب کیے تاکہ اہل اسلام کی خبر لائیں۔ مگر یہ لوگ یونہی واپس آ گئے۔ مالک نے پوچھا تم کیوں واپس چلے آئے؟ انہوں نے جواب دیا ہمارا آگا ابلق گھوڑوں پر سفید فام سواروں نے روک لیا۔ اس لیے ہم مجبوراً واپس آ گئے۔ اگر ہم ایک قدم بھی آگے بڑھتے تو وہ ہمیں اپنے گھوڑوں کے سموں میں روند دیتے!

مالک نے کچھ نہ سمجھا۔ اپنی قوم کو بلایا اور کہا:۔

بہادر قبیلہ کے بہادرو! آج کا دن بڑا سخت ہے۔ تمہیں اپنی بہادری اور قوم کی لاج رکھنا ہے۔ اہل اسلام پر ثابت کرنا ہے کہ ہم تلوار کے دھنی ہیں۔ نیزہ بازی میں ماہر ہیں۔ مسلّم تیر انداز ہیں۔ یاد رکھو! جونہی اہل اسلام

Marfat.com

مقابلہ پر آئیں۔ اپنی تلواروں کے نیام توڑ پھینکنا اور ایک ساتھ پوری شدت سے حملہ کر دینا۔ تاکہ دشمن سنبھل ہی نہ سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہوازن کے عزائم سے آگاہ ہوئے۔ آپ نے بھی تیاری کا حکم دیا۔ صفوان سے جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے ایک سو زرہیں اور اسلحہ عاریتاً لیا۔ بارہ ہزار کا لشکر جرار تیار کیا اور بنی ہوازن کی طرف کوچ فرمایا اور منزل بہ منزل وادیٔ حنین میں جا پہنچے یہ وادی بہت نیچی ہے۔ اردگرد پہاڑ ہیں اور درمیان میدان ہے۔

اسلامی فوج اس وادی میں اترتی چلی گئی۔ ادھر صبح نے روشنی پھیلائی۔ دوست دشمن کی تمیز کے لیے سورج نے اپنی مشعل جلائی۔ ادھر اسلامی فوج میدان میں اتر آئی۔ مسلمانوں کو اپنی تعداد اور اسلحہ دیکھکر غرور پیدا ہوا اور وہ بے پروا ہو کر بڑھتے چلے گئے۔

بنی ہوازن وادیٔ حنین میں پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ اور وہ ہر درے میں گھات لگائے بیٹھے تھے۔ پوشیدہ کمین گاہوں میں چھپے ہوئے تھے منتظر تھے کہ کب شکار زد پر آتا ہے۔ جونہی اسلامی فوج ان کی زد میں آئی ہر طرف سے حملہ ہو گیا۔ چھپے رستم نکل آئے۔ اور بے دریغ میدان قتال گرم کر دیا۔

اس ناگہانی حملہ سے اسلامی فوج گھبرا گئی۔ اور شکست کھا کر بھاگ نکلی۔ ایسی افراتفری پڑی کہ اونٹ سے اونٹ ٹکرانے لگا۔ وہ بھگدڑ مچی کہ سب پیچھے کو بے تحاشا بھاگے۔ دشمن بڑھا آرہا تھا اور یہ شکست کھا کر بھاگ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف سمٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اور آوازیں

Marfat.com

دینے لگے۔

مسلمانو! کہاں جاتے ہو۔ ادھر آؤ۔ میں یہاں ہوں۔ میں اللہ کا رسول محمد ابن عبداللہ ہوں" اس وقت آپ کے پاس صرف چند مہاجر اور انصار تھے جو پامردی سے کھڑے تھے۔ باقی ساری فوج بھاگ رہی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عباسؓ نے چلا چلا کر کہا مسلمانو! کہاں جاتے ہو۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو یہ ہیں۔ جو یہ آواز سنتا اپنا اونٹ کو چھوڑ کر بھاگا ہوا لوٹ آتا اس طرح آپ کے گرد پیش ایک سو مجاہد جمع ہو گئے۔ اب لڑائی تراز د ہو گئی۔

قبیلہ ہوازن کا ایک تیغ زن، سیاہ جھنڈا اٹھائے، اونٹ پر سوار، ہاتھ میں نیزہ لیئے، کمر میں تلوار لٹکائے نکلا۔ اور مسلمانوں کو رگیدتا ہوا بڑھا۔ حضرت علیؓ اور ایک انصاریؓ نے اسے ٹوکا۔ اس نے نیزہ سے وار کیا۔ حضرت علیؓ پھرتی سے اونٹ کی پچھلی طرف آ گئے۔ اور اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں۔ انصاری نے بڑھ کر تلوار ماری۔ اور اس کی پنڈلی کاٹ دی! دھر اونٹ گرا اُدھر وہ بھی گر کر نیچے آ رہا۔ اور تڑپ تڑپ کر مر گیا

اسی اثنا میں خدائی فرشتوں کا لشکر بھی مسلمانوں کی مدد کو آ پہنچا۔ وادی میں اسلامی فوج کا غلبہ ہونے لگا۔ درید بن صمہ کو ربیعہ نے پکڑ لیا اور اس اندھے رہنما کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ حضرت زبیرؓ بن عوام پر بنی ہوازن نے سخت یورش کی۔ مگر ان کے نیزنے کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور آخر مرتے بھاگتے ایک طرف ہٹ گئے اور یہ تیر راستہ بناتا، غراتا، خدا کا ذکر کرتا ہوا ان

Marfat.com

کی صفیں الٹنے لگا ــــــــــــ ابو عامر پر دس جوانوں نے حملہ کیا یہ سب آپس میں سگے بھائی تھے۔ ابو عامر ایک کی طرف بڑھتے اسلام کی دعوت دیتے اور کہتے اے خدا! تو گواہ رہنا، مقابلہ کرتے اور اسے خاک و خون میں تڑپا دیتے۔ اسی طرح انہوں نے نو بھائی تلوار کا لقمہ بنائے۔ جب دسویں سے مقابلہ ہوا تو اسے بھی اسلام کی دعوت دی۔ اور کہا اے خدا تو گواہ رہنا! اس نے کہا اے خدا تو گواہ نہ رہنا! آپ نے ہاتھ روک لیا۔ یہ دسواں آخر لڑائی کے بعد مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے ابو عامر کا بقیہ السیف کہا کرتے تھے۔

دشمنوں نے ابو عامر پر تیروں کی بے پناہ بارش کر دی۔ ایک تیر ان کے گھٹنے میں لگا، اور ایک دل میں کھب گیا۔ ان دونوں زخموں نے انہیں شہادت کے مرتبہ پر پہنچا دیا۔

آخر بنی ہوازن کو شکست ہوئی اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ بہت سے قیدی اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ ان قیدیوں میں آپ کی رضاعی بہن شیما بھی تھی۔ جب وہ سامنے آئی تو اس نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ آپ نے ثبوت مانگا تو اس نے کہا بچپن میں آپ کو میں کھلا رہی تھی۔ آپ نے میری پشت پر کاٹا تھا۔ دانتوں کے نشان دیکھ لیجئے۔

آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی۔ پھر ایک غلام، ایک لونڈی اور بہت کچھ دے کر اسے اس کے قبیلہ میں بھیج دیا۔ جنگ سے فارغ

ہوکر آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

فتح حنین عرب میں امن چین لے کر آئی۔ بلفظ دیگر شرک کی طاقت مٹ گئی۔ اور وہ بے آسرا ہوکر ریگستان عرب سے فرار ہوگیا۔ جہالت کی تاریکی مٹ گئی، اور معرفت کا سورج طلوع ہوگیا۔ ذرے چمک اٹھے۔ اب زمین پرستاروں کی تعداد آسمان کے ستاروں سے کم نہ تھی اور یہ خانۂ تاریک ایمان کی روشنی سے منور تھا۔ عرب کی سرحدیں بھی اُجلی ہو رہی تھیں۔ اور اسلام کے آفتاب جہاں تاب کی روشنی سرحدوں سے باہر جھانک رہی تھی۔

مہم تبوک

رجب کا مہینہ تھا اور سخت گرمی کا موسم، آسمان آگ برسا رہا تھا۔ اور زمین شعلے اُگل رہی تھی۔ ریگستان کا ذرہ ذرہ انگارا بنا ہوا تھا۔ میوے پک رہے تھے، نخلستان گوشۂ جنت تھے۔ ہر آنکھ کھجور کے سنہری خوشوں سے موتی چھین لینے کے لیے بیتاب تھی۔ ان حالات میں دور و دراز سفر کا خیال بھی ممکن نہ تھا۔ کہ ایک قافلہ شام سے وارد مدینہ ہوا۔ لوگ بھاگ بھاگ کر اس کے گرد جمع ہونے لگے۔

مسلمانوں نے ان سے شام کے حالات پوچھے۔ تو اہل قافلہ نے بتایا، کہ قیصر روم کی فوجیں مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو رہی ہیں۔ عرب کے عیسائی قبایل لخم، جذام، غسان وغیرہ بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔ وہ حاکم موتہ اور قیدیوں کی اس فوجی شکست کا بدلہ لینا چاہتے ہیں جو حضرت خالدؓ نے انہیں دی تھی۔

یہ خبر فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی۔ آپ نے سوچا، یہ مقابلہ اس سلطنت سے ہے جو آدھی دنیا پر حکمران ہے اور ابھی ابھی

ایران جیسی عظیم الشان اور طاقتور حکومت کو نیچا دکھا چکی ہے۔ اگر اس فوج کو عرب کی سرحد میں داخل ہونے دیا گیا تو ملک کے امن و امان میں خلل آئیگا اس لیے بہتر یہی ہے کہ اسے عرب کی سرحد سے باہر ہی روک دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے تیاری کا حکم دے دیا۔

یہ زمانہ مسلمانوں کے لیے بڑی عسرت کا تھا۔ قحط اور فلاکت نے ہر جگہ ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ ادھر پھل پک رہے تھے۔ ایسی حالت میں روم جیسی حکومت کا مقابلہ ناممکن تھا۔ مگر عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً لبیک کہی۔

اب رسد اور اسلحہ کا معاملہ تھا۔ یہ کیونکر طے ہو؟ آقا و مولا نے اپنے غلاموں سے چندہ کی اپیل کی۔ حضرت عثمان غنی رضؓ نے نوسو اونٹ، ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار اشرفی پیش کی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ اور انہیں "مجهز جیش العسرہ" کا خطاب عطا فرمایا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چالیس ہزار درہم پیش کیے، حضرت عمر فاروق رضؓ نے اپنے گھر کے اثاث البیت کا نصف جس کی قیمت ہزاروں روپے تھی حاضر کیا۔ اور انہیں خیال ہوا کہ اگر سب سے نہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے تو بڑھ جاؤں گا۔ اتنے میں حضرت صدیق تشریف لائے اور گھر میں جو کچھ تھا، سمیٹے ہوئے آئے۔ بڑی نیازمندی سے پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:۔۔

کچھ بچوں کے لیے بھی چھوڑ آئے؟

Marfat.com

آپؓ نے عرض کیا۔ "گھر میں خدا اور رسولؐ کو چھوڑ آیا ہوں"

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کو خدا و خدا کا رسول بس

ابو عقیل انصاری رضؓ آئے اور دو سیر چھوہارے لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:۔

ابو عقیل رضؓ! صرف دو سیر چھوہارے؟

عرض کیا، حضور عالی! گھر میں تو خدا و رسولؐ کے نام کے سوا کچھ نہ تھا میں نے رات بھر پانی نکال نکال کر ایک شخص کے کھیت کو سیراب کیا۔ اور چار سیر چھوہارے مزدوری میں پائے۔ دو سیر بیوی کے لیے چھوڑ آیا ہوں اور دو سیر حاضر ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا "ان چھوہاروں کو اس چندہ کے مال و اسباب پر بکھیر دو۔"

غرض ہر مسلمان نے اپنی بساط سے بڑھ چڑھ کر چندہ دیا۔ بیاسم ایسے منافق بھی تھے، جو بہانے بنا کر گھروں کو چل دیئے۔ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے انہیں تسلی دی کہ فکر کی بات نہیں۔ قیصر کے پاس بے شمار لشکر ہے۔ اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی کبھی واپس نہ آئیں گے۔ قیصر کے لشکر کے حصہ میں تو ان کی بوٹی بوٹی بھی نہیں آئے گی وہ انہیں فوراً گرفتار کر لے گا، اور ہتھکڑیاں پہنا کر مختلف ملکوں میں بھیج دے جو مارے جائیں گے ان کا خون سرزمین شام پی جائے گی، اور گوشت

کو سے، چیلیں اور گیدڑ کھا بیٹھ گئے۔ شکر کرو کہ یہ بلا (نعوذ باللہ) اپنے آپ ٹل رہی ہے۔ اور مریض خود دوا مانگ رہا ہے۔ کیا تمہیں یاد نہیں؟ کہ ابھی پچھلے دنوں قیصر نے شاہ ایران کو کتنی بری طرح شکست دی تھی۔

اس کے ساتھ ہی یہودیوں نے مسلمانوں کو ورغلانا شروع کر دیا۔ وہ کہتے اتنی سخت گرمی میں، اتنا دور دراز کا سفر، پھر قیصر کی بے شمار افواج کا مقابلہ کون کرے گا؟ دیکھو قحط نے لوگوں کو بے دم کر رکھا ہے۔ اب میوے پک رہے ہیں۔ ان کی نگرانی اور سنبھال کا کام کرو۔ عقل کا تقاضا یہی ہے کہ بہانہ بنا کر یہیں رہ جاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ کچھ منافقین سویلم یہودی کے گھر میں جمع ہیں اور مسلمانوں کو اس مہم میں جانے سے روک رہے ہیں اور ورغلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ممکن ہے مسلمانوں کے جانے کے بعد کوئی شرارت کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ رضؓ بن عبید اللہ کو چند صحابہ کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ سویلم کا گھر ان مفسدوں سمیت جلا دو۔"

طلحہ رضؓ نے حکم کی تعمیل کی، مکان پر پہنچے اور آگ لگا دی۔ منافقین چھت پر چڑھ گئے اور ادھر ادھر کود گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کا اندازہ لگایا تو اس کی تعداد تیس ہزار تھی۔ مدینہ پر سباع رضؓ بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور حضرت علی رضؓ کو اہل بیت کی ضروریات کے لیے مامور کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں کے ساتھ نکلے اور ثنیۃ الوداع

Marfat.com

میں قیام فرمایا۔ عبداللہ بن ابی بھی اپنی جماعت منافقین کے ساتھ شامل تھا۔ وہ اپنے لوگوں کے ساتھ ذباب پہاڑ کے نیچے ٹھہرا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کے ساتھ چل دیئے تو یہ مکار اپنے آدمیوں کو لے کر واپس چلا آیا۔ اور آتے ہی حضرت علی رضؓ کے متعلق مشہور کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی رضؓ کو بوجھ سمجھ کر پیچھے چھوڑ گئے ہیں!

منافقین کا یہ فقرہ جونہی حضرت علی رضؓ نے سنا آپ نے ہتھیار لگائے اور لشکر کے پیچھے چل دیئے۔ اسلامی لشکر جرف میں مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ کہ حضرت علی رضؓ آ پہنچے۔ اور عرض کیا۔

یا رسول اللہؐ! منافقین کہہ رہے ہیں کہ آپ نے مجھے بوجھ سمجھ کر چھوڑ دیا ہے

آپ نے فرمایا۔ وہ جھوٹ بکتے ہیں، تم واپس جاؤ اور اہل بیت کا خیال رکھو۔ پھر فرمایا علی! کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تم میرے اسی طرح نائب ہو جس طرح ہارون حضرت موسیٰؑ کے نائب تھے۔"

یہ سن کر حضرت علی رضؓ کو تسکین ہوئی اور آپ مطمئن ہو کر واپس مدینہ کو لوٹے اسلامی لشکر اپنی منزل پر روانہ ہو گیا۔ گرمی شدت کی تھی۔ ابو خثیمہ رضؓ نے خیال کیا سوچا کہ واپس مدینہ چلے آتے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے باغ میں دو خیمے لگا رکھے ہیں اور ارد گرد چھڑکاؤ کر رکھا ہے۔ دونوں نے ابو خثیمہ کے لیے کھانا اور ٹھنڈا پانی تیار کر رکھا ہے۔

بولے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دھوپ اور گرمی میں سفر کریں، اور ابو خثیمہ ٹھنڈی چھاؤں میں اپنی بیویوں کے ساتھ کھانا کھائے! خدا کی قسم یہ بھی

Marfat.com

نہ ہوگا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاؤں گا" چنانچہ انہوں نے اپنا گھوڑا کسا اور سوار ہو کر چل دیئے۔ راستے میں عمیر بن وہب ملے۔ اب دونوں چلنے لگے۔ جب تبوک کے قریب پہنچے تو ابو خثیمہ نے کہا۔ میرا ایک گناہ ہے میں اس کی معافی کے لیے تم سے پہلے آقا و مولا کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ تم ذرا رک جاؤ۔ چنانچہ وہ رک گئے اور ابو خثیمہ رضی لشکر کے قریب جا پہنچے۔ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ ایک شتر سوار آرہا ہے آپؐ نے فرمایا۔ ابو خثیمہ رضی ہو گا!

چنانچہ جب وہ قریب آگئے تو لوگ دوڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ وہ سچ مچ ابو خثیمہ ہے!

ابو خثیمہ حضور کے پاس آکر اونٹ سے اُترے تو آپؐ نے فرمایا ابو خثیمہ! تم تو ہلاکت کے قریب ہو گئے تھے! ابو خثیمہ نے سارا واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے اسے دعا دی۔

جب آپ مقام حجر میں پہنچے تو وہیں قیام فرمایا، اور فرمایا کہ اس کوئیں کا پانی نہ پیو۔ نہ اس سے وضو کرو، نہ آٹا گوندھو۔ اگر کسی نے گوندھ لیا ہے تو اونٹ کو کھلا دو۔ کیونکہ یہ مقام قوم ثمود کا مرکز تھا۔ جسے خدا نے اپنے عذاب سے تباہ کیا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ رات کے وقت کوئی شخص اکیلا لشکر گاہ سے نہ نکلے۔

یہ فرمان سب نے سن لیا۔ اور اسی پہ کاربند ہو گئے۔ بنو ساعدہ کے دو آدمی ایسے تھے، جنہوں نے اس حکم پر عمل نہ کیا۔ ان میں سے ایک

Marfat.com

قضائے حاجت کے لیے دوسرا اونٹ کی تلاش میں نکلا۔ پہلے کو خناق ہو گیا اور دوسرے کو ہوا نے اڑا کر دُور پھینک دیا۔ خناق والا تو آپ کی دعا سے فوراً شفایاب ہو گیا۔ مگر ہوا میں اڑنے والا آپ کے واپس مدینہ آنے کے بعد حاضر ہُوا اور آپ کی دعا سے ٹھیک ہو گیا۔ پھر آپ حجر سے چلے تو اپنا چہرۂ مبارک ڈھانپ لیا اور اونٹنی کو تیز کر دیا اور فرمایا کہ یہ مغضوب لوگوں کا مقام ہے۔ تم خدا سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔

آخر نہ گرمی کم ہوئی، نہ اس کے مصائب میں فرق پڑا۔ تبوک کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لشکر اُتارا۔ یہیں یوحنا حاکم ایلا حاضر ہوا۔ اور جزیہ پہ صلح کر لی۔ اہل جربا اور اہل اذرح بھی آئے اور جزیہ دینا قبول کر لیا۔ آپ نے یوحنا کو مندرجہ ذیل تحریر لکھ دی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر امن کی ضامن ہے جو اللہ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے یوحنا بن رؤبہ اور اہل ایلہ کے لیے ان کے بحری قافلوں اور بحری تجارتی جہازوں کی حفاظت کی غرض سے مرتب ہوئی۔ ان کے لیے اللہ اور اللہ کے نبی کی حفاظت کا ذمہ ہے۔ اور ان اہل شام، اہل یمن اور اہل بحر کے لیے جو ان کے ساتھ ہوں۔ لیکن ان میں جو شخص بھی معاہدہ کے خلاف کوئی نئی بات کریگا اس کا مال اس کی جان بچانے میں حائل نہیں ہو گا۔ اور وہ ہر اس شخص کے لیے حلال ہو گا جو اسے پکڑے گا۔ یہ جائز نہ ہو گا کہ ہمارے

Marfat.com

آدمیوں کو کسی بھی چشمے سے جس پر جا کر وہ پانی حاصل کرنا چاہیں یا کسی بھی بری یا بحری راستے سے جس پر وہ چلنا چاہیں روکا جائے"۔

رات ہر طرف اپنی تاریکی پھیلا چکی تھی۔ چاند اس اندھیرے میں اجالا کرنے کے لیے کوشاں تھا۔ ستارے نیم وا آنکھوں سے نیند کی غنودگی کا مزہ لے رہے تھے۔ دن بھر کی جلسی ہوئی ریت جگہ میں ٹھنڈک محسوس کر رہی تھی۔ اہل ایمان عشا کی نماز پڑھ چکے تھے، اور اب یہ زمین کے سہارے نیند کے مارے آغوش خواب کا لطف اٹھا رہے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ بن ولید کو بلایا اور حکم دیا کہ دومہ پر بڑھو، یہ ایک بڑا مضبوط قلعہ تھا جس کا حاکم اکیدر بن عبدالملک تھا۔ اس کی بہادری اور شہ زوری کے قصے مشہور تھے۔ عیسائی دنیا کو اس کی شجاعت پر ناز تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خالدؓ! تمہیں قلعہ کی دیواریں توڑنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اکیدر جنگل میں شکار کھیلتا ہوا ملے گا، اسے گرفتار کرنا تمہارا کام ہو گا۔

خالدؓ نے آقا کا حکم سنا، السلام علیکم کہا۔ اور دومہ کی طرف چل دیا۔ آقا نے دعا دی اور خدا حافظ کہا۔ خالدؓ چلتے گئے۔ چاندنی رات صحرا میں چاندنی بکھیر رہی تھی۔ ریت کے ذرے مسکراتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ دور سے اکیدر کا قلعہ صحرا میں پہاڑ کی طرح نظر آ رہا تھا۔ اکیدر اپنی بیوی کے ساتھ قلعہ کی چھت پر بیٹھا چاندنی کا لطف اٹھا رہا تھا، کہ ایک نیل گائے آئی اور

Marfat.com

قلعہ کے دروازے کو اپنے سینگوں سے کھٹکھٹانے لگی۔ میاں بیوی نے چھت پر سے دیکھا۔ چاندنی رات میں پلی ہوئی نیل گائے دیکھ کر اکیدر نہ سکا گھوڑے پر زین کسوایا۔ کچھ دوستوں کو ساتھ لیا۔ اور شکار کے لیے صحرا کی چاندنی میں گھس گیا۔ اکیدر کا بھائی حسان بھی شکار کے کھیل سے لطف اندوز ہونے کے لیے ساتھ چل دیا۔

قلعہ کا دروازہ کھلتے ہی نیل گائے جنگل کی طرف بھاگی۔ اکیدر اپنے بھائی بندوں کے ساتھ اس کے پیچھے گھوڑا دوڑانے لگا۔ نیل گائے کبھی ایک طرف کو نکل جاتی کبھی دوسری طرف کو بھاگ جاتی۔ شکار کا لطف آ رہا تھا۔ کہ خالدؓ کے سپاہیوں نے انہیں للکارا۔ اپنے علاقہ میں اکیدر کو ٹوکنے والا کون تھا؟

اکیدر بڑبڑایا، غصہ سے سخت تلملایا، بات کیے بغیر تلوار نکال حملہ آور ہوا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی مدد کی۔ اور دم بھر میں ایک نیا کھیل شروع ہو گیا شکار بھول گیا، نیل گائے بھاگ گئی۔ نئے شکاری اسے اپنا شکار سمجھ رہے تھے۔ اور یہ انہیں اپنا صید زبوں تلوار کے چند ہاتھ چلے۔ اکیدر کا بھائی حسان مارا گیا اور اکیدر گرفتار ہو گیا۔

خالدؓ اسے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے جزیہ پر اسے رہا کر دیا۔ اور وہ اپنے قلعہ میں چلا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک تبوک میں قیام پذیر رہے۔ مگر کوئی رومی فوج مقابلہ پر نہ آئی۔ بلکہ رومی ڈر گئے۔ اور انہوں نے حملہ کا خیال

Marfat.com

ترک کر دیا۔ مگر یہ فیصلہ کر لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو تہس نہس کر دیں گے۔ اور شہر کی اینٹ سے بجا دیں گے۔

ایک ماہ کے قیام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو واپس ہوئے راستہ میں ایک چشمہ پڑا۔ جس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی رس رہا تھا۔ یہ وادی مشفق کا کم آب چشمہ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگ وادی مشفق میں ہم سے پہلے پہنچیں وہ ہمارے آنے تک پانی نہ پیئیں۔ چند منافق اور کم ایمان پہلے پہنچ گئے۔ اور جمع شدہ پانی سارے کا سارا پی گئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چشمہ پر پہنچے تو پانی ختم ہو چکا تھا۔ اور سارا لشکر پیاسا ہو رہا تھا۔ آپ نے چشمہ میں ہاتھ ڈالا۔ تو اس میں سے پانی اُبل آیا۔ اور سارے لشکر نے سیر ہو کر پانی پیا۔

آخر آپ اپنے اصحاب سمیت بخیر و عافیت مدینہ میں تشریف لے آئے اور منافقوں کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو جلا کر منہدم کرا دیا۔

مہم تبوک میں ایک مفلس اور نہایت مخلص بھی شامل تھا۔ یہ ذوالبجادین کے لقب سے مشہور تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سوختہ اور شمع رسولؐ کا پروانہ تھا۔

اس عاشق صادق کا نام عبداللہ تھا۔ بچپن ہی میں باپ کی آغوش شفقت سے محروم ہو گیا تھا۔ چچا نے یتیم بھتیجے کی پرورش کر کے پروان

Marfat.com

چڑھایا تھا، اور اونٹ، بکری، غلام دے کر امیر بنایا تھا۔ جب اس نے اسلام کا نام سنا تو دل میں توحید کا ذوق اُبھرا۔ لیکن چچا کا خوف اس قدر تھا کہ اپنے اسلام کا اظہار نہ کر سکا۔ دل کی بے تابی بڑھتی گئی اور وہ بے قراری میں شب و روز گزارنے لگا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے واپس تشریف لائے تو عبداللہ نے چچا سے کہا:-

"پیارے چچا! میں برسوں سے منتظر ہوں کہ آپ کے دل میں اسلام کی تحریک پیدا ہو۔ اور آپ مسلمان ہو جائیں۔ لیکن آپ کے حال میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ مجھے اپنی عمر پر زیادہ اعتماد نہیں۔ اجازت دیجئے کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔"

چچا نے اپنی سمجھ کے مطابق سمجھایا۔ مال و دولت چھین لینے کا ڈر سنایا اور کہا کہ اگر تو اسلام قبول کرے گا تو میں تیرے بدن پر چادر اور تہبند تک نہ چھوڑوں گا۔

عبداللہ نے کہا میں اسلام قبول کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں ضرور مسلمان ہوں گا اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کروں گا۔ میں شرک اور بت پرستی سے بیزار ہو چکا ہوں۔ آپ میرا سب مال و اسباب سنبھالیں، میں جانتا ہوں مجھے یاد ہے کہ ایک روز یہ سب مال و اسباب چھوڑ کر جانا ہے۔ میں اس مال و اسباب کے لیے دین حنیفی سے منہ نہیں موڑ سکتا۔

یہ کہہ کر عبداللہ نے اپنے تمام کپڑے اتار پھینکے اور برہنہ ماں کے پاس گیا۔ ماں یہ حالت دیکھ کر حیران ہوئی۔ پوچھا، یہ کیا؟

Marfat.com

جواب دیا۔ اماں! میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ ستر پوشی کے لیے کپڑے کی ضرورت ہے۔ مہربانی فرما کر دے دیجئے۔

ماں نے ایک کمبل دیا۔ عبداللہ نے یہ کمبل پھاڑا، آدھے کا تہبند بنایا، اور دوسرا آدھا جسم پر لپیٹ لیا۔ پھر مدینے کا راستہ لیا اور علی الصباح مسجد نبوی میں جا پہنچا مسجد کی دیوار سے تکیہ لگا بیٹھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ اسے دیکھ کر پوچھا کون ہو؟

عرض کیا۔ میرا نام عبد العزیٰ ہے۔ فقیر ہوں بے نوا ہوں، مسافر ہوں عاشق جمال اور طالب ہدایت ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا نام عبداللہ اور لقب ذوالبجادین ہے۔ تم ہمارے قریب میں ٹھہرو اور مسجد میں رہا کرو۔

عبداللہ اصحاب صفہ میں شامل ہو گیا۔ آقا و مولا اسے خود قرآن سکھاتے اور وہ دن رات ذوق و شوق اور جوش و طرب سے تلاوت میں مشغول رہتا۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی حضور! لوگ تو نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ اعرابی بلند آواز سے قرآن خوانی کر رہا ہے۔ اس سے دوسروں کی قرأت میں مزاحمت پیدا ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمرؓ! اسے کچھ نہ کہو یہ تو خدا اور رسولؐ کے لیے سب کچھ چھوڑ چھاڑ آیا ہے۔ جنگ تبوک کی تیاری ہو رہی تھی کہ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض

Marfat.com

کی یارسول اللہ! دعا فرمائیے کہ میں بھی راہِ خدا میں شہید ہو جاؤں۔

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جاؤ کسی درخت کا چھلکا لے آؤ۔ حکم کی دیر تھی۔ عبداللہ گئے اور چھلکا لا کر حاضر کر دیا۔ آپ نے وہ چھال ان کے بازو پر باندھ دی اور فرمایا۔

"الٰہی! میں کفار پر اس کا خون حرام کرتا ہوں"

عبداللہ نے عرض کی، یارسول! میں تو شہادت کا طالب ہوں!

آپ نے فرمایا۔ نیت پر عمل کا مدار ہے جب تم شہادت کے لیے چل ہی دیئے تو پھر چاہے بخار سے وفات پاؤ شہید ہی ہو گے۔

خدا کی قدرت ذوالبجادین تبوک پہنچے۔ جہاد میں شرکت کے جوش اور خوشی سے مست تھے کہ بخار نے آلیا۔ اور آخر جان ہی لے کر ٹلا۔

بلال بن حارث مزنی نے ان کے دفن کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہا:۔

رات کا وقت تھا حضرت بلال رضؓ کے ہاتھ میں چراغ تھا حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ اس کی لاش کو لحد میں رکھ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی قبر میں اُترے اور حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ سے فرمایا۔

ادبًا الی اخاکما (اپنے بھائی کا ادب و احترام ملحوظ رکھو)

قبر پر اینٹیں بھی اپنے ہاتھ سے رکھیں اور پھر دعا میں فرمایا:۔

الٰہی! آج کی شام تک میں اس سے خوشنود رہا ہوں۔ تو بھی اس سے خوش ہو۔

حضرت ابن مسعود رضؓ کہتے ہیں۔ کاش! اس قبر میں مجھ کو دفن کیا جاتا!

Marfat.com

تبوک کی مہم میں پیچھے رہ جانے والوں میں حضرت کعبؓ بن مالک بھی تھے۔ ان کا بیان ہے کہ:۔

"اس سفر میں میرا گھر پر رہ جانا، ابتلائے محض تھا۔ ایسا کرنے کا نہ میرا ارادہ تھا۔ اور نہ کوئی عذر۔ سفر کا پورا ساماں مہیا تھا۔ عمدہ اونٹنیاں میرے پاس موجود تھیں۔ مالی حالت اتنی اچھی تھی کہ پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میں نے اس سفر کے لیے دو مضبوط اونٹ بھی خرید لیے تھے۔ اصحابؓ سفر کی تیاری میں مصروف تھے اور میں بے فکر تھا۔ میرا خیال تھا کہ جس روز کوچ ہوگا چل دوں گا۔ جس روز لشکر اسلام روانہ ہوا تھوڑا سا کام تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کل چل دوں گا۔ اسی طرح سستی میں آج کل کرتے کرتے دو تین دن گزر گئے۔ اب لشکر اسلام اتنی دور جا چکا تھا کہ ان سے مل جانا مشکل تھا۔ مجھے اپنی سستی اور کاہلی کا سخت صدمہ تھا کہ یہ کیا ہوا؟

ایک روز میں گھر سے نکلا۔ مجھے منافقین کے سوا کوئی راستہ میں نہ ملا۔ مجھے اپنے آپ پر سخت غصہ آیا۔ اور میں تلملا کر رہ گیا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لے آئے تو میں سخت نادم تھا۔ کہ اب حضور میں کیسے حاضر ہوں۔ لوگوں نے مجھے حیلے بہانے بتلائے۔ مگر میں نے فیصلہ کر لیا کہ نجات سچ کے سوا نہیں مل سکتی۔ آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا۔ یہ تبسم خشم آمیز تھا۔ میرے ہوش و حواس پر بجلی گری۔ اور میں ساکت و مبہوت ہو کر رہ گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کعب! تم پیچھے کیوں رہ گئے تھے۔

Marfat.com

کیا کسی سامان کی کمی تھی؟ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میرے پاس سب کچھ تھا۔ میرے نفس نے مجھے غافل بنایا۔ کاہلی نے غلبہ اور شیطان نے کیا اور مجھے حرمان و خذلان کے گرداب میں ڈال دیا،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اپنے گھر پر ٹھہرو اور خدا کے حکم کا انتظار کرو۔

بعض دوستوں نے کہا اگر تم کوئی عذر کر دیتے تو ایسا نہ ہوتا۔ میں نے کہا وحی الٰہی سے میرا جھوٹ کھل جاتا اور میں کہیں کا نہ رہتا۔ کیونکہ میرا معاملہ کسی دنیادار سے نہیں بلکہ اللہ کے محبوب، نبی برحق سے ہے۔

پھر میں نے پوچھا کہ یہ حکم میرے ہی لیے ہے یا کسی اور کے لیے بھی؟ لوگوں نے کہا ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کی بھی یہی حالت ہے۔ یہ سن کر مجھے تسلی ہوئی کہ دو اور صالح انسان بھی اسی حالت میں ہیں۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی مسلمان ہمارے ساتھ بات چیت نہ کرے اور نہ ہمارے پاس آکر بیٹھے۔ اس حکم سے دنیا ہمارے لیے قید خانہ بن گئی۔ ان دونوں ہلال اور مرارہ تو گھر سے باہر نہ نکلے۔ کیونکہ دونوں بڑھاپے کی منزل میں تھے۔ لیکن میں جوان تھا، گھر سے نکلتا، مسجد نبوی میں جاتا، نماز پڑھتا، اور مجلس کے ایک گوشے میں خاموش بیٹھ جاتا۔

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم محبت آمیز دزدیدہ نگاہوں سے دیکھتے، میری شکستگی اور پژمردگی ملاحظہ فرماتے اور جب میں اوپر آنکھ اٹھاتا تو اعراض و تغافل فرماتے۔

Marfat.com

مسلمانوں میں سے کوئی بھی مجھ سے بات نہ کرتا تھا میرے سلام کا جواب لیتا۔ ایک روز میں یاس و بیم کے عالم میں مدینہ سے باہر نکلا۔ ابو قتادہ میرا چچیرا بھائی تھا۔ اور ہم دونوں میں بڑی محبت تھی۔ سامنے اس کا باغ تھا۔ وہ وہاں کچھ عمارت بنوا رہا تھا۔ میں اس کے پاس چلا گیا۔ اسے سلام کیا۔ اس نے جواب تک نہ دیا۔ اور منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا، میں نے کہا ابو قتادہ! تم خوب جانتے ہو کہ میں خدا اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں اور نفاق و شرک سے کوسوں دور ہوں، پھر تم مجھ سے کیوں بات نہیں کرتے؟ ابو قتادہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب میں نے تین بار یہ بات دہرائی تو اس نے صرف اتنا کہا کہ خدا اور رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

میں روتا اور اپنی قسمت کو کوستا ہوا گھر چلا آیا۔ یہاں مجھے ایک عیسائی ملا جو میرے نام غسان کے بادشاہ کا خط لایا تھا۔ خط میں لکھا تھا میں نے سنا ہے کہ تمہارا آقا تم سے ناراض ہو گیا ہے۔ اور اس نے تم کو اپنے سامنے سے نکال دیا ہے۔ اور دوسرے لوگ بھی تم پر سختی کر رہے ہیں۔ ہم کو تمہارے درجے اور رتبہ کا حال بخوبی معلوم ہے۔ تم اس قابل نہیں، کہ کوئی تم سے ذرا سی بھی بے التفاتی کرے۔ یا تمہاری عزت کے خلاف تم سے سلوک کرے۔ تم یہ خط پڑھتے ہی میرے پاس چلے آؤ، اور دیکھو کہ میں تمہارا اعزاز و اکرام کیا کچھ کر سکتا ہوں۔

خط پڑھتے ہی میں نے کہا یہ اور مصیبت آئی۔ اس سے بڑھ کر بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ آج ایک عیسائی مجھ پر اور میرے مذہب پر

Marfat.com

قالو پانے کی آرزو کر رہا ہے۔ اور مجھے کفر کی دعوت دیتا ہے۔ میرے آنسو نکل آئے اور قاصد کے سامنے ہی میں نے خط آگ میں ڈال کہا جاؤ اس سے کہو کہ آپ کی عنایت و التفات سے مجھے اپنے آقا کی بے التفاتی لاکھ درجہ بہتر اور خوشتر ہے۔

اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے علیحدہ رہا کرو۔

میں نے پوچھا کیا طلاق دینے کا حکم ہے؟ اس نے کہا نہیں صرف علیحدہ رہنے کو فرمایا ہے۔ یہ سن کر میں نے اپنی بیوی کو اس کے میکے بھیج دیا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہلال رضؓ اور مرارہ رضؓ کو بھی یہی حکم ملا ہے۔

ہلال کی بیوی خدمت نبوی میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہلال کمزور اور ضعیف ہیں۔ ان کے پاس خدمت کے لیے کوئی خادم بھی نہیں اگر اجازت ہو تو میں ان کی خدمت کرتی رہوں۔

آپ نے فرمایا۔ ہاں! لیکن اس کے بستر سے دور رہو۔ عورت نے کہا یا رسول اللہ! ہلال کا رنج و غم سے ایسا حال ہے کہ اسے تو کوئی خبر بھی نہیں رہا۔

اب مجھے لوگوں نے کہا کہ تم بھی اتنی اجازت لے لو کہ تمہاری بیوی تمہارا کام کاج کرتی رہے۔ میں نے کہا۔ میں تو ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔ کیا خبر حضور پسند فرمائیں یا نہ فرمائیں۔ میں جوان ہوں اپنا کام کا

ہو د کر سکتا ہوں۔ مجھے خدمت کی ضرورت نہیں۔

غرض اسی طرح رنج و غم میں پچاس دن گزر گئے۔ ایک رات میں غم واندوہ
میں لیٹا ہُوا اپنے گھر کی چھت پر پڑا تھا۔ اور اپنی مصیبت پر رو رہا تھا
کہ کوہِ سلع پر سے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے آواز دی۔ کعب! مبارک ہو!
تمہاری توبہ قبول ہو گئی۔

یہ آواز سنتے ہی میرے دوست واحباب دوڑ پڑے اور مبارکباد
کی آوازیں ہر طرف سے آنے لگیں۔ میں نے یہ سنتے ہی اپنی پیشانی خاک پر
رکھ دی اور سجدۂ شکر ادا کیا اور دوڑا ہوا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر و انصار میں تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھ
کر سب نے یک آواز مبارک دی۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔
اس وقت چہرہ مبارک خوشی و مسرت سے چودھویں کے چاند کی طرح
درخشاں تھا، آپ نے فرمایا کعب! مبارک ہو۔ اس بہترین دن کے
لیے جب سے تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ ایسا مبارک دن تجھ پر
کوئی نہیں گزرا۔ تمہاری توبہ رب العالمین نے قبول فرمالی ہے۔

میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس قبولیت کے
شکرانے میں اپنا کل مال خدا کی راہ میں صدقہ دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا،
نہیں میں نے عرض کیا آدھا، آپ نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا تیسرا
حصہ، آپ نے فرمایا ہاں! تیسرا حصہ بھی بہت ہے۔

Marfat.com

جنگِ ارتداد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دو تین سال یدخلون فی دین اللہ افواجا کی تفسیر دلپذیر تھے۔ ان دو تین سالوں میں اسلام عرب کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔ اور جہالت و گمراہی کی تاریکی کے بادل چھٹ گئے۔ روشن دن طلوع ہوا۔ اور رات کا اندھیرا غائب ہو گیا۔ مگر ابھی اس نور الٰہی کو استحکام حاصل نہ ہوا تھا کہ آفتاب انوار کا شمس غروب ہو گیا۔

عرب عوام نئے نئے اسلام سے روشناس ہوئے تھے۔ تربیت کی حاجت تھی۔ مگر وہ نہ مل سکی، صورت بدل چکی تھی۔ مگر سیرت تبدیل نہ ہوئی تھی۔ عصبیت کے شرارے دل کی تہوں میں دبے پڑے تھے۔ چوری، رہزنی، قمار بازی، شراب نوشی، فحاشی کا ترک گراں گزر رہا تھا۔

ادھر آفتاب رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) غروب ہوا۔ ادھر جہالت کی تاریکی نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ حجاز کے سوا سارا عرب اس تاریکی

دب گیا۔ نئے نئے مصنوعی ستارے جگنو بن کر اُٹھے۔ اور تاریکی شب کے سہارے چمکنے لگے۔

مرتدین نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا۔ ایک وفد حضرت خلیفہ اول جناب ابوبکر صدیق رضؓ کی خدمت میں بھیجا۔ کہ زکوٰۃ سے ہمیں مستثنےٰ قرار دیا جائے۔ حضرت صدیق اکبر رضؓ نے صحابہ کرام رضؓ سے مشورہ طلب کیا۔ سب نے یہی رائے دی کہ فی الحال ان کا مطالبہ مان لیا جائے۔ جب حالات سازگار ہو جائیں گے اور حکومت کو استحکام حاصل ہو جائے گا۔ تو یہ خود بخود زکوٰۃ دینے لگیں گے۔

حضرت عمر رضؓ کی رائے تھی۔ کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ اور مسلمانوں کے خلاف جہاد نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت صدیق اکبر رضؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! جو لوگ نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کریں گے۔ میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ اور بھیڑ کا بچہ اور اونٹ کی رسی تک زکوٰۃ وصول کر کے رہوں گا۔ دین حق مکمل ہو چکا ہے۔ اب اس میں کوئی ردو بدل نہیں ہو سکتا۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ میری زندگی میں مذہب کے ارکان میں رخنہ پیدا ہو سکے۔

یہ سن کر تمام صحابہ کرام رضؓ نے آپ سے اتفاق کیا

مرتدین کا وفد مسلمانوں کی قلت تعداد اور بے سروسامانی و پریشانی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔ اس نے اپنے قبائل میں پہنچتے ہی انہیں مدینہ پر حملہ کے لیے آمادہ کر لیا۔ چنانچہ وفد کی واپسی کے تیسرے ہی روز طلیحہ نے مدینہ پر چڑھائی کر دی۔ تاکہ مدینہ کو فتح کر کے عرب کی بادشاہت کا تاج

Marfat.com

اپنے سر پر رکھ لے۔

طلیحہ بن خویلد:- طلیحہ کا اصل نام طلحہ تھا۔ مسلمان اسے تحقیراً طلیحہ کہتے کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ آفتاب رسالتؐ کی زندگی میں تو اس کا فریب چل سکا۔ جب یہ سنا کہ آفتاب رسالت غروب ہو گیا۔ تو اس نے اپنے قبیلے بنو اسد کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ نماز میں سے سجدہ موقوف کر دیا اور زکوٰۃ بھی معاف کر دی۔ اس طرح زکوٰۃ سے منکر قبائل اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ بنو غطفان بنو اسد کے حلیف تھے۔ وہ بھی اس کے دام فریب میں آ گئے۔

بنو غطفان کہتے تھے کہ بنو اسد کے زندہ نبی کو چھوڑ کر قریش کے مردہ نبی کو کیوں مانیں۔ ہمیں اپنا نبی غیروں کے نبی سے زیادہ عزیز ہے۔ ہم اسی کے لیے جئیں گے اور اسی کے لیے مریں گے۔

غرض طلیحہ نے ایک بڑا لشکر جمع کر لیا اور اپنے بھتیجے حبال کو ایک بڑی فوج دے کر مدینہ پر چڑھائی کا حکم دیا۔ یہ لشکر رات کی تاریکی میں اور مدینہ پر حملہ آور ہوا۔

حضرت صدیق اکبرؓ بھی بے خبر نہ تھے۔ انہوں نے شہر کو مضبوط کر رکھا تھا۔ ناکوں پر محافظ دستے متعین تھے۔ جونہی حبال کی فوج آئی محافظ مجاہدین نے اسے للکارا اور اس جاں فروشی اور بہادری سے مقابلہ کیا کہ دشمن کو جان کی ہی بنی۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے خود مجاہدین کے ایک دستہ کو لے کر دشمن کا تعاقب

کیا۔ اور اسے دبلنتے، بھگاتے مقام ذی حسی تک جا پہنچے۔

اگلے دن آپ نے پھر دشمن کا تعاقب کیا۔ اور مارتے دباتے، بھگاتے ذی القصہ تک جا پہنچے۔ چونکہ مرکز خلافت خالی تھا۔ اس لیے آپ ایک دستہ کو وہاں چھوڑ کر واپس آ گئے۔

مدینہ پہنچے ہی تھے کہ خبر ملی، کہ عبس اور ذبیان کے مرتدین نے اپنے ہاں کے مسلمانوں پر سخت مظالم توڑے اور انہیں نہایت بے دردی سے شہید کر دیا ہے۔

یہ خبر سن کر آپ کا چہرہ غضب آلود ہو گیا۔ آپ نے قسم کھائی۔ کہ مشرکین نے جس قدر مسلمانوں کو شہید کیا ہے جب تک اتنے یا اس سے زیادہ مشرک قتل نہ کر لوں گا۔ چین سے نہ بیٹھوں گا۔

حبال کی شکست سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اور مشرکین پر کچھ رعب بھی بیٹھ گیا۔ چنانچہ بعض مقامات سے زکوٰۃ بھی آگئی۔ اسی اثناء میں حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کا لشکر بھی واپس آگیا۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے اس لشکر کو آرام کے لیے فرمایا اور خود مجاہدین کا ایک دستہ لے کر طلیحہ پر حملہ کے لیے چل دیئے۔ اور اس کے لشکر پر ایک اور کاری ضرب لگا کر واپس تشریف لے آئے۔

اس دوران میں لشکر اسامہ سستا چکا تھا۔ آپ نے اس لشکر کو ساتھ لیا اور ذی القصہ پہنچ کر گیارہ دستے ترتیب دیئے۔ اور انہیں مختلف علاقوں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ انہیں میں سے ایک دستہ کا سالار

Marfat.com

حضرت خالدؓ بن ولید کو مقرر فرمایا۔ مجاہدین کے ہر دستے کو ایک فرمان دیا جس میں مخالفین کو اسلام لانے کی ترغیب دی تھی۔ یہ فرمان باغی قبائل میں حملہ سے پہلے بھیجنے کا حکم تھا۔ یہ بھی تاکید تھی۔ کہ جب کسی قبیلہ کے پاس پہنچیں تو وہاں اذان دیں۔ جو لوگ اذان سن کر جمع ہو جائیں انہیں یہ فرمان سنایا جائے۔ مان لینے والوں کو امان دی جائے۔ اور باغیوں کو سزا تک پہنچایا جائے۔

طلیحہ اپنے عظیم لشکر کے ساتھ بزاخہ کے مقام پر خیمہ زن تھا۔

جنگ بزاخہ:- حضرت خالدؓ اس کی سرکوبی پر مامور ہوئے۔ بنی طے بھی طلیحہ کے لشکر میں شامل تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عدی بن حاتم طائی کو حکم دیا کہ اپنے قبیلہ کو سمجھائیں۔ چنانچہ وہ اپنے قبیلہ میں آئے۔ اور انہیں سمجھا بجھا کر طلیحہ سے الگ کر لیا۔ ان سے زکوٰۃ بھی وصول کر لی۔ اور انہیں حضرت خالدؓ کے جھنڈے تلے جمع کر دیا۔ عدی کی کوشش سے بنو طے کا حلیف قبیلہ بنو جدیلہ بھی طلیحہ سے الگ ہو کر مجاہدین میں شامل ہو گیا۔

طلیحہ کا دل سرداری کے مزے لے رہا تھا۔ اپنا بے شمار لشکر دیکھ کر اس کا دل خوشی اور غرور سے بلیوں اچھل رہا تھا۔ وہ حضرت خالدؓ کو خاطر میں نہ لایا دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے گھمسان کا رن پڑا۔ دونوں طرف سے بہادروں نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ مگر آخر طلیحہ کے لشکری اس کثرت سے مارے گئے کہ میدان ان کی لاشوں سے بھر گیا۔ اس کے سردار بار بار اس کے پاس آتے اور فتح کی بابت پوچھتے۔ وہ کچھ دیر تو انہیں احمق بناتا رہا۔ مگر آخر حواس باختہ ہو گیا۔ اس کے لشکری مجاہدین کی تلوار کا کاٹ دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور منتشر

Marfat.com

ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر طلیحہ نے اپنی بیوی کو سواری پر بٹھایا اور بھاگ نکلا۔ اسے بھاگتے دیکھ کر اس کا لشکر بھی بھاگ اٹھا۔ اور میدان مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

طلیحہ ایسا بھاگا کہ سرحد شام پر جاکر دم لیا۔ اس کے بہت سے لشکری گرفتار ہوئے۔ اور بہت سے مارے گئے۔ جنہیں انہوں نے امان مانگی اور انہیں امان دی گئی۔

اس فتح سے جہاں مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے۔ وہاں باغیوں کے ہوش بھی ٹھکانے آ گئے۔ اور انہوں نے اس میں بہتری سمجھی کہ جوق در جوق مدینہ پہنچ کر ارتداد سے توبہ کی۔ اور بغاوت کے نشے سے ہمیشہ کے لیے پناہ مانگی۔

ام زمل سلمیٰ:- مرتدین بزاخہ کی شکست سے بھاگے تو ام زمل سلمےٰ کے دامن میں پناہگیر ہوئے۔ یہ عورت بڑی بہادر تھی۔ اس کی ماں ام قرافہ اپنے قبیلہ کی سردار تھی۔ سلمیٰ نے بھی انہی ماں کی گود میں پرورش پائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس کے قبیلہ نے مسلمان مجاہدوں کا مقابلہ کیا تھا۔ جس میں اس کی ماں ام قرافہ، باپ اور ایک بھائی لقمہ شمشیر بنے تھے۔ اور یہ خود قید ہو کر مدینہ میں لائی گئی تھی۔ کچھ عرصہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی خدمت میں کنیز بن کر رہی۔ پھر اسے آزاد کر دیا گیا۔ ماں باپ اور بھائی کے انتقام کی آگ سے اس کا سینہ دہک رہا تھا۔ قبیلہ میں پہنچی تو انتقام انتقام کے نعرے بلند کیے اور قاید بن کر انتقام کی تاربیر سوچنے لگی۔ جب ارتداد

Marfat.com

کی آگ سارے عرب میں پھیلی تو اسے بھی موقع ہاتھ آیا۔ اس نے قبائل کا دورہ کیا اور مرتدین کی ایک بڑی فوج جمع کر لی۔ جاہل عرب اس کے گرد جمع ہو گئے۔

حضرت خالدؓ جنگ بزاخہ میں فتح مند ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوئے یہ پہلے ہی تیار تھی۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور تلوار چلنے لگی۔ مرتدین دیوانہ وار لڑے۔ گھمسان کا رن پڑا کشتوں کے پشتے لگ گئے مگر لڑائی ابھی تک ترازو تھی۔

ام زمل سلمیٰ ایک اونٹنی پر سوار تھی اور فوج کو بڑی بہادری سے لڑا رہی تھی۔ اس کے لشکری اس کے اشارۂ ابرو پر کٹ کٹ کر گر رہے تھے مگر فرار کا نام نہ لیتے تھے۔ حضرت خالدؓ نے حکم دیا کہ سلمیٰ کی اونٹنی پر حملہ کرو۔ مجاہدوں نے حکم کی تعمیل کی۔ سلمیٰ کے محافظ دستے نے سینہ سپر ہو کر حملہ روکا مگر مجاہد اونٹنی تک جا پہنچے۔ اونٹنی گھایل ہو کر گری اور سلمیٰ آب شمشیر سے سیراب ہوئی۔ اس کے محافظ دستے کے قریباً ایک سو سپاہی قتل ہوئے جو بچے انہوں نے بھاگ کر جان بچائی۔

سجاح بنت حارث: خود ساختہ نبی مرد تو تھے ہی۔ عورتیں بھی پیچھے نہ رہیں۔ قبیلہ تمیم کی شاخ بنو یربوع کی عورت سجاح بنت حارث نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ بنو تمیم کا سردار مالک بن نویرہ تھا۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سردار مقرر فرمایا تھا۔ ارتداد کے ایام میں یہ بھی مرتد ہو گیا اور سجاح سے ساز باز کر لی۔ اس کے مشورے

Marfat.com

سجاح نے اپنے ہی قبیلہ کی مختلف شاخوں کو مغلوب کرنا چاہا۔ مگر اس میں اسے کامیابی نہ ہوئی۔ اب اس نے بنو حنیفہ کے جھوٹے نبی مسیلمہ کو اپنے ساتھ ملانا چاہا۔ تاکہ اپنی طاقت کو مضبوط کر کے مدینہ پر چڑھائی کرے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس نے مسیلمہ سے شادی کر لی۔ اور دونوں مدینہ پر چڑھائی کی تیاریاں کرنے لگے۔

حضرت خالد رض سلطے سے فراغت پا چکے تھے۔ وہ بنو تمیم میں آئے تو سجاح غائب تھی۔ بنو تمیم نے ہتھیار ڈال دیئے اور ارتداد سے توبہ کر لی۔

مسیلمہ کذاب:- مسیلمہ بنو حنیفہ کا سردار تھا۔ بنو حنیفہ یمامہ کا ایک طاقتور اور فارغ البال قبیلہ تھا۔ مسیلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اور ایک دفعہ مدینہ میں بھی آیا تھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ اپنے بعد مجھے اپنا جانشین مقرر کر دیں تو میں آپ پر ایمان لانے کا اعلان کر دوں۔ آپ نے فرمایا۔ میں خدا کے احکام میں کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ اگر اس شرط پر تم کھجور کی ایک رسی بھی مانگو گے تو نہ ملے گی۔

مسیلمہ اپنے مقصد میں ناکام و نامراد ہو کر اپنے قبیلہ میں واپس آیا تو مشہور کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نبوت میں شریک کر لیا ہے مسیلمہ کے سرداروں نے بھی اس کی تصدیق کر دی۔

مسیلمہ نے اپنی جھوٹی تدبیروں سے چالیس ہزار فوج جمع کر لی۔ اور اپنی نبوت کا سکہ خوب چمکایا۔ حضرت خالد رض اپنے مجاہدوں کو لے کر

آئے۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ مسیلمہ کا ایک سردار میدان میں مبارز طلب ہوا۔ حضرت عمر رضؓ کے بھائی حضرت زیدؓ بن الخطاب نے اس کا مقابلہ کیا اور اسلامی تلوار سے اسے ٹکڑے کر کے میدان میں ڈال دیا۔ اب کسی اور سردار کو میدان میں آنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ مسیلمہ نے پورے لشکر سے حملہ کر دیا۔ دونوں فوجیں گتھ گئیں۔ اتنا سخت رن پڑا کہ خون کی ندیاں بہ گئیں دشمن بھی پوری طاقت سے حملہ پر حملہ کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ ابتدا میں اسلامی فوج اتنی پیچھے ہٹ گئی کہ اپنے خیموں تک پہنچ گئی۔ حضرت خالد رضؓ نے یہ پسپائی دیکھی تو تلوار لے کر دشمن کے لشکر میں گھس گئے۔ سردار کو جان کھلتا دیکھ کر مجاہدین کو جوش آ گیا۔ اب کسی کو جان کی پروا نہ تھی۔ بے باکانہ بڑھے اور دشمن کے سینہ پر چڑھ گئے۔ نعرۂ تکبیر سے میدان گونج اٹھا۔ میدان لاشوں سے پٹ گیا۔ آخر مسیلمہ شکست کھا کر بھاگا اور ایک باغ میں جا چھپا۔ اس کا باقی ماندہ لشکر بھی باغ میں محصور ہو گیا۔ دشمن نے باغ کے دروازے بند کر لیے۔ مجاہدین دیواریں پھاند کر اندر کود گئے۔ اور دشمن کو گاجر مولی کی طرح کاٹنے لگے۔ مسیلمہ مارا گیا۔ باغ میں لاشوں کے ڈھیر لگ گئے آخر مرتدین باغ سے بھی بھاگے اور ایک قلعہ میں پناہ لی۔

خالد رضؓ نے اس قلعہ کو بھی گھیر لیا۔ اب مرتدین میں دم نہ تھا۔ انہوں نے امان مانگی اور ارتداد سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔

یمن کے ایک قبیلے عنس نے بھی مرتد ہو کر بغاوت کی تھی۔ اس قبیلہ کا سردار اسود عنسی تھا۔ جو نبوت کا دعویٰ دار تھا۔ اس نے یمن پر اپنی حکومت

قائم کرلی تھی۔ اس کے اپنے ہی کچھ سردار اس کے مخالف ہو گئے۔ اور آخر اسے قتل کر دیا۔ اس کے خاتمے سے ارتداد کا زور بالکل ٹوٹ گیا۔ اور مرتدین کے بچے کھچے گروہ خود بخود تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔ اس طرح اسلام کا شجر سدا بہار ایک دفعہ پھر اپنی شان سے لہلہانے لگا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی جانفشانی اور قوت ایمانی سے سارا عرب اسلام کی پناہ میں آگیا۔ اور اسلام کے محافظِ حقیقی نے اسے اپنی پناہ میں لے لیا۔

Marfat.com

جنگِ تبوک

(۱)

جنگ ارتداد ختم ہوئی تو حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ اول کو سرحدات کی حفاظت کی فکر ہوئی۔ شمال مشرقی سرحد پر ایران کی جابر سلطنت تھی۔ اور شمال مغربی سرحد روم کی قہار سلطنت سے ملتی تھی۔ یہ دونوں دنیا بھر کی عظیم سلطنتیں تھیں۔ اگرچہ ان میں بھی صلح نہ تھی۔ مگر دونوں اسلام دشمنی میں ایک ہی مقصد رکھتی تھیں۔ ایرانی حکومت شمال مشرقی سرحد پر تاخت و تاراج کرتی رہتی تھی۔ اور رومی حکومت شمال مغربی سرحد پر حملے کرتی اور مسلمانوں کے حلیف قبائل کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتی رہتی تھی۔

حضرت خلیفہ اول رضؓ کہا کرتے تھے کہ "ہم دو شیروں کے درمیان ہیں جو اپنے جبڑے کھولے ہم کو پھاڑ کھانا چاہتے ہیں"۔ اب ان خطرات سے دوچار ہوئے بغیر گزارا نہ تھا۔ اگر ذرا سی غفلت برتی جاتی یا تساہل سے کام لیا جاتا تو یہ نومولود اسلامی حکومت ختم ہو کر رہ جاتی۔

حضرت خلیفہ اول رضؓ نے عرب کے تمام قبائل کو اسلامی لشکر میں شمولیت

Marfat.com

دعوت دی۔ اس دعوت پر چند ہی دن کے لئے عرب قبایل مدینۃ النبی میں
پہنچنے لگے۔

یمن کی قوم حمیر سب سے پہلے اس شان سے آئی کہ عربی کمانیں
کندھوں کی زینت تھیں۔

پھر قبیلہ مذحج کے جوان عربی گھوڑوں پر سوار آپہنچے۔ ان کے بعد
لوٹے آئے۔ پھر قوم ازد، بنو قیس اور بنو کنانہ اور عرب کے دوسرے
قبایل بھی آپہنچے۔ مدینہ کے باہر کا میدان ان کی چھاؤنی مقرر ہوا۔

یہ جاں باز، بہادر اسلام پر فدا ہونے، اور خدائے واحد کا نام بلند
کرنے کے لیے حاضر تھے۔ چند دن کے بعد چارہ کی تکلیف محسوس ہونے
لگی۔ سرداران قبایل نے حضرت خلیفہ اول سے عرض کی کہ ہم خدا کی راہ
میں جاں نثاری کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ ہمیں شام کی طرف روانہ فرمائیں۔

حضرت خلیفہ اول رضؓ ان کا شوق شہادت اور جوش اسلام دیکھ کر
مسرور ہوئے۔ اور فرمایا۔ آج ہی یہ انتظام کر دیا جائے گا۔ چنانچہ آپ
نے حضرت عمر رضؓ، حضرت عثمان رضؓ، حضرت علی رضؓ اور حضرت سعید رضؓ بن
زید سے مشورہ کیا۔ پھر لشکر گاہ میں تشریف لائے۔ اور دعا فرمائی اس کے
بعد ایک ہزار جوانوں کا ایک دستہ منتخب فرمایا۔ اور سرداری کا علم
یزید بن ابی سفیان کو عنایت فرمایا۔ اور انہیں دس ہزار پر سردار مقرر کیا
دوسرے ایک ہزار پر ربیعہ رضؓ بن عامر کو سردار مقرر کیا اور فرمایا کہ تم یزید بن
ابو سفیان کے ہراول ہو نہ تم پر امیر ہو گا۔ یزید بن ابو سفیان سے کہا

Marfat.com

ربیعہ بن عامر مشہور شجاع ہے۔ اس کی بزرگی کا خیال رکھنا، ایک دوسرے سے مشورہ کرنا اور آپس میں متحد و متفق رہنا، صبر اور استقلال سے خدا اور رسولؐ کی رضامندی کے لیے کوشش کرنا۔

جب یہ دونوں سوار ہو کر چلے۔ تو آپ پیدل ان کے ساتھ چل دیے۔ یزید بن ابو سفیان نے عرض کیا یا تو آپ سوار ہو جائیں یا مجھے پیدل چلنے کی اجازت دیں۔ آپ نے فرمایا نہ میں سوار ہوں گا، نہ تمہیں پیدل چلنے کی اجازت دوں گا۔ تم میرا کچھ خیال نہ کرو۔ جس کے مقصد کے لیے جا رہے ہو۔ اسے نگاہ میں رکھو۔

تھوڑی دور جا کر خلیفہ اول رضؓ نے فرمایا۔ اب میں تم کو الوداع کہتا ہوں اور اس خدا کے سپرد کرتا ہوں جو سب سے زیادہ طاقتور اور ہر مومن و مجاہد کا حامی و ناصر ہے۔

یزید بن ابو سفیان نے عرض کی۔ آپ ہمیں کچھ وصیت فرما دیں تاکہ ہم اس کے مطابق عمل کریں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا:۔

کوچ میں تیز رفتاری کی بجائے آہستہ روی اختیار کرو۔ لشکر کے ساتھ رہو۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سختی نہ کرو۔ ہر کام میں مشورہ لو۔ انصاف کا خیال رکھو۔ ظلم سے بچو۔ جب دشمن سے مقابلہ ہو تو استقلال اور صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ جب خدا تمہیں فتح عطا کرے تو بچوں عورتوں اور بوڑھوں کو ایذا نہ دو۔ سرسبز کھیتوں کو ویران نہ کرو۔ پھل دار درختوں کو نہ کاٹو۔ مویشیوں کو دشمن نہ جانو۔ ان کی ٹانگیں نہ توڑو۔ اس

تمہارے پیمان پر کاربند رہو۔ صلح کرو۔ تو اس پر قائم رہو۔ عبادت خانے تباہ نہ کرو۔ عابدوں اور گوشہ نشینوں کو نہ ستاؤ۔ غداروں اور عہد شکنوں کو تلوار کا مزہ چکھاؤ۔ اگر کوئی اپنی مرضی سے اسلام قبول کرلے تو اسے اپنا بھائی جانو۔ اور اس کے حقوق اپنے برابر سمجھو۔ اگر مفتوح، اسلام قبول نہ کریں تو ان پر سختی نہ کرو۔ بلکہ ان سے ان کی حفاظت کے معاوضہ میں جزیہ وصول کرو۔ حفاظت میں آنے والوں کی پوری حفاظت کرو۔ احکام شریعت کی پابندی کو مقدم جانو۔ اور ہر وقت یہ خیال رکھو کہ خدا تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے اور تمہیں اس کی درگاہ میں حاضر ہو کر جواب دہی کرنی ہے۔ خدا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پابندی تمہارے اور ہر مسلمان کے لیے فرض اولین ہے۔ خدا کے راستے میں جانیں لڑاؤ۔ اور اسی کی مدد و نصرت پر بھروسہ رکھو۔ خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔"

یہ وصیت فرما کر آپ تو مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ اور مجاہدین کا لشکر شام کی طرف روانہ ہوگیا۔ اہل لشکر مسرور تھے کہ خدا کے راستے جانیں قربان کرنے، اسلام کا نام بلند رکھنے، اپنی قوم اور اپنے ملک کی حفاظت کرنے کے لیے اسرحدوں کو دشمن سے محفوظ بنانے کے لیے جا رہے ہیں، دنیا کی عظیم ترین سلطنت جس نے ایران کو شکست دے کر نیچا دکھایا تھا اس سے مقابلہ کرنے کے لیے یہ دو ہزار مجاہد سر بکف جا رہے تھے۔ ہاتھی اور چیونٹی کا مقابلہ تھا۔ مگر اسلامی مجاہدوں میں سے کسی کے دل میں ہراس تھا نہ وسواس۔ ایمان کی پختگی نے ان کو بے خوف اور نڈر بنا دیا تھا۔ وہ

Marfat.com

حصول شہادت کے نشہ میں سرشار اور خدا کی رضا جوئی کے لیے بڑھتے چلے گئے، بڑھتے گئے، حتیٰ کہ مقام تبوک نے ان کے قدم چومے انہوں نے تبوک میں قیام کیا۔ اور دریافت حال کے لیے انتظامات کئے۔

اسلامی لشکر کی آمد سے شام میں شور مچ گیا۔ شہنشاہ روم ہرقل تک اطلاع پہنچی۔ اس نے اپنے وزیروں اور فوجی سرداروں کو بلایا۔ اور حقیقت حال سے پردہ اٹھایا۔ سب نے بہ یک زبان کہا۔ حضور عالی! عرب اور روم کا مقابلہ کیا! اگر چڑیا باز کے گھونسلے پر حملہ کردے تو اس کی موت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ یہ بھوکے، ننگے لوگ ہمیں کیا کہہ سکتے ہیں؟ آ ہیں تو ان کا گوشت ہمارے چیل کوے کھائیں گے۔ ان کی ہڈیاں ہماری زمین چاٹے گی۔ انہوں نے بھڑوں کے چھتے میں جو ہاتھ ڈالا ہے۔ وہ سلامت واپس نہیں جائے گا۔ ہماری تھوڑی سی فوج بھی ان کے لئے کافی ہوگی۔ نہ یہ قواعد دان ہیں نہ اصول جنگ کو جانتے ہیں۔ نہ ان کے پیچھے کوئی بڑی طاقت ہے۔ روم و شام کا مقابلہ تو ایران جیسی عظیم اور قدیم سلطنت نہ کر سکی۔ یہ گنتی کے چند بدّو کیا کریں گے۔

وزیروں اور سرداروں کے مشورہ سے قیصر نے آٹھ ہزار فوج تیار کرنے کا حکم دیا۔ یہ فوج بڑی تجربہ کار اور ہر قسم کے جنگی ساز و سامان سے آراستہ تھی۔ چار مشہور جنگی جرنیل، جو تجربہ کار، جنگی امور کے ماہر، شجاع اور بہادر مانے جاتے تھے۔ اس آٹھ ہزار پر افسر مقرر کئے۔ ہر ایک کے ماتحت دو دو ہزار فوج تھی۔ ایک دستہ پر باطلیق افسر مقرر ہوئے

دوسرے پر جرجلیس، تیسرے پر لوقا اور چوتھے پر صلیبا۔ ساری فوج کی کمان جرجلیس کے سپرد کی گئی۔

چاروں سردار اپنے اپنے دستوں کے ساتھ تیزی سے کوچ کرتے ہوئے سرحد کی طرف بڑھے۔ مجاہدین سرحد شام عبور کرنے ہی والے تھے کہ سامنے سے گرد کا ایک طوفان اٹھا۔ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سے شور مچ گیا۔

یزید بن ابوسفیان نے ربیعہ بن عامر کو فوراً گھات میں منتظر رہنے کا حکم دیا۔ ادھر وہ کمینگاہ کی طرف گئے، ادھر یزید بن ابوسفیان نے اپنی ایک ہزار فوج کو میدان میں کھڑا کر دیا۔ رومی فوجیں ان کے سامنے کچھ فاصلہ چھوڑ کر اتر پڑیں۔ اور ترتیب کے ساتھ قائم ہونے لگیں۔

جاسوسوں نے جرجلیس کو اطلاع دی کہ عربی فوج صرف ایک ہزار کے قریب ہے اور سامان جنگ بھی ناقص اور کمتر ہے۔ جرجلیس اور اس کی فوج یہ سن کر خوشی کے نشہ میں بدمست ہو گئی۔ ان کا خیال تھا کہ عرب قبائل آپس ہی میں لڑنا جانتے ہیں۔ وہ کیا جانیں کہ حکومتوں کا مقابلہ حکومتیں ہی کر سکتی ہیں۔ اچھا ہوا کہ مفت میں یہ فتح ہمارے نام ہوئی۔ قیصر روم کے ہاں ہمارا اقتدار اور اعتبار بڑھے گا۔ ایک آدھ گھنٹے میں یہ ختم ہو جائیں گے۔ پھر مدینہ تک ہمارا راستہ روکنے والا کوئی نہیں۔

حضرت یزید بن ابوسفیان نے دشمن کی کثرت دیکھی۔ تو اپنی فوج سے کہا۔

Marfat.com

مجاہدو! تم اسلام کا نام بلند کرنے کے لیے گھروں سے نکلے ہو۔ تمہارا کام مسلمانوں کی حفاظت اور ملک کی نگہبانی ہے۔ دشمن کی کثرت کی پروا نہ کرو۔ خدا ہی سب پر غالب ہے۔ اس سے نصرت طلب کرو۔ صبر و استقلال سے دشمن کا مقابلہ کرو۔ شہادت پاکر جنت ابدی کے وارث بنو۔ فتح مند ہو کر غازی کا مرتبہ حاصل کرو۔ خدا تمہارا حامی و ناصر ہے۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔"

اس تقریر سے مجاہدوں کے جوش میں آگ لگ گئی۔ وہ خدا و رسولؐ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بے تاب ہو گئے۔ انہیں دشمن کی کثرت قلت نظر آنے لگی۔ خدا کے فرشتے ہوا میں تیرتے ہوئے دکھائی دینے لگے "نصر من اللہ و فتح قریب" کی تفسیر مجسم ہو کر نگاہوں کے سامنے آ گئی۔

مجاہدین کی قلت تعداد سے دشمن کا حوصلہ بلند تھا۔ وہ ایک ہی حملے میں فتح کا آرزو مند تھا۔ اس لیے بات چیت کی ضرورت بھی محسوس نہ کی۔ دشمن نے علم کیے نیزے ہلاتے بڑھا اور حملہ کر دیا۔ مجاہدین پہلے ہی بے تاب ہو رہے تھے۔ وہ بھی بڑھے۔ تلوار سے تلوار ٹکرائی، نیزے سے نیزہ بھڑا۔ کمانیں تڑاق تڑاق کرنے لگیں۔ گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ مجاہدین بے خوف ہو کر دشمن کے لشکر میں گھس گئے اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ مجاہدین دشمن بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ کہ ربیعہ بن عامر نے گھات سے نکل کر حملہ کر دیا۔ ایک بجلی تھی جو کوند گئی اور دشمن کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ قواعد دان بیکار ہو گئے۔ صفیں ٹوٹتے ہی مجاہدین برق بلا بن کر گرے اور دشمنوں

Marfat.com

پر گھیر کر قتل کرنے لگے۔ رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور منتشر ہونے لگے۔

ادھر دشمن کے پاؤں اُکھڑ ے ادھر ربیعہ بن عامر باطلیق پر جا پڑے
گھوڑے پر سوار اپنی فوج کو لڑا رہا تھا۔ باطلیق بھی ربیعہ بن عامر سے
خبر نہ تھا۔ اس نے فوراً بڑھ کر وار کیا۔ ربیعہ نے وار خالی دیا۔ اور ذرا
پیچھے ہٹ گئے۔ باطلیق نے سمجھا۔ اب یہ بھاگا چاہتا ہے۔ ربیعہ نے فوراً
نیزہ سنبھالا اور اس زور سے مارا کہ باطلیق کی سرین توڑ کر نکل گیا۔ ربیعہ
نے نیزہ کھینچا اور دوسرا وار کرنے ہی والا تھا، کہ باطلیق مردار ہو کر
گھوڑے سے گر پڑا۔

افسر کی موت سے لشکر اور بد دل ہو گیا۔ ادھر مجاہدین نے رومیوں میں
قیامت برپا کر رکھی تھی۔ رومی سرداروں نے اپنی فوج کو سنبھالنے کی بہت
کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ ان کی فوج منتشر، پسپا اور بے دل
ہوتی گئی حتےٰ کہ رومیوں کی لاشیں رہ گئیں اور زندہ بھاگ کر جان بچانے پر
مجبور ہو گئے۔ اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ خدا ئے تعالیٰ نے اپنے نبی
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مسلمانوں کو شام میں پہلی فتح عطا فرمائی۔

اس جنگ میں دو ہزار دو سو رومی قتل ہوئے اور چھ ہزار نے بھاگ کر
جان بچائی۔ مجاہدین میں سے ایک سو بیس نے جام شہادت نوش فرمایا۔

دشمن پر فتح پانے کے بعد دونوں سردار یزید بن ابو سفیان اور ربیعہ بن
عامر ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے۔ ایک دوسرے کو فتح کی مبارک باد
دی۔ اور خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جس نے بے سر و سامان مجاہدین کو

قلت تعداد کے باوجود فتح مند کیا۔

یزید بن ابو سفیان نے کہا۔ ربیعہ! آپ نے بڑے ٹھیک وقت حملہ کیا۔ اور پھر حملے میں یہ تیزی اور پھرتی آپ ہی کا حصہ ہے۔ بالطبع بڑا کارنامہ ہے۔

ربیعہ بن عامر نے جواب دیا۔ یہ سب خدا کا فضل ہے۔ جس نے مجاہدین کو اتنا حوصلہ اور طاقت عطا کی کہ دشمن کی کثرت کو خاطر میں نہ لائے اور اس کی راہ میں اپنی جانیں بے دریغ نثار کیں۔ پھر آپ کی قیادت اور تدبیر تو کچھ کم اہم نہیں۔ مگر یہ سب نصرت الٰہی اور مجاہدین کے ایمان کی پختگی اور ہمت و شجاعت کا ثمر ہے۔

اب میدان دشمنوں سے پاک تھا۔ ہر طرف لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ خون کے دھارے بہ رہے تھے۔ کٹے ہوئے اعضا ادھر اُدھر بکھرے پڑے تھے۔ چیلیں اور گدھ فضا میں منڈلا رہے تھے۔ اور مردار رومیوں کے گوشت سے اپنے پوٹے بھرنے کے لیے بے قرار تھے۔

دونوں اسلامی سرداروں نے اپنے شہدا کی لاشیں اُٹھائیں۔ اگرچہ ان کے جسم زخموں سے چور چور تھے۔ مگر ان کے چہرے مسرور تھے۔ ہونٹوں پر نازک سا تبسم تھا۔ بدن پر تلوار اور نیزہ کے زخم شاداب پھولوں کا منظر پیش کر رہے تھے۔ گویا وہ جنت الفردوس کی ملکیت کی مہریں تھیں۔

شہداء پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اور انہیں لرزتے ہاتھوں اور دلوں کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان خوش قسمت شہداء نے اپنی جانیں دے

شام کی سرزمین میں اسلامیوں کے لیے جگہ حاصل کر لی تھی۔ جہاں سے انہیں ہٹانا ممکن نہ تھا۔ یہ پاک لوگ اور ان کے مدفن نشان منزل تھے۔ جس سے اسلامیوں کے لیے شام کا راستہ کھل گیا۔

(۲)

رات کی تاریکی اور دن بھر کی تھکاوٹ نے مسلمان مجاہدوں کو آرام لینے پر مجبور کر دیا۔ چھ ہزار رومی اپنے کیمپ میں جمع ہوئے۔ جرجیس نے اپنے سرداروں کو بلایا اور کہا:۔

دن بھر کی محنت اکارت گئی۔ ہمارے دو ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے۔ ہمارا غرور اور اعتماد خاک میں مل گیا۔ میرا بہادر بھائی باطلیق سر میدان قتل ہوا۔ اب میں شہنشاہ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ کون مانے گا کہ بھوکے ننگے بے سروسامان عربوں نے آٹھ ہزار بہادر رومیوں کو شکست دی۔ اور ہمیں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا۔ اب اس کے سوا چارہ نہیں کہ کل میں بھی یا تو اس شکست کا بدلہ لوں، یا اپنی جان دے کر اس داغ ندامت کو دھو ڈوں۔

سرداروں نے کہا۔ ہم سب شرمندہ ہیں اور آپ کے ساتھ لڑنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ عرب دیکھنے میں کمزور اور لاغر ہیں۔ دبلے پتلے اسید سے سادے ہیں۔ جنگی قواعد سے بے بہرہ ہیں۔ اگرچہ ان کی تلواریں پرانی اور ٹوٹی پھوٹی ہیں۔ مگر کاٹ میں اپنا جواب نہیں رکھتیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ کسی تدبیر سے انہیں چلتا کریں۔

Marfat.com

جرجبیس نے اپنے آپ پر قابو پاکر کہا۔ اگرچہ آج کی شکست اور باطلیق کی موت کا سخت صدمہ ہے۔ لیکن اگر ان سے گلو خلاصی کی کوئی تدبیر ہو سکے تو مضائقہ نہیں۔

سرداروں نے کہا۔ اہل عرب بھوکے ہیں۔ بھوک اور افلاس نے انہیں مجبور کیا ہے کہ یا تو کٹ کر مر جائیں یا پیٹ بھر کر روٹی کھائیں۔ اگر ان کے سردار کو لالچ دیا جائے، تو اس بلا سے رہائی ممکن ہے؟

جرجبیس نے ایک ہوشیار رومی سردار کو اسلامی کیمپ میں بھیجا۔ یہ سردار فوراً یزید بن ابوسفیان کے پاس آیا۔ اور کہا کہ ہمارا سپہ سالار صلح پر رضامند ہے۔ آپ کسی اپنے سردار کو میرے ساتھ بھیجیں تاکہ صلح کی گفتگو ہو سکے۔

ربیعہ بن عامر نے یزید بن ابوسفیان سے کہا مجھے رومی سردار سے گفتگو کی اجازت دی جائے! جواب ملا، آپ نے میدان جنگ میں باطلیق کو قتل کیا ہے۔ ایسا نہ ہو وہ آپ کو قتل کر دیں!

ربیعہ بن عامر نے کہا میں ہوشیار رہوں گا، آپ ایک دستہ فوج رومی کیمپ کے قریب بھیج دیں، اور خود بھی تیار رہیں۔ اگر رومیوں نے مجھے قتل کرنے یا گرفتار کرنے کا ارادہ کیا، تو میں نعرۂ تکبیر بلند کر دوں گا۔ آپ فوراً حملہ کر دیں۔

یزید بن ابوسفیان نے رومی سردار سے کہا، صبح کو ہماری طرف سے کوئی نمائندہ پہنچ جائے گا۔ اب تم جاؤ اور اپنے سردار کو یہ اطلاع دے دو۔"

صبح کی نماز سے فارغ ہو کر ربیعہ بن عامر نے ہتھیار لگائے۔ اپنے عربی

Marfat.com

گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور دشمن کے کیمپ میں جا پہنچے۔ جرجبیس کے خیمے تک پہنچے، تو ایک رومی سردار نے کہا، ہتھیار اور گھوڑا مجھے دے دو اور اور خود خیمے میں چلے جاؤ۔

ربعیہ بن عامر نے کہا۔ میں نہ گھوڑا کسی کے حوالے کر سکتا۔ نہ ہتھیار اُتار سکتا ہوں۔ رومی سردار بھاگتا ہوا جرجبیس کے پاس گیا، اور اسے بتایا کہ عربی سردار مسلح ہو کر آیا ہے۔ اور گھوڑا بھی کسی کے حوالے نہیں کرتا۔

جرجبیس نے کہا۔ آنے دو!

ربعیہ بن عامر خیمے کے دروازے پر گھوڑے سے اُترے اور دہیں لگام پکڑ کر بیٹھ گئے۔ جرجبیس نے پاس آ کر کہا۔

ہم جانتے ہیں کہ آپ کی قوم بھوکی ہے۔ غریب ہے، مفلس ہے۔ اور پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے شام پر حملہ آور ہوئی ہے۔ اگر آپ عہد کریں کہ آئندہ کبھی رومی سرحد کی طرف نہ آئیں گے تو ہم آپ کے ہر لشکری کو ایک ایک دینار اور ایک ایک اونٹ غلہ دیں گے۔ آپ کے سردار کو سو دینار اور غلے کے دس اونٹ اور آپ کے خلیفہ کو ایک ہزار دینار اور غلے کے سو اونٹ۔

ربعیہ بن عامر نے جواب دیا۔ بے شک ہماری قوم بھوکی تھی۔ ہم آپس میں لڑتے مرتے رہتے تھے۔ لیکن خدا نے ہم پر فضل کیا۔ اور اپنا نبیؐ بھیج کر ہمیں سیدھی راہ دکھائی۔ اب ہم ایک قوم ہیں۔ ہمارا خدا ایک، رسولؐ ایک اور ہمارا خلیفہ ایک ہے۔ اب ہم میں کوئی بھوکا نہیں مرتا۔ جو ایک کے پاس ہوتا ہے، وہ سب کو بانٹ دیتا ہے۔ ہم اپنی سرحدوں کو دشمنوں سے

Marfat.com

بچانے اور خدا کی توحید پھیلانے کو نکلے ہیں۔ خدا نے ہمیں غنی کر دیا ہے
ہمارے دل اسلام کی دولت سے مالا مال ہیں۔ ہم یہ دولت آپ کو دینے
آئے ہیں۔ اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جائیے۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو
جزیہ دے کر ہماری حفاظت میں آجائیے۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو تلوار
کا فیصلہ ماننا پڑے گا۔

ربیعہ بن عامر ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا۔ کہ ایک رومی نے جرجلیس کے کان
میں کہا۔ آپ کے بھائی کا قاتل یہی ہے۔ جونہی جرجلیس نے یہ بات سنی،
غصہ کی آگ نے اس کو پھونک ڈالا۔ اس نے تیوری چڑھائی اور تلوار کھینچ لی۔
ربیعہ بن عامر نے موقع دیئے بغیر تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور جرجلیس کا سر تن سے
الگ کر دیا۔ رومیوں نے فوراً انہیں گھیر لیا، اور تلوار چلنے لگی۔ ربیعہ بن عامر
نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ کیمپ کے قریب کا دستہ فوراً حرکت میں آیا اور
اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند ہوا کہ میدان گونج اٹھا۔ اس آواز پر یزید بن
ابوسفیان نے لشکر کو حرکت دی۔ اور مسلمان مجاہد اس زور سے حملہ آور ہوئے
کہ میدان کانپ گیا۔ تلواریں خون پینے لگیں اور نیزے جسموں کو چھیدنے لگے
رومی بھی بڑی بہادری سے لڑنے لگے۔ گھمسان کی جنگ تھی۔ زمین پر
لہو کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ زخمی تڑپ رہے تھے۔ گھوڑوں کے
سم لاشوں کو روند رہے تھے۔ کہ دفعتاً میدان میں نعرۂ تکبیر گونجا، اور
حضرت شرجیل رضہ بن حسنہ ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ میدان میں
آکودے۔ اب مسلمانوں نے رومیوں کو گھیر لیا تھا اور بھیڑ بکریوں کی طرح

Marfat.com

ذبح کر رہے تھے۔ میدان لاشوں سے بھر گیا تھا۔ مگر اسلامی تلواریں ابھی پیاسی تھیں، انہوں نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر رومیوں کے ٹکڑے کیے اور اس وقت تک متحرک رہیں جب تک کہ آخری رومی کی بوٹیاں نہ اڑا دیں۔

خدا نے مسلمانوں کو فتح کامل عطا کی۔ میدان سے دشمن کا کھوج تک مٹا دیا تینوں مسلمان سردار آپس میں ملے، ایک دوسرے کو فتح کی مبارک باد دی، پھر مال غنیمت جمع کیا۔ اور شداد بن اوس کی نگہبانی میں مدینہ بھیج دیا۔

حضرت خلیفہ اول مضطرب تھے کہ اس مہم کی خیریت معلوم کریں۔ وہ فکر مند تھے کہ اپنے مجاہدوں کا حال معلوم کریں۔ ادھر شداد بن اوس مدینہ پہنچے جونہی فتح کی خوشخبری پہنچی۔ بے اختیار نعرۂ تکبیر سے مدینہ کے گلی کوچے گونج گئے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ کو معلوم ہوا تو سجدہ میں گر گئے اور خدا کا شکر ادا کرنے لگے۔

شداد بن اوس نے اونٹ سے اترتے ہی دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ پھر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھی اس سے فارغ ہوئے تو مال غنیمت لے کر خلیفہ اولؓ کے حضور حاضر ہوئے۔

حضرت خلیفہ اول رضؓ نے حالات جنگ سنے تو فرمایا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام وعدے برحق ہیں۔ خدائے تعالےٰ مسلمانوں کو روم و شام کا وارث بنائے گا۔ اور وہ دن دور نہیں کہ مسلمان روم و شام پر قابض ہو جائیں گے۔

Marfat.com

جنگِ فلسطین

(۱)

تبوک کی فتح کی خبر عرب میں پھیلی تو سارے ملک میں خوشی کے نعرے بلند ہوئے۔ مکہ معظمہ کے مسلمانوں نے بڑے جوش سے اس خوشخبری کا استقبال کیا۔ بنو کلاب، بنو ہوازن، بنو ثقیف کے بہادروں نے ہتھیار سجائے۔ اور مدینہ کی طرف چل دیئے۔ اہل مکہ کے سردار سہیل رضؓ بن عمر، عکرمہ رضؓ بن ابو جہل اور حارث رضؓ بن ہشام بھی ان میں شامل تھے۔ ان کے مدینہ پہنچنے پر حضرت خلیفہ اول رضؓ اور دوسرے مسلمان بہت خوش ہوئے۔

حضرت خلیفہ اول رضؓ نے ان مجاہدوں کو تین حصوں میں منقسم کیا۔ ایک حصہ کے سردار عمرو رضؓ بن عاص، دوسرے کے حضرت خالد رضؓ بن ولید اور تیسرے کے حضرت ابو عبیدہ رضؓ مقرر ہوئے۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ کو شام و فلسطین کے لشکروں پر امیر مقرر کیا گیا

حضرت خالد رضؓ بن ولید کو عراق کی طرف، حضرت عمرو رضؓ بن عاص کو فلسطین کی طرف اور حضرت ابو عبیدہ رضؓ کو شام کی طرف بڑھنے کا حکم ملا۔ چنانچہ تینوں

Marfat.com

اپنی اپنی منزل کو روانہ ہو گئے۔

ان مجاہدوں کی روانگی کی خبر ہرقل قیصر روم کو بھی مل چکی تھی۔ اس نے ایک لاکھ فوج کو سامان حرب سے لیس کیا۔ اور عربی سرحد کی طرف کوچ کا حکم دے دیا۔ اس رومی لشکر کا سپہ سالار روبیس کو مقرر کیا۔

روبیس بڑا بہادر، تجربہ کار اور تندخو مشہور تھا اور کئی معرکوں میں فتحمند ہو کر شہرت حاصل کر چکا تھا۔ شہنشاہ روم کو اس پر بڑا ناز تھا اور اور اسے یقین تھا کہ روبیس عربی دستوں کو نابود کیے بغیر واپس نہیں آئے گا۔

عمروؓ بن عاص نے سعیدؓ بن خالد بن سعید کو اپنا علم بردار مقرر کیا۔ مقدمۃ الجیش کے افسر سہیلؓ بن عمر، حارثؓ بن ہشام اور عکرمہ رضؓ بن ابوجہل مقرر کیے۔ اور صحرائے عرب کو طے کرتے ہوئے فلسطین میں داخل ہو گئے سفر دشوار تھا۔ گھوڑے اور اونٹ کمزور ہو گئے تھے۔ فلسطین کے شاداب علاقے میں اونٹ اگھوڑوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔

انہی دنوں عامر بن عدی شام سے واپس آ رہا تھا۔ اسے ہرقل کی فوجی سرگرمیوں کا علم تھا۔ جب وہ عمروؓ بن عاص سے ملا تو اس نے روبیس کے لشکر کی روانگی کا ذکر کیا۔

عمروؓ بن عاص نے اپنے سرداروں سے مشورہ کیا۔ بعض نے رائے دی کہ اتنے بڑے رومی لشکر سے مقابلہ آسان نہ ہو گا۔ ہمیں اپنی سرحد پر واپس جانا چاہیئے۔

Marfat.com

سہیل رضؓ بن عمر اور عکرمہ رضؓ نے کہا۔ ہم تو خدا کی راہ میں شہادت کی آرزو لے کر آئے ہیں۔ ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

عبداللہؓ بن عمر رضؓ نے کہا۔ خدا کی راہ میں بڑھ کر ہٹنا بزدلی ہے ہم تو اپنے کفن سر سے باندھ کر آئے ہیں۔ آگے ہی بڑھیں گے۔ ہماری جانیں جہاد کے لیے وقف ہیں۔ جسے اپنی جان عزیز ہے۔ وہ بیشک واپس چلا جائے اور ہمیں ایسی بات نہ سنائیے۔

عمرو بن عاص نے ایک ہزار جوان منتخب کیے اور انہیں عبداللہ رضؓ بن عمر رضؓ کے ماتحت حکم دیا۔ کہ دشمن کی خبر لائیں۔ اگر دشمن سے مقابلہ ہو جائے۔ تو خدا کا نام لے کر لڑائی شروع کر دیں۔ اور ہمیں اطلاع بھیج دیں۔

عبداللہؓ بن عمر رضؓ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ایک دن اور ایک رات بڑھتے گئے۔ دوسری صبح ہوئی تو یہ مجاہد سستانے کے لیے ٹھہر گئے۔ اِدھر یہ گھوڑوں سے اُترے، اُدھر سامنے سے غبار کے بادل اُٹھے اور دشمن کے گھوڑوں کی ٹپ ٹپ سے ایک شور مچ گیا۔

عبداللہ رضؓ بن عمر رضؓ نے مجاہدین سے کہا:۔

میرے ساتھیو! عرب کے بہادرو! اسلام کے مجاہدو! امتحان کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ خدا کی راہ میں اپنی بہادری اور ہمت کے جوہر دکھاؤ۔ دشمن کی کثرت سے نہ گھبراؤ۔ خدا سے مدد چاہو سیسہ پلائی دیوار بن جاؤ اور وہ کچھ کر دکھاؤ جس کے لیے تم اس

Marfat.com

میدان میں آئے ہو۔ ہاں میرے بہادرو! اسلام پر قربان ہو جاؤ خدا اور اس کے رسولؐ کو راضی کر لو۔ بہشت کی راہ تلوار کی دھار پر سے ہو کر جاتی ہے۔ عرب اور اسلام کا نام روشن کرو۔ دنیا کو دکھا دو کہ مجاہد کے بازوؤں میں کتنا کس بل ہے!

دشمن کی یہ فوج پورا لشکر نہیں۔ بلکہ اس کا ہراول ہے۔ اس کو جمنے کا موقع نہ دو۔ بازوں کی طرح جھپٹو اور اس کبوتروں کے جھنڈ کو دبوچ لو۔"

اس تقریر سے مجاہدین کا جوش اتنا بڑھا کہ سہیل بن عمرؓ، حارث بن ہشام اور عکرمہؓ بن ابوجہل نے گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں۔ نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔ اور ایک ہزار مجاہد یک لخت دشمن پر جا پڑے۔ زندگی تڑپ اٹھی، موت گھبرائی۔ تلوار چلنے لگی، خون بہنے لگا۔ دائیں بائیں، آگے پیچھے مارتے، للکارتے، بڑھتے گئے۔

دشمن اس حملہ سے گھبرا سا گیا۔ مگر جب مجاہدوں کی تعداد پر نظر پڑی، تو ڈٹ گیا۔ کہ یہ چند گنتی کے سپاہی ہیں کیا؟ کب تک لڑیں گے۔ ابھی گھر جائیں گے اور ہماری تلواروں کا لقمہ بنیں گے۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے ایسا حملہ تند کارنہ کیا۔ کہ دشمنوں کو کاٹتے، گراتے، راستہ صاف بناتے عقب میں جا پہنچے۔ رومی سردار پر نظر پڑی۔ بڑا گرانڈیل جوان تھا۔ زور ہمت میں شیر تھا۔ ہتھیاروں کے قلعہ میں بیٹھا تھا چاروں طرف جاں نثار تھے۔ مگر حضرت عبداللہؓ پر اس کی عظمت کا اثر نہ ہوا

Marfat.com

وہ بڑھے۔ دشمن کو للکارا۔ اور جھپٹ کر نیزہ مارا۔ رومی سردار پر کچھ اثر نہ ہوا
اس نے بھی نیزے کا بھرپور وار کیا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے ایسی سبک دستی سے
تلوار چلائی، کہ نیزہ کٹ گیا۔ پھر بڑھ کر تلوار کا ایسا وار کیا کہ رومی دو ٹکڑے ہو کر
گرا۔ عبداللہ رضؓ بن عمرؓ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس کے ساتھ ہی سب مجاہدین
کی زبان سے نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔ اور مجاہدین کے بازو مشین کی طرح حرکت
میں آ گئے۔ سردار مر چکا تھا۔ اب لشکر بے سر تھا۔ اسلامی تلوار دشمن کی لاشوں کو
اڑانے لگی۔ نصرت الٰہی کا نزول ہوا۔ اور دشمن اپنی کثرت کے باوجود منتشر
ہو گیا۔ بھاگا اسے پیر کا ہوش نہ تھا۔ جدھر منہ اٹھا، جان بچانے کو دوڑا۔
عبداللہ رضؓ بن عمر رضؓ موت کے فرشتہ کی طرح ان کے پیچھے لگے چلے گئے۔
میدان صاف ہو چکا تھا، مجاہدین جمع ہوئے۔ ایک دوسرے کو فتح کی
مبارکباد دینے لگے، مگر عبداللہ رضؓ بن عمر رضؓ کو نہ پاکر مغموم ہوئے۔ وہ اسی
فکر میں تھے کہ عبداللہ بن عمر رضؓ فاتحانہ واپس آتے دکھائی دیے۔
سب نے بڑھ کر انہیں مبارکباد پیش کی۔ اور فاتحانہ نعرہ
لگایا۔ جس سے فضا گونج اٹھی۔

عبداللہ بن عمر رضؓ اپنے ساتھیوں سے مل کر خوش ہوئے۔ خدا کا
شکر ادا کیا۔ میدان کا جائزہ لیا، تو ہزاروں رومی کھیت پائے۔ صرف
سات مجاہدوں نے جام شہادت نوش کیا تھا۔ سب نے مل کر شہیدوں کی
نماز جنازہ ادا کی اور انہیں پورے احترام کے ساتھ قبروں میں اتارا۔
یہ خوش قسمت شہید تھے، جنہوں نے اپنے خون سے بہشت

راستے پر سرخی بچھائی تھی۔ اور اسلام کا نام بلند کرکے خدا اور رسولؐ کو خوشنود کیا تھا۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے عمروؓ بن عاص کو فتح کا مبارک نامہ لکھ بھیجا۔ پھر قیدی رومیوں سے بات چیت کی تو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ کا لشکر عظیم آرہا ہے، جس کی منزل پورے عرب کی تسخیر اور اسلام کی تذلیل ہے۔ یہ دس ہزار کا لشکر اس بڑے لشکر کا ہراول تھا۔

(۲)

رات کی سیاہی نے اپنا بستر لپیٹا۔ صبح مسکراتی ہوئی سامنے آئی۔ مجاہدوں نے نماز فجر ادا کی، خدا کے حضور نصرت و فتح کی دعا کا نذرانہ پیش کیا۔ ہتھیار لگائے۔ سامان اونٹوں پر لادا، خود گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ باگیں اُٹھائیں۔ دشمن سے بڑھ کر ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔

ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ غبار نے دشمن کی آمد کی اطلاع دی اسلامی لشکر وہیں ٹھہر گیا۔ عمروؓ بن عاص نے صفیں درست کیں۔ دائیں بازو پر ضحاک بن سفیان کو مقرر کیا۔ بائیں پر اپنے نوجوان بھتیجے سعیدؓ بن خالد بن سعید کو افسر بنایا۔ اور خود بہادر مجاہدین کے ساتھ قلب کو مضبوط کیا۔

رومیں بھی ایک لاکھ لشکر جرار کے ساتھ سامنے آکر اُتر پڑا۔ اپنی فوج کی آگے پیچھے تین صفیں ترتیب دیں، خود قلب کو سنبھالا اور حکم دیا کہ کوئی شخص حرکت نہ کرے۔ بلکہ ہر سپاہی اپنی جگہ پر جما کھڑا رہے۔ دراصل اس کا مقصد عربی طریق جنگ کو دیکھنا اور اس کا توڑ سوچنا تھا۔

Marfat.com

دونوں فوجیں کچھ دیر آمنے سامنے کھڑی رہیں۔ سعیدؓ بن خالد بن کے جوش میں ایک لہر آئی۔ وہ عمروؓ بن عاص سے ملتجی ہوا کہ اجازت ہو تو ز لشکر کو ذرا ہلا دوں۔

عمروؓ بن عاص نے کہا ہاں! ذرا انہیں عرب کی شجاعت اور اسلا جرأت و بہادری کا نمونہ دکھاؤ۔

حکم کی دیر تھی۔ سعیدؓ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور میدان میں بڑھ کر ہو گیا۔ للکارا! رومیو! آؤ، بہادری کے جوہر دکھاؤ، ایک مجاہد کے آزماؤ!

رومیوں نے سعید کو دیکھا، اس کی للکار سنی، مبارز طلبی سمجھی۔ مگر کو مقابلہ کے لیے نہ نکلا، بلکہ ان کی آہن پوش صفیں بے حرکت رہیں۔ لوہے کی دیوار کی طرح ساکن اور خموش تھے۔

سعیدؓ جھنجھلا گیا، اور رومی لشکر کے دائیں بازو پر حملہ کر دیا۔ گھو شاید مجاہد سے بھی زیادہ بے تاب تھا۔ چاروں سم اٹھا کر اڑا اور دشمن اپنے سموں کی مٹی اچھال دی۔

شیر بھیڑوں میں گھس گیا۔ دائیں بائیں، آگے، پیچھے تلوار چلاتا، د کی بوٹیاں اڑاتا، للکارتا، پکارتا، سواروں کو گراتا، پہلی صف کو چیرتا، دو صف پر حملہ آور ہوا۔ دشمن کی تلواریں، نیزے، برچھیاں اٹھرتیں، مگر مجا دشمنوں کو کاٹتا، نیچا دکھاتا، گھوڑے کو کداتا یہ صف بھی چیر گیا۔ اب تیس صف سے مقابلہ تھا۔ پچھلی صفوں کے دشمنوں نے پیچھے سے حملہ کیا۔

Marfat.com

ف کے سوار سامنے سے پل پڑے۔ مجاہد زخموں سے چور چور ہو گیا۔ سارے
لم پر گلاب کے پھول نثار ہو رہے تھے۔ بے بس ہو گیا۔ اور خون کے دریا
ی تیر کر جنت الفردوس میں جا پہنچا۔
سعیدؓ کی شہادت سے اسلامی لشکر مغموم ہوا۔ عمروؓ بن عاص کو خاص
پر قلق ہوا۔ مگر اس نے کہا۔ سعیدؓ نے شہادت پائی تو کیا ہوا۔ سینکڑوں
نوں کا صفایا کیا۔ اسلام پر نثار ہوا۔ خدا اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی
صل کر لی۔ ہمیشہ کی زندگی پائی۔ آؤ ہم سب سعیدؓ کی راہ پر چلیں
نت بریں ہمارا منتظر ہے۔
عمروؓ بن عاص کے الفاظ میں بجلی تھی۔ جس سے ہر مجاہد کے دل میں
لگ گئی۔ سب نے گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں۔ نعرۂ تکبیر بلند کیا اور
ن کی صفوں میں گھس گئے۔ ٹڈی دل افواج شام میں کھلبلی مچا دی۔
ب سیاہ میں جگنو چمکے۔ اور چمکتے ہی گئے۔ ضحاکؓ بن سفیان، حارثؓ
ہشام، عبداللہؓ بن عمرؓ، عکرمہؓ بن ابو جہل، معاذؓ بن جبل،
فؓ بن عبادہ، سالمؓ بن عبیدہؓ اور دوسرے مجاہدین نے تلوار کے وہ
ہر دکھائے کہ دشمن دنگ رہ گیا۔ دائیں، بائیں آگے پیچھے دشمنوں کے
ر کٹ کٹ کر اس طرح گر رہے تھے جس طرح ناریل کے درختوں سے ناریل
رتے ہوں۔ کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ زخمیوں کو روند ڈالا۔ موت
دشمن پر مسلط کر دیا۔ ان سے زندگی چھین لی۔ دس ہزار کھیت ہو گئے۔ باقی
اگ کر جان بچا گئے۔ رومیوں کے بڑھاوے، بہادری، تجربہ کاری، کچھ

کام نہ آئی۔ فوج بھاگی، تو وہ بھی بھاگ اُٹھا، ابھی بہادروں کا سردار تھا، ابھی بھگوڑوں کا سالار بنا، جان بچی لاکھوں پائے کا وظیفہ پڑھتا نفرو ہو گیا۔ میدان خالی ہوا تو عمروؓ بن عاص نے اپنے مجاہدوں کا جائزہ لیا۔ ایک سو بیس تیس جوانمرد شہادت سے ہمکنار ہو چکے تھے۔ مگر سعیدؓ کی لاش نہ ملی۔ آخر تلاش کرتے، لاشوں کو الٹتے پلٹتے اس کی لاش بھی مل ہی گئی۔ بری طرح کچلی ہوئی تھی، عمروؓ بن عاص اور دوسرے مجاہدوں کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ شہدا کی لاشیں اکٹھی کی گئیں اور نماز جنازہ پڑھ کر انہیں دفن کر دیا گیا۔ پھر مال غنیمت جمع کیا گیا۔ اور ابی عامرؓ کی نگرانی میں حضرت ابوعبیدہؓ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضؓ ابھی تک سرحد پر ہی کیمپ لگائے بیٹھے تھے۔

ابی عامر مال غنیمت سے لدے پھندے پہنچے۔ لڑائی کی کیفیت مجاہدوں کی جاں نثاری، سعیدؓ کی شہادت بیان کی تو حضرت ابوعبیدہ رضؓ خدائے حضور سربسجود ہو گئے جس نے ایک لاکھ دشمنوں پر چند ہزار کو مظفر و منصور کیا۔ خالدؓ بن سعید رضؓ نے جب اپنے بیٹے سعیدؓ کی شہادت کی خبر سنی تو بے تاب ہو گئے۔ اور حضرت ابوعبیدہ رضؓ سے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اپنے بیٹے کی قبر کی زیارت کو جاؤں۔ اور جلد اس سے جا ملوں۔ حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے اسی وقت عمروؓ بن عاص کے نام خط لکھا اور اسے تاکید کی کہ تا حکم ثانی آگے نہ بڑھیں۔ یہ خط خالدؓ بن سعید کے حوالے کیا اور کہا جاؤ یہ خط لے جاؤ۔ اور اپنے بیٹے کی قبر کی زیارت کر آؤ۔

(۳)

خالد بن سعید نے اپنے شہید بیٹے کی قبر پر فاتحہ پڑھی۔ کیمپ میں واپس
[آ]یا۔ اور ہتھیار پہن لیے۔ عمرؓ بن عاص سے کہا کہ مجھے اجازت دیجیے، کہ
[دشم]ن کے تعاقب میں جاؤں۔
عمروؓ بن عاص نے کہا۔ دشمن سے ابھی جلنے کتنی لڑائیاں ہوں گی؟
[ب]ہترے مواقع آئیں گے۔ جی بھر کر ارمان نکال لینا۔ جلد بازی کی کیا
[ضرو]رت ہے؟
خالدؓ بن سعید نے جواب دیا۔ میں اپنے بیٹے سے ملنے کے لیے
[بے]تاب ہوں۔ اپنے لخت جگر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
[کی] خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ شاید میرا یہ حقیر
[نذر]انہ قبول ہو جائے۔ اور اپنے آقا و مولا کا قرب حاصل کر سکوں۔
[میں] اب نہیں رک سکتا۔ اور آپ بھی مجھے روکنے کی کوشش نہ کریں۔
عمروؓ بن عاص نے دیکھا۔ کہ خالدؓ بن سعید رضؓ اب نہیں رکیں گے، تو
[ایک] سو مجاہد ان کے ساتھ کر دیئے۔ یہ مجاہد گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے
[آگے] بڑھ گئے۔ ایک سرسبز میدان آیا۔ گھوڑوں پر رحم کھایا اور انہیں
[چر]نے کو چھوڑ دیا۔
خالدؓ بن سعید کو سامنے ٹیلے پر کچھ آدمی دکھائی دیے۔ سوچا دشمن
[کے] آدمی ہیں۔ اگر انہیں گرفتار نہ کیا گیا، تو یہ واپس جا کر دشمن کو
[ہو]شیار کر دیں گے۔ اور ممکن ہے۔ کہ دشمن اچانک حملہ کر دے۔ انہیں

Marfat.com

گرفتار کر لینا چاہیئے۔

ساتھیوں سے کہا۔ ٹیلے کے گرد پھیل جاؤ۔ اور ان کو گرفتار کر لو چنانچہ انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ جب پوچھا گیا۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ اہل عرب کے حملے سے ہر طرف افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔ اجنادین میں رومی فوج جمع ہو رہی ہے۔ دیہات سے رسد زبردستی جمع کی جا رہی ہے۔ ہم اپنا گاؤں چھوڑ کر بھاگ آئے ہیں۔ تاکہ اپنا آپ بچا سکیں۔

خالد بن سعید نے پوچھا۔ رسد کہاں جمع ہو رہی ہے؟

جواب ملا۔ یہاں سے قریب ہی ایک درہ میں ہے۔

رسد کی حفاظت کے لیے کتنے آدمی ہیں؟

چھ سو مسلح سوار ہیں!

خالد بن سعید نے کہا۔ اگر تم ہمیں درہ تک لے چلو تو ہم تمہیں آزاد کر دیں گے؟

ایک آدمی رہبر بنا اور درے تک لے گیا۔ اسے آزاد کر دیا گیا۔ مجاہدین نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اور رومیوں پر جا پڑے۔ رومی بھی جم کر لڑنے لگے۔ خالدؓ بن سعید نے رومی افسر کو دیکھا، جو اپنے سپاہیوں کو بڑھا اور لڑا رہا تھا۔ اس نے فوراً حملہ کیا دشمن کو مارتا بھگاتا، تلوار چلاتا، کاٹتا گراتا۔ رومی افسر کے مقابل جا پہنچا۔ اور جاتے ہی ایک ایسا نیزا مارا کہ رومی افسر کا سینہ چھید کر

Marfat.com

پار ہو گیا۔

افسر کی موت سے رومی بزدل ہو گئے ۔ تھوڑی دیر لڑے اور ایک سو بیس لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے ۔ درہ خالی ہو گیا۔

خالد بن سعید نے رسد کے اونٹ ہانکے اور اسلامی کیمپ میں لے آئے ۔ اس فتح پر سب نے خوشی منائی ۔ اور خالد بن سعید کو مبارکباد دی۔

Marfat.com

جنگِ بصریٰ

اجنادین میں رومی افواج کی کثرت اور رومیوں کے عزائم سے حضرت خلیفہ اول رضؓ کو اطلاع ملی۔ تو انہوں نے صحابہ کبار رضؓ کے مشورے سے خالد رضؓ بن ولید (سیف اللہ) کو افواج اسلامیہ کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ قاصد کو حکم دیا کہ نامۂ خلافت جلد از جلد خالد رضؓ تک پہنچائے۔ کیونکہ اتنی کثیر التعداد فوج سے عہدہ برآ ہونا اسی کا حصہ ہے۔

خالد رضؓ بن ولید اس وقت عراق کا استحکام کر رہے تھے۔ وہ مدائن پر حملہ کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ کہ انہیں حضرت خلیفہ اول رضؓ کا حکم ملا۔ انہوں نے مثنیٰ بن حارثہ کو عراق میں چھوڑا اور ڈیڑھ ہزار مجاہدوں کو ساتھ لے کر شام کو چل دیئے۔ حضرت ابو عبیدہؓ کو لکھ بھیجا کہ آپ میرے دوسرے خط تک اپنی جگہ پر مقیم رہیں۔

حضرت ابو عبیدہؓ ابھی تک سرحد شام ہی پر کیمپ لگائے تھے۔ انہوں نے شرجیلؓ بن حسنہ کو چار ہزار فوج دے کر بصریٰ کی تسخیر پر مامور کیا تھا۔ اور وہ بصریٰ

Marfat.com

کے سامنے فروکش تھا۔ یہ شہر شام کا سرحدی شہر اور بہت مضبوط قلعہ تھا بصرے کا حاکم روباس نام ایک رومی تھا۔ روباس نے مجاہدین کے کارنامے سن لیے تھے۔ اسے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ مسلمان اپنے وعدہ کے پکے اور بات کے سچے ہیں۔ دھوکا اور فریب سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ جو شہر ان کی حفاظت میں آگئے ہیں، وہاں کے باشندے اپنے امور میں بالکل آزاد ہیں۔ ان پر کوئی پابندی اور سختی نہیں ہے۔

جب شرجیلؓ اپنے مجاہدوں کے ساتھ بصرے کے سامنے اترا تو روباس شہر سے نکل کر اس سے ملا۔ اور کہا کہ ہم صلح چاہتے ہیں۔ کیا آپ کو منظور ہے؟

شرجیل رضؓ نے جواب دیا کہ ہماری صلح کی دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم اسلام لاکر ہمارے بھائی بن جاؤ، دوسری یہ کہ جزیہ ادا کر کے ہماری حفاظت میں آجاؤ۔

روباس نے کہا۔ آپ کی یہ دونوں شرطیں ایسی ہیں جنہیں میری قوم نہیں مان سکتی۔ نہ ہم اسلام قبول کریں گے، نہ جزیہ دیں گے!

شرجیل رضؓ نے کہا۔ پھر لڑائی کے سوا چارہ نہیں۔ تلوار ہم دونوں میں بہترین انصاف کرے گی!

روباس نے کہا میں اپنی قوم سے مشورہ کر لوں۔ آپ ہمارے فیصلہ تک لڑائی شروع نہ کریں۔

روباس شہر میں چلا گیا۔ اپنے سرداروں کو بلایا۔ اور کہا۔ میں نے

Marfat.com

عربوں کی شجاعت کے قصے سنے ہیں۔ ہماری کئی فوجیں ان سے شکست کھا کر کٹ چکی ہیں۔ جنہوں نے لڑائی کی انہوں نے منہ کی کھائی۔ میرا خیال ہے کہ ہم ان سے صلح کر لیں۔ اور ان کی حفاظت میں آ جائیں۔

روباس اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ سردار آگ بگولہ ہو گئے۔ غصہ سے ان کی رگیں پھول گئیں۔ خشمناک ہو کر بولے۔

ہم ایک شہنشاہ کی رعایا ہیں۔ شہنشاہ کے وفادار اور جاں نثار ہیں بھوکے ننگے عربوں سے دب جانا بے غیرتی ہے۔ تم ان گنتی کے لوگوں سے مرعوب ہو گئے ہو۔ شاہ ہرقل نے تمہیں یہاں کی حکومت صلح کرنے کے لیے نہیں دی۔ بلکہ دشمنوں سے لڑنے اور حملہ آوروں کے استیصال کے لیے عطا کی ہے۔ تم نے نمک حرامی پر کمر باندھی ہے۔ مگر ہم نمک حرام نہیں۔ ہماری فوج بارہ ہزار ہے۔ کیل کانٹے سے لیس ہے۔ بہادر ہے۔ جفاکش ہے۔ یہ چار ہزار عرب تین تین کے حصے میں صرف ایک ایک آتا ہے۔

روباس نے سرداروں کی باتیں سنیں تو کہا۔ میرے عزیزو! میں تو صرف تمہارے جوش اور قومی غیرت کی آزمائش کر رہا تھا۔ ورنہ میں بزدل نہیں کمزور نہیں۔ پھر جب تم جیسے بہادر اور غیور میرے ہمدم ہیں تو مجھے کیا فکر ہے۔ میدان جنگ بتا دے گا۔ کہ میری یہ باتیں میرے عمل سے کتنی ہم آہنگ ہیں۔

سردار مطمئن ہو کر چلے گئے۔ اور جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے

Marfat.com

روباس نے حضرت شرجیلؓ کو کہلا بھیجا کہ تلوار کا فیصلہ ہی اصل فیصلہ ہو گا! رومی قاصد آیا۔ اور پیغام دے کر چلا گیا۔ شرجیل رضؓ نے مجاہدین کو تیاری کا حکم دیا۔ وہاں تو پہلے ہی تیار تھے۔ صبح ہوئی۔ مجاہدین نے نماز فجر ادا کی۔ ادھر آفتاب نے شعاع کا نیزہ ہلایا۔ ادھر مجاہدین کو تاؤ آیا۔ میدان میں پہنچے، صفیں درست کیں۔ سردار لشکر نے کہا:۔

"بہادرو! عرب کے سپوتو! اسلام کے شیدائیو! ناموس اسلام اور غیرت عرب کے نگہبانو! امتحان کا وقت آ پہنچا۔ صبر، استقلال اور شجاعت و مردانگی تمہاری منتظر ہے۔ خدا کو یاد رکھو، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے جانو۔ دشمنوں سے خوف نہ کھاؤ، ان کی کثرت کو نگاہ میں نہ لاؤ۔ خدا سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگو۔ تلوار سے بہشت کی راہ بناؤ۔ ان کانٹوں کو راستہ سے ہٹاؤ۔ اور اپنی منزل کی طرف بڑھتے جاؤ"!

رومی فوج بھی اپنی کثرت پر نازاں، بڑے کروفر سے قلعے سے نکلی، میدان میں پہنچی، صفیں درست کیں۔ اور یکبارگی حملہ کر دیا۔ دونوں لشکر مل گئے۔ تلواریں نیاموں سے تڑپ تڑپ کر نکلیں، نیزے چمکے، برچھے دمکے، کمانوں سے تڑاق پڑاق تیر نکلنے لگے۔ بازار قتال گرم ہو گیا۔ گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ جوں جوں سورج کی تپش بڑھتی گئی۔ لڑائی میں بھی گرمی پیدا ہوتی گئی۔

مجاہدین دیوانہ وار تلواریں چلا رہے تھے۔ دشمن بھی جم کر لڑ رہا تھا۔

Marfat.com

حملے پر حملہ ہو رہا تھا۔ زخمی تڑپ رہے تھے۔ مقتولوں کی لاشیں گھوڑوں کے پاؤں میں کچلی جا رہی تھیں۔ خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔ دفعتاً ایک طرف سے غبار اُٹھا۔ دو سوار ہتھیار پہنے، گھوڑے سرپٹ بھگاتے، گرد کو ہٹاتے، فاصلے کو مٹاتے اسلامی کیمپ میں آئے۔ گھوڑوں سے اُترے سردار لشکر سے ملے اور بتایا کر پورا ڈیڑھ ہزار کا لشکر، مجسم فتح و ظفر آپہنچا ہے میں خالد رضؓ بن ولید ہوں، اور یہ میرے بھائی عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر ہیں۔

شرجیل رضؓ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اس کے ساتھ ہی نئے اور پرانے مجاہدین نے نعرہ مارا۔ میدان اللہ اکبر کی آواز سے گونج اُٹھا۔ رومیوں کے دل ہل گئے۔ وہ اپنا آپ بچاتے پیچھے ہٹنے لگے۔ آخر دونوں لشکروں کے درمیان اچھا خاصہ فاصلہ ہو گیا۔ لڑائی ختم ہو گئی۔ رومی اپنے کیمپ میں چلے گئے۔ اور مجاہد اپنے کیمپ میں آ گئے۔

رات گزر گئی۔ اندھیرا کافور ہو گیا۔ سورج انگڑائی لے کر اُٹھا۔ آسمان کے دریچے سے باہر جھانکا۔ زمین پر روشنی پھیل گئی۔ دونوں لشکر پھر میدان میں آ گئے۔

حضرت خالد رضؓ بن ولید نے اپنے لشکر کو ترتیب دیا۔ دائیں بازو پر شیر عرب ضرارؓ بن ازور کو کھڑا کیا۔ قلب کو اپنے، عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر اور دوسرے بہادر جوانوں سے تسکین دی۔ اور حکم دیا کہ کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

رومی صفیں بھی خاموش ایستادہ تھیں۔ روباس اپنی فوج میں

Marfat.com

سے نکلا اور سردار لشکر اسلام کو پکارا۔ حضرت خالدؓ اپنی صف سے نکلے اور پوچھا کیا۔ چاہتے ہو؟

روباس نے کہا۔ میں سردار لشکر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم ہی سردار ہو؟

حضرت خالدرضؓ نے جواب دیا۔ ہاں! جب تک میں خدا اور اس کے رسول کے احکام کا پابند ہوں۔ سردار ہوں ——— اگر خدانخواستہ مجھ سے لغزش ہو جائے۔ تو انہیں اپنا سردار منتخب کر لینے کا اختیار ہے!

روباس نے کہا۔ اے سردار! میں اسلام کی صداقت کا قایل ہوں اور اسلام قبول کرنے پر مایل ہوں۔ مگر ڈرتا ہوں۔ کہ اگر فوج کو مجھ پر شک گزرا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ آؤ ہم تم تھوڑی دیر چھوٹی لڑائی لڑیں۔ میں بھاگ جاؤں گا اور ان لوگوں کو سمجھاؤں گا۔ اگر نہ سمجھے تو میں موقع پا کر چلا آؤں گا۔

غرض دونوں سردار ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ گھوڑوں کو دوڑایا۔ ایک دوسرے کے گرد چکر باندھے۔ نیزوں اور تلواروں سے حملے کیے۔ آخر روباس نے گھوڑے کو موڑا۔ باگ اُٹھا کر اپنے لشکر کی طرف بھاگا، اور اپنے سرداروں سے کہا۔ عربی سردار بے حد طاقت ور ہے۔ اگر میں کچھ دیر اور لڑتا تو مارا جاتا۔ یہ آدمی نہیں جن ہیں۔ صحرائی غول ہیں۔ ان سے بچاؤ کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم صلح کر کے اپنا آپ بچا لیں۔

سرداروں نے غضبناک نگاہوں سے دیکھا۔ اور کہا بزدل ہے۔ موت سے ڈرتا ہے۔ سرداری کے قابل نہیں۔ اب ہمارا سردار دریجان ہوگا ہم عربوں سے لڑیں گے، اور انہیں ایسی شکست دیں گے کہ ان کی نسلیں یاد رکھیں گی۔

ردباس قلعے میں چلا گیا۔ اور دریجان نے اس کی جگہ سنبھالی۔ بڑے طمطراق سے فوج میں سے نکلا۔ میدان میں آیا۔ گھوڑے کو کدایا، اور حریف طلب کیا۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن ابی بکر رضؓ اپنی صف سے نکلے اور دریجان کے مقابل آکھڑے ہوئے۔ نیزہ سنبھالا۔ گھوڑے کو ایڑ لگائی، میدان کی خاک اڑائی اور حریف کے سر پر ڈالی۔ دریجان نے بڑی مشکل سے چند وار سنبھالے۔ جان کا خطرہ ہوا۔ گھوڑا دوڑایا اور اپنے لشکر میں واپس چلا گیا۔ آتے ہی فوج کو یکبارگی حملے کا حکم دے دیا۔ ادھر رومی بڑھے ادھر مجاہدین نے گھوڑے اڑائے۔ دونوں فوجیں مل گئیں اور تلواریں ایک دوسری کا خون چاٹنے لگیں۔ مجاہدوں نے دشمنوں کو تلوار پر رکھ لیا۔ سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ لاشوں سے میدان پٹ گیا۔ لہو کی ندیاں بہ نکلیں۔ رومی بے دل ہو کر بھاگے اور قلعہ میں گھس کر پناہ لی دروازے بند کر لیے اور محصور ہو گئے۔ مجاہد بھی اپنے کیمپ میں لوٹ آئے۔

سورج دن بھر کا تھکا ہارا مغرب میں جا سویا۔ رات نے سیاہ

Marfat.com

پردے ڈال دیئے۔ مجاہد نماز سے فارغ ہو کر سو گئے۔ آدھی رات کا وقت تھا، کہ رو باس حضرت خالد رضؓ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ اور اسلام کی پہلی خدمت یہ کرتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ ایک سو مجاہد بھیجیں۔ میں چور دروازے سے انہیں قلعہ میں لے جاؤں گا اور آپ قلعہ کے دروازے پر منتظر رہیں۔ جونہی تکبیر کی آواز سنئے، آپ لشکر سمیت قلعہ میں داخل ہو جائیں!

حضرت خالد رضؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ کو ایک سو مجاہدوں کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ جب یہ قلعہ میں پہنچے تو پچیس پچیس مجاہد ہر دروازے کی طرف بھیج دیئے۔ خود رو باس کے ہمراہ دریجان کے منزل پر پہنچے۔ دریجان نے دیکھتے ہی تلوار نیام سے نکالی اور عبدالرحمٰن رضؓ پر حملہ کر دیا۔ مجاہد نے وار روکا اور ایک ہی بھرپور ہاتھ ایسا مارا کہ دریجان کا سر کٹ کر دور جا پڑا۔ عبدالرحمٰن رضؓ نے نعرہ مارا، دروازوں پر گئے ہوئے مجاہدوں نے محافظوں کو آب شمشیر پلایا اور دروازے کھول دیئے۔

حضرت خالد رضؓ فوراً اپنی فوج کے ساتھ اندر گھس آئے، اور اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا، کہ قلعہ کے در و بام لرز گئے۔ دشمنوں کے دل کانپ گئے۔ موت کی پرچھائیں قلعہ پر محیط پائیں۔ الامان الامان پکارے۔ بچاؤ بچاؤ تم جیتے ہم ہارے۔ اب یہ قلعہ تمہارا ہے۔

امان کی پکار سے حضرت خالد رضؓ کا دل نرم ہو گیا۔ انہوں نے دشمنوں کو امان دے دی۔ قلعہ اور شہر پر قبضہ کر لیا، اور رو باس کو وہاں کی

Marfat.com

حکومت دینا چاہی۔

روباس نے کہا۔ میں حکومت کے لیے مسلمان نہیں ہوا۔ بلکہ خدا کی راہ میں اسلام کی خدمت کے لیے اسلام قبول کیا ہے۔ میں مجاہدوں کے ساتھ رہوں گا، انہیں کے ساتھ جیوں گا، اور انہیں کے ساتھ مروں گا۔ اگر زندہ رہا تو شام کی فتح کے بعد اسلام کی خدمت کے نکتہ نظر سے آپ کی یہ پیش کش میرے لیے باعث عز و افتخار ہو گی

Marfat.com

جنگِ دمشق

(۱)

"مبارک ہو۔ بصرےٰ مسخر ہو گیا۔ آج اس کے مضبوط قلعہ پر اسلامی پرچم لہرا رہا ہے۔ اب ہماری منزل دمشق ہے۔ آپ بھی اپنے لشکر سمیت دمشق پہنچیں"

حضرت خالدؓ سیف اللہ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو خط لکھ دیا، اور خود بصرےٰ کے استحکام و انتظام میں لگ گئے۔

بصرےٰ کی فتح سے شام میں شور مچ گیا۔ شاہ ہرقل کو اطلاع ملی، تو اس نے اپنے سرداروں کو بلایا، اور کہا بھوکے ننگے، بے آسرا اور بے سہارا عربوں نے بصرےٰ پر قبضہ کر لیا، اور اب دمشق کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر دمشق بھی ہاتھ سے نکل گیا، تو گویا شام مفتوح ہو گیا۔ دمشق شام کا بہشت ہے۔ اسے ہر قیمت پر بچانا ہے۔ تم میں کون بہادر دمشق کے لیے جان لڑائے گا، کون شجاع ہے جو دمشق کو بچائے گا؟ یاد رکھو جو جری اسے بچائے گا، زر و جواہر انعام پائے گا، اور میرا دست راست کہلائے گا۔

دمشق مضبوط ہے۔ اس میں بارہ ہزار فوج موجود ہے۔ عزرائیل حاکم دمشق ایک بہادر، جنگجو، جری اور صاحب تدبیر ہے۔ مگر اسے کمک بھیجنا ناگزیر ہے۔

کلوص نے اُٹھ کر دست بستہ عرض کی۔ بندہ اس خدمت کے لیے تیار ہے۔ میں عربوں کو ایسا سبق دوں گا، کہ پھر کبھی سر نہ اُٹھا سکیں، ایسی تلوار چلاؤں گا، کہ عربی عورتیں میرے نام سے بچوں کو ڈرایا کریں گی۔ میرے نام سے ان کے حمل تک ساقط ہو جایا کریں گے۔ میری شمشیر ان کے دماغ سے سرکشی کا سودا نکال دے گی۔

شہنشاہ نے اس کی پیٹھ ٹھونکی، شاباش و آفرین کہی۔ دمشق کی فوجوں پر اس کی سیادت تسلیم کی۔ پانچ ہزار کا لشکر جرار عنایت کیا۔ زر و جواہر سے اس کی جھولی بھری۔ حکمنامہ پر اپنی مہر لگائی اور دمشق کو روانہ کر دیا۔

کلوص منزلیں مارتا، شیخی بگھارتا، تدابیر جنگ سوچتا بچارتا دمشق پہنچ گیا اور شاہی حکم عزرائیل کو دکھایا۔ اس نے حکمنامہ دیکھ کر کلوص کا منہ چڑایا اور کہا عزرائیل کی زندگی میں کوئی اور دمشق کا سردار نہیں ہو سکتا!

کلوص بھی بے تاب ہو گیا۔ شاہی حکم سے سرتابی کس کی مجال ہے عزرائیل کو سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔

غرض دونوں میں اچھی خاصی تکرار نے جنم لیا۔ سردار یہ دیکھ کر گھبرائے۔ متفق ہو کر سمجھانے آئے۔ کہ یہ وقت بحث و تکرار اور تیزی گفتار کا نہیں دشمن دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ ملک ہاتھ سے جا رہا ہے۔ او

Marfat.com

آپ متحد ہونے کی بجائے متفرق ہو رہے ہیں۔ دشمن دونوں کا دشمن ہے اگر یہی حال رہا تو دمشق کا دفاع ہو چکا!

عزرائیل نے کہا ۔ اچھا ، ایک دن کلوص دشمن کا مقابلہ کرے ، دوسرے دن میں ، اس طرح معلوم ہو جائے گا کہ بہادر کون ہے ؟ اور سرداری کس کو زیب دیتی ہے ؟

کلوص نے یہ شرط منظور کر لی ، دونوں نے اپنی اپنی فوجیں میدان میں لا جمائیں اور لڑائی کے لیے تیار ہو گئے ۔

حضرت خالد رضؓ نے بھی اپنا لشکر ان کے مقابل اُتار دیا ۔ صفیں ترتیب دیں ۔ دائیں بازو پر رافع بن عمیرہ کو متعین کیا ، اور بائیں پر عبدالرحمٰن رضؓ بن ابی بکر رضؓ کو مامور کیا ۔ ضرار رضؓ بن ازدر کو بلایا اور کہا ، میرے شیر دل بہادر ! ذرا اپنی بہادری کے جوہر دکھاؤ ، دشمن کو ڈراؤ ، اسے مارو اور بھگاؤ ۔ تلوار کا مزہ چکھاؤ اور بتاؤ کہ بہادر کس طرح لڑتے اور میدان میں بڑھتے ہیں !

حکم کی دیر تھی ، بہادر مجاہد نے تلوار میان سے نکالی ، گھوڑے کو ایڑ لگائی اور دشمن کے بائیں بازو پر حملہ کر دیا ۔ میسرہ الٹ دیا ۔ صفیں درہم برہم کر دیں ۔ چار سو رومی موت کی آغوش میں پہنچا دیئے ۔ پھر پلٹا ، باز کی طرح جھپٹا اور مارتا دھاڑتا میدان میں آ کھڑا ہوا ۔

یہ ہمت ، یہ بہادری ، یہ پھرتی ، یہ چابکدستی دیکھ کر دشمن کے ہوش اڑ گئے ۔ ان کے دل سینے میں کانپ اُٹھے ۔ حیرت سے مجاہد کی طرف

Marfat.com

دیکھنے لگے۔

حضرت خالد رضؓ نے پکار کر کہا۔ ضرار، واپس آجاؤ، مجاہد نے سردار کا حکم سنا۔ بادل نخواستہ واپس آیا۔ اور اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔

اب عبدالرحمٰن رضؓ بن ابی بکر رضؓ کو حکم ہوا۔ عرب کے شیر اور اسلام کے دلیر مجاہد! بڑھو اور دشمن پر اپنی بہادری کا سکہ جماؤ۔ ایک مجاہد کے ہاتھ دکھاؤ!

ادھر حکم ملا۔ ادھر مجاہد نے گھوڑے کی باگ اُٹھائی۔ نیزہ ہاتھ میں لیا، اور خدا کا نام لے کر دشمن کے میمنہ پر جا پڑا۔ صفوں میں ہلچل مچا دی قتل کا بازار گرم کر دیا۔ دشمنوں کا خون ٹھنڈا کر دیا۔ کئی سورومی قتل کیے، کچھ غراتا ہوا دشمنوں کے ہجوم سے نکلا، اور میدان میں مبارز طلب ہوا۔ مگر رومی نے سامنے آنے کی جرأت نہ کی۔

عبدالرحمٰن رضؓ واپس لشکر میں آگئے۔ اب شمشیر الہٰی چمکی۔ حضرت خالد میدان میں آئے۔ گھوڑے کو دوڑایا، جنگی کرتب دکھائے۔ دونوں لشکروں سے تحسین و آفرین وصول کی۔ پھر گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور دشمن کے قلب پر تلوار چلانے لگے۔ بیلوں کی طرح رومی بہادروں کو ہنکانے لگے۔ جدھر رخ کرتے۔ دشمن سمٹ سمٹا کر پیچھے ہٹتا۔ خدائی تلوار کا مقابلہ ممکن نہ تھا۔ جو زد میں آیا، بار سر سے سبکدوش ہوا، جس نے راستہ روکا جہنم کی راہ میں پہنچا، جو راستے میں آیا کچلا گیا، جس نے حملہ کیا، تلوار کا لقمہ بن گیا۔ دشمن ہتھیار پھینک پھینک کر بھاگنے لگے۔ سیف الہٰی کے مقابلے کی

تلوار اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ سینکڑوں خون میں نہا گئے۔

رومی لشکر سے نکل کر یہ شیر پھر میدان میں آیا۔ شیر کی طرح دھاڑا۔ بزدل رومیو! تم میں کوئی مرد میدان ہے تو آئے جنگی کرتب دیکھے اور دکھائے شمشیر اسلام کا کھاؤ آزمائے۔

دشمن مبہوت تھے، کون موت کا سامنا کرتا۔ آخر انہوں نے کلوص اور عزرائیل سے کہا۔ "تم بہادر ہو، بہادری کا دم بھرتے ہو، ایک ایک کر کے میدان میں جاؤ، اور لشکر کی ڈھارس بندھاؤ"!

کلوص نے کہا پہلے عزرائیل جائے۔ عزرائیل نے کہا تم سردار بن کر آئے ہو، سرداری کی سند لئے ہو۔ اپنی بہادری پر اتراتے ہو، کسی کو خاطر میں نہیں لاتے ہو۔ اب منہ کیوں چھپاتے ہو۔ میدان میں نکلو اور سب کو اپنی بہادری کے جوہر دکھاؤ!

اس تو تو میں میں کا فیصلہ قرعہ اندازی پر ہوا۔ قرعہ کلوص کے نام پر نکلا، وہ مجبوراً میدان میں آیا۔ ایک رومی جرجیس نامی کو ساتھ لایا، تاکہ وہ اس کے کارنامے بتا کر عربی سوار کو دہشت زدہ کرے۔

جرجیس نے حضرت خالد رضؓ سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم چند چھوٹی چھوٹی فتوحات پر نازاں ہو۔ تم نے بادشاہوں کی لڑائی نہیں دیکھی۔ ہمارے شہنشاہ کے پاس لاکھوں فوج ہے۔ بے شمار ہتھیار ہیں۔ بہت بڑی سلطنت ہے ایران کی عظیم سلطنت بھی ہمارے شہنشاہ سے ڈرتی ہے۔ تمہارے ہاں نہ سلطنت ہے، نہ فوج نہ ہتھیار، بھوک اور افلاس تمہارا اوڑھنا بچھونا

اپنی جان کیوں مفت گنوانے ہو؟ جانتے ہو، کلوص سے مقابلہ ہے جس کی ساری عمر جنگوں میں گزری ہے۔ جو ہمیشہ جنگ جیتتا ہے جس میں کئی سی طاقت اور چیتے کی سی پھرتی ہے۔ جان کی خیر چاہتے ہو تو اپنی کے اندر بھاگ جاؤ!"

حضرت خالدؓ جرجیس کی تقریر سن کر ہنسے اور کہا۔ بزدل کمینے! یہ میدان ہے۔ جان کی سلامتی درکار ہے، تو بھاگ جا، تو نہیں جانتا کہ ہماری طاقت کا راز اسلام میں ہے۔ خدا ہمارا حامی و ناصر ہے!

جرجیس نے ایسی رعب دار آواز نہ سنی تھی۔ گھبرا کر پیچھے ہٹا۔ اور لشکر میں پہنچ کر دم لیا۔ اب مجاہد اور کلوص میدان میں تھے۔ مجاہد نے کلوص کو للکارا۔ وہ بھی گھوڑے کو ایڑ لگا کر سامنے آیا اور پوری طاقت سے نیزہ مارا۔ مجاہد نے وار خالی دیا اور نعرۂ تکبیر لگا کر نیزہ مارا جو کلوص زرہ میں پھنس گیا۔ مجاہد نے زور سے جھٹکا مارا، تو کلوص گھوڑے سے نیچے آ رہا۔ مجاہد نے فوراً کود کر اسے گرفتار کر لیا۔ اور اپنے لشکر میں ملے پھر میدان میں آیا اور حریف طلب کیا۔

ضرار نے حضرت خالد رضؓ سے کہا۔ آپ تھک گئے۔ تھوڑی دیر لیں، اور مجھے میدان میں نکلنے کی اجازت دیں۔ حضرت خالد رضؓ جواب دیا، میں میدان سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ رہا آرام تو وہ آخرت میں میسر آتا ہے۔ میرے لیے اپنے آقا و مولا کی رضامندی سب سے راحت ہے اور اسی سے میری تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

حضرت خالدؓ میدان میں للکار رہے تھے۔ ایک عزرائیل جو دیلہ تھا، کہ میدان میں آئے۔ چنانچہ وہ زرہ پہنے، خود سر پر رکھے، ایک ہاتھ میں تلوار، دوسرے میں نیزہ لیے میدان میں آیا۔ اور پکارا۔ عربو! عزرائیل آ پہنچا۔ موت اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس سے نہ کوئی بچا، نہ بچے گا۔

حضرت خالدؓ نے کہا۔ عزرائیل کی موت سے دنیا کو زندگی ملے گی دیکھو موت تمہیں گھیر لائی ہے۔ تمہارے سر پر سوار ہے۔ آؤ اپنی زندگی کے دشمنو! آؤ الٰہی تلوار تمہاری موت کا سامان ہے۔

حضرت خالد کا گھوڑا تھکا ہوا تو تھا ہی۔ مگر پھر بھی سوار کے اشارہ پر کودتا پھاندتا رہا۔ آخر بہت زیادہ تھک کر سست ہونے لگا۔ مجاہد کود کر گھوڑے سے اترا اور اپنی پھرتی سے عزرائیل کا مقابلہ کرنے لگا۔ عزرائیل نے مجاہد کے گرد چکر باندھ دیا۔ اور اسے اپنی فتح سمجھ رہا تھا۔ مگر مجاہد نے ایسا وار کیا۔ کہ عزرائیل کے گھوڑے کی اگلی ٹانگیں کٹ گئیں۔ اور وہ سوار کو لے کر زمین پر گر پڑا۔ حضرت خالدؓ نے اسے سنبھلنے کا موقع نہ دیا۔ کمند اس کے گلے میں ڈالی اور گرفتار کر کے اپنے سپاہیوں کے حوالے کر دیا۔

حضرت خالدؓ پھر میدان میں مبارز طلب تھے کہ نعرۂ تکبیر سے فضا گونج اٹھی۔ یہ حضرت ابوعبیدہؓ اور ان کی فوج تھی۔ حضرت خالدؓ نے ان کا استقبال کیا۔ اور تکبیر رومیوں پر حملہ کر دیا۔ اب اسلامی لشکر کی تعداد پینتالیس ہزار تھی۔ رومی گھر گئے۔ مجاہد چاروں طرف چھا گئے۔ قتل عام شروع

Marfat.com

ہوا۔ رومی بھیڑیں ذبح ہونے لگیں۔ میدان میں ہر طرف لاشیں بچھ گئیں۔ مجاہد ان کو روندتے ہوئے بڑھ رہے تھے۔ آخر رومی جان بچانے کے لیے بھاگے اور میدان چھوڑ کر قلعہ میں جا چھپے۔ مجاہد مظفر و منصور اپنے کیمپ میں واپس آئے۔ خدا کا شکر ادا کیا اور نمازیں پڑھ کر آرام کرنے لگے۔

صبح ہوئی۔ دامن شب چاک ہوا۔ روشنی کی سپید چادر جہاں پر محیط ہو گئی۔ مجاہد اٹھے، ہتھیار پہنے اور دمشق کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ فولادی دروازے بند تھے۔ قلعہ کی فصیل پر دشمن اینٹ پتھر کے ڈھیر لیے بیٹھا تھا۔ کماندار جگہ جگہ پر متعین تھے۔ مجاہد جدھر سے قلعہ پر حملہ کرتے، تیروں اور پتھروں کی بارش برس جاتی۔ قلعہ بند، دشمن آسمان پر، مجاہد زمین پر، مقابلہ اور مقاتلہ ناممکن۔ اسی طرح بیس روز گزر گئے۔

حضرت خالد رضؓ نے حضرت ابو عبیدہ رضؓ سے مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ میرا خیال ہے۔ کہ ہم دمشق کا محاصرہ چھوڑ دیں۔ اور اجنادین پر بڑھیں۔ وہاں رومی فوج بکثرت جمع ہو رہی ہے۔ اگر ہم نے اجنادین کو فتح کر لیا تو دمشق کو مدد نہیں پہنچ سکے گی۔ اور ہم اسے آسانی سے فتح کر لیں گے۔

حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے کہا۔ اہل دمشق تنگ آئے ہوئے ہیں۔ کب تک مقابلہ کریں گے۔ میری رائے یہ ہے کہ دمشق کو فتح کیے بغیر آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم دمشق اور اجنادین کی افواج میں گھر کر رہ جائیں۔

حضرت خالد رض نے کہا اگر آپ کا یہی مشورہ ہے تو میں اسی پر عمل کروں گا۔ مگر مجھے یہ حملے بے سود معلوم ہوتے ہیں۔ ہمارا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ اور دشمن کو کمک پہنچنے کے امکانات روشن تر ہو جائیں گے۔

اگلے دن اہلِ دمشق کا قاصد آیا اور صلح کی درخواست کی۔ ایک مقررہ رقم دینے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ بشرطیکہ اسلامی لشکر دمشق کا محاصرہ اٹھا لے اور پھر کبھی حملہ آور نہ ہو۔

حضرت خالد رض نے کہا۔ ہمیں تمہارے روپیے کا لالچ یہاں نہیں لایا۔ ہم اسی صورت میں محاصرہ اٹھا سکتے ہیں کہ تم لوگ ہماری حفاظت میں آ جاؤ۔ اور ہر سال مقررہ جزیہ دینے کا عہد کرو۔

دمشق کے محاصرہ کی اطلاع شاہ ہرقل کو پہنچی تو اس نے حمص کے حاکم وردان کو بلایا۔ زر و جواہر عطا کیا اور ایک بہت بڑے لشکر کا سالار بنا کر اجنادین کو بھیج دیا۔ اس نے بعلبک پہنچ کر اجنادین کے سرداروں کو حکم بھیج دیا۔ کہ چاروں طرف پھیل جاؤ۔ تاکہ فلسطین کا اسلامی لشکر دمشق کے مجاہدین سے ملنے نہ پائے۔

چند روز کے بعد دمشق کے محصورین نے خوشی کے نعرے بلند کیے تحقیقات پر معلوم ہوا ایک لشکر جرار اہل دمشق کی مدد کو آ رہا ہے۔

حضرت خالد رض نے ضرار رض کو بلایا اور کہا اے شیر دل مجاہد! دمشق کے لیے رومی کمک آیا چاہتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم کچھ سپاہی ساتھ لو اور اس لشکر کو روکو۔ اگر سمجھو کہ روکنا ممکن نہیں تو فوراً ہمیں مطلع کرو

Marfat.com

ضرار رضؓ نے جواب دیا :۔ بہادر سالار! حکم ہو تو میں خود اکیلا ہی اس مہم پر جاؤں۔ سپاہیوں کی تو یہاں بھی ضرورت ہے۔ آپ مجھے جانے کی اجازت دیں اور خدا پر بھروسہ رکھیں۔

میں جانتا ہوں کہ تمہاری نس نس میں بہادری اور شجاعت کا خون بھریا ہے۔ تمہارے قبیلے کی عورتیں بھی جرأت و تہور میں مردوں سے کم نہیں، مگر خدا کا حکم ہے کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو تم پانچ سو مجاہد اپنے ساتھ لو اور خدا کا نام لے کر چل دو۔" حضرت خالد رضؓ نے کہا۔

ضرار نے پانچ سو مجاہد لیے اور خدا کا نام لے کر چل پڑا۔ ابھی چند کوس ہی گیا تھا کہ غبار نے دشمن کی آمد کی اطلاع دی۔ غبار قریب تر آتا گیا گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز تیز تر ہوتی گئی۔ اور دشمن کے جھنڈوں نے اس کی تصدیق کر دی۔

چند سواروں نے کہا :۔ سردار! یہ لشکر بہت بڑا ہے اور ہم صرف پانچ سو ہیں۔ مقابلہ کا مزہ نہیں آئے گا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم واپس چلیں اور اپنے لشکر کے ساتھ مل کر اس کا مقابلہ کریں۔

ضرارؓ نے کہا :۔ دشمن کی کثرت سے مت گھبراؤ۔ خدا نے اکثر دفعہ قلت کو کثرت پر غالب کیا ہے۔ وہ اب بھی ہماری مدد کرے گا۔ دوستو! واپس جانا تو جہاد سے فرار ہے۔ جو خدا کو پسند نہیں۔ کیا تم عرب کی بہادری اور جاں نثاری کو داغ لگاؤ گے؟ جسے واپس جانا ہو چلا جائے

Marfat.com

میں توڑ دوں گا۔ اسلام کے نام کو بلند کردوں گا۔ خدا مجھے بھلے گتے ہوئے نہ دیکھے۔

تمام مجاہد بہ یک زبان بول اُٹھے۔ ہم اسلام پر نثار ہوں گے، شہادت کا مرتبہ پائیں گے۔ اور دشمن کو دکھائیں گے کہ مجاہد شکست نہیں کھاتے مارتے ہیں یا مرجاتے ہیں۔ موت سے کھیلنا مجاہد کی زندگی ہے۔ شہید کی موت حیات جاوداں ہے۔

ضرار خوش ہوگیا۔ حکم دیا۔ صفیں درست کرلو، نیزے تان لو، چوکس ہوکر کھڑے ہوجاؤ۔ یہ دشمن کا ہراول دستہ ہے۔ اس پر یکبارگی حملہ کردو، اور تہس نہس کرکے رکھ دو!

ادھر مجاہدین نیزے تان کر کھڑے ہوئے۔ ادھر دشمن کا ہراول دستہ آپہنچا۔ ضرار رضہ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی، ساتھ ہی پانچ سو مجاہد حرکت میں آگئے، گھوڑے ہوا کی طرح اُڑے اور دشمن پر حملہ کردیا۔ دشمن ابھی سنبھلا بھی نہ تھا کہ مجاہدوں نے نیزوں پر دھر لیا۔ ہراول کو شکست ہوئی اور وہ اُلٹے پاؤں بھاگا۔ مجاہدوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اور مارتے، للکارتے دشمن کے لشکر عظیم میں گھس گئے۔ گنتی کے ان مجاہدوں نے لشکر میں کھلبلی مچا دی، جو مقابل ہوا دوبارہ نظر نہ آیا۔ جس نے وار کیا اس نے منہ کی کھائی لاشوں پر لاشیں گر رہی تھیں، تلواریں سینہ و جگر میں اُتر رہی تھیں۔ دشمن حواس باختہ تھا۔ اس کے سپاہی حیران تھے، سردار پریشان تھے۔ ضرار رضہ کی شجاعت قابل دید تھی، وہ گھوڑا اُڑاتا، دشمن کے قلب میں گھس جاتا

کشتوں کے پشتے لگاتا اور پھر صاف نکل آتا، پھر حملہ کرتا، دشمن کے سر کاٹ کاٹ کر گراتا، ان کے نرغے توڑتا، بورشتوں کے جال تار تار کرتا، جدھر اپنے مجاہدوں کو گھرا دیکھتا، فی الفور وہاں پہنچتا، اور ایسی تلوار چلاتا کہ دشمن کائی کی طرح پھٹ جاتے۔ حیدرؓ کرار کی شان دکھاتا، بار بار حملہ کرتا اور دشمنوں کے خون سے ہاتھ بھرتا۔ رومی غول کے غول حملہ کرتے۔ اس شیر کو شہید کرنے کی کوشش کرتے، مگر خود قتل ہو جاتے۔ رومی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ ان کی ترتیب پریشان ہو گئی، تنظیم کا نام نہ رہا۔ وردان انہیں سنبھالنے اور منظم کرنے کی بہتیری کوشش کرتا۔ مگر مجاہد اس کی ایک نہ چلنے دیتے۔ وردان کا بیٹا حمران ایک مشہور تیغ زن تھا۔ دونوں باپ بیٹا اپنی متفرق فوج کو بار بار منظم کرنے کی کوشش میں مصروف تھے۔ انہیں جوش دلا رہے تھے۔ ضرار نے دیکھا، نیزہ سیدھا کیا، اور وردان پر بڑھا۔ وردان کا بیٹا حمران بھی بے خبر نہ تھا، وہ فوراً سامنے ہوا۔ مجاہد کا وار خالی نہ گیا اور نیزہ حمران کے سینے میں گڑ گیا۔ وہ گھایل ہو کر گرا۔ مجاہد نے جھٹکا دے کر نیزہ کھینچا تو پھل حمران کے سینے ہی میں رہ گیا۔ اب ضرار بے ہتھیار تھا۔ دشمنوں نے اسے مہلت نہ دی اور گرفتار کر لیا۔

ضرار کی گرفتاری سے مجاہد ملول ہوئے۔ رافع رضؓ بن عمیرہؓ نے کہا۔ "مجاہدو! ضرارؓ گرفتار ہوا تو کیا ہوا؟ تم میں سے ہر ایک ضرارؓ ہے۔ جی نہ چھوڑو۔ ہمت کرو، بڑھو اور اپنے بھائی کو دشمنوں کی قید سے آزاد کراؤ۔" ایک سوار نے گھوڑا میدان سے نکالا اور حضرت خالدؓ کو اطلاع

Marfat.com

دینے کے لیے ہوا ہو گیا

جونہی یہ خبر حضرت خالدؓ کو پہنچی۔ انہوں نے بشیرؓ بن مسروق کو ایک ہزار مجاہد کے ساتھ محاصرہ پر چھوڑا اور باقی لشکر کے ساتھ میدانِ جنگ کی طرف باگیں اٹھالیں۔ تمام مجاہد تیزی سے جا رہے تھے کہ ایک زرہ پوش سوار گھوڑا اڑائے پیچھے سے آیا۔ اور بجلی کی سی تیزی سے آگے نکل گیا۔ مجاہد حیران تھے کہ یہ سوار کون ہے۔ جو سب کو پیچھے چھوڑ کر نکل گیا ہے؟ لشکر میدانِ جنگ میں پہنچا، تو دیکھا کہ وہی سوار بے جگری سے دشمن پر حملے کر رہا ہے۔ نیزہ تانے، تلوار علم کیے دشمن کے لشکر میں گھستا ہے۔ اور خون کے چھینٹے اڑاتا، مارتا، گراتا باہر نکل آتا ہے

حضرت خالدؓ کے لشکر نے جاتے ہی حملہ کر دیا۔ رومیوں کی لاشوں سے میدان بھر دیا۔ سیفِ الٰہی جلال میں تھی۔ ضرارؓ کے ملال میں تھی کوندتی، چمکتی، بھپرتی، بڑھتی اور دشمن کے پرخچے اڑاتی تھی۔ مگر زرہ پوش سوار اس سے بھی تیز و طرار تھا۔ مجاہد کبھی اسے خالدؓ خیال کرتے، کبھی فرشتۂ غیب جانتے اور نصرتِ الٰہی مانتے۔

رومی جم کر لڑے۔ مگر مجاہدین کی تلواروں نے انہیں اکھیڑ کر رکھ دیا۔ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے اور اپنے کیمپ میں جا کر دم لیا۔

اب میدان صاف تھا۔ تلواریں نیاموں میں تھیں، لاشیں خون اگل رہی تھیں۔ زمین پہ لالہ زار کھلا تھا، وہ زرہ پوش نقاب پہنے ایک طرف کھڑا تھا۔ حضرت خالدؓ نے پوچھا۔ بہادر نوجوان تو کون ہے؟

Marfat.com

تو نے آج جہاد کا حق ادا کر دیا ہے!۔

زرہ پوش سوار خاموش رہا۔ چند مجاہدوں نے کہا۔ جنگ باز نوجوان! اپنے سردار کے سوال کا جواب دو۔ یہ خاموشی آئین جنگ کے خلاف ہے نوجوان نے کہا میں ضرار رض کی بہن خولہ رض ہوں۔ بھائی کی گرفتاری سن کر بے تاب ہو گئی۔ اور چھڑانے کے لیے نکل آئی، میں نے دشمن کا سارا لشکر چھان مارا ہے۔ مگر افسوس بھائی کا پتہ نہیں لگ سکا۔

آج کی لڑائی میں رومیوں پر ایسی ہیبت چھائی کہ ان میں سے چند اسلامی کیمپ میں پہنچے۔ اور امان کی درخواست کی۔ حضرت خالد رض نے پوچھا ہمارا ایک سردار آج گرفتار ہوا تھا اس کے متعلق کچھ بتا سکتے ہو؟

جواب ملا۔ وردان نے اسے شہنشاہ کے پاس بھیج دیا ہے، تاکہ اپنی بہادری اور مردانگی کا ڈھول پیٹ سکے۔

یہ سن کر حضرت خالد نے رافع رض بن عمیرہ کو ایک سو سوار دے کر حکم دیا۔ فوراً جاؤ اور ضرار کو رہا کراؤ۔ خولہ رض اور رافع رض دونوں رومیوں کے پیچھے چل دیے۔ چند میل پر انہوں نے ایک قافلہ جاتے دیکھا۔ گھوڑوں کو اڑایا اور قافلے کو گھیر لیا۔ تلواریں تڑپ تڑپ کر میانوں سے نکلیں اور رومیوں کی لاشیں چاروں طرف بکھر گئیں۔ ضرار ایک اونٹ پر لدا تھا۔ مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ فوراً رسیاں کاٹ کر اسے آزاد کیا۔ بہن بھائی ملے دونوں کی آنکھوں سے مسرت کے آنسو نکلے اور شاداں و فرحاں واپس کیمپ میں پہنچ گئے۔

Marfat.com

"میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ ہمیں دمشق کا محاصرہ اٹھا کر اجنادین پر
ھنا چاہیئے۔ تاکہ شام کی فتح جلد از جلد مکمل ہو جائے۔ اور دشمنوں
خطرہ کم ہو۔"

حضرت خالد رض نے حضرت ابو عبیدہ رض سے کہا۔ انہوں نے اس رائے سے
فاق کیا۔ اور اس فیصلہ کی اطلاع مجاہدین کو دے دی گئی۔

حضرت خالد رض نے حضرت ابو عبیدہ رض سے کہا۔ آپ ہراول دستے کے
ساتھ چلیں اور میں اسباب اور عورتوں کو لے کر عقب میں رہوں گا۔

حضرت ابو عبیدہ رض نے جواب دیا۔ عقب میرے حوالے کیجئے اور
راول آپ سنبھالیے۔ تاکہ اگر دشمن سے مقابلہ آ پڑے تو آپ لشکر کو لڑا سکیں

حضرت خالد رض نے کہا اگر آپ کی یہی رائے ہے۔ تو میں حاضر ہوں
گر چوکس رہنا ہوگا۔ کیونکہ یہ دشمنوں کا ملک ہے۔ معلوم نہیں کب اور کس
مشکل آ پڑے۔

رات اپنی سیاہ بساط لپیٹ کر رخصت ہوئی۔ صبح کی اجلی چادر پھیلنے
ی۔ اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی، مجاہدین اٹھے، وضو کیا، نماز پڑھی، خدا سے
فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ اللہ اکبر کا ایک غلغلہ اٹھا۔ مجاہدین ہتھیار پہن
گھوڑوں پر سوار ہوئے، اور لشکر چل پڑا۔

اہل دمشق نے محاصرہ اٹھنے کی خوشی منائی۔ ان کی دلی مراد بر آئی
ر گر جھانکا۔ مجاہد جا چکے تھے۔ میدان صاف تھا۔ سمجھے مسلمان شکست
ا گئے۔ سچا حملے کا وقت ہے، بڑھ کر عقب میں لوٹ مچا دینی چاہیئے

Marfat.com

چنانچہ پولس کو اپنا سردار بنایا۔ اس کے بھائی پطرس کو ساتھ لیا۔ گھ
کی باگیں اٹھائیں اور اسلامی فوج کے عقب پر حملہ کر دیا۔ حضرت
وہیں ٹھہر گئے اور حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے لگے۔ ایک سوار حضرت خا
کو خبر دینے کے لیے دوڑا۔ پولس حضرت ابوعبیدہؓ پر حملہ آور ہوا۔ اس
بھائی پطرس نے عورتوں پر حملہ کر دیا۔ اور چند عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ و
فتح کے نشے میں جھومتا پیچھے کو ہٹا اور ایک جگہ ٹھہر کر پولس کا انتظار کر

حضرت خالدؓ نے حملے کی خبر سنی۔ ضرار کو ساتھ لیا، اور عقب کی
تیزی سے پلٹے۔ عقب میں پہنچے تو عورتوں کی گرفتاری کا پتہ چلا۔ حضرت ابو
اور پولس لڑ رہے تھے۔ ایک دوسرے پر تیزی سے وار کر رہے تھے۔ ا
نہ کوئی غالب تھا، نہ مغلوب، دونوں کا پلڑا برابر تھا، لڑائی ترازو تھی۔ ضرا
اپنے مجاہد کی امداد کو پہنچا۔ پولس نے اسے پہچانا، گھبرایا، ڈرا اور حضرت
سے بولا۔ اس جن کو روکو!

ضرارؓ نے اسے کچھ اور کہنے کا موقع ہی نہ دیا۔ بڑھ کر نیزہ مارا
کی زرہ میں نیزہ اٹکا۔ مجاہد نے جھٹکا دیا۔ پولس گھوڑے سے گرا، اٹھنا چا
کہ ضرارؓ اس کے سینہ پر جا بیٹھا۔ اسے گرفتار کیا اور اپنے سپاہیوں کے
اتنے میں ضرارؓ کو معلوم ہوا کہ گرفتار ہونے والی عورتوں میں اس کی
خولہؓ بھی ہے۔ وہ بے تاب ہو گیا۔ اس نے حضرت خالدؓ سے کہا،
اجازت دیجئے کہ عورتوں کو آزاد کراؤں!

حضرت خالدؓ نے کہا۔ ذرا ان رومیوں سے نپٹ لیں تو عورتوں

فکر کریں گے۔ مجاہد بے دریغ رومیوں کو تہ تیغ کر رہے تھے۔ لحظہ بہ لحظہ ان کی تعداد گھٹ رہی تھی۔ میدان تنگ تر ہو رہا تھا۔ مایوسی کی گھٹائیں سروں پر منڈلا رہی تھیں۔ موت کی پرچھائیں سروں پر سایہ فگن تھیں نہ بھاگنے کا راستہ تھا، نہ لڑنے کا یارا، ناچار ہتھیار پھینک کر گرفتار ہو گئے۔

پولس نے عورتوں کے لیے ایک خیمہ لگا دیا تھا۔ خود بڑے ٹھاٹھ سے بیٹھا موچھوں کو تاؤ دے رہا تھا۔ خولہؓ نے کہا۔ بہنو! ہاتھ پاؤں ہوتے ساتے ہم نے دست بستہ پا ہیں۔ دشمن ہمیں کیا سمجھے گا۔ عرب کی غیرت پر آوازے کسے جائیں گے۔ اور لوگ ہمارے بہادروں کا مذاق اڑائیں گے

عورتوں نے جواب دیا۔ ہمارے پاس نیزے ہیں نہ تلواریں، خنجر ہیں نہ بھالے، چھری، چاقو تک تو پاس نہیں۔ کیا لڑیں، کیا ہمت اور جرأت کا مظاہرہ کریں۔

خولہؓ نے کہا۔ ہتھیار نہیں تو کیا ہوا۔ خیمے کی چوبیں نکالو اور میرے ساتھ ہو جاؤ۔

ایک امید کی کرن یکایک پھوٹی۔ اور مایوسی کی تاریکی چھٹ گئی۔ دلوں میں امید کی روشنی پھیلی، رگوں میں خون کی حرکت تیز ہوئی۔ ایک جوش کی لہر اٹھی اور عورتوں کے دل گرما گئے۔ انہوں نے خیمے کی چوبیں نکال لیں خیمہ دھڑام سے نیچے آ پڑا۔ عورتیں چوبیں لیے پہرہ داروں پر حملہ آور ہوئیں خولہؓ نے ایک سپاہی کے سر پر اس زور سے چوب ماری کہ سر پھٹ گیا، خون کا فوارہ بہ نکلا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ایک اور بڑھا

Marfat.com

عورتوں کو ڈانٹنے لگا۔ چوبیں پھینک دو۔ نہیں تو تمہارے بھی ہاتھ دبیے جائیں گے۔

ایک عورت آگے بڑھی اور اس سپاہی پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ یہ منظر دیکھ کر سپاہی پیچھے ہٹ گئے۔ پطرس خود اٹھ کر آیا، عورتوں سے مخاطب ہوا۔

دلیرانو! تم اپنی موت کو بلا رہی ہو۔ دو سپاہیوں کو مار ڈالا۔ اب بھی چوبیں پھینک دو۔ ہم تم سے بدسلوکی نہیں کریں گے، بلکہ عیش و عشرت میں رکھیں گے۔ تم پھر عیش کے گیت گاؤ گی، مسرت کی تانیں اڑاؤ گی۔ عرب کی بھوک کو بھول جاؤ گی!

خولہؓ نے کہا۔ مردود! مکار، مردوں سے فرار، عورتوں سے پیکار، بے غیرتی کی حد ہے۔ ہم تمہارے عیش اور تمہاری دولت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ہم اہل ایمان ہیں۔ یہی ہماری دولت ہمارے لیے بس ہے۔ خبردار! جو پھر ایسے الفاظ منہ سے نکالے!

پطرس نے سپاہیوں سے کہا۔ تلواریں کھینچ لو اور انہیں گھیر لو۔ جو مزاحمت کرے اس کا سر اُڑا دو۔

حکم تو سب نے سن لیا۔ مگر چوبیں کے منہ آنا اور عورتوں کو گرفتار کرنا آسان نہ تھا۔ چوبیں تلواروں سے زیادہ لمبی تھیں اور عورتیں، جرات میں بڑھ کر شجاع و دلیر۔ وہ ابھی عورتوں پر قابو پانے کی سوچ ہی رہے تھے کہ ضرار گھوڑا دوڑاتے، نیزہ ہلاتے، شمشیر چمکاتے، اپنے ساتھیوں سمیت

Marfat.com

پہنچے۔ پطرس نے بھاگنا چاہا۔ مگر ضرارؓ فرشتہ موت بن کر پہنچا۔ اپنا نیزہ راکر دشمن کے سینے میں شگاف ڈال دیا۔ خون کا دھارا بہ نکلا۔ پطرس بے جان ہو کر زمین پر گرا۔ غرض پطرس اپنے ساتھیوں سمیت رنگرائے جہنم ہوا۔ تلوار کی دھار ان کا خون چوس گئی۔ ان کی لاشیں میدان میں بکھری پڑی تھیں، اور کوئی ان کا پرسان حال نہ تھا۔

فتح کے بعد ضرارؓ خولہؓ سے ملے، دونوں بہن بھائی اپنے ساتھیوں سمیت خوشی کے نعرے لگاتے اپنے کیمپ میں واپس آگئے۔ ان کی آمد پر حضرت خالدؓ اور سارے لشکر نے خوشی کا اظہار کیا۔ جب حضرت خالدؓ نے عورتوں کی بہادری کی داستان سنی تو ان کا سر فخر سے اونچا ہو گیا۔ خولہؓ کو شاباش دی اور کہا جس قوم کی بیٹیاں ایسی بہادر ہیں، اسے دنیا کی کوئی طاقت نہ فتح کر سکتی ہے نہ شکست دے سکتی ہے۔

جنگ اجنادین

مجاہدین راستے کے کانٹے چنتے، پھول بکھیرتے، گلزار کھلاتے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ چاروں طرف ان کی تلوار کے افسانے مشہور ہو رہے تھے۔ ان کی بہادری کی دھاک بیٹھ چکی تھی۔ اجنادین قریب آگیا۔ شہر پناہ دکھائی دینے لگی۔ اسلامی لشکر نے اسی جگہ پر اپنا کیمپ لگایا۔

اجنادین میں نوے ہزار جنگجو جمع تھے۔ ہتھیاروں کے انبار تھے۔ غلہ

کے ڈھیر تھے۔ خود وردان سپہ سالار موجود تھا۔ روم سے مزید کمک آنے والی تھی۔ دن رات چین سے گزرتے تھے، شراب پیتے تھے۔ ناچتے تھے۔ ہنکارتے تھے۔ شیخی بگھارتے تھے۔ بڑے بڑے دعوے کرتے تھے۔ ایک کہتا، مسلمان کیا ہیں؟ دوسرا لقمہ دیتا، بھوکے ننگے، تیسرا کہتا، بزدل ہیں! چوتھا کہتا، اب تک کسی بہادر سے سابقہ نہیں پڑا۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں تھیں۔ دراصل وردان ان کے دل سے عربوں کی دہشت نکال رہا تھا۔ تاکہ عربوں کو دیکھ کر ہی مرعوب نہ ہو جائیں۔ کئی میدانوں کی شکست انہیں دہشت زدہ کر چکی تھی۔ اور اب وہ عربوں کے سامنے آنے سے دہلتے تھے۔ شراب و کباب و شاہد انہیں مہیا کیے گئے تھے۔ اور اس طرح ان کے دماغوں میں نخوت و غرور، حماقت اور نفرت بھری جا رہی تھی۔

وردان کو اطلاع ملی کہ مسلمان آ گئے۔ اس نے اپنے سرداروں کو بلایا اور کہا بہادرو! شہنشاہ کے بازوؤ! حکومت کی طاقتو! قوم کی امنگو! اب دشمن تمہارے دروازے پر آ گیا ہے۔ تمہاری بہادری کے کارناموں سے دنیا گونج رہی ہے۔ ایران کی زمین کا ذرہ ذرہ تمہاری شجاعت کی داستان دہرا رہا ہے۔ تم نے دنیا بھر میں روم و شام کا نام روشن اور عیسائیت کا بول بالا کر دیا ہے۔ یہ صحرائے عرب کے ذرے تمہارے سامنے بکھرے پڑے ہیں۔ انہیں طوفان اور آندھی بن کر اڑا دو۔ یہ کم رو دبے ہیں۔ انہیں اپنی پھونکوں سے بجھا دو۔ میدان میں ان گنواروں

Marfat.com

لاشے بچھا دو۔ عرب اور اہل عرب کا نام دنیا سے مٹا دو۔ تمہارے
، تمہاری عورتیں، تمہارے سرسبز و شاداب باغات اور لہلہاتے کھیت
ری طرف دیکھ رہے ہیں۔ اگر تم نے ذرا کوتاہی کی تو ان سب پر دشمن
ض ہو جائے گا۔ تمہاری بہو بیٹیاں ان کی کنیزیں بنیں گی تم اور تمہارے
ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غلام رہیں گے۔ تمہاری قوم ساری دنیا میں ذلیل
ر رہ جائے گی۔

تمہاری تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے۔ عرب تمہاری ایک تہائی
زیادہ نہیں۔ اگر تم تین تین بھی ایک ایک عرب کو مار لو۔ تو ان کا یہاں
ان نہ رہے گا۔ بہادرو! اپنے ملک اور قوم کے ناموس کی حفاظت
ی جانیں لڑا دو۔ خدا کے بیٹے کو خوش کرو۔ وہ تمہارا مددگار ہو!

دشمن کی تعداد کثیر تھی۔ اور مسلمانوں کی قلیل۔ حضرت خالدرضؓ نے
۔ کون بہادر دشمن کی فوج اور میدانِ جنگ کے جائزہ کے لیے
تے گا!

ضرارؓ بن ازور فوراً حاضر ہوا۔ حکم ہو تو میں جاؤں؟

ہاں تم اس کام کے لیے موزوں ہو۔ مگر دشمن کو دیکھ کر حملہ نہ کر دینا
اپنے نفس کے فریب سے بچنا۔ خدا کا حکم ہے کہ جان بوجھ کر اپنے
کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ حضرت خالدرضؓ نے کہا۔

ضرارؓ اچھل کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ وردان کی فوج کا جائزہ لے
تھا۔ میدان کے اہم مقامات کو دیکھ رہا تھا۔ کہ وردان نے بھانپ لیا

اور حکم دیا۔ کہ اس سوار کو گرفتار کر لو۔

زروان کا حکم سنتے ہی تیس رومی زرہ پوش گھوڑے دوڑاتے ہوئے لشکر سے نکلے۔ اور ضرار رضؓ کے چاروں طرف پھیل گئے۔ ضرار اپنے سردار کی ہدایت کے مطابق گھوڑے کو چکر دے کر ان کے گھیرے سے نکلے رومی اس کے پیچھے چلے۔ اب ضرار نے بھاگ جانا مردانگی کے خلاف سمجھا۔ ٹھہر گیا۔ جونہی رومی سوار قریب پہنچے، حملہ کر دیا۔ گھوڑے کو میدان میں چکر دیتا گیا۔ اور ایک ایک رومی کو قتل کرتا گیا۔ حتیٰ کہ انیس رومی لقمہ شمشیر بنا دئیے۔ تیس کے دستے میں سے اب صرف گیارہ رہ گئے تھے۔ انہوں نے بھاگ جانے ہی میں عافیت دیکھی۔ اب انیس لاشیں میدان میں بکھری پڑی تھیں، اور کوئی ان کا پرسان حال نہ تھا۔

ضرار رضؓ نے واپس آ کر حضرت خالد رضؓ سے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ آپ کی ہدایت مجھے یاد تھی۔ میں نے بچ نکلنے کی کوشش کی مگر جب رومیوں نے میرا پیچھا نہ چھوڑا، تو مجھے خدا اور اس کے رسول سے شرم آئی۔ چنانچہ میں نے ان کا مقابلہ کیا اور خدا کی مدد سے غالب رہا۔ اگر آپ کا تاکیدی حکم نہ ہوتا۔ تو میں سارے لشکر پر اکیلا ہی حملہ کر دیتا اور بتا دیتا کہ ایک مسلمان ان کے ایک لاکھ پر بھاری ہے۔

حضرت خالد رضؓ سن کر خوش ہوئے اور اس کے لیے دعا کی۔ پھر کہا۔ بہادر نوجوان! یہ سب خدا کی نصرت کے باعث ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے برحق ہیں۔ یقیناً خدا نے تعالیٰ

Marfat.com

مسلمانوں کو شام و روم کی حکومت عطا کرے گا۔ اچھا! تم نے اپنا جائزہ تو بتایا ہی نہیں!
حزار نے کہا۔ دشمن کی تعداد نوے ہزار سے کم نہیں۔ یہ ایک عظیم لشکر ہے جس کے پاس ہتھیاروں کے ذخیرے ہیں، جسم پر زرہیں ہیں، سواری کے لیے گھوڑے ہیں اور باربرداری کے لیے اونٹ، میلوں تک پڑاؤ ہے۔ مگر کوئی ایسی بات نہیں۔ خدا نے چاہا، تو ہم انہیں کچل کر رکھ دیں گے۔

حضرت خالدؓ نے کہا۔ ہاں خدا نے چاہا تو جتنے زیادہ ہیں اتنے ہی زیادہ قتل ہوں گے۔ یہ بہت بڑا معرکہ ہو گا۔ اگر یہ سر ہو گیا، تو شام میں پھر اتنی فوج جمع نہیں ہو سکے گی۔ اور ہمارا کام آسان ہو جائے گا۔ ہمارا خدا پر بھروسہ ہے وہی ہماری مدد کرے گا۔

دن بھر ہتھیاروں کی چمک دمک دیکھتے آفتاب عالم کی آنکھیں چندھیانے لگیں۔ وہ یہ منظر دیکھتے دیکھتے تھک گیا تھا۔ محل مغرب میں داخل ہوا۔ اور سیاہ پردے چھوڑ کر لیٹ گیا۔ اس کے آنکھ جھپکتے ہی چاروں طرف اندھیرا محیط ہونے لگا۔ رات سیاہ لباس پہنے پہرے پر آموجود ہوئی۔ دنیا تاریکی کے سمندر میں ڈوب گئی۔ ستاروں نے اپنے چراغ جلا دیے۔ آسمان کی سطح جگنوؤں سے بھر گئی۔

مجاہدوں نے نمازیں ادا کیں۔ اور کمر سیدھی کرنے کے لیے لیٹ گئے۔ پاسبان لشکر کے گرد چکر لگانے لگے۔ پہرہ دینے لگے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے، کہ مرغ سحر نے اذان دی۔ مجاہد اٹھے وضو کیا اور خدائے برتر کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔ نماز فجر ادا کی۔ خدا سے فتح و نصرت کی دعا مانگی۔

Marfat.com

کچھ کھایا پیا، ہتھیار لگائے۔ اور گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

حضرت خالد رضؓ نے اپنی تلوار کو بوسہ دیا اور مجاہدین سے مخاطب ہو کر کہا:

"عرب کے بہادرو! اسلام کے جان نثارو، توحید کے متوالو، رسول اللہؐ کے فدائیو! آج کا معرکہ سخت ہے۔ صبر، استقلال اور پامردی سے اسے جیتنا ہے۔ بہشت کے دروازے کھلے ہیں۔ خدا اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی حاصل کرو اور ابدی نعمتوں کے حقدار بنو، اسلام کی عزت پر نثار ہو جاؤ۔ ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور خدا کی یاد سے دل کو مطمئن کرو۔ وہی حامی و ناصر ہے"!

لشکر سے خطاب کرنے کے بعد عورتوں کی طرف گئے۔ انہیں کہا۔

"عرب کی غیور بیٹیو! آج سخت لڑائی کا امکان ہے۔ ہوشیار رہو۔ اپنے اوزار اپنے پاس رکھو۔ لڑائی دھوکے اور فریب کا نام ہے اگر کوئی دشمن کا دستہ تم پر حملہ آور ہو تو اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا"!

خولہؓ نے کہا۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہمیں اپنی حفاظت کرنا آتی ہے اگر آپ اجازت دیں، تو ہم اگلی صف میں کھڑے ہو کر لڑیں گے۔ اور دشمن کو بتا دیں گے کہ تمہارے بہادر عرب کی عورتوں کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔ عرب کے مردوں سے جنگ کا حوصلہ کیسے رکھتے ہو؟

سالار لشکر خوش ہوئے اور ان کے حق میں دعائے خیر کی۔ پھر صفیں درست کیں اور تاکید کی کہ جب تک میں حکم نہ دوں، خاموش کھڑے رہو۔ پھر لشکر کو بڑھایا اور میدان میں جما دیا۔

وردان نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ اور کچھ فاصلہ چھوڑ کر میدان میں لا کھڑا کیا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے کھڑے سے خاموش تھے کہ ایک بوڑھا رومی اپنے لشکر سے نکل کر میدان میں آیا اور بلند آواز سے پکارا۔ میں سالار لشکر سے بات چیت کے لیے آیا ہوں۔

حضرت خالدرضؓ نے بڑھ کر پوچھا کیا کہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں صلح کا پیغام لایا ہوں۔ کیا آپ ہی سالار ہیں؟

جواب ملا۔ ہاں! مسلمان مجھے ایسا ہی سمجھتا ہے۔ جب تک میں خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام کا پابند ہوں، ان کا سردار ہوں۔ مطلب کی بات کہو۔ صلح سے تمہاری کیا مراد ہے؟

رومی نے کہا۔ اگر آپ لڑائی سے ہاتھ اٹھا لیں اور واپس اپنے ملک کو چلے جانے کا عہد کریں تو ہم آپ کے ہر ایک سپاہی کو ایک دستار اور ایک دینار، آپ کو سو دینار اور دس ریشمی پارچات اور آپ کے خلیفہ کو ایک ہزار دینار اور سو ریشمی پارچات دیں گے۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو یاد رکھو، ہمارا لشکر تم سے تین گنا ہے۔ اور اس میں بڑی بڑی جنگجو اقوام شامل ہیں۔ تمہاری تکا بوٹی ہو جائے گی۔ اور کوئی پہچاننے والا بھی باقی نہیں رہے گا۔

خالدرضؓ نے جواب دیا ہم اسلام کے مبلغ ہیں۔ ہمیں تمہارے دیناروں اور کپڑوں کی ضرورت نہیں۔ اگر صلح چاہتے ہو تو اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جاؤ۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو جزیہ دو اور ہماری حفاظت میں آجاؤ۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو تلوار قطعی فیصلہ کر دے گی۔

Marfat.com

بوڑھا روی مایوس ہوکر واپس لوٹا۔ وردان سے کیفیت بیان کی۔ اس نے فوراً ارمن تیر اندازوں کو آگے بڑھایا۔ کمانیں کڑکڑائیں، تیر سنسنائے اور مجاہدوں کی اگلی صف پر برسائے۔ کچھ مجاہد زخمی ہوئے، مگر سالار کا حکم تھا کسی نے جواب نہ دیا۔

ضرار رضؓ نے چلا کر کہا۔ سردار! مجاہد زخمی ہو رہے ہیں۔ ہماری خاموشی سے دشمن کا حوصلہ بڑھے گا۔ اگر لڑائی کو طول دینا ہے تو فرداً فرداً مقابلہ کرائیے۔

حضرت خالد رضؓ نے حکم دیا۔ بسم اللہ! پہلے تم ہی میدان میں نکلو!

سردار کا حکم پاتے ہی ضرار رضؓ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ نیزہ سیدھا کیا۔ اور تیر اندازوں پر جھپٹا۔ انہوں نے تیروں کی بارش کر دی۔ مگر خدا نے مجاہد کو محفوظ رکھا۔ وہ چشم زدن میں تیر اندازوں سے جا ملا۔ اور اپنے نیزے سے نشانہ بازی کرنے لگا۔ تیس تیر انداز گھایل کر کے میدان میں ڈال دیے باقی بھاگ گئے اور اپنے لشکر میں جا ملے۔

ضرارؓ نے میدان خالی دیکھ کر گھوڑے کو پھیرا۔ اور للکارا میں ہوں ضرار رضؓ اسلام کے دشمنوں کا دشمن۔ دوستوں کا دوست، شرک کو مٹانے اور توحید کو پھیلانے والا، میں وہی ہوں، جسے تم نے گرفتار کر لیا تھا، وہی ہوں جس نے وردان کے بیٹے حمران کو قتل کیا تھا، جس کو موت کی خواہش ہو آئے۔ میرا مقابلہ کرے اور سیدھا جہنم کو جائے۔

بیٹے کا قاتل دیکھ کر وردان نے اپنے لشکریوں سے کہا۔ کون بہادر ہے جو اس عربی نوجوان کا سر کاٹ کر لائے۔ میرا سینہ ٹھنڈا کرے اور منہ مانگا

انعام پائے ؟

ایک رومی زرہ پوش میدان میں آیا۔ اور پکارا، ذلیل عرب! اپنی جوانی کے دشمن! سنبھل، میں آرہا ہوں، اب تم بچ کر کہاں جاؤ گے؟

ضرار رضؓ نے کہا۔ بسم اللہ! میں تمہارا منتظر تھا۔ رومی نے نیزے کا وار کیا۔ ضرار رضؓ نے خالی دیا۔ گھوڑے کو پھرایا اور تان کر ایسا نیزہ مارا کہ رومی کی زرہ کاٹ کر جگر سے پار ہو گیا۔ رومی گرا اور پھر اُٹھ نہ سکا۔

وردان غصہ سے دیوانہ ہو گیا۔ اس نے پکار کر کہا۔ اب میں جاتا ہوں۔ اور اپنے بیٹے کا انتقام لیتا ہوں۔ ایک اور رومی اصطفان نامی نے بڑھ کر رکاب کو بوسہ دیا۔ اور کہا ہم جاں نثاروں کے ہوتے آپ نہ جائیں۔ میں نے اس عربی نوجوان کی لڑائی کا ڈھنگ دیکھ لیا ہے۔ ابھی اسے زندہ یا مردہ حاضر کرتا ہوں۔"

غرض اصطفان میدان میں آیا۔ ضرار کے مقابل ہوا؛ نیزے کا وار کرنا اور زد سے نکل جانا۔ یہ کھیل کتنے ہی عرصہ تک جاری رہا۔ گھوڑے پسینہ پسینہ ہو گئے۔ مگر دونوں بہادر گزند سے محفوظ ایک دوسرے پر حملے کر رہے تھے۔

حضرت خالد رضؓ نے پکار کر کہا۔ ضرار رضؓ! تمہارے بازو کو کیا ہو گیا۔ اس کے گرد چکر باندھو اور جلدی سے اپنا کام انجام دو!

سردار کی آواز نے بجلی کا اثر کیا۔ ضرار رضؓ نے اس کے گرد چکر باندھ دیا۔ گھوڑے تو تھکے ہی تھے، اصطفان خود بھی تھک گیا۔ رومی صفوں سے

Marfat.com

ایک سوار کوتل گھوڑا لیے ہوئے نکلا۔ ضرار رضؓ نے بھی اسے دیکھا۔ گھوڑے سے کہا ، میرے وفادار دوست ! ہمت کر۔ ورنہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روضہ پر تیری شکایت کروں گا۔ کہ تو نے مجھے وقت پہ دغا دی ! گھوڑا سوار کے اشارے پر اُڑا۔ ضرار رضؓ نے سوار کے پاس پہنچ ہی اسے نیزے سے گھایل کیا۔ اچک کر کوتل پر سوار ہوا۔ اور اپنا گھوڑا لشکر کی طرف ہنکا دیا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا ، کہ کوئی آنکھ اس مشاہدہ نہ کر سکی۔ جب دیکھنے والوں نے آنکھ جھپکی اور کھولی تو ضرار رضؓ اصطفان پر نیزہ تان رہا تھا۔ اصطفان تھکن سے چور ہو رہا تھا۔ وردان فوراً دس زرہ پوش لیے میدان میں بڑھ آیا۔ ادھر وہ ضرار رضؓ پر حملہ آور ہوئے ، ادھر حضرت خالد رضؓ دس جوان لے کر موقع پہ پہنچ گئے۔ ضرار نے اصطفان کو آتے ہی گھایل کیا۔ اور اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا رومی لشکر کی چیخیں نکل گئیں۔ اور مجاہدین نے نعرۂ تکبیر سے میدان کارزار میں زلزلہ ڈال دیا۔

اصطفان کی مدد کو آنے والے رومیوں کو حضرت خالد رضؓ کے مجاہدین نے اتنا تنگ کیا۔ کہ انہیں اپنا انجام صاف نظر آنے لگا۔ وردان خود حضرت خالد رضؓ کے مقابلہ میں ہیچ ہو رہا تھا۔ اس نے لشکر کو یکبارگی حملہ کا اشارہ کیا۔ ادھر سے رومی بڑھے۔ ادھر سے لشکر اسلام نے دھاوا بول دیا۔ تیر چلنے لگے۔ تیروں کی بوچھاڑ کم ہوئی ، تو دونوں لشکر مل گئے۔ بہادر بہادروں کے سامنے ہوئے۔ تلواریں ، نیزے ، برچھے اچھالے جا

کام کرنے لگے۔ جسموں سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے۔ زخم پھول بن کر کھل گئے۔ سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ زمین سرخ ہوتی گئی۔ گھوڑوں کے ٹاپوں سے گرد اڑی۔ اتنا غبار اٹھا کہ آسمان چھپ گیا۔ سورج کا چہرہ گرد آلود ہو گیا۔

رومی ٹوٹ ٹوٹ کر لڑتے۔ مگر مجاہدوں نے ان کے چھکے چھڑا دیئے صفیں درہم برہم کر دیں۔ شیرازہ منتشر کر دیا۔ کچھ بھاگے، کچھ لڑے، کچھ گرے، کچھ مرے، جو دیلے وہ دبتے ہی گئے۔ حتیٰ کہ ادھر رومی کیمپ کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ ادھر آفتاب اپنی منزل پر جا پہنچا۔ اندھیرا چھا گیا۔ دوست دشمن کی تمیز سیاہئ شب نے مٹا دی۔ مجاہد واپس ہوئے۔ رومیوں نے شکر کا کلمہ پڑھا۔ بلا ٹلی جان میں جان آئی

میدان لاشوں سے پٹا پڑا تھا۔ زخمی کراہ رہے تھے۔ پانی کے گھونٹ کو ترس رہے تھے۔ مگر اس میدان رستا خیز میں کون لاشیں اٹھاتا، کون پانی پلاتا، ہزاروں مر گئے۔ سیکڑوں دم توڑ گئے۔ رات نے ان پر پردہ ڈالا۔ اور یہ گھناؤنا منظر اپنی سیاہ چادر میں لپیٹ لیا۔

مجاہدین بھی شہید ہوئے۔ مگر رومی مقتولوں کی تعداد بے شمار تھی۔ رومی سپاہیوں کا کھیت اس طرح کاٹا گیا تھا۔ جس طرح کسان پکی ہوئی فصل کاٹتا ہے وردان لشکر گاہ میں پہنچا۔ گھبرایا گھبرایا سا، کھویا کھویا سا، حیران و پریشان اسے اس ذلت کی امید نہ تھی۔ نیچے کچھے سردار اس کے خیمے میں آئے۔ اور اسے دلاسا دیا، کہ کل کو ہم ساری کسر پوری کر دیں گے۔ ایک ساتھ

Marfat.com

بڑھیں گے ۔ اور مسلمانوں کو گھیر لیں گے ۔ چاروں طرف سے یورش کرینگے اور انہیں تہس نہس کر دیں گے ۔ آپ شہنشاہ کو کمک کے لیے لکھ دیں ؟

دردان نے کہا ۔ افسوس صد افسوس ! تم تو بالکل ہی بودے نکلے ۔ شہد گھی ، مکھن ، دہی ، دودھ اور بہترین غذائیں کھانے والے ، موٹے تازے پہلوان زرہ پوش ہتھیاروں سے لدے ہوئے ، وحشی ، بھوکے ننگے ، بے سرو سامان جو اور کھجوریں کھانے والے مسلمانوں سے پٹ گئے ، ان کی پرانی اور ٹوٹی پھوٹی تلواروں سے کٹ گئے ۔ تم تعداد میں کم ہوتے تو مجھے افسوس نہ ہوتا تین نے ایک سے مار کھائی ، سر میدان ہزیمت پائی ، نہ تمہارا اعتبار رہا ، نہ میرا وقار ، دونوں ختم ہو گئے ۔ جو سنے گا ، ہنسے گا ، ہم پر تین حرف بھیجے گا صلواتیں سنائے گا ۔ اچھا اب آرام کرو ۔ صبح کو تمہاری یہ لاف زنی بھی دیکھ لی جائے گی ۔

سردار رخصت ہوئے مشیر حاضر ہوئے ۔ انہوں نے کہا ۔ ہم نے آج کی لڑائی دیکھی ہے ۔ ہمارے سپاہی اور افسر عربوں سے ڈرتے ہیں ہمیں امید نہیں یہ کل بھی لڑ سکیں ۔ اور اگر لڑے بھی ، تو شکست کھائیں گے ۔ کچھ آج مرے ہیں ، باقی کل مر جائیں گے ، بہتر یہ ہے ۔ کہ آپ اسلامی سپہ سالار کو صلح کے بہانے بلائیں اور فریب سے قتل کر دیں ۔ سردار مارا گیا ۔ تو ان عربوں کو مار لینا آسان ہو جائے گا ۔

مگر سردار کیوں فریب میں آنے لگا ۔ آ بھی گیا تو اس سے کون جیتے گا ! اس کا مقابلہ مجھ سے تو ہو نہیں سکتا ، وہ بڑا جنگجو جوان اور نیزہ دطرادہے ۔

Marfat.com

ردان نے کہا۔

یہ مسلمان سیدھے سادے ہیں۔ انہیں فریب کے دام میں پھنسانا مشکل
ہیں۔ آپ اسے صبح میدان کے درمیانی ٹیلے پر گفتگو کے لیے بلائیں
ت رات دس مسلح جوان ٹیلے کے نیچے چھپادیں۔ جب سردار آجائے
اپنے سپاہیوں کو اشارہ کریں، اور اس کی تکا بوٹی کر دیں۔ مشیروں
نے کہا۔

بدنامی، بدنامی، رسوائی، رسوائی مگر شکست کی ذلت سے بچنے کے
لیے میں ایسا کر گزروں گا۔ وردان نے جواب دیا،

مشیر رخصت ہوئے۔ وردان نے اپنے معتمد داؤد کو بلایا، اور
کہا۔ ابھی اسلامی سردار کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہمارا سردار صلح کی گفتگو
کرنا چاہتا ہے۔ آپ صبح میدان کے درمیانی ٹیلے پر تنہا آئیں تاکہ دونوں
بیٹھ کر صلح کی گفتگو کریں۔

داؤد نے کہا اے سردار! آپ جنگ کے لیے آئے ہیں یا
صلح کے لیے، شہنشاہ سنے گا تو کیا کہے گا؟

وردان نے کہا، میرا مقصد اسے دھوکے سے قتل کرنا ہے۔ اور بس!

داؤد جھنجھلا گیا۔ سردار! بہادری کی بجائے فریب؟ یہ آپ کی
شجاعت پر داغ ہے!

ہوتا ہے مجھے اس کی پروا نہیں۔ تم فوراً جاؤ، ورنہ ابھی جیل کی کوٹھڑی
میں دھکیل دیئے جاؤ گے۔ وردان نے کہا۔

Marfat.com

داؤد بڑبڑاتا، دانت پیستا، غصے کو دباتا، وردان کو زیر لب کوس
چل دیا۔ اسلامی لشکر کے قریب پہنچا تو پہرہ داروں نے روکا۔ اس
کہا میں تمہارے سپہ سالار کے نام اپنے سپہ سالار کا پیغام لایا ہوں
ایک سپاہی نے دوڑ کر حضرت خالدؓ کو اطلاع دی وہ اپنے خیمے
سے باہر آئے۔ داؤد سے ملے اور کہا کیا پیغام لائے ہو؟
داؤد نے کہا۔ ہمارا سردار صبح کو اس ٹیلے پر آپ سے صلح کی گ
کرنا چاہتا ہے۔ آج کے مقتولوں کو دیکھ کر اس کا جی بھر آیا ہے۔
آپ کو اور اپنی قوم کو اس ہلاکت سے بچانا چاہتا ہے۔ آپ تنہا آ
ہمارا سردار بھی تنہا آئے گا!
ہماری صلح کی شرائط اظہر من الشمس ہیں۔ اسلام قبول کرو یا جزیہ
حضرت خالد رضؓ نے جواب دیا۔
ممکن ہے ہمارا سردار جزیہ پر رضامند ہو جائے۔ اور خلق خدا ہلاکت
سے بچ جائے۔ داؤد نے کہا۔
میں صبح ضرور آؤں گا۔ مگر یاد رکھو۔ اگر اس نے کوئی فریب کیا،
ایک ایک کو چن چن کر قتل کروں گا۔ اور کسی کو امان نہ دوں گا۔ حضرت
خالد رضؓ نے کہا۔
داؤد ڈر گیا۔ اس نے کہا۔ اے سردار! اگر آپ مجھے اور میرے
اہل و عیال کو امان دے دیں تو میں آپ کو ایک راز کی بات بتا
حضرت خالد رضؓ نے کہا ہاں! اگر تم جنگ میں شریک نہ

Marfat.com

اور راز کی بات بتاؤ، تو تمہارے اور تمہارے اہل و عیال کے لیے امان ہے!

داؤد نے وردان کے فریب کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے امان لے لی۔

حضرت خالد رضؓ نے کہا اپنے سردار سے کہہ دو، کہ میں صبح صلح کی بات چیت کے لیے آؤں گا۔ وہ بھی آ جائے۔

داؤد چلا گیا۔ تو حضرت خالد رضؓ ہنستے ہوئے حضرت ابو عبیدہ رضؓ کے پاس آئے۔ اور انہیں وردان کے فریب سے آگاہ کیا۔ اور کہا اب نے دعدہ کر لیا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے کہا۔ اگر ایسا ہے تو آپ بھی اپنے دس جوان ٹیلے کے اس طرف چھپا دیں، کیونکہ جان بوجھ کر ہلاکت میں پڑنا خدا کو پسند نہیں۔

حضرت خالد رضؓ نے کہا۔ خدا نے چاہا تو میں ان سب کے لیے کافی ہوں۔ مگر آپ کے مشورہ کے بموجب دس جوانوں کا انتظام کر دیتا ہوں۔

حضرت خالد رضؓ نے ضرار رضؓ بن ازور، رافع رضؓ بن عمیرہ، معاذ رضؓ بن جبل، مسیب رضؓ بن بجنۃ، سعید رضؓ بن عامر، ابان رضؓ بن عثمان، قیس رضؓ بن ہبیرہ، زفر رضؓ بن سعید، عدی رضؓ بن حاتم، سعید رضؓ بن زید، کو بلایا اور انہیں وردان کا فریب بتایا۔ اور ان کا کام انہیں سمجھایا۔

ضرارؓ بن ازور نے کہا :۔
سردار ! مجھے ایک تدبیر سوجھی ہے ۔ ہم دس آدمی ٹیلے کے ادھر چھپنے کی بجائے ان چھپے ہوئے دشمنوں کو قتل کر دیں ، اور ان کی وردیاں پہن کر خود وہاں چھپ رہیں ۔ تاکہ مقابلہ کی نوبت ہی نہ آئے ۔

حضرت خالدرضؓ نے کہا ۔ تدبیر معقول ہے ۔ دھوکا بازوں کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہیئے ۔ ان بہادروں کے تم سردار ہو ۔ جو معقول سمجھو کرو ۔

ضرارؓ اپنے بہادروں کو لے کر ٹیلے کے اس طرف پہنچا ۔ آدھی رات ہوئی تو وہ دبے پاؤں ٹیلے کے دوسری طرف گیا ۔ رومی سپاہی سو رہے تھے ۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور لحظہ بھر میں دشمن سپاہی کاٹ کر رکھ دیئے ۔ ان کی وردیاں خود پہنیں ان کی لاشیں دبا دیں اور خود وہاں لیٹ گئے ۔

رات نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ، ڈھل گئی ، آہستہ آہستہ ستاروں کے چراغ بجھاتی اور اپنا بستر لپیٹتی گئی ۔ صبح ہوگئی ۔ سورج نکل آیا ۔ ٹیلے پر دھوپ پھیلنے لگی ۔ وردان مسلح ہوکر ٹیلے پر پہنچا ۔ ادھر سے حضرت خالد رضؓ بھی آ گئے ۔ دونوں سردار باتیں کرنے لگے ۔ اچانک وردان نے حضرت خالد رضؓ کے بازو پکڑ لیے اور اپنے سپاہیوں کو پکارا !

اس کے سپاہی رات کی تاریکی اپنے بستر میں لپیٹ کر لے گئی تھی۔ کہاں سے آتے ؛ ضرار رضؓ اپنے ساتھیوں سمیت اُٹھا اور ٹیلے پر چڑھ آیا۔ تلوار کھینچ لی۔

وردان نے ضرار کو دیکھا تو رستی گم ہو گئی۔ مجھے اس دلیر سے بچاؤ ، خدا کے لیے بچاؤ ، پکار اُٹھا ، حضرت خالد رضؓ نے کہا۔ یہ تیرے فریب کا بدلہ ہے۔ جو گڑھا تو نے کھودا تھا وہی تیرے لیے کنواں بن گیا ہے۔ تیرا قاتل یہی ہوگا !

وردان چلّایا۔ سردار ! امان ! امان !!

حضرت خالد رضؓ نے کہا۔ امان میدان جنگ میں دی جاتی ہے فریب کا انجام امان نہیں ہوتا !

ضرار رضؓ نے ایک ہاتھ مارا اور وردان کا سر کاٹ کر پھینک دیا۔ سر کو نیزہ پر چڑھایا اور اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔

اسلامی لشکر پہلے ہی سے تیار تھا۔ یکبارگی رومیوں پر پل پڑا اور اس زور کا حملہ کیا کہ رومی جم کر نہ لڑ سکے۔ لڑتے بھاگتے پچاس ہزار کھیت رہے۔ جو بچے وہ سر پر پاؤں رکھ کر ایسے بھاگے کہ پھر کسی کا منہ اُٹھا جان بچانے کو بھاگ گیا۔

جب میدان سے دشمن ناپید ہو گئے تو مجاہدین نے اپنے شہیدوں پر نماز جنازہ پڑھی اور انہیں نہایت عزت کے ساتھ دفن کر دیا۔

اس کے بعد مال غنیمت جمع کیا۔ انباروں کے انبار تھے۔ یہ مال اور فتح کی مبارکباد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کی گئی۔ اور مسلمان رات کو بے فکری سے سوئے۔

Marfat.com

جنگِ دمشق

(۲)

اجنادین کی فتح کی خبر عرب میں پھیلی، تو ہر جگہ خوشی کے نعرے بلند
ئے۔ ابوسفیان مکہ سے بہادروں کی ایک کھیپ لے کر مدینہ پہنچا۔ اور
رت خلیفہ اول رضؓ سے جہاد کے لیے شام جانے کی اجازت مانگی۔ حضرت
رؓ بھی موجود تھے۔ انہوں نے حضرت خلیفہؓ سے کہا، ابوسفیانؓ پر اعتماد
ں کیا جا سکتا۔ ابھی تک امارت کی بُو اس کے دماغ سے دور نہیں
ئی۔ میرا خیال ہے کہ اسے شام جانے کی اجازت نہ دی جائے!
ابوسفیانؓ نے کہا۔ وہ وقت تھا کہ آپ ہمارے دشمن تھے اور ہم
ے کے۔ جب خدا نے ہمیں ہدایت عطا کردی اور ہم اسلام لے
ئے۔ تو آپ ہمارے اور ہم آپ کے بھائی بن گئے۔ امارت اور
اری کے اوہام ختم ہوئے۔ ہمارے دل صاف ہو گئے۔ اب آپ
ی ہماری طرف سے مطمئن ہونا چاہیئے۔ ہم صرف خدا اور اس کے
ل صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے جان و مال کی پیش کش

Marfat.com

کر رہے ہیں۔ اب نہ امارت کی ہوس ہے، نہ سرداری کا خیال،
اپنی سستی، غفلت اور حماقت کا ملال ہے۔ جس کی تلافی کے
ہم حاضر ہوئے ہیں۔

حضرت خلیفہ اول رضؓ اور حضرت عمر رضؓ یہ سن کر خوش ہوئے۔ اور ا
کے لیے دعائے خیر و برکت فرمائی۔ انہی دنوں یمن سے عمر معدی کرب رضؓ
بھی آ گئے۔ مالکؓ اشتر بھی اپنے دوستوں کے ساتھ آ پہنچا۔ ان سب
تعداد سات ہزار ہو گئی۔ اور انہیں شام کی طرف رخصت کر دیا گیا۔

حضرت خالد رضؓ اجنادین کی فتح کے بعد دمشق کی طرف بڑھے
اس عرصے میں اہل دمشق نے ہتھیاروں اور غلے کے ذخیرے جمع
لیے۔ قلعہ کو مضبوط بنا لیا۔ اور لڑائی کے لیے تیار ہو کر بیٹھ گئے۔

مجاہد دمشق پہنچے تو ان کے کئی دستے بنا دیے گئے۔ ایک
حصہ پر حضرت ابو عبیدہ رضؓ کو سردار مقرر کر کے دروازہ جابیہ
اتارا گیا۔ دوسرے پر یزید بن ابو سفیانؓ کو سردار بنا کر دروازہ صغ
پر متعین کیا گیا۔ تیسرے پر شرجیل رضؓ کو امیر بنا کر دروازہ توما
مقرر کیا۔ چوتھے پر عمرو رضؓ بن عاص کو سالار بنا کر دروازہ فرادیس
کمان عطا کی۔ پانچویں پر قیس رضؓ بن ہبیرہ کو سردار نامزد کیا،
دروازہ کیسان کی کمان تفویض فرمائی۔ چھٹے حصے کی کمان خود سنبھ
اور مشرقی دروازے پر اتر پڑے۔ ضرار رضؓ بن ازور کو گشت پر مامور
اور حکم دیا کہ جہاں ضرورت ہو اپنی فوج کی مدد کرو۔"

Marfat.com

اب دمشق چاروں طرف سے محصور تھا۔ نہ باہر جانے کا راستہ تھا نہ اندر آنے کا۔ اندر توما کی حکومت تھی، اور باہر مسلمانوں کی۔ اہلِ دمشق گھبرا رہے تھے۔ وہ توما کے پاس آئے۔ اور کہا۔ سردار! عربوں سے لڑائی میں کوئی پورا نہیں اُتر سکا۔ ان سے صلح کر لینی چاہیئے!

توما نے انہیں ڈانٹا اور کہا تمہیں ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اجنادین فتح ہو گیا ہے تو کیا ہے؟ دمشق زندہ ہے۔ توما زندہ ہے ——— فوج زندہ ہے۔ ہمارے پاس ہتھیار ہیں۔ غلہ ہے۔ جنگجو ہیں اور بادشاہ کی طرف سے کمک آنے کی بھی امید ہے۔ پھر ہم صلح کی التجا کیوں کریں؟ تم دیکھو گے کہ میں انہیں کس طرح شکست دے کر پاؤں میں کچل دیتا ہوں۔ چند دن تک یہاں ایک عرب بھی دکھائی نہیں دے گا، سب بھاگ چکے ہوں گے، یا کٹ چکے ہوں گے۔

اگلے دن مجاہدوں نے قلعہ پر یورش کر دی۔ فصیل پر سے تیروں اور پتھروں کی وہ بارش ہوئی کہ الامان والحفیظ! مجاہدین ایک قدم آگے نہ بڑھ سکے، اور آخر پسپائی پر مجبور ہو گئے۔

دوسرے دن پھر سے حملہ کیا گیا۔ تیروں کی بارش اور پتھروں کے گولے مینہ کی طرح برسے۔ شرجیل رض کے چند سپاہی زخمی ہوئے۔ اور ابان رض بن سعید نے جامِ شہادت نوش کیا۔ جب اس کی بیوی کو خاوند کی شہادت کی خبر ملی۔ تو وہ تیر کمان سے مسلح ہو کر خاوند کی جگہ آکھڑی ہوئی۔

توما نے مجاہدوں کو زخمی ہوتے اور پیچھے ہٹتے دیکھا تو شیر کی طرح

Marfat.com

گرجتا ہوا قلعہ سے نکلا اور شرجیلؓ بن حسنہ کے مجاہدوں کو للکارا۔ مجاہد پلٹے اور ڈھالیں سامنے کیں، تلواریں میان سے نکالیں۔ نعرۂ تکبیر بلند کیا اور دشمن پر جھپٹ پڑے۔ تلوار چلنے لگی۔ سر کٹنے لگے۔ زخمی تڑپنے لگے۔ ابانؓ کی بیوی نے وہ تیر انگنی کی کہ سبحان اللہ! کلمہ طیبہ پڑھتی اور تیر چھوڑ دیتی جس سے کوئی نہ کوئی دشمن ہلاک یا زخمی ہو جاتا۔

توما نے اپنی بہادری کے زعم میں شرجیلؓ پر حملہ کر دیا۔ اس نے بھی جواب دیا۔ توما کے وار زیادہ سخت تھے۔ ابان کی بیوی نے یہ معرکہ دیکھا، کمان میں تیر جوڑا۔ بسم اللہ پڑھی اور تیر چلا دیا۔ یہ تیر سیدھا توما کی آنکھ پر بیٹھا، وہ چلایا۔ فوج کو واپسی کا حکم دیا، اور قلعہ میں جا گھسا دروازے بند کر لیے اور اپنا علاج کروانے لگا۔ چند دن میں زخم ٹھیک گیا۔

اہل دمشق نے پھر التجا کی۔ کہ صلح کر لی جائے۔ مگر توما نے غضبناک ہو کر کہا۔ اپنی ایک آنکھ کے بدلے ایک ہزار آنکھ نکالے بغیر چین نہ لوں گا۔ میں نے آج ہی سے شبخون کا پروگرام بنا لیا ہے اور میں بہت جلد ان عربوں کے وجود سے دمشق کا چپہ چپہ پاک کرا لوں گا

رات آئی، ڈری ڈری، سہمی سہمی، سیاہ چادر اوڑھی اور منہ لپیٹ کر سو گئی۔ چرند، پرند، انسان سب محوِ خواب تھے۔ مگر مجاہدوں کی آنکھیں نیند سے آشنا نہ تھیں، وہ سیاہ رات میں بھی جگنو کی طرح چمک رہی تھیں، انہیں توما کی شرارت کا خیال تھا، جونہی توما قلعہ کے دروازے سے نکلا، سب ہوشیار ہو گئے۔ جاو نگہ گئے تھے، انہیں بھی ضرار رضؓ کی آواز

نے ہوشیار کر دیا۔

مجاہد تلواریں سونت کر اُٹھے۔ اور توما کے لشکر پر بجلی بن کر گرے۔ شرجیل رضؓ کے دستہ پر توما خود حملہ آور تھا۔ باقی دروازوں سے بھی فوج حملہ کر رہی تھی۔ شرجیل رضؓ پر سب سے زیادہ دباؤ تھا۔ اس نے حضرت خالدؓ کو کمک کے لیے پکارا۔ انہوں نے جواب دیا۔ صبر اور استقلال سے مقابلہ کرو۔ کوئی دستہ فارغ نہیں ہے۔

مجاہدین کی تلواروں نے توما کے لشکر میں تباہی مچادی۔ آخر وہ پسپا ہوا اور قلعہ میں گھس گیا۔ دروازہ بند کر لیا۔ اور اپنی ناکامی پر افسوس کرنے لگا۔ اہل قلعہ پھر اس کے پاس آئے۔ اور کہنے لگا، آپ نے شبخون کا حشر بھی دیکھ لیا۔ ہمارے ہزاروں بہادروں کی جانیں گئیں۔ اب بھی وقت ہے صلح کر لو۔ اور مسلمانوں کی حمایت میں آجاؤ۔ ورنہ ہم الگ صلح کریں گے۔

توما نے شرمندہ ہو کر کہا، جیسا چاہو کرو۔ میری تمام تدابیر ناکام ہو چکی ہیں۔ یہ عرب آدمی نہیں جن ہیں۔ دن کو بھی جاگتے ہیں اور رات کو بھی بیدار رہتے ہیں۔ نہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں۔ موت سے ڈرتے ہیں نہ زخم سے گھبراتے ہیں۔

اہل قلعہ فوراً حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس آئے اور صلح کی التجا کی۔ ان کی رحمدلی تو مشہور رہی تھی، انہوں نے امان دے دی اور قلعے میں داخل ہو گئے۔

Marfat.com

قلعہ کے وسط میں پہنچے تھے کہ حضرت خالد رضؓ سے ملاقات ہوئی۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر حیران ہوئے۔

حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے پکار کر کہا۔ بہادر سردار! میں اہل قلعہ کو امان دے چکا ہوں۔ آپ بھی انہیں امان دیں!

حضرت خالد رضؓ نے کہا میں تو دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوا ہوں، امان کیسی؟ اور آپ نے اپنے آپ امان کیسے دے دی؟

میں نے اس امید پر امان منظور کر لی، کہ آپ بھی منظور کر لیں گے!

حضرت ابوعبیدہؓ نے جواب دیا۔ اچھا یہ معاملہ حضرت خلیفہ رضؓ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ اور ان کے حکم کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

غرض قلعے کے دروازے کھول دیے گئے۔ اور اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہوگیا۔ اب قلعہ اور اہل قلعہ مسلمانوں کے قبضہ میں تھے۔ تو ما مسلمانوں کے رحم و کرم پر تھا۔ اس نے قلعہ سے چلے جانے کی اجازت مانگی۔ جو دے دی گئی۔ چنانچہ وہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دمشق سے نکل گیا۔

جنگ اجنادین

لشکر اسلام دمشق میں مقیم تھا۔ اور حضرت خلیفہ اول رضؓ کے حکم کا منتظر کہ شداد بن اوس پہنچے۔ وہ اپنے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط لائے۔ اس میں مرقوم تھا کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ اور اب حضرت عمر رضؓ خلیفہ ثانی ہیں۔ لشکر سے ان کی خلافت کی بیعت لی جائے۔ اور حضرت ابو عبیدہ رضؓ لشکر اسلام کی امارت سنبھالیں۔"

حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وفات سب کے لیے غم کا باعث تھی مگر صبر کے سوا چارہ ہی کیا تھا۔ دعائے مغفرت کی گئی، اور حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کی بیعت کے بعد امارت لشکر اسلام کا منصب حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے سنبھال لیا۔ حضرت خالد رضؓ نے بخوشی بیعت کی اور امارت حضرت ابو عبیدہ رضؓ کے سپرد کر دی۔

حضرت ابو عبیدہ رضؓ سوچ رہے تھے کہ پہلے بیت المقدس پر

Marfat.com

حملہ کریں یا انطاکیہ پر، کہ اتنے میں ایک دمشقی آیا اور بولا یہاں سے قریب ہی قلعہ ابی القدس ہے۔ وہاں فوج بھی کچھ زیادہ نہیں۔ اگر آپ تھوڑے سے سپاہی بھی بھیج دیں گے تو قلعہ فتح ہو جائے گا۔

حضرت ابو عبیدہ رض نے اپنے سرداروں کی طرف دیکھا اور پوچھا، کون جوانمرد اس مہم پر جائے گا؟ جواب میں خاموشی تھی۔

آپ نے پھر اپنا استفسار دہرایا۔ پھر بھی وہی جواب تھا۔ دراصل آپ حضرت خالد رض سے مخاطب تھے۔ مگر شرم کے باعث نام نہ لے سکتے تھے

جب تیسری بار بھی استفسار دہرایا، تو عبداللہ بن جعفر طیار نے کہا۔ مجھے اجازت ہو تو میں حاضر ہوں!

عبداللہ جعفر رض حضرت جعفر طیار رض کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت جعفر طیار رض نے جنگ موتہ میں شہادت پائی تھی۔ عبداللہ اس وقت کمسن تھے۔ جوان ہوئے تو لشکر اسلام میں شامل ہو گئے۔ اس وقت ان کا عنفوان شباب تھا۔ چہرہ آفتاب و مہتاب تھا۔ اور ہاشمی خون رگوں میں بے تاب تھا۔

حضرت ابو عبیدہ رض انہیں دیکھ خوش ہوئے۔ فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے! سرداری تم پر نثار ہے، اپنے ساتھ پانچ سو مجاہد لو اور اللہ کا نام لے کر چل دو۔

عبداللہ رض بن جعفر رض نے پانچ سو مجاہدوں کا دستہ اپنے ساتھ لیا۔ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور خدا کا نام لے کر رہبر کے ساتھ چل دیے۔

رات کی تاریکی کو چاند کی کرنوں نے روشنی میں تبدیل کر دیا تھا۔

Marfat.com

چاند کی سیمیں چادر کائنات عالم کو اُجلا کر رہی تھی۔ جنگلوں، پہاڑوں، اور آبادیوں میں چاندنی کھیت ہو رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آ رہے تھے۔ ہر طرف خاموشی کا جادو چل چکا تھا۔ پرندے اپنے آشیانوں میں سو رہے تھے۔ عبداللہ بن جعفرؓ کا دستہ چلا جا رہا تھا۔ صبح ہونے کو تھی۔ کہ ایک دامن کوہ میں پہنچے۔ رہبر نے انہیں وہاں ٹھہرایا، اور خود حصن ابی القدس کی طرف گیا۔ مجاہدین نماز سے فارغ ہو چکے تھے کہ رہبر واپس آیا۔ وہ ترساں اور لرزاں تھا، پریشان تھا۔

عبداللہ بن جعفرؓ نے اسے تسلی دی اور پریشانی کا باعث پوچھا۔ اس نے جواب دیا۔ آج کی بات انوکھی ہے۔ خلاف معمول ہے۔ یہاں آج بازار لگ رہا ہے۔ اور گرد سے ہزاروں لوگ آ رہے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ حاکم طرابلس کی لڑکی کی شادی ہے۔ جو اسی قلعہ میں سر انجام پائے گی۔ حاکم کے ساتھ پانچ ہزار مسلح فوج ہے۔ آپ میری بات مانیں تو واپس چلے جائیں۔ کیونکہ آپ تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ!

چند سپاہیوں نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا۔ دوستو! اگر ہم کیمپ سے نہ چلے ہوتے تو یہ درست تھا۔ مگر اب تو ہم جہاد کے ارادے سے خدا کی راہ میں نکل آئے ہیں۔ اگر ہم اس وقت واپس جائیں تو گویا دشمن کو پشت دکھائیں گے! جسے موت کا ڈر ہے وہ واپس چلا جائے۔ میں تو ضرور جہاد کروں گا۔ ورنہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گا!

Marfat.com

یہ سن کر تمام مجاہد گرما گئے ۔ اور انہوں نے کہا ہم اپنے سردار کے ساتھ مرینگے اور اسی کے ساتھ جیئیں گے ۔ خدا ہمیں بھاگتے، دشمن کو پیٹھ دکھاتے شکست پلٹتے نہ دیکھے ۔ ہماری جانیں خدا کے راستے میں نثار ہیں ۔

عبداللہ بن جعفرؓ نے ایک سوار کو کمک کے لیے خط دے کر سپہ سالار کے پاس بھیج دیا ۔ اور رہبر سے پوچھا ، ہمیں کس وقت حملہ کرنا چاہیئے ۔

راہبر نے کہا ۔ میری رائے یہ ہے کہ اول تو آپ واپس چلے جائیں ۔ کیونکہ آپ کم ہیں اور دشمن بہت زیادہ ۔ دوسرے کمک آجائے تو دشمن پر پر پڑھیں ۔

عبداللہؓ نے کہا ۔ میں ہاشمی ہوں ۔ ہم نہ کبھی کثرت سے ڈرے ہیں نہ موت سے خوف کھایا ہے ۔ میرا باپ میدان میں شہید ہوا ۔ میرا چچا علیؓ صاحب ذوالفقار ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے چچا اور آقا ہیں ۔ دشمن کی کثرت مجھے خوف زدہ نہیں کر سکتی ۔ خدا نے ہمیں کثرت سے نہ ڈرنے کا حکم دیا ہے ۔

راہبر نے کہا ۔ اگر آپ حملہ کرنے اور دشمن سے لڑنے کے لیے اتنے ہی بے قرار ہیں ، تو دن چڑھے جب لوگ خرید و فروخت میں مصروف ہو جائیں تو حملہ کریں ۔ ممکن ہے آپ کی دہشت سے دشمن بھاگ کھڑا ہو ۔ مگر اس بات کو نہ بھولیں کہ حاکم طرابلس بڑا شجاع اور جنگجو ہے اور اس کے ساتھ پانچہزار زرہ پوش ہیں ۔

عبداللہؓ نے جواب دیا ۔ فتح و شکست خدا کے ہاتھ میں ہے ۔ ہتھیار

اور تعداد پر منحصر نہیں۔ پھر اپنے ساتھیوں کو پانچ دستوں میں منقسم کیا۔ اور پانچ طرف سے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ رخصت کرتے وقت کہا۔ خدا پرست مجاہدو! خدا کا نام لے کر شہر پر حملہ کرو۔ سیدھے گرجے کی طرف بڑھو۔ اب ہماری ملاقات کے دو ہی مقام ہیں۔ گرجا یا حوض کوثر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور، صبر اور استقلال سے بڑھو، شہادت کے طلبگار رہو، اپنے خون سے بہشت کی راہ میں گل لالہ کھلا دو۔ خدا اور رسول کی رضا مندی حاصل کرو۔

دن چڑھ آیا، بازار لگ گیا۔ گاہک اُمنڈ آئے۔ حاکم طرابلس پانچ ہزار زرہ پوشوں کے ساتھ گرجے میں آیا۔ اس کی بیٹی سہیلیوں کے جلوس کے ساتھ گرجے میں داخل ہوئی۔ خوشی و مسرت کے شادیانے بجے، نعرہ ہائے مسرت و ابتہاج بلند ہوئے۔ شراب کے رنگین جام میزوں کو رنگین کرنے لگے کہ دفعتاً اللہ اکبر کی صدا گونجی۔ مجاہد پانچ اطراف سے شہر میں داخل ہو گئے۔ اسلامی پرچم ہوا میں لہراتا، بھیڑ کو کاٹتا، چھانٹتا بازاروں میں بڑھا کچھ عیسائی بھاگے کچھ تلواریں سونت کر مقابلے پر آ گئے۔ تلوار چلنے لگی، لوہے سے لوہا بجنے لگا، گردنیں کٹنے اور دھڑ تڑپنے لگے۔ بازاروں اور گلیوں میں شور برپا ہو گیا، ہر طرف بھگدڑ مچ گئی۔ حاکم طرابلس اپنی فوج لے کر قلعہ سے اُترا، مجاہدوں پر حملہ آور ہوا۔ غرایا، شور مچایا، اپنے نوجوانوں کا دل بڑھایا اور حملے پر حملہ کرنے لگا۔

مجاہد دریائے خون میں نہاتے، راستہ بناتے، بڑھتے چلے گئے۔

Marfat.com

دو دستی تلواریں چلاتے، دشمنوں کو لرزتے بھگاتے بڑھتے گئے۔

دوپہر ہوئی اور ڈھل گئی، مجاہدوں کے بازو لڑتے لڑتے شل ہوگئے پیاس سے حلق میں کانٹے پڑ گئے۔ ہونٹ خشک ہوگئے۔ مگر انہوں نے پروا نہ کی۔ حوض کوثر کا ٹھنڈا آب حیات سینوں میں ٹھنڈک پیدا کر رہا تھا۔ خدا کی رضا جوئی کی لگن تھکاوٹ کو دور کر رہی تھی۔ شہادت کا شوق بڑھائے لیے جا رہا تھا۔ نعرہ ہائے تکبیر بلند ہو رہے تھے اسلامی پرچم سر بلند تھا۔ جوش بڑھ رہا تھا۔ مجاہد اسے دیکھ کر جھوم جاتے تھے اور بڑھ بڑھ کر تلوار چلاتے تھے۔

جونہی قاصد نے حضرت ابوعبیدہ رضؓ کو عبداللہؓ کا خط دیا وہ اسے پڑھتے ہی پریشان ہوگئے۔ حضرت خالد رضؓ کو بلایا اور کہا۔ سیف اللہ نیام سے نکالو۔ اور فوراً اپنے بھائیوں کی مدد کو پہنچو!

انہوں نے حکم سنا، اپنے سواروں کو لیا، اور سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ابی القدس پہنچ گئے۔ مغرب کا وقت قریب تھا۔ سورج کا چہرہ فق ہو رہا تھا، عبداللہ رضؓ اور اس کے بھائی شہادت کے دریا کے کنارے پہنچ چکے تھے۔ خود عبداللہ کی یہ حالت تھی، کہ تھکاوٹ اور زخموں سے چور ہو کر گرا چاہتا تھا کہ معاً نعرہ تکبیر گونجا، نصرت الٰہی سیف خدا کو لے کر آ پہنچی۔ تھکے ہوئے مجاہدوں کی تھکن جاتی رہی۔ عبداللہ سنبھل گئے۔ زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ پرچم کو جنبش دی اور اس زور سے حملہ کیا، کہ دیکھنے والے خود دیکھنے لگے۔ ادھر سیف اللہ چمکی، دشمنوں

چلی گری، چاروں طرف سے گھر گئے۔ گرجے میں پناہ لی۔ مگر سیف الٰہی وہاں بھی جا پہنچی۔ حاکم طرابلس زرہ پہنے مقابلہ پہ آیا۔ ضرار رض نے اپنا گھوڑا بڑھایا۔ جلدی اور تیزی میں گھوڑا پھسلا، ضرار نیچے گرا، مگر آفرین کہ فوراً ڈھال سامنے کر کے اُٹھ بیٹھا۔ حاکم طرابلس نے گرز اٹھایا۔ ضرار نے معاً اپنا نیزہ گھوڑے کی گردن میں چبھایا۔ گھوڑا درد سے بےخود پا ہو گیا۔ سوار نیچے گرا، ضرار نے تلوار ماری، زرہ نہ کٹی، مجاہد نے جست لگائی، اور دشمن کے سینے پر چڑھ بیٹھا، خنجر کمر سے نکالا اور سر کاٹ کر پھینک دیا۔

سردار قتل ہوا تو فوج بے آسرا ہو گئی۔ بھاگنے لگی۔ مجاہدوں نے فرار کا راستہ بند کر دیا۔ تلوار نے اپنا کردار ادا کیا۔ سیف الٰہی نے اپنی تیزی دکھائی، دشمنوں کا ستھراؤ کر دیا۔ کچھ بھاگ گئے۔ کچھ ہتھیار پھینک کر گرفتار ہوئے۔ حاکم طرابلس کی لڑکی پکڑی گئی۔ میدان صاف ہو گیا۔ دشمنوں کی لاشوں کے ڈھیر لگے۔ مال غنیمت کے بھی انبار لگ گئے۔ مجاہدوں نے سب کچھ سمیٹا۔ اور مظفر و منصور اپنی فرودگاہ کو لوٹے۔

کیمپ کے قریب پہنچے تو فتحمندی کے نعرے بلند ہوئے فکر و تردد دور ہوا۔ مسرت کی ہوا چلنے لگی، خوشی کی لہریں اُٹھنے لگیں، سپہ سالار نے بڑھ کر استقبال کیا۔ جنگ کی روئداد سنی، تو کبھی غم کے اور کبھی خوشی کے اشک بہائے۔ خدا کا شکر ادا کیا، اور سارا ماجرا حضرت خلیفہ ثانی رض کو لکھ بھیجا۔

جنگِ قنسرین

اسلامی لشکر حمص اور قنسرین کے درمیان مقیم تھا۔ سالار لشکر حضرت ابوعبیدہ رض قرب و جوار کے حکام سے مصالحت کر رہے تھے۔ حاکم قنسرین سے بھی یکسالہ میعادی صلح ہو چکی تھی۔ مگر یہ دغاباز پوشیدہ طور پر شہنشاہ روم سے نامہ و پیام کر رہا تھا۔

اسی اثنا میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ جس میں تحریر تھا کہ اے امین الامت! آپ مصالحت میں وقت ضائع کر رہے ہیں۔ یہ میعادی صلح جنگ کی تیاری اور کمک کے لیے مہلت دے رہی ہے۔ جونہی ان حکام کو ہرقل کی مدد حاصل ہوگی، جنگ کی آگ بھڑکا دیں گے اور مسلمانوں کے لیے مشکلات پیدا کر دیں گے۔ دشمن اول و آخر دشمن ہے۔ اس پر اعتماد بہت بڑی غلطی ہوگی!

یہ خط پڑھ کر حضرت ابوعبیدہ رض پریشان ہوئے۔ انہوں نے سرداروں کو بلایا۔ حضرت خلیفہ ثانی رض کا خط دکھایا اور مشورہ طلب کیا

ہمیں حلب پر چڑھائی کرنی چاہیئے، یا انطاکیہ پر بڑھنا مفید ہو گا؟
ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ سعید بن عامر یمنی آ گئے۔ اور عرض کیا
قنسرین کے حاکم نے ہم سے دغا کی ہے۔ اس کی درخواست پر شاہ ہرقل
نے اسے کمک بھیج دی ہے۔ اس مہم کا سردار جبلہ بن ایہم غسانی ہے۔
حاکم عمود یہ بھی اس کا دست راست ہے۔ اور یہ کمک قنسرین پہنچنے
والی ہے۔

جبلہ بن ایہم غسانی کا نام سنتے ہی سب سردار چونک پڑے۔ یمنی
قبائل کا مرتد بادشاہ! جو قصاص کے ڈر سے مدینہ سے بھاگا تھا۔ اور ہرقل
نے اسے غسان قبایل کا بادشاہ تسلیم کر لیا تھا!

سعید بن عامر نے جواب دیا، ہاں وہی مرتد غسانی جو اسلام لا کر
مرتد ہوا تھا۔ بادشاہ نے اسے اس امید پر بھیجا ہے کہ عربوں کا مقابلہ
عربوں سے کرائے۔ وہ سمجھتا ہے کہ غسانی بھی عرب ہیں مسلمانوں سے
لڑ جائیں گے تو لوہا لوہے کو کاٹے گا۔ اب آپ کو سب سے پہلے اس
کی فکر کرنی چاہیئے۔

حضرت ابو عبیدہ رض نے پوچھا۔ سعید! تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ جبلہ
کمک لیے ہوئے قنسرین آ رہا ہے؟

میرے آدمی ایندھن کے لیے جنگل سے لکڑی کاٹ رہے
تھے کہ اچانک رومی سپاہیوں کے ایک دستے نے انہیں گھیر لیا۔ اور
گرفتار کر کے لے گئے۔ جب شام تک یہ لوگ واپس نہ آئے تو میں خود

جنگل میں گیا۔ میرا غلام لہولہان پڑا تھا۔ میں نے اسے گھوڑے پر لادا اور واپس روانہ ہوا۔ ناگہاں ایک رومی دستہ نے مجھے گھیر لیا۔ اور جبلہ کے پاس لے گئے۔ جبلہ نے مجھ سے کہا۔ دیکھو! سچ سچ بتاؤ؟ اب اسلامی لشکر کا کیا ارادہ ہے؟

میں نے کہا۔ حلب یا انطاکیہ پر حملہ کا ارادہ ہے!

جبلہ نے کہا۔ وہاں تمہیں کون پہنچنے دے گا۔ میرے ساتھ حاکم عمودیہ اور ایک جرار فوج ہے۔ جس کا مقابلہ تم نہیں کر سکوگے۔ میں حاکم قنسرین کی مدد کو جا رہا ہوں۔ حاکم قنسرین شہر سے نکل کر میرا استقبال کرے گا۔ پھر ہم مل کر تمہارے لشکر پر چڑھیں گے اور تمہیں نہس نہس کر کے رکھ دیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ اپنے عرب بھائیوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کروں۔ اس لیے تم انہیں سمجھاؤ کہ واپس چلے جائیں۔ اور عرب کی عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم ہونے سے بچائیں۔

میں نے کہا۔ میں یہ باتیں عرض کر دوں گا۔ ماننا نہ ماننا سالار لشکر کے اختیار میں ہے۔ جبلہ نے مجھے جانے کی اجازت دے دی اور میں سوار ہو کر چلا آیا۔"

حضرت خالدؓ نے کہا۔ حاکم قنسرین کو دغا کی سزا ضرور دینی چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ کمک اس تک نہ پہنچے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں دس جوان لے کر جاؤں اور حاکم قنسرین کو دغا بازی کا مزہ چکھاؤں۔ آپ لشکر کو لے کر میرے پیچھے پیچھے آئیں تاکہ دشمن

سنبھلنے کا موقع نہ ملے۔

سیف اللہ نے دس تلواریں چن لیں، جن میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ ضرار بن ازور بھی شامل تھے۔ اپنے غلام ہمام کو بھی ساتھ لیا۔ اور مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ گھوڑوں کو ایڑ لگائی۔ اور پلک جھپکتے نظروں سے غائب ہو گئے۔ اب یہ مجاہد اس راستے پر پہنچ چکے تھے جو سیدھا قنسرین کو جاتا تھا۔ یہاں آکر کچھ سوچا اور ایک جگہ پر چھپ گئے۔ کمک گزرنے لگی۔ جب غسانی لشکر آیا، تو یہ اس میں شامل ہو گئے اور غسانی عرب ہی سمجھے گئے۔ کسی نے توجہ نہ کی۔ لشکر چلتا اور بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ قنسرین کے نواح میں جا پہنچا۔ ادھر سے حاکم قنسرین اپنے لشکر کو لے کر استقبال کے لیے نکلا۔ مجاہدین نے جب حاکم قنسرین کو شاہی عظمت و شان کے ساتھ آتے دیکھا، تو اپنے سردار کے اشارے پر گھوڑوں کو ایڑ لگائی۔ اور جبلہ کے لشکر سے نکل کر آگے بڑھ گئے۔ حاکم قنسرین نے سمجھا استقبال کو آئے ہیں وہ بھی اپنے لشکر سے نکل کر میدان میں آ کھڑا ہوا۔

مجاہد قریب پہنچے تو اس نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ پنجۂ سیف اللہ نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور جھٹکا دیا۔ وہ گھوڑے سے گرا، اور حضرت خالدؓ نے اسے گرفتار کر کے اپنے غلام کے حوالے کر دیا۔

یہ دیکھ کر دونوں لشکر حیران رہ گئے کہ یہ کیا ہوا؟ یہ کون لوگ ہیں؟ کس قدر دلیری! یہ حوصلہ! کہ دو لشکروں کے سامنے حاکم کو گرفتار

Marfat.com

کرلیں نہیں موت کا ڈر نہیں، اتنے بڑے لشکر کا خوف نہیں ۔ یہ آدمی ہیں یا جن؟

جبلہ اور حاکم عمودیہ فوراً موقعہ پر پہنچے ۔ لشکروں کو حملہ سے روکا، تاکہ حاکم قنسرین کو قتل نہ کردیں ۔ جبلہ نے چلا کر کہا ۔ تم کون ہو؟ اور تم نے یہ کیا حرکت کی ہے؟ اپنے گستاخ ہاتھ روک لو ۔ اور حاکم قنسرین کو چھوڑ دو تم نہیں جانتے، حاکم قنسرین شہنشاہ کا عزیز بالتمیز ہے ۔ اگر اس پر آنچ آئی تو ہمارا لشکر تمہاری بوٹیاں چلا کر رکھ دے گا ۔ اپنے گناہ کی معافی مانگو ۔ ہم تمہیں صحیح و سلامت نکل جانے کی اجازت دیتے ہیں!

حضرت خالد رض نے جواب دیا ۔ میں خالد بن ولید سیف اللہ اور سیف الرسول ہوں، یہ میرے ساتھ عبدالرحمٰن رض بن ابی بکر ہیں ۔ ہم سب اسلام کے سپاہی اور توحید کے مبلغ ہیں ۔ حاکم قنسرین نے ہم سے دغا کی ہے ۔ ہم اسے سزا دے کر رہیں گے!

جبلہ نے کہا ۔ میں جبلہ بن ایہم ہوں ۔ میں تمہارا اسلام اور توحید دیکھ چکا ہوں ۔ اپنے قیدی کو رہا کردو ۔ ورنہ اتنے بڑے لشکر میں تمہاری ایک بوٹی بھی ڈھونڈے سے نہ ملے گی!

حضرت خالد رض نے کہا ۔ جبلہ! وہی جو اسلام کا مرتد اور ہمارا مفرور ہے جو ہدایت پا کر گمراہی کے گڑھے میں گر گیا ۔ جو دنیا پر عاقبت کو بیچ گیا ۔ اچھا اگر تمہیں اپنا قیدی چھڑانا منظور ہے ۔ تو ایک ایک میدان میں آکر مقابلہ کرو ۔ اگر تم نے ہمیں مار لیا تو تمہارا قیدی خود بخود

Marfat.com

ہو جائے گا، ورنہ ہم تو اسے کیفر کردار کو پہنچا کر رہیں گے۔

جبلہ اپنے لشکر میں آگیا، اور انفرادی جنگ شروع کرنے کے لیے مشورہ کرنے لگا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ نے میدان میں نکلنے کی اجازت مانگی اور کہا میں اپنے بزرگ باپ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہونے کے لیے بے تاب ہوں

حضرت خالد رضؓ نے اجازت دی اور وہ میدان میں نکل آئے۔ گھوڑے کو جھکڑیے، دونوں فوجوں کو للکارا اور مبارز طلب کیا۔

حاکم عموریہ کے اشارہ پر ایک زرہ پوش میدان میں نکلا، اور آتے ہی نیزے کا بھرپور وار کیا۔ عبدالرحمٰن رضؓ نے وار بچا کر ایک ہی وار میں اسے ڈھیر کر دیا۔ فوراً ایک اور جنگجو مقابلہ پر آموجود ہوا۔ عبدالرحمٰن رضؓ نے اسے بھی جہنم کا راستہ دکھایا۔ اسی طرح پانچ رومی اپنے نیزے کا نشانہ بنا لیے اب کوئی مرد میدان بن کر نہ نکلا۔ عبدالرحمٰن رضؓ نے للکارا، کیا مہا اور ختم ہو گئے؟ جبلہ نے اپنا گھوڑا بڑھایا، میدان میں آیا۔ اور پکارا، گستاخ! اپنی سزا کے لیے تیار ہو جا!۔

عبدالرحمٰن نے جواب دیا۔ بسم اللہ!

جبلہ نے کہا۔ پہلے مجھے اتنا بتا دو کہ تم ہو کون؟

میں عبدالرحمٰن رضؓ ہوں، خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا بیٹا ہوں ... صاحب ذوالفقار حیدر کرار علی رضؓ کا شاگرد ہوں۔ تمہاری باتوں میں آکر فریب کھانے کو تیار نہیں ہوں۔ حوصلہ ہے تو ذرا اور قریب آجائیے۔

Marfat.com

جبلہ بولا۔ نوجوان عرب! تم تو شہزادے ہو، حکومت کے لائق ہو۔ میدانِ جنگ تمہاری جگہ نہیں۔ تم تو تخت کو زینت دینے کے لیے پیدا ہوئے ہو۔ اسلام میں کیا رکھا ہے۔ عیسائیت قبول کر لو۔ میں تمہیں اپنا داماد بناؤں گا اور شہنشاہ سے کسی علاقے کی بادشاہی دلواؤں گا۔

عبدالرحمٰن رضؓ نے غضبناک ہو کر جواب دیا۔ مرتد حکمران! ہم دنیا کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ ہمارے لیے خدا کی راہ میں جان دینا تخت پر بیٹھنے سے افضل ہے۔ ہم ایسی فانی وجاہت پر تھوکتے بھی نہیں۔ یہ مردار تم جیسے کتوں کے لیے ہے!

جبلہ غضبناک ہو کر جھپٹا۔ نیزہ کا وار کیا۔ اگرچہ عبدالرحمٰن پانچ رومیوں سے مقابلہ کر کے تھکا ہوا تھا۔ مگر اس نے پروا نہ کی۔ جبلہ کا وار خالی دیا۔ اور گھوڑے کو چکر دے کر ایسا نیزہ مارا کہ اگر پہاڑ پر مارتا تو چھید کر رکھ دیتا۔ جبلہ نے یہ وار اپنی مضبوط ڈھال پر روکا مگر اس کا سارا جسم ہل گیا۔ عبدالرحمٰن کا نیزہ ٹوٹ گیا۔ اس نے جھٹ سے تلوار سنبھالی۔ ادھر سے پھر نیزہ بڑھا مجاہد نے تلوار سے کاٹ کر نیزے کے دو ٹکڑے کر دیے۔ جبلہ نے بھی تلوار اٹھائی۔ دونوں کی تلواریں ایک دوسرے پر بیک وقت پڑیں۔ مجاہد کی تلوار نے جبلہ کے خود کو کاٹا اور سر کو زخمی کر دیا۔ جبلہ کی تلوار مجاہد کے شانے پر لگی اور زرہ کو کاٹتی ہوئی شانے کو زخمی کر گئی۔ مجاہد نے پھر للکارا مگر جبلہ اپنے لشکر کی طرف پھر گیا۔

عبدالرحمٰن کا زخم خون تھوک رہا تھا۔ حضرت خالد رضؓ نے زخم کو کس کر باندھا

Marfat.com

حاکم قنسرین کو پکڑا ۔ اور ایک ہی وار سے سر کاٹ کر رکھ دیا۔ پھر پکار کر کہا: عبدالرحمٰن کے خون کے جتنے قطرے گریں گے، اتنے ہی رومی جہنم رسید کروں گا!

حاکم قنسرین کے قتل پر دونوں لشکر چیخ اُٹھے ۔ اور مجاہدوں پر حملہ آور ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے فوراً عبدالرحمٰن رضؓ کو درمیان میں رکھا اور اس کے گرد مجاہدوں کا قلعہ بنا دیا۔ حکم دیا کہ دشمن کی طرف منہ کر لو، نیزے تان لو اور جو آگے آتے اسے جہنم کا راستہ دکھاتے جاؤ۔ خدا ہمارا حامی و ناصر ہے

رومی بار بار حملہ کرتے، مگر اس چھوٹے سے اسلامی قلعہ کو سر نہ کر سکتے، بڑھتے، کٹتے اور ہٹ جاتے، پھر آتے، جوش و خروش سے حملہ کرتے اور مجاہدوں کی چٹان سے سر پھوڑ کر واپس جاتے۔ مجاہد تلواریں چلاتے چلاتے، دشمن کا حملہ روکتے روکتے تھک گئے۔ عصر کا وقت ہو گیا۔ دشمن کے حملے بڑھ رہے تھے ۔ اور مجاہدوں کی طاقت گھٹ رہی تھی۔

ایک مجاہد نے کہا: سردار! بازو تھک گئے ہیں۔ پیاس سے حلق خشک ہو چکے ہیں، ہونٹوں پہ پیپڑیاں جم گئی ہیں۔ کیوں نہ ہم دشمن کی صفوں کو چیر کر نکل جائیں۔

حضرت خالدؓ نے جواب دیا۔ صبر اور استقلال سے ڈٹے رہو۔ حوضِ کوثر قریب آ رہا ہے۔ سیر ہو کر پیاس بجھائیں گے۔

Marfat.com

ابھی مجاہد کے کان یہ باتیں سن رہی رہے تھے کہ اللہ اکبر کی آواز آئی۔ مجاہدوں نے بھی زور سے نعرۂ تکبیر لگایا۔ مسلسل نعرے گونجے، اور حضرت ابوعبیدہ رض اپنے لشکر کے ساتھ دشمنوں پر آپڑے۔ وہ تلوار چلی کہ خدا کی پناہ! موت جھپٹ کر پڑ رہی تھی۔ اور رومیوں کے سر پر سوار ہو گئی مجاہد مارتے گراتے، راستہ بناتے اپنے مجاہدوں تک پہنچ گئے۔ اور پھر پھیل کر سارے میدان پر چھا گئے۔ ہزاروں دشمن قتل ہوئے، ہزاروں کچلے گئے۔ شام تک میدان صاف ہو گیا۔ دشمن رات کی تاریکی میں چھپ گئے۔ جو بچے وہ بھاگے۔ اور میدان کی حکومت مجاہدوں کو سونپ گئے۔

حضرت ابوعبیدہ رض حضرت خالد رض سے ملے۔ آفریں کہی شاباش دی، سینے سے لگایا۔ پھر دوسرے مجاہدوں سے معانقہ کیا۔ اور کہا، بہادرو! تم نے آج وہ کام کیا، جو رہتی دنیا تک آفریں کے پھول سمیٹتا رہے گا۔ تم بارہ نے وہ کام کیا جو بارہ ہزار نہیں کر سکتے تھے۔ دشمن کے دل دہلا دیئے اس کے چھکے چھڑا دیئے، دغاباز کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ اپنا بول سچ کر دکھایا، توحید کو پھیلایا۔ اسلام کا بول بالا کیا۔ بے شک تم نے اپنے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کر لی۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لیے خدا کے انعام فراواں ہیں اور جن کے لیے جنت ترستی ہے۔

Marfat.com

جنگِ بعلبک

قنسرین کی مہم سے فارغ ہوئے، تو حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے بعلبک کا قصد کیا۔ لشکر اسلام اللہ اکبر کے نعرے لگاتا، خدا کی حمد کے گیت گاتا، قرآن پاک کی تلاوت کرتا سرحد بعلبک میں داخل ہوا۔

حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے سرحد کے اندر قیام کا حکم دیا۔ ابھی خیمے استادہ ہو رہے تھے کہ بعلبک کی طرف سے ایک قافلہ آتا دکھائی دیا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ شاہ ہرقل نے اہل بعلبک کے لیے سامان رسد بھیجا ہے۔ اور عنقریب شاہی کمک بھی انطاکیہ سے آنے والی ہے۔

حضرت سپہ سالار نے کہا، یہ مال غنیمت ہے، ایک دستہ فوج آگے بڑھا۔ اور قافلہ کو گھیر کر اسلامی کیمپ میں لے آیا۔ سامان رسد ضبط کر لیا، اور اہل قافلہ کو جانے کی اجازت دے دی۔

اگلے دن اہل بعلبک کو اطلاع دی کہ اسلامی لشکر سرحد پر مقیم ہے اگر تم صلح کرنا چاہو تو اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جاؤ، یا جزیہ

Marfat.com

اور اگر دار و ہماری حفاظت میں آجاؤ۔ ہم تم سے ویسا ہی سلوک کریں گے جیسا ہم دوسرے شہروں سے کرتے ہیں۔

بعلبک کے قلعہ کا حاکم ہربیس تھا۔ جو اپنی بہادری اور ناموری کے لیے مشہور تھا۔ اس نے اپنے سرداروں کو بلایا۔ اور بتایا کہ عرب قنسرین کو فتح کر کے ہماری سرحد کے اندر مقیم ہیں۔ اور اب ان کا ارادہ ہم پر حملہ کرنے کا ہے۔ بتاؤ؟ تمہاری کیا رائے ہے

سرداروں نے کہا۔ عرب اپنے وعدے کے پکے اور قول کے سچے ہیں بہادر ہیں، جنگجو ہیں۔ خوف اور طمع سے بالا ہیں۔ ان کے ساتھ صلح کر لینے میں ہرج نہیں۔

ہربیس نے سرداروں کی باتیں سنیں۔ ماتھے پر شکن پڑ گئے۔ غضبناک ہو کر بولا: تم نے بزدلی کی انتہا کر دی۔ اتنا نہ سوچا کہ ہم بھی جنگجو ہیں، بہادر ہیں، شہنشاہ کی رعایا ہیں۔ شہنشاہ سنے گا تو کیا کہے گا؟ میں اپنے آقا کو کیا منہ دکھاؤں گا؟ دنیا میں تھڑی تھڑی ہو گی تو کیا جواب دیں گے؟ اگر عرب بہادر ہیں، تو ہم بھی بہادر ہیں۔ وہ جنگجو ہیں تو ہم بھی ان سے کم نہیں۔ تلوار کی دھار کسی کی گردی نہیں۔ وہ آزاد ہے اور آزاد رہیگی ہمارے پاس فوج کافی ہے۔ رسد کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ پھر انطاکیہ سے کمک بھی آنے والی ہے۔ ہمارا قلعہ اتنا مضبوط ہے کہ عرب اس کی فصیل سے ٹکریں ٹکریں مار مار کر مر جائیں گے۔ مگر قلعہ فتح نہ کر سکیں گے۔

Marfat.com

سرداروں نے حوصلہ کر کے جواب دیا:۔ سردار! آپ مالک ہیں لڑائیں گے تو لڑیں گے۔ مگر مقابلہ بے سود معلوم ہوتا ہے۔ حاکم قنسرین حاکم حمص اور جبلہ غسانی تینوں ہار کھا کر رہ گئے، تینوں لشکروں کے سامنے حاکم قنسرین کی گردن کاٹی گئی۔ اور پھر تینوں لشکروں نے شکست کھائی۔ یارہ عربوں نے ان کا بھرتا نکال دیا اور انہیں بھاگتے ہوئے راستہ نہ ملا۔

ہربیس نے کہا۔ واقعات ایسے ہی ہیں۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ ہم بھی شکست ہی کھائیں۔ مجھے یقین ہے کہ خداوند یسوع مسیح کی مدد سے میں انہیں مغلوب کر لوں گا، اور ان سے ایک ایک رومی کا حساب لوں گا۔ اگر لڑائی میں ہم ہار گئے تو صلح کا دروازہ کھلا ہے۔ صلح کر لیں گے مگر لڑے بغیر ہار مان لینا تو بڑی بے شرمی کی بات ہے۔ یہ کہہ کر ہربیس نے حضرت ابوعبیدہ رض کا خط پھاڑ کر پھینک دیا۔ قلعہ کی حفاظت کے لیے سردار مقرر کر دیے۔ اور پانچ ہزار جنگجو چن کر انہیں تیاری کا حکم دے دیا تاکہ مجاہدوں کو راستے ہی میں روک لے اور وہ بعلبک پر حملہ نہ کر سکیں۔

قاصد نے سپہ سالار لشکر اسلام سے حالات عرض کیے تو حضرت ابوعبیدہ رض نے لشکر کو کوچ کا حکم دے دیا۔ مجاہد پہلے ہی تیار تھے ہتھیار سنبھالے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور بعلبک پر چڑھائی کر دی۔ راستے ہی میں ہربیس کے پانچ ہزار سے ٹکر ہو گئی۔ مجاہد بازوں کی طرح جھپٹے: چیتوں کی طرح لپکے، اور آن کی آن میں کشتوں کے پشتے لگا دیے

روہیں زخمی ہوا۔ اور اپنے بہادروں کی لاشیں میدان میں چھوڑ کر تیزی سے اُلٹا بھاگا۔ قلعہ میں گھس کر دروازے بند کر لیے اور فصیل کی فوج کو حکم دیا کہ جونہی مسلمان قلعہ کے قریب آئے اس پر تیروں اور پتھروں کی بارش کرنا۔

مجاہد فتح کے نشہ میں سرشار، باگیں اُٹھائے آرہے تھے۔ جونہی قلعہ کے پاس آئے، دروازے بند پائے۔ قلعہ کی فصیل پر سے پتھروں اور تیروں کی بارش شروع ہو گئی۔ ناچار پیچھے ہٹے اور دشمن کے تیروں کی زد سے نکل گئے۔

رات نے اپنے اندھیرے کی چادریں پھیلا دیں۔ اور دوست، دشمن کو جدا جدا ہونے پر مجبور کر دیا۔ قلعہ والوں نے رات حملہ کے خطرہ میں گزار دی، اور مجاہدوں نے خدا کی یاد میں بسر کر لی۔ صبح ہوئی تو پھر سے حملہ کا آغاز ہوا۔ مگر سنگ افگنی اور تیر اندازی نے کچھ نہ کرنے دیا۔ مجاہد سوچ میں پڑ گئے۔ اگلے دن پھر حملہ شروع ہوا۔ مجاہدوں نے ڈھالیں سر پر لیں اور خدا کا نام لے کر حملہ آور ہوئے۔ اس دفعہ پہلے سے بھی زیادہ سخت سنگ باری ہوئی، اور تیر اندازوں نے تو کمال کر دیا۔ کئی مجاہد زخمی ہوئے۔ قلعہ کا دروازہ ابھی دور تھا۔ محافظوں نے مجاہدوں کو قلعہ کے قریب تک نہ پھٹکنے دیا۔ ناچار واپس کیمپ میں آ گئے اور سوچنے لگے، کہ اب کیا ہو؟

حضرت خالدؓ نے کہا یہ قلعہ اس طرح فتح نہ ہو گا۔ ہمیں چاہیئے کہ

Marfat.com

صبح میدان میں نہ نکلیں۔ لشکر کو ذرا پیچھے کرلیں، دو دستے دائیں بائیں ذرا دور چھپا دیں۔ ہربیس سمجھے گا کہ مسلمان تھک کر بھاگ گئے۔ وہ حملہ کے لیے بڑھے گا۔ جونہی وہ قلعہ چھوڑ کر میدان میں آجائے۔ ہمارے چھپے ہوئے دستے اس پر عقب سے حملہ کر دیں۔ اس طرح قلعہ سے اس کا تعلق ٹوٹ جائیگا اور قلعہ میں واپس نہ جاسکے گا۔

حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے یہ رائے پسند کی۔ ایک ہزار سوار پر ضرار رضؓ بن ازور کو اور ایک ہزار پر سعیدؓ بن زید کو افسر مقرر کر کے حکم دیا۔ کہ ضرار رضؓ دائیں طرف چھپ جائیں اور سعید بائیں طرف۔ جب کیمپ سے دھواں اٹھتا دیکھیں تو ہربیس کی فوج پر پیچھے سے حملہ کر دیں۔

دونوں مجاہد اپنے اپنے سواروں کو لے کر دائیں بائیں چلے گئے۔ بہت سا لشکر کیمپ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ دن کی روشنی پھیلی۔ تو ہربیس حملے کا انتظار کرنے لگا۔ مگر اسلامی کیمپ میں جنبش کے آثار تک نہ تھے۔ اس نے اپنا سارا لشکر قلعہ سے نکالا اور میدان میں صف آرا ہو گیا۔

اسلامی لشکر نہ تو میدان میں نکلا، نہ ان نے صفیں باندھیں۔ ہربیس سمجھا، مسلمان تھک کر بھاگ گئے۔ بہت خوش ہوا، لشکر کو خوشخبری سنائی اور اور کیمپ پر دھاوا بول دیا۔ جب قریب پہنچے تو عمرو بن معدی کربؓ، مالک اشتر اور ذوالکلاع حمیری نے مقابلہ شروع کیا۔ لشکر میں آگ جلادی گئی، دھوئیں کے بادل اُٹھے اور ضرار رضؓ و سعیدؓ کو خبر دینے چلے گئے۔ انہوں نے فوراً اپنے گھوڑوں کی باگیں اُٹھائیں اور ہربیس کے عقب میں پہنچ گئے۔ شیروں

Marfat.com

کی طرح جھپٹے۔ دشمن کے حواس بگاڑ دیئے۔ ہربیس بچتا بچاتا بھاگا۔ اور دائیں طرف کا رخ کیا۔ سعیدؓ بن زید موت کی طرح اس کے پیچھے لگا۔ ہربیس ایک پہاڑی پر جا چڑھا۔ سعیدؓ نے گرداگرد محاصرہ ڈال دیا۔ اب ہربیس مجبور تھا۔ اسے آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو چکا تھا۔ اس نے سعیدرضؓ کے پاس صلح کی التجا کی۔ سعیدؓ نے سالار لشکر کو مطلع کیا۔ رحم دل حضرت ابوعبیدہؓ رضؓ نے معافی دے دی۔ اور امان نامہ لکھ دیا۔ ہربیس بہت ممنون ہوا اور اس نے سالانہ خراج ادا کر کے عرض کی کہ آپ شہر میں چلیں۔ سپہ سالار نے کہا اس لڑائی میں ہمارے بہت سے آدمی زخمی ہوتے ہیں۔ اگر ہم شہر میں داخل ہوئے تو ممکن ہے کسی مجاہد کو اپنے زخم دیکھ کر غصہ آجائے اور وہ تم پر سختی کرے۔ اس لیے میں شہر میں داخل نہ ہوں گا۔ تمہارا شہر تمہیں مبارک رہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم صلح پر قائم رہو۔ اور آئندہ ہمارے خلاف کسی شرارت میں حصہ نہ لو!

ہربیس نے عہد کیا۔ اسلامی لشکر شہر سے باہر ہی رہا۔ شہر کے دروازے کھلے تھے۔ مگر کوئی مجاہد شہر کا رخ نہ کرتا تھا۔ عیسائی خوش تھے۔ کیونکہ ان کے ساتھ ایسا نیک سلوک ان کے ہم مذہب حکام نے کبھی نہیں کیا تھا۔

جنگِ حمص

بعلبک کی فتح کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے شہر کے انتظامی استحکامات پر توجہ دی۔ اپنا نگران مقرر کیا۔ کچھ فوج یہاں چھوڑی اور باقی لشکر کو ساتھ لے کر حمص کی طرف کوچ کیا۔ سرحد پر لشکر اُتارا اور حمص کے حاکم مرلیس رومی کو خط لکھا، جس میں تحریر تھا معاہدہ کی میعاد ختم ہو چکی ہے۔ ہم سرحد پر مقیم ہیں۔ اگر معاہدہ قائم رکھنا منظور ہے تو سالانہ خراج ادا کردو۔ اگر یہ پسند نہیں تو تلوار کے فیصلہ پر صاد کرو۔ تاکہ ہم تم سے فارغ ہو کر کسی اور طرف کا رخ کریں"۔

یہ خط ایک رومی غلام کے ہاتھ بھیجا گیا۔ غلام مرلیس کے حضور پہنچا تو اس نے حسبِ قاعدہ مرلیس کو سجدہ کیا۔ مرلیس نے خوش ہو کر پوچھا۔ کیا تم بھی مسلمان ہو چکے ہو؟

غلام نے کہا۔ اگر میں مسلمان ہوتا، تو آپ کو سجدہ نہ کرتا۔ کیونکہ مسلمان خدا کے سوا کسی کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوتا۔ میں حسبِ سابق عیسائی ہوں۔ مسلمان کسی کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور نہیں کرتے۔ غلاموں کے

ساتھ بیٹوں کا سا سلوک کرتے ہیں، جو خود کھاتے، پہنتے ہیں وہی ہم غلاموں کو کھلاتے، پہناتے ہیں۔ ان کے ہاں غلام اور آقا میں تمیز نہیں۔

مرقس نے اپنے سرداروں کو بلایا اور پوچھا۔ ہم صلح کریں یا جنگ؟

سرداروں نے جواب دیا، جو سردار چاہتا ہے ہم وہی کریں گے۔

مرقس نے کہا۔ مجھے اپنے بہادروں سے یہی امید ہے۔ ہمارا قلعہ مضبوط ہے، سامان رسد و حرب کافی سے زیادہ ہے، اہل حمص کی شجاعت مسلم ہے۔ شہنشاہ کو ہم پر اعتماد ہے، اس کے سوا عنقریب البطالیہ سے کمک بھی آنے والی ہے، میرا ارادہ ہے کہ ہم عربوں کو اپنی شجاعت سے خبردار کریں، اپنا لوہا منوائیں اور شہنشاہ کا قرب حاصل کریں۔"

رومی غلام مرقس کا جواب لے کر آیا اور بتایا کہ مرقس مرنے مارنے پر تیار ہے اور صلحنامے کی تجدید پر رضامند نہیں۔ سپہ سالار نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ وہاں کیا دیر تھی حکم سنتے ہی مجاہد گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھ گئے اور حکم کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت سپہ سالار نے میسرہؓ بن مسروق کو پانچ ہزار مجاہدوں کے ساتھ ان کی مدد کے لیے مقرر کیا۔ اور انہیں کوچ کا حکم دے کر باقی لشکر اپنے ساتھ لیا۔ قلعے کے سامنے پہنچ کر لشکر کو آراستہ کیا اور حملے کے لیے تیار ہو گئے۔

مرقس اپنی فوج کے ساتھ قلعہ سے نکلا، بڑے کر و فر سے بڑھا۔ اس نے لشکر کو ترتیب دیا، ہتھیاروں کی چمک دمک سے میدان میں روشنی ہوئی۔ سورج نے کرنوں کے نیزے تانے اور میدان جنگ کا نظارہ کرنے

رومی فوج دیوار آہن کی طرح جمی کھڑی تھی، حرکت کا نام نہ تھا۔ اسلامی
ول بڑھا، اور اس لوہے کی دیوار سے ٹکرا گیا۔ قلعہ پر سے تیر بارش کی طرح
سنے لگے۔ مجاہد پیچھے ہٹے پھر تند موجوں کی طرح بڑھے۔ رومی ساحل
ے ٹکرائے اور بے نیل مرام واپس لوٹے۔

سپہ سالار نے یہ کیفیت دیکھی تو تڑپ اُٹھے۔ پکار کر کہا۔ بہادرو!
ت سے ڈرتے ہو! موت کا ایک دن معین ہے، موت سے ڈر بھگے
ل نہ جائے گی۔ بڑھ کر موت سے گلے ملو۔ اسلام کا نام روشن کرو۔
ا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل کرو، جنت
امنے ہے اور دوزخ پیچھے۔ بڑھو جنت کے دروازے کھلے ہیں! ابدی
تیں حاصل کرو، اور رومیوں کو بتا دو کہ مسلمان خدا کے سوا کسی سے
یں ڈرتے۔ خدا تمہارا حامی و ناصر ہے۔

جونہی یہ للکار مجاہدین کے کانوں تک پہنچی، وہ ابدی سرور کے نشے میں
بدمست ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مرسیں کے قلب پر حملہ کر دیا۔ اللہ اکبر
نعروں سے میدان جنگ گونج اُٹھا۔ لوہے سے لوہا ٹکرایا۔ تلواریں
جھنکار اُٹھیں، نیزوں کی چجاچخ کا شور مچ گیا۔ کمانوں کی کڑکڑاہٹ
ی تروتازہ گیا، جنگ کی آگ تیز ہوئی۔ گردنیں کٹنے لگیں، سر زمین پر
رنے لگے، زخمی چیخنے لگے، گھوڑے لاشوں کو کچلنے لگے، موت در در
رکتا گنے لگی، خون بہنے لگا، میدان سرخ ہو گیا۔

ایک رومی پہلوان گرجتا، للکارتا، سانپ کی طرح پھنکارتا، نیزہ ہلاتا

Marfat.com

تلوار چلاتا سیف الہی کے سامنے آیا۔ اور آتے ہی للکار کر تلوار کا وار کیا۔
سیف الہی نے دشمن کا وار خالی دیا۔ بڑھ کر تلوار ماری۔ زرہ کی کڑیوں میں
تلوار پھنس گئی۔ زور لگا، تو ٹوٹ گئی۔ دستہ مجاہد کے ہاتھ میں رہ گیا۔
اس نے دستہ ایک طرف پھینکا۔ رومی سے لپٹ گیا۔ اسے زین سے اٹھا کر
نعرۂ تکبیر بلند کیا اور سر کے بل زمین پر دے مارا۔ دشمن کی گردن ٹوٹ گئی
اور وہ پھر اٹھ نہ سکا۔ مجاہد نے اس کی تلوار جھپٹ کر اٹھائی۔ اور اسی
تلوار سے رومیوں کا خون بہانے لگا۔ دائیں بائیں، آگے پیچھے تلوار کی
تلوار تھی۔ اور اس الہی تلوار کو روکنے والا کوئی نہ تھا۔

عیسیٰؓ بن مسروق، قتال بن ہاشم، قیسؓ بن ہبیرہ، عکرمہؓ بن ابو جہل
نے دشمنوں پر موت مسلط کر دی تھی۔ تلواریں چلاتے تھے، نعرہ لگاتے تھے
لشکریوں کا خون گرماتے تھے۔ اور بڑھے چلے جاتے تھے۔ رومی بھیڑ بکریوں
کی طرح ذبح ہو رہے تھے۔ میدان جنگ لاشوں کا شہر تھا۔ خون اتنا
بہا کہ زمین چھپ گئی۔

عکرمہ بن ابو جہل کی تلوار بے امان تھی۔ یہ شیر کبھی دائیں بڑھ جاتا، کبھی
بائیں طرف حملہ کر دیتا۔ وہ دو دستی تلوار چلاتا۔ کہ دشمن بھاگتے پھرتے۔
جب کوئی راستہ نہ پاتے، تو تلوار کے آگے سر جھکا دیتے۔ سرخرو ہونے اور
شاہراہ جہنم پر چل دیتے۔

عکرمہ کی تیغ زنی سے دشمن گھبرایا ہوا تھا، وہ اس شیر کو نرغے میں لیتے
مگر یہ ہر بار نکل جاتا۔ اگرچہ جسم پر بے شمار زخم تھے۔ مگر اسے پروانہ تھی

وہ مست ہاتھی کی طرح چنگھاڑتا اور دشمنوں کو مارتا پچھاڑتا بڑھے جاتا تھا۔
آفتاب سر پر آیا، اور مغرب کی طرف ڈھلنے لگا۔ مگر لڑائی ابھی زوروں پر تھی۔ رومی بھاگتے اور پھر منظم ہو کر حملہ کر دیتے۔ عصر کا وقت ہو گیا۔ آخر عکرمہ تھک کر چور ہو گیا۔ زخموں سے اتنا لہو بہ چکا تھا کہ گھوڑا سُرخ ہو رہا تھا۔ دشمن کے گھیرے کو بار بار توڑنے والا مجاہد نرغہ میں آ ہی گیا۔ اور رومیوں کی تلواروں نے اسے شہید کر دیا۔
عکرمہ کی شہادت سے مجاہدوں کے خون میں بجلی دوڑ گئی۔ انہوں نے انتقام انتقام پکارا، اور رومیوں پر اس شدت سے حملہ کیا کہ انہیں بھاگتے ہی بنی، جو مرے وہ میدان میں رہے جو بچ گئے، وہ بھاگے اور قلعہ میں داخل ہو کر دروازے بند کر لیے۔ مسلمان دیوانہ وار بڑھے مگر قلعہ پر سے پتھروں اور تیروں کا وہ مینہ برسا کہ دروازہ تک نہ پہنچ سکے۔
شام ہو چکی تھی، گہرا اندھیرا پھیل رہا تھا، دشمن قلعہ بند ہو چکا تھا وہ پلٹے اور اپنے کیمپ میں آ گئے۔ عکرمہؓ کی شہادت بڑا صدمہ تھی مجاہدوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر صبر کیا۔
حضرت ابو عبیدہؓ آج کی لڑائی سے پریشان تھے۔ کیونکہ بہت سے مجاہدوں نے جام شہادت نوش کیا تھا۔ انہوں نے حضرت خالدؓ سے کہا۔ ابا سلیمان! قلعہ کو فتح کرنے کی ترکیب سوچو۔ اگر یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا۔ تو گویا ہم پھنس کر رہ گئے۔ اور حمص کو دیکھ کر باقی شہروں کے رومی بھی شیر ہو جائیں گے۔
حضرت خالدؓ نے کہا، قلعہ بندی مضبوط ہے۔ انتظام کافی ہے۔

فوج بھی کثرت سے ہے۔ اس صورت میں قلعہ پر حملے بے سود رہیں گے اگر ہم فوج کو پیچھے ہٹا لیں اور یہ ظاہر کریں کہ ہم لڑائی سے اکتا کر پیچھے بھاگے جا رہے ہیں تو رومی ہمارا سامان لوٹنے کے لیے قلعہ سے ضرور نکلیں گے۔ اگر وہ قلعہ سے نکل آئیں تو پھر ان سے نپٹ لینا کچھ مشکل نہیں۔ اگر آپ میری تجویز پر عمل کریں تو انشاء اللہ قلعہ بہت جلد فتح ہو جائے گا۔ آپ عورتوں، سامان اور پیادہ فوج کو پیچھے لے جائیں۔ ہم بھی ان سے لڑنے کی بجائے پیچھے ہٹ جائیں گے۔ وہ لازماً ہمارا پیچھا کریں گے پھر ہم ان سے اچھی طرح نپٹ لیں گے۔

حضرت خالد رض کی اس تجویز پر عمل کیا گیا۔ اسباب، عورتیں، پیادہ فوج رات کی تاریکی میں کیمپ سے پیچھے ہٹا دی گئی۔ صرف سوار رہ گئے۔ وہ بھی اس حالت میں تھے، گویا اپنی فوج کے پیچھے جانے کے لیے تیار ہیں کیمپ میں ایک مصنوعی کھلبلی سی پیدا تھی، خیمے، ڈیرے اکھڑ چکے تھے کچھ سامان باندھا جا رہا تھا۔ اشیاء سمیٹی جا رہی تھیں، یوں معلوم ہوتا تھا کہ جانور اور لوگ دونوں متحرک ہیں۔ اور کہیں چلے جانے کی تیاری ہے۔

صبح ہوئی۔ آفتاب کی روشنی سے دنیا منور ہو گئی۔ رومی جاسوس مسلمانوں کی حالت دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے مرلیس سے کہا:۔

سردار! اسلامی فوج واپس جا رہی ہے۔ اسباب تیار ہو رہا ہے فوج جا چکی ہے۔ سوار تیار کھڑے ہیں۔ کیمپ نزع کی حالت میں ہے

اب یہ آبادی ویرانی کے قریب پہنچ رہی ہے

مرلیس کی نظر بھی اسلامی کیمپ کی ہلچل پر تھی۔ جاسوسوں کی تائید نے اس کے حوصلے بلند کیے۔ اس نے قلعہ کا دروازہ کھولا، اپنا لشکر قلعہ سے نکالا، اور آہستہ آہستہ اسلامی کیمپ کی طرف بڑھا۔ اس کے باوجود اسلامی کیمپ خاموش تھا۔ جب مرلیس نے بھگدڑ کی کیفیت ملاحظہ کی تو فوج کو حملے کا حکم دیا۔ لشکریوں نے فوراً باگیں اُٹھائیں اور اسلامی کیمپ پر ہلہ بول دیا۔ مجاہدوں نے لڑنے کی بجائے اپنے گھوڑوں کو پیچھے کی طرف پھیر دیا۔ گویا ڈر کر بھاگ نکلے ہیں۔

یہ دیکھ کر مرلیس اور بھی شیر ہو گیا۔ اس نے للکار کر کہا، ہاں بہادرو! یہ بھگوڑے جانے نہ پائیں، بڑھو، ان سے مل جاؤ اور تکا بوٹی کر دو۔ اپنے بھائیوں کا بدلہ لو، ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو، قیامت برپا کر دو۔ ایسا سبق دو کہ یہ اسے دہرانے کے قابل نہ رہیں، اپنی پاک سرزمین ان کے منحوس قدموں سے پاک کر دو۔ ہاں شیرو! بڑھو، مارو، قتل کرو، اور اپنی شجاعت کا سکہ بٹھا دو۔

رومی اور بھی جوش میں آ گئے۔ مجاہدوں کے پیچھے بھاگے۔ قلعہ سے کئی فرسنگ دور نکل آئے۔ معاً مجاہدوں نے گھوڑوں کا رخ پھیرا اور رومیوں پر پل پڑے۔

رومی فتح کے نشہ میں سرشار بڑھ رہے تھے۔ ان کی صفیں درہم برہم تھیں۔ اب جو مجاہدوں نے پھر کر حملہ کیا۔ تو اوسان خطا ہو گئے۔ مجاہد

Marfat.com

رومیوں میں گھس گئے۔ نعرہ ہائے تکبیر سے میدان گونج اٹھا۔ اس شدت سے حملہ کیا کہ ذرا سی دیر میں سارا میدان رومی لاشوں کا کھیت بن گیا۔ مجاہد لڑ رہے تھے یا کسان اپنی پکی ہوئی فصل کاٹ رہے تھے۔ ہر طرف خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ گھوڑوں کے سموں کو فتح کی مہندی لگ گئی۔ موت نے دلہن کا لباس پہن لیا۔ رومیوں سے دوڑ دوڑ کر گلے ملی چند ہی گھنٹوں میں میدان صاف ہو گیا۔ تلواریں اور مجاہد اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔ رئیس قتل ہوا۔ بہت تھوڑے رومی جان بچا کر بھاگ سکے۔

جب قلعے میں یہ خبر پہنچی تو ایک کہرام مچ گیا۔ سب کو اپنی اپنی جان کی پڑ گئی۔ غلامی کا طوق گلے گھونٹنے لگا۔ بڑے بڑے بوڑھے ایک وفد کی صورت میں قلعہ سے نکلے، ننگے سر، ننگے پاؤں روتے، اشک بہاتے سسکیاں بھرتے، ہاتھ باندھے، اسلامی کیمپ میں پہنچے۔ سالارِ لشکر کے پاؤں پر پڑے اور امان امان پکارنے لگے۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے یہ حال دیکھا، تو دل نرم ہو گیا۔ دشمنی کا خیال جاتا رہا۔ فوراً امان دے دی۔ اور کہا جاؤ، سالانہ خراج ادا کرو۔ اور مزے سے زندگی گزارو۔ مسلمان تمہاری حفاظت کریں گے اور تمہارے مذہبی امور میں کوئی مداخلت نہ ہو گی۔ مگر یاد رکھو، اگر تم نے پھر شرارت اور بغاوت پر کمر باندھی تو تمہارے لیے امان کا دروازہ اسی طرح بند ہو گا، جس طرح شیطان کے لیے جنت کے دروازے مسدود ہیں۔

اہل حمص یہ سن کر ممنون ہوئے، اور شکر گزار ہو کر واپس لوٹے۔ حالانکہ

خراج ادا کیا اور مرلیس پر لعنتیں بھیجتے ہوئے اسلامی لشکر کی تعریف کے گیت گانے لگے۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے شہر میں اپنا نگران مقرر کیا۔ ضرورت کے مطابق کچھ مجاہد وہاں تعینات کیے۔ اور حمص شہر سے ہٹ کر ایک سرسبز و شاداب مقام میں قیام کیا۔ سوچنے لگے کہ اب بیت المقدس پر چڑھائی کرنی چاہیے۔ تاکہ قیصر کا دارالحکومت انطاکیہ باقی شام سے کٹ جائے۔ اور فلسطین پر عملی قبضہ ہو جائے۔ یا انطاکیہ پر حملہ کر کے شاہی دارالحکومت کو قبضہ میں لایا جائے۔

Marfat.com

جنگِ یرموک

حمص پر مقام تھا، سر سبز و شاداب علاقے میں قیام تھا، لشکر سستا رہا تھا اور گھوڑے چر چر کر اپنی ماندگی دور کر رہے تھے، سپہ سالار اپنے اگلے پروگرام کو مرتب کر رہا تھا۔ کہ معلوم ہوا شاہ ہرقل نے لاکھوں کا لشکر تیار کر لیا ہے۔ جو روم و شام کے بہادر جنگجوؤں پر مشتمل ہے۔ اس لشکر کی تعداد لاکھ ہے۔ اور وہ بڑی تیزی سے کوچ کرتا ہوا آ رہا ہے۔

یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی سپہ سالار اسلام سوچ میں پڑ گئے۔ اپنے سرداروں کو بلایا اور ان سے مشورہ طلب کیا۔

قیس بن ہبیرہ نے کہا: ہم نے شام کے شہر بڑی قربانی اور جانفشانی کے بعد فتح کیے ہیں۔ ہمارے مجاہدوں نے اپنے لہو سے اس سرزمین کو سینچا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ ہمیں دشمن کا انتظار یہیں کرنا چاہیئے۔ اور اسی سرزمین میں شاہ روم سے مقابلہ کرنا چاہیئے اگر ہم اس معرکہ میں شہید بھی ہو جائیں تو شہدا کے ساتھ بہشت کے

وارث ہوں گے۔ یہ زمین جنت ارضی ہے۔ اسے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا سرداروں نے قیس کی تقریر کی تائید کی۔ مگر حضرت خالدؓ خاموش بیٹھے ایسے موقعہ پران کی خاموشی معنی خیز تھی۔ آخر حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا الٰہی تلوار! تو کیوں خاموش ہے۔ اپنی رائے سے ہماری رہنمائی کر!

حضرت خالدؓ نے جواب دیا:۔ امین الامت! سالار لشکر! میں اس لیے خاموش تھا، کہ جب رائے عامہ ایک بات پر متفق ہے تو مجھے کچھ کہنا مناسب نہیں۔ اب چونکہ آپ نے پوچھا ہے۔ اس لیے مجھے بولنا ہی چاہیئے میری رائے قیس کی رائے کے خلاف ہے۔

ہمیں یہاں ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیئے۔ کیونکہ اول تو یہ علاقہ ابھی نو مفتوح ہے۔ یہاں کے لوگوں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ رومی فوجوں کو دیکھتے ہی یہ لوگ ان سے مل جائیں گے۔ پھر ہمیں بیت المقدس کی رومی فوجوں کا بھی خطرہ رہے گا۔ وہ یقیناً اپنے ہم مذہبوں کی امداد کے لیے آئیں گی۔ اور ہم ہر طرف سے گھر جائیں گے۔ عرب سے ہمارا تعلق قائم نہ رہ سکے گا۔ اور نہ ہمیں کمک پہنچ سکے گی۔ اتنے بڑے لشکر سے مقابلے کے لیے وسیع میدان کی ضرورت ہے۔ جو یہاں نہیں ہے۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ ہمیں یہاں سے ہٹ کر ایسی جگہ کو میدان جنگ کے لیے انتخاب کرنا چاہیئے۔ جہاں ہم اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ آسانی سے کر سکیں۔ گھر کر ڈیک کر نہ مریں۔ اور ہمیں مدینہ سے کمک پہنچ سکے۔ مفتوح شہروں اور سرسبز زمینوں کا لالچ کچھ مفید نہ ہوگا۔

یہ شہر ہماری فتحمندی سے بآسانی ہمارے مطیع ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ ہماری تلوار کی دھار دیکھ چکے ہیں۔

سیف اللہ کی تقریر سن کر جیسے سب کو ہوش آگیا۔ اور سب نے یک زبان اتفاق کیا۔ حضرت ابوعبیدہ رض خوش ہوئے اور کہا بہادر خالد! ایسی باتیں سوچنا تمہارا ہی حصہ ہے۔ اب تم جونسا میدان پسند کرو، جلد از جلد وہاں لشکر کو لے چلو۔ تاکہ دشمن کی آمد پر ہم ہر طرح مقابلہ کے لیے تیار ہو سکیں۔

حضرت خالد رض نے کہا۔ آپ فوراً تمام مفتوح شہروں سے اپنے نگران اور سپاہیوں کو حکم بھیجیں کہ وہ ہمیں دریائے یرموک پر آملیں، تاکہ بغاوت کی صورت میں ان پر زد نہ پڑے۔ اور وہ دشمن کی تلوار سے بچ سکیں

حضرت ابوعبیدہ رض نے فوراً مختلف شہروں کے نگرانوں کو حکم نامے بھیج دیے اور لشکر لے کر یرموک کی طرف چل پڑے۔ دریائے یرموک پر پہنچے، تو دیکھا کہ یرموک سے ملنے والی ایک ندی نے ایک بڑے میدان کو گھیر رکھا ہے۔ ایک چھوٹا سا قطعہ زمین شمال کی طرف ایسا ہے، جس میں سے بڑا حملہ ناممکن ہے۔ حضرت خالد رض نے اسی طرف اپنا لشکر اتارا۔ لشکر گاہ کے ساتھ ہی ریگستان شروع ہو جاتا تھا۔ جسے عبور کرنا صرف عربوں ہی کا کام تھا۔ رومی اس میدان کے شہسوار نہ تھے۔

شاہ ہرقل نے انطاکیہ سے اپنی افواج کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا۔ ایک لاکھ جنگجوؤں کا افسر قناطیر کو بنایا۔ اور رہا سے طرطوس کی جانب کوچ کا حکم دیا۔ دوسرے ایک لاکھ پر اپنے بھانجے توریر کو افسر مقرر کیا۔

Marfat.com

تیسرے لاکھ پر جرجیر کو افسر بنا کر قنسرین پر بھیجا اور چوتھا لاکھ ماہان ابنی کے ماتحت کیا، اور اسے سارے لشکر کی کمان عطا کی۔ اور حمص کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ پانچویں لاکھ پر دریجان کو افسر مقرر کر کے اس کی امداد کو بھیجا۔ جبلہ بن ایہم غسانی کو ساٹھ ہزار غسانیوں پر افسر بنا کر حمص کو جانے کا حکم دیا۔ یہی غسانی ہراول دستہ قرار پائے۔ اس حساب سے یہ لشکر پانچ لاکھ سے زیادہ تھا۔ سامان حرب کے محفوظ ذخائر ساتھ لیے؛ اور حکم دیا کہ نمایاں کام کرنے والے بہادروں کو جی کھول کر انعام دیا جائے۔ تاکہ کوئی جوان جانفشانی سے دریغ نہ کرے۔ اور بڑھ چڑھ کر اپنے جوہر دکھائے۔

ماہان نے یرموک کے خالی میدان کو ازبس غنیمت سمجھا، اور ندی عبور کر کے اپنا لشکر اتار دیا۔ اسے خیال تھا کہ عربوں نے اس میدان کو خالی چھوڑ کر سخت غلطی کی ہے۔ جس کا خمیازہ انہیں اٹھانا پڑے گا۔ کیونکہ اس میدان کے ایک طرف دریائے یرموک لہریں لے رہا ہے اور دوسری طرف ندی بہ رہی ہے۔ ان دونوں کو عبور کر کے رومی لشکر پر حملہ کرنا قریباً ناممکن ہے۔

دونوں لشکر کئی دن تک آمنے سامنے پڑے رہے اور کسی نے جنبش نہ کی۔ اسی اثنا میں قیصر روم کا خط پہنچا۔ کہ عربوں سے صلح کی گفتگو کی جائے۔ اگر وہ جابیہ تک کا علاقہ لینے پر قناعت کریں تو جنگ سے احتراز کیا جائے۔

ماہان نے خط پڑھا اپنے سرداروں کو سنایا، اور کہا میں نہیں جانتا،

Marfat.com

شہنشاہ اتنا رحم دل کیوں ہے؟ ایسے عربوں پر غصہ کیوں نہیں آتا۔ ہمارے پاس اتنا لشکر اور اتنے جنگجو بہادر ہیں، جو ساری دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔ یہ ذلیل عرب کیا بلا ہیں۔ جن سے اتنی رعایت کی جا رہی ہے؟

رومی سپہ سالار نے جرجیر کو اسلامی لشکر کی طرف قاصد بنا کر بھیجا۔ وہ لباس فاخرہ پہنے، خوبصورت گھوڑے پر مرصع زین ڈالے، اسلامی کیمپ میں آیا، محافظ دستہ سے کہا اپنے سردار کو بلاؤ۔ میں ان سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

محافظوں نے حضرت ابوعبیدہؓ کو اطلاع دی۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آ گئے۔ اور پوچھا کہیئے! کیا پیغام لائے ہو؟

جرجیر نے کہا:۔ قیصر روم نے ہمیں تاکید کی ہے کہ جنگ سے پہلے صلح کی گفتگو کریں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ چھ لاکھ کے قریب لشکر ہے۔ جس میں روم و شام اور عرب کی جنگجو قوموں کے مشہور تیغ زن شامل ہیں اتنا کیہ ہے اور کمک بھی آ رہی ہے۔ عربی لشکر آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ چیونٹی اور ہاتھی کا مقابلہ ہے۔ اور آپ کی قوم کے ختم ہو جانے کا خدشہ ہے۔ عرب پہلے ہی ریگستان ہے۔ اب قبرستان بننے لگا، اور یہاں اُلو بولیں گے۔

قیصر کا پیغام یہ ہے کہ آپ نے ہمارے شہروں سے جو کچھ حاصل کیا ہے، جتنا خراج وصول کیا ہے، وہ سب معاف کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حجاز سے جابیہ تک کا علاقہ بھی آپ کو دیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ آپ

اس سے آگے نہ بڑھنے کا عہد کر لیں۔

حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے جواب دیا۔ رومی سردار! مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اللہ سب پر غالب ہے۔ فتح و ظفر اسی کے اختیار میں ہے۔ وہی عزت دیتا ہے، اور وہی ذلت کی خاک سر میں ڈالتا ہے۔ وہ قلت کو کثرت پر غالب کرتا ہے۔ وہ ہمارا ہے اور ہم اس کے ہیں۔ ہم کسی دنیوی لالچ کے لیے یہاں نہیں آئے۔ بلکہ اپنے خدا کا نام اور اپنے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچانے آئے ہیں۔ آپ لوگوں کو گمراہی کے گڑھے سے نکال کر راستی کے تخت پر بٹھانے آئے ہیں۔ ہماری موت ہماری شہادت ہے، جیسے حیات دوام حاصل ہے۔ ہم آپ کی تعداد سے ہراساں ہیں نہ خائف۔ تلوار ہمارے اس قول کی صداقت پر مہر لگائیگی۔ ہم بھیک مانگتے ہیں، نہ قیصر کا عطیہ قبول کرتے ہیں۔ یہ زمین، یہ ملک ہمارا ہے۔ ہمارے نبی صلعم نے ہمیں اس کا وارث قرار دیا ہے۔ ہم اپنی وراثت لیں گے، اور خدا ہمیں آپ پر اور آپ کے قیصر پر غلبہ عطا کرے گا۔

اگر آپ صلح چاہتے ہیں، تو ہماری دو شرطوں میں سے ایک قبول کرنا ہوگی۔ پہلی شرط یہ ہے۔ کہ آپ اسلام لاکر ہمارے بھائی بن جائیں۔ اگر یہ منظور نہ ہو، تو ہماری حفاظت میں آنا قبول کر لیں اور جزیہ ادا کریں۔

جرجیر نے حضرت ابو عبیدہ رضؓ کا جواب سنا تو کچھ اور کہے بغیر واپس چلا گیا۔ ماہان سے ساری گفتگو بیان کی اور کہا کہ رومیوں سے تو یہ عرب ڈرتے نہیں، انہیں تر نوالہ سمجھتے ہیں۔ ممکن ہے کوئی عرب

Marfat.com

انہیں سمجھلئے تو مان جائیں!

باہان نے جبلہ بن ایہم سے کہا۔ تم بھی عرب ہو، عربوں کی عادات سے واقف ہو، ان چند ہزار بھیک کے ننگے عربوں کو سمجھاؤ، کہ اپنے آپ سے دشمنی نہ کریں۔ اور شہنشاہ کی شفقت بھری پیش کش کو منظور کر کے واپس چلے جائیں۔ نہیں تو ہمارا لشکر انہیں مار مار کر تباہ کر دے گا۔ اور ان کی ایک ایک بوٹی بھی ہمارے حصے میں نہیں آئے گی۔ میرے بس میں ہوتا تو میں ایسی پیش کش کبھی نہ کرتا۔

جبلہ نے اپنے سالار کا حکم سنا، فوراً گھوڑے پر سوار ہوا، اور اسلامی کیمپ کے قریب آکر پکارا، میں جبلہ بن ایہم ہوں، اپنے کسی دانا آدمی کو بھیجو تاکہ میں اس سے گفتگو کر دں"۔

حضرت عبادہؓ بن صامت نے عرض کیا کہ مجھے اس سے گفتگو کرنے کا موقع دیا جائے۔ سالار لشکر نے اجازت دی اور وہ سوار ہو کر جبلہ کے سامنے آکھڑے ہوئے۔

جبلہ نے پوچھا! عربی دوست! آپ کا نام کیا ہے؟ اور عرب کے کس علاقہ سے آپ کو نسبت ہے؟

عبادہ بن صامت نے جواب دیا، میرا نام عبادہ ہے اور یمن کے قبیلہ خزرج سے ہوں۔

جبلہ نے کہا۔ تم تو میرے قرابتی اور عزیز خاص ہو۔ مجھے تم سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔ میں اس لیے یہاں آیا ہوں۔ کہ ہم قرابتی ہو کر ایک دوسرے کا

گلا نہ کاٹیں۔ ہمارے ساتھ لاکھوں کا لشکر ہے اور تمہاری تعداد ہزاروں میں ہے۔ لاکھ اور ہزار کا کیا مقابلہ؟ سو ہزار ہوں تو ایک لاکھ بنتا ہے۔ سمجھ لو، یہ لڑائی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔ تاریخ تمہاری حماقت آمیز ہلاکت پر ہنسے گی۔ اقوام دنیا نفرین کریں گی۔ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے سردار کو سمجھاؤ، اور یہ چند ہزار بچا کر واپس لے جاؤ۔ ورنہ تمہاری ہلاکت پر نہنگان دریا، پرندگان ہوا کے سوا کوئی افسوس کرنے والا بھی نہیں ہو گا۔ مانا کہ تم بہادر ہو، شجاع ہو، مگر تمہارے مقابلہ پر بھی تم سے دگنے صرف عرب ہی ہیں، جو تم سے کم بہادر اور شجاع نہیں۔ پھر انطاکیہ سے مزید کمک بھی آنے والی ہے!

عبادہؓ نے کہا، جبلہ! ہماری قرابت صرف اہل اسلام سے ہے، جو مسلمان نہیں، وہ ہمارا عزیز ہے نہ قرابتدار، اگر تمہیں قرابت کا اتنا ہی پاس ہے تو مسلمان ہو کر ہمارے بھائی بن جاؤ۔ اگر یہ منظور نہیں تو کم از کم اس لشکر سے علیحدہ ہو جاؤ۔ تاکہ ہم رومیوں سے مقابلہ کریں اور اپنے ہم وطنوں کا گلا نہ کاٹیں۔

ہمارا یقین اور ایمان ہے کہ اللہ ہی سب پر غالب ہے، وہ ہمیں اب بھی غالب کرے گا۔ قنسرین میں بھی تمہارے تین لشکر تھے۔ تم خود بھی وہاں موجود تھے۔ تم نے جان لیا ہو گا کہ ہم خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تمہارے ساٹھ ہزار قنسرین اور حمودیہ کی افواج نے متحد ہو کر بھی بارہ مجاہدوں کا کچھ نہ بگاڑا۔ اور انہوں نے ہزاروں کا کھیت ڈالا۔ تم دیکھ چکے

کہ اگر ہمیں ضرورت پڑی تو ہمیں اسی ریگستان کے راستے کمک پہنچے گی جس میں جوانان شیر دل اور شیر پنجہ ہوں گے!

جبلہ ہنسا اور کہنے لگا۔ مجھے یاد ہے کہ عرب کے چیدہ فرزند اور بہادر جنگجو اس میدان میں دھکیل دیئے گئے ہیں۔ اب عرب میں کوئی بہادر باقی نہیں۔

عبادہ رضؓ ہنسے اور کہا اے جبلہ! تم غلطی پر ہو۔ ابھی مدینہ میں اتنے شیر دل بہادر موجود ہیں۔ کہ تمہاری ساری فوج کو بس ایک ایک ہی کافی ہے۔ ابھی مدینہ میں حضرت عمرؓ بن خطاب خلیفہ ثانی، حضرت عثمانؓ، حضرت علی حیدرؓ کرار، حضرت عباس رضؓ، حضرت طلحہ رضؓ، حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کے علاوہ بہت سے تیغ کے دھنی، برچھیت، تلوار یئے اور پہلوان موجود ہیں۔ پھر یمن، طائف اور حجاز کے گرامی پہلوان اجازت جہاد کے خواستگار ہیں۔ خدا نے ہماری پشت مضبوط بنا رکھی ہے۔ سردست تمہارے اتنے بڑے لشکر کے لیے صرف ہم ہی کافی ہیں۔ ہم تم سے نہیں اپنے خدا سے رحم اور نصرت چاہتے ہیں، اگر صلح چاہتے ہو تو اسلام قبول کرلو یا جزیہ ادا کر کے ہماری حفاظت میں آجاؤ۔ اس کے علاوہ ہم تم میں صلح ناممکن ہے۔

جبلہ عربوں کو ڈرانے گیا تھا، مگر عبادہ رضؓ نے اسے ہی ڈرا دیا۔ وہ کہنے لگا۔ نہ میں اسلام قبول کروں گا نہ جزیہ دوں گا۔ بلکہ لڑوں گا، اور تمہیں تباہ کر کے رکھ دوں گا۔ تم بہت جلد ہماری بات سمجھنے لگو گے۔

عبادہ رضؓ نے کہا۔ تباہی خدا اور رسول ؐ کے باغیوں کیلئے ہمارے لیئے آبادی

Marfat.com

اور دلشادی ہے ۔ تم نہیں جانتے کہ ہمارا خدا ایک، رسولؐ ایک، کعبہ ایک، خلیفہ ایک، قوم ایک، دل ایک، زبان ایک، امنگ ایک اور ولولہ ایک ہے، ہمیں شکست دینا تمہارے بس کا روگ نہیں، عنقریب قیصر و کسریٰ ختم ہو جائیں گے اور خدا کے نام سے ایران و روم گونج اٹھیں گے۔

جبلہ، عبادہؓ کے جوابات سے سخت برہم ہوا۔ اسے جی، حضور، جناب، آقا، ولی نعمت جیسے الفاظ سننے کی عادت تھی، برابر کی گفتگو سن کر غضبناک ہو گیا، واپس لوٹا، اور ماہان سے آکر کہا، یہ لوگ بڑے بے ادب اور گستاخ ہیں۔ بات کرنے کی تمیز ہے نہ جواب دینے کی، عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے اتنے بڑے لشکر سے خائف نہیں، ہمیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور ہم سے جزیہ مانگتے ہیں لہ

ماہان نے کہا، کل اپنا لشکر لے کر نکلو اور انہیں ایسی سزا دو کہ قیامت تک ضرب المثل کا کام دے۔ تمہارا لشکر ساٹھ ہزار ہے اور یہ تیس چالیس ہزار کے قریب، گویا ان سے تم دگنے ہو۔ میں بھی مدد کے لیے تیار رہوں گا۔ اگر تم انہیں شکست دے دو، تو یہ سارا علاقہ بھی تمہیں بخش دیا جائے گا۔ عرب کا ملک بھی تمہاری ریاست میں شامل ہو گا۔ اور تم بڑے بادشاہ بن جاؤ گے!

جبلہ نے جواب دیا۔ ہاں ضرور میں کل انہیں ایسی سزا دوں گا کہ ان کے سر سے گستاخی اور بے ادبی کا جنون نکل جائے گا۔ انہیں گھیر گھیر کر

ماروں گا۔ اور ان کے خون سے ریت کے خشک ذرے سیراب ہونگے

عبادہ رضؓ بن صامت نے حضرت ابوعبیدہؓ سے گفتگو کی کیفیت بیان کی۔ یہ سن کر سالار لشکر نے کہا۔ جنگ ناگزیر ہے۔ خالد رضؓ اتم سیف اللہ ہو، تمہاری تلوار میں بڑا کاٹ ہے، تمہارے بازوؤں میں خدائی طاقت ہے، کل میدان جنگ گرم ہوگا، مناسب انتظام سے اپنے لشکر کے دفاع کو مضبوط کر لو۔

حضرت خالد رضؓ نے کہا۔ ہم اس میدان کے نکاس پر ہیں۔ دشمن ہم پر ایک ہی دفعہ نہیں پڑ سکتا۔ عقب سے ہمیں حملے کا خطرہ نہیں۔ آپ عورتوں اور سامان کو ذرا دور ٹیلے پر پہنچا دیں اور کہہ دیں کہ ہوشیار رہیں اپنے ہتھیار اپنے پاس رکھیں، دشمن سے غافل نہ رہیں اور اگر کوئی ہمارا آدمی بھاگے تو اسے غیرت دلا کر واپس کریں۔

سامان اور عورتیں ٹیلے پر بھیج دی گئیں اور انہیں ہوشیار رہنے کی تاکید کر دی گئی۔ وہ عرب کے شیروں کی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں تھیں، ہتھیار پہن کر بیٹھ گئیں۔

حضرت سالار لشکر نے منادی کرا دی کہ کل کا دن بہت سخت ہوگا، خدا سے صبر اور استقلال کی دعائیں مانگتے رہو۔ میدانِ جنگ میں بھی خدا کو نہ بھولو اور اسی سے فتح و نصرت کے طلبگار رہو۔ شہید اور غازی بننے کے لیے بڑھو، نعرہ ہائے تکبیر سے دشمن کو ہراساں کر دو اسلام کے ناموس کی حفاظت کے لیے کٹ مرو۔ عرب کی آتش غیرت

Marfat.com

سے دشمن کو جلادو۔

مجاہدوں نے رات خدا کی عبادت اور فتح و نصرت کے لیے دعائیں مانگنے گزار دی۔ صبح کی روشنی پھیلی، مجاہدوں نے ہتھیار پہنے، گھوڑوں پر سوار ہوئے، بیویوں، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں سے رخصت ہوئے اور جنگاہ کی طرف بڑھے۔

ابتدائے جنگ

جبلہ نے اپنی ساٹھ ہزار غسانی فوج میدان میں آراستہ کی صفیں درست کیں۔ میمنہ، میسرہ پر منتخب بہادر متعین کیے اور آپ قلب لشکر میں بڑے طمطراق سے گھوڑے پر سوار، زرہ جوشن پہنے، ہتھیار لگائے کھڑا ہوا۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے قیسؓ بن سعید، کعبؓ بن مالک، معاذؓ بن جبل، جابرؓ بن عبداللہ اور ابی ایوب خالدؓ بن زید سے کہا۔ تم پانچوں مجاہد جبلہ کے پاس جاؤ، اور جس طرح اس نے قرابت کا واسطہ دیا تھا، تم بھی یہ حق ادا کرو، چنانچہ وہ جبلہ کے پاس گئے اور کہا ہم قرابت کا حق ادا کرنے آئے ہیں۔ اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ قبول کر لو اور ہمارے بھائی بن جاؤ۔ تاکہ ہم ایک دوسرے کا گلا نہ کاٹیں۔ اگر یہ منظور نہیں تو ہماری حفاظت میں آجاؤ۔ اور رومیوں سے تعلقات قطع کر لو۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو قرابت کا لحاظ

Marfat.com

لڑائی سے الگ رہو۔

جبلہ نے کہا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں، جنھیں میں منظور نہیں کر سکتا میں تمہارا غرور توڑ دوں گا، تمھیں اسی میدان میں ہلاک کر دوں گا، تمہاری بغاوت، سرکشی اور گستاخی کو اسی میدان میں دفن کر دوں گا۔ ایک ایک عیسائی کا انتقام لوں گا، توحید کو مٹا کر رکھ دوں گا۔ اپنے سردار سے جا کر کہہ دو، کہ اب تلوار کی دھار ہی منصف ہو گی، اب نیزے کی نوک پر توحید اور تثلیث کو تولا جائے گا اور اپنے شہنشاہ کی آرزو پوری کی جائے گی۔

صلح کے قاصد واپس آئے۔ سالار لشکر سے گفتگو کا ما حصل بیان کیا۔ جبلہ کے عزائم کی تفصیل بتائی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے کچھ سوچا، پھر حضرت خالدؓ سے کہا۔ اے ابا سلیمان! ہماری دعوت کارگر نہ ہوئی۔ اب اتنے بڑے لشکر کے ساتھ نپٹنے کی ترکیب بتاؤ؟

حضرت خالدرضؓ نے کہا۔ امین الامۃ! ہماری جانیں خدا کی رضا مندی کے لیے وقف ہیں۔ ہم نہ کبھی دشمن کی کثرت سے ڈرے ہیں، نہ ڈریں گے۔ اس وقت ہمارے سامنے ساٹھ ہزار عرب ہیں، جو ہمارے برابر کے بہادر اور شجاع ہیں۔ ان کی تعداد ہم سے دگنی ہے اگر ہم سارے لشکر سے حملہ کر دیں، تو لڑائی نتیجہ خیز نہیں ہو گی۔ بہتر یہ ہے کہ ہم میں سے چند بہادر نکلیں اور ان ساٹھ ہزار کا مقابلہ کریں تاکہ ہماری دہشت ان کے دل میں بیٹھ جائے۔ اگر ہم اس مقصد میں

کامیاب ہو گئے، تو ہمارا کام نسبتاً آسان ہو جائے گا۔

ابو سفیان رضؓ نے کہا۔ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔ ساٹھ ہزار عربوں کے مقابلہ میں چند مجاہد؟ یہ تو دانستہ ہلاکت ہے۔ جس سے خدا نے بھی منع فرمایا ہے۔

حضرت خالد رضؓ نے جواب دیا۔ چچا جان! میرا مطلب یہ ہے کہ ہم تیس مجاہد میدان میں نکلیں اور دشمن پر اپنی برتری اور شجاعت کا سکہ بٹھا دیں۔ جب ہم اس میں کامیاب ہو جائیں تو پھر لڑائی کا ڈھنگ بدل جائے گا۔ اور ہماری قلت انہیں کثرت نظر آنے لگے گی۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ جب تیس مجاہد ساٹھ ہزار کا مقابلہ کر سکتے ہیں تو تیس ہزار مجاہد تو یقینی طور پر غالب ہو کر رہیں گے۔

ابو سفیان نے کہا، بے شک تم شمشیر الٰہی ہو، مگر میں اتنی ترمیم کرتا ہوں کہ تیس کی بجائے ساٹھ مجاہد ہوں۔ تاکہ ہر مجاہد دو ہزار کا مقابلہ کرنے کی بجائے ایک ہزار دشمن سے لڑے۔

حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور کہا یہ کام تم ہی کرو۔ ساٹھ بہادر چن لو، اور خدا کا نام لے کر بسم اللہ کرو۔"

حضرت خالد رضؓ نے عبدالرحمٰن رضؓ بن ابی ابکر رضؓ، عبداللہ رضؓ بن عمر رضؓ، فضل رضؓ بن عباس رضؓ، سہیل رضؓ بن عمرو، ربیعہ رضؓ بن عامر، ضرار رضؓ بن ازور، رافع رضؓ بن عمیرہ، عدی رضؓ بن حاتم، قیس رضؓ بن سعید، کعب رضؓ بن مالک، عبادہ رضؓ بن صامت

جابرؓ بن عبداللہ، ابو ایوبؓ انصاری، شرجیلؓ بن حسنہ، صفوانؓ بن یزیدؓ بن خطاب، یزیدؓ بن ابوسفیان، عاصمؓ بن عمر، رافعؓ بن سہیل وغیرہ بہادر منتخب کیے۔ اور ان سے مخاطب ہو کر کہا:

"بہادرو! یہ مہم بہت سخت ہے۔ ہم ساٹھ آدمی ساٹھ ہزار دشمنوں کے مقابلہ پر جا رہے ہیں۔ ہمارے صبر اور استقلال کا امتحان ہے۔ ہر ایک کو اپنا اپنا کام کرنا ہے۔ کسی کی امداد کا خیال نہ رکھنا۔ اگر ممکن ہو تو اس میں کوتاہی کبھی نہ کرنا۔ گھوڑا وہ پسند کرو، جس کی قوت اور وفاداری پر اعتماد کیا جا سکے۔ تلوار وہ لو، جو زرہ کو کاٹ سکے۔ نیزہ ایسا لو جو چار آئینہ توڑ کر دشمن کا سینہ چھید سکے۔ اگر کسی کو جان کا خوف ہو تو وہ ابھی الگ ہو جائے۔ شہادت کو اپنا مقصد اور حوض کوثر کو اپنی منزل سمجھو، خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کا اس سے بہتر موقع میسّر نہ ہو گا، اب جاؤ اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو آؤ۔"

ضرارؓ بن ازور اپنی بہن خولہ کے پاس گیا اور کہا بہادر بہن! ہم ساٹھ آدمی ساٹھ ہزار کے مقابلہ پہ جا رہے ہیں، اگر میں زندہ رہا تو آ ملوں گا، ورنہ میرے لیے دعائے مغفرت ضرور پڑھنا۔

بہن نے جواب دیا، بہادر بھائی! تمہیں خدا کو سونپا۔ جاؤ خدا

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے جنگ کرو۔ اپنے بازو کا زور دکھاؤ۔ خدا کی خوشنودی حاصل کرو۔ اگر تم شہید ہو گئے، تو میں دشمنوں سے تمہارا بدلہ لوں گی۔ اور بہت جلد حوض کوثر پر تم سے آملوں گی۔

زبیر رضؓ بن عوام اپنی بیوی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضؓ سے رخصت ہوئے تو اسماء نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن سے کہا۔ پیارے بھائی، خدا تمہیں فتح و ظفر عطا کرے۔ اپنے پھوپھی کے بیٹے سے جدا نہ ہونا، اور حملے میں ان کی امداد کرنا۔

مجاہد اپنے عزیزوں سے رخصت ہوئے۔ میدان کارزار کی طرف بڑھے اور ساٹھ ہزار دشمنوں کے سامنے سینے تان کر کھڑے ہو گئے۔ گھوڑوں کی باگیں ہاتھوں میں تھیں اور خالد رضؓ کے اشارہ کے منتظر تھے۔ گھوڑے ہنہناتے تھے۔ فرش زمین پر بار بار سم مارتے تھے۔ میدان کی خاک اڑاتے تھے، اور دشمنوں کی آنکھوں میں ڈالتے تھے۔ گویا مجاہدوں کے گھوڑے ان سے بھی آگے بڑھ کر جہاد کرنے کے لیے بے تاب تھے۔

ساٹھ گھڑ سوار دیکھ کر جبلہ نے سمجھا۔ پیام صلح لائے ہیں۔ وہ اپنے لشکر سے نکل کر آگے آیا۔ اور پکار کر بولا۔ کہو کیا پیغام لائے ہو؟ جو کچھ کہنا ہے جلدی کہو۔ تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔

حضرت خالد رضؓ نے کہا۔ ہم پیغام دے چکے ہیں۔ اب کوئی نیا پیغام نہیں، وہ منظور ہے تو بات کرو،

مجھے تمہارے پیغامات سے نفرت ہے۔ میں نہ بزدل ہوں، نہ کمزور

Marfat.com

جبلہ نے کہا۔

آؤ نفرت نکال لو، ہمت دکھاؤ، بہادری کی داستان سناؤ، تم وہی بہادر تو ہو جو قنسرین سے زخمی ہو کر بھاگا تھا۔ خالد رضی نے کہا۔

وہ ایک اتفاقی بات تھی، اب اس کا بھی انتقام لیا جائے گا۔ اس میدان میں تمہارا گوشت چیل کوے کھائیں گے۔ جبلہ نے کہا

ہم ساٹھ آدمی تمہارے ساٹھ ہزار کو اس طرح رگیدیں گے کہ تم ذلیل ہو کر منہ دکھانے کے قابل نہ ہو گے، خالد رضی نے جواب دیا۔

ابھی ہماری تلواریں تمہارے خون سے سیراب ہوں گی۔ پھر تمہارے لشکر کی بوٹیاں اڑا دی جائیں گی۔ جبلہ نے کہا۔

لاف زنی چھوڑ دو، شیخی کم بگھارو، اپنے جوانوں کو للکارو، ہماری تلواروں کو آزماؤ۔ خالد رضی نے جواباً کہا۔

اگر یہی ارادہ ہے تو میں ایک ایک آدمی بھیج کر وقت ضائع نہیں کروں گا۔ ابھی وقت ہے سمجھ جاؤ۔ جبلہ نے دانت پیس کر کہا۔

انفرادی مقابلہ کے لیے کس نے التجا کی ہے۔ ہم خود بہت جلد تمہارا غرور توڑنا چاہتے ہیں۔ خالد رضی نے جواب دیا۔

جبلہ دانت پیستا، غصے کی آگ میں جلتا واپس چلا گیا، اور پہلی صف کو آگے بڑھایا۔ ماہان اور دوسرے رومی سردار ایک بلند ٹیلے پر متمکن ہو گئے تاکہ لڑائی کا نظارہ کر سکیں۔ جونہی پہلی صف مجاہدوں کی طرف بڑھی مجاہدوں نے باگیں اٹھائیں، اور اس طرح حملہ کیا۔ گویا شہباز ہیں جو چڑیوں کے

Marfat.com

جھنڈے پر آ پڑے ہیں۔ دائیں، بائیں، آگے پیچھے، تلوار چلاتے بڑھتے گئے۔ ساٹھ ہزار میں ساٹھ مجاہد اس طرح گھسے کہ دشمنوں کے سوا ان کا کہیں پتہ نہ تھا۔ تلواریں چل رہی تھیں، گھوڑے دوڑ رہے تھے، اور لشکر کے اندر ہی اندر کھلبلی مچ رہی تھی۔ مسلمان اپنے مجاہدوں سے مایوس ہو گئے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ سب کے سب دشمنوں کی تیغ بے نیام کا لقمہ بن گئے۔ وہ متاسف تھے، غمناک تھے، آنکھوں میں آنسوؤں کے دریا بند تھے۔ کہ دفعتاً اللہ اکبر کے نعرے سے میدان جنگ گونج اٹھا، اور ساٹھ کے ساٹھ سارے لشکر کو ملا کر، سینکڑوں کو آب شمشیر پلا کر میدان میں آ کھڑے ہوئے۔ انہیں دیکھ کر اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور دشت و جبل میں غلغلہ ڈال دیا۔

جبلہ نے اپنے لشکر کو پھر اکسایا اور حکم دیا کہ آگے ہی بڑھتے جاؤ، اگر ایک قتل ہو جائے تو دوسرا اس کی جگہ لے۔ جو میدان سے ہٹے گا، اسے قتل کر دیا جائے گا۔ افسوس ہے تم سے ساٹھ مسلمانوں پر غلبہ نہ پایا جا سکا۔

غسانی لشکر غیرت کے گھوڑوں پر سوار ہو کر پھر حملہ آور ہوا۔ مجاہدوں نے بھی دریائے لشکر میں غوطہ لگایا۔ تلواریں اور نیزے اپنا کام کرنے لگے۔ مجاہدوں نے لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ سارے لشکر میں گھوڑے پھرا دیئے۔ نعرے لگاتے، دشمنوں کے سر اڑاتے دوبارہ میدان کی زینت بنے، دوست و دشمن نے آفرین کہی۔

جبلہ اپنے لشکر کی یہ ناکامی دیکھ کر سخت جھنجھلایا۔ ٹوٹی ہوئی صفیں دو
جوڑیں۔ ترتیب درست کی اور اپنے لشکر کو سخت غیرت دلائی۔
سارا لشکر پھر سے حملہ آور ہوا۔ مجاہد بھی ان میں رل گئے۔ میدان میں خون کے
دریا بہ گئے۔ غسانیوں نے تھکے ہوئے مجاہدوں کو اپنے گھیرے میں لے
لیا۔ انہیں چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ اور پورے زور سے حملہ
پر حملہ کرنے لگے۔ حضرت خالدؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کے گھوڑے
زخمی ہو گئے۔ اور وہ پیادہ ہو کر لڑنے لگے۔ رومی ان کا گھیرا تنگ کیے آتے
تھے۔ کہ فضلؓ بن عباس اور زبیرؓ بن عوام نے اپنا گھیرا توڑا۔ دشمنوں
کو للکارا، اور اپنے پیادہ مجاہدوں کی امداد کو پہنچ گئے۔ دشمنوں کو مار مار کر
ہٹا دیا۔ پیادہ مجاہدوں نے دشمنوں کے دو گھوڑے پکڑ لیے اور ان پر
سوار ہو کر ٹوٹ پڑے۔ اب یہ حالت تھی کہ مجاہدین دو دو، تین تین، چار چار
کی ٹکڑیوں میں منقسم تھے۔ اور دشمنوں کی یلغار کا مقابلہ کر رہے تھے
دشمنوں کے حملے شدید ہو رہے تھے، اور مجاہدوں کا جوش بڑھ رہا تھا۔
اگرچہ دن بھر کی لڑائی سے چور چور تھے، پیاس سے لبوں پر دم آ رہا تھا
مگر خدا اور اپنے آقا و مولا کی خوشنودی کے لیے تلوار چل رہی تھی نعرے لگاتے
تھے۔ دشمنوں کو دہلاتے اور اپنے خون کو گرماتے تھے۔

آفتاب اس منظر کو دیکھ کر حیران تھا۔ اس کا چہرہ فق ہو رہا تھا،
آنکھوں کی روشنی ختم ہو رہی تھی۔ وہ اپنی آنکھیں بند کر لینا چاہتا تھا
اس کا سفر بھی ختم ہو رہا تھا، منزل قریب تھی، اس نے جلدی جلدی

Marfat.com

فاصلہ طے کیا۔ اور اپنے محل میں جا گھسا۔ رات نے فوراً ہر طرف سیاہ پردے تان دیئے۔ میدان جنگ پر تاریکی مسلط ہو گئی۔ ستارے اپنے چراغ جلا کر یہ خونیں منظر دیکھنے لگے۔

لڑائی جاری تھی۔ اندھیرے نے دوست دشمن کی تمیز اڑا دی۔ غسانیوں کی تلواریں ایک دوسرے کو کاٹنے لگیں۔ جبلہ گھبرایا ہوا تو تھا ہی۔ اس نے فوراً طبل بازگشت بجایا۔ غسانیوں کی جان میں جان آئی۔ بگٹٹ گھوڑے دوڑاتے کیمپ کی طرف دوڑ پڑے۔ اور دم بھر میں میدان جنگ میں خاموشی چھا گئی۔ مردے پڑے رہ گئے۔ اور زندہ بھاگ کر انہیں گیدڑوں کے لیے چھوڑ گئے۔ مجاہدوں کے سوا میدان میں دشمنوں کا نشان تک نہ تھا۔

منتشر مجاہد اکٹھے ہوئے تو ان کی تعداد بیس تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت خالدؓ کا خون خشک ہو گیا۔ وہ پریشان ہوئے۔ اور کہنے لگے، ہمارا مقصد تو پورا ہو گیا مگر نقصان نہایت پریشان کن ہے۔ کاش! مجھے بھی شہادت نصیب ہو جاتی، اور میں اس سانحہ کو نہ دیکھتا۔

ابوسفیانؓ نے کہا، مجھے یقین ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ مشعلیں لو اور میدان کا جائزہ لو۔ اسی وقت مشعلیں لائی گئیں، دس شہیدوں کی لاشیں ملیں اور باقی کا کچھ پتہ نہ چلا، غسانیوں کی لاشوں کے انبار تھے۔ گنی گئیں تو پانچ ہزار تھیں۔ اگرچہ یہ سودا مہنگا نہ تھا۔ مگر حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت خالدؓ نہایت اندوہگیں تھے۔

ابوسفیان نے کہا، ہمارے مجاہد زندہ ہیں اور دشمن کے تعاقب میں

Marfat.com

گئے ہیں۔ گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت خالدؓ نے کہا۔ آپ آرام کریں۔ اس مصیبت کا باعث میں ہوں اب میں ہی ان کی تلاش میں جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ دن بھر کی لڑائی کا تھکا ہوا اکیلا دشمن کے کیمپ کی طرف چل دیا۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ گھوڑوں کی ٹاپ کان میں پڑی۔ وہیں قدم رک گئے۔ ذرا سی دیر میں مجاہدان کے سامنے تھے۔ فضل رضؓ بن عباسؓ۔ زبیرؓ بن عوام اور عبدالرحمن بن ابو بکرؓ نے السلام علیکم سے اپنی آمد کی خبر دی۔ یہ مجاہد پچیس تھے، ان سے پوچھا گیا کہ تم کہاں رہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم دشمن کے تعاقب میں ذرا دور نکل گئے تھے۔ عسائیوں کو بھگاتے اور ان کے بھاگنے کا تماشہ دیکھتے رہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ غسانی اس دوڑ میں ایک دوسرے سے بڑھ کر نکلے۔ کوئی بھوتوں سے ڈر کر بھی اتنا تیز نہیں دوڑتا۔ جتنے تیز وہ دوڑ رہے تھے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ دوڑ کا مقابلہ ہو رہا ہے۔

کیمپ میں آئے تو حضرت سپہ سالار دیکھ کر خوش ہوئے۔ حضرت خالدؓ نے کہا۔ ہمارے پانچ مجاہد گرفتار ہو چکے ہیں۔ اور وہ ضرارؓ بن ازور، رافعؓ بن عمیرہ، ربیعہؓ بن عامر اور یزید بن ابی سفیان ہیں۔ جو ہمارے مجاہدوں کے سرتاج اور عربوں کی لاج ہیں۔ کوئی بات نہیں اب سب کو آرام کرنے کی اجازت دیں خدا نے چاہا تو انہیں رہا کرانے کی کوئی تدبیر ہو جائے گی۔

سپہ سالار لشکر نے حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھیوں کو آفرین کہی اور ان کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور حضرت خالدؓ کو تحسین آفرین سے

Marfat.com

سے نوازا۔ پھر کہا:۔ ابا سلیمان! تمہارا آج کا کارنامہ بے مثل ہے، لاجواب ہے، معجزہ ہے، خدا نے یہ توفیق تمہیں ہی عطا کی ہے، آنے والی نسلیں تم پر فخر کریں گی۔ اور اقوام عالم تمہارے اس کارنامے کی ہمیشہ تعریف کرتی رہیں گی۔

حضرت خالدؓ نے کہا:۔ میں کیا ہوں، یہ سب خدا کی نصرت ہے۔ وہی کارساز ہے۔ وہی اپنے دین پاک کا نگہبان ہے۔ اور یہ سب اسی کا فضل ہے۔ میرے ساتھیوں نے وہ تلوار چلائی، کہ دشمن کے چھکے چھڑا دیے۔ وہ شجاعت دکھائی کہ دشمن کو بزدل بنا کر بھگا دیا۔ بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن کے دانت کھٹے کر دیے۔ مجھے اپنے شہیدوں پر رشک ہے۔ کہ وہ مجھ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچ گئے۔ اور میں کوشش کے باوجود پیچھے رہ گیا۔

Marfat.com

رات کی بات

رومی سپہ سالار ماہان ارمنی کا سارا دن ٹیلے کی چوٹی پر گزرا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے لڑائی کا نظارہ کیا۔ شام کے دھندلکے میں ٹیلے سے اُترا۔ اور اپنے خیمہ میں آیا، جبلہ کی شکست پر متردد و پریشان تھا۔ مجاہدوں کی تیغ زنی پر حیران تھا کہ جبلہ کی شکست خوردہ فوج کیمپ میں پہنچ گئی۔ اور جبلہ قیدی مجاہدوں کے ساتھ خیمے میں داخل ہوا۔ ماہان نے بادلِ ناخواستہ خوش آمدید کہا۔ اور لڑائی کی کیفیت پوچھنے لگا۔

ماہان :۔ شاہ غسان! بتائیے آج کا دن کیسے گزرا؟

جبلہ :۔ ساٹھ مجاہدوں سے مقابلہ ہوا، جن میں سے پانچ گرفتار ہوئے۔

ماہان :۔ ساٹھ سے ساٹھ ہزار کا مقابلہ؟ کون یقین کرے گا؟

جبلہ :۔ یہ ساٹھ جوان سارے اسلامی لشکر کے سردار اور بہادری میں ضرب المثل تھے!

ماہان :۔ ضرب المثل رہیں، لیکن ساٹھ ہزار کے سامنے ساٹھ آدمیوں کی کیا

Marfat.com

حقیقت ہے ؟

جبلہ :- یہ غسانیوں کا ہی دم خم تھا کہ ان سے لڑے اور پانچ کو گرفتار کر لائے ۔

ماہان :- میرا خیال تھا کہ لوہے کو لوہا کاٹے گا ۔ تم بھی عرب ، وہ بھی عرب ۔ مگر تم سے کچھ بھی نہیں ہو سکا ؟

جبلہ : کچھ بھی نہیں ہو سکا ؟ کیا معنی ؟ ان سے لڑنا ہمارے بہادروں کا کارنامہ ہے ۔ تمہارا سارا لشکر ہوتا تو آدھے دن میں شکست کھا کر بھاگ نکلتا !

ماہان : بھاگ نکلتا ؟ ہمارے جوان عورتیں ہیں ؟ بزدل ہیں ؟ یہ تم نے کیا کہا ؟

جبلہ : میں نے سچ سچ بیان کیا ہے ۔ تمہیں ان سے سامنا کرنے کی نوبت نہیں آئی ۔ ورنہ ایسی بات نہ کہتے !

ماہان : تم ان سے ڈر گئے ہو ؟

جبلہ : ڈرنا کیسا ، بہادر ڈرا نہیں کرتے ۔ مگر عربوں کی بہادری کی تعریف کرنا ہی پڑتی ہے !

ماہان : اور تمہارے بہادر ؟

جبلہ : ان کی شجاعت میں بھی شبہ نہیں ۔ انہوں نے سارا دن وہ قتال کیا کہ کوئی قوم کیا کرے گی ؟

ماہان : یہی قتال ! کہ صبح سے شام تک ساٹھ ہزار سے ساٹھ آدمی قتل نہ ہو سکے !

Marfat.com

جبلہ: پانچ گرفتار ہیں۔ باقی قتل کر دیے گئے ہیں!

ماہان: اور تمہارے لشکر کے پیچھے تلواروں کی چمک کیسی تھی؟

جبلہ: معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے چند ایک قتل ہونے سے بچ گئے ہیں

ماہان: (قیدی مجاہدوں کی طرف دیکھ کر) یہ تو بڑے کمزور سے دکھائی دیتے ہیں۔ لڑتے کیسے ہوں گے؟

جبلہ: عرب دیکھنے میں ایسے ہی نظر آتے ہیں، مگر لڑائی میں شیر ہیں۔ اگر ان کے گھوڑے زخمی نہ ہو جاتے اور ان کی تلواریں اور نیزے ٹوٹ نہ جاتے، تو یہ کٹ مرتے مگر گرفتار نہ ہوتے!

ماہان: تو گویا تم نے بہتوں کو گرفتار کیا ہے؟

جبلہ: ان کے نیزے اور تلواریں بھی تو ہم ہی نے توڑی ہیں!

ماہان: اسلامی لشکر میں سب سے بڑا دلیر، شجاع اور جنگجو کون ہے؟

جبلہ: خالدؓ بن ولید! اگر وہ مارا جائے، تو اسلامی لشکر ایک دن بھی نہ ٹھہر سکے۔ وہ اکیلا ہی ایک لشکر کے برابر ہے۔ عربوں کی فتوحات کا سہرا اسی کے سر ہے۔ وہی قنسرین کے حاکم کا قاتل ہے۔ مسلمان اسے خدا کی تلوار کہتے ہیں۔

ماہان: اسے کس طرح قتل کیا جائے؟

جبلہ: فریب اور دھوکا سے اس کا قتل ممکن ہے۔ میدان جنگ میں اس کا قتل ناممکن ہے!

ماہان: اگر ایک آدمی کے قتل سے یہ بلا ٹل سکتی ہے، تو اسے ٹالنا چاہیے!

Marfat.com

جبلہ: فریب کی شہرت ہماری تمہاری شہرت پر دھبہ ہو گی!

ماہان: اگر ہم فریب سے کامیاب ہو جائیں تو بدنامی کی پروا نہیں۔ یہ بتاؤ کہ اسے فریب کے جال میں کیونکر پھنسایا جائے۔ لالچ کو وہ نہیں مانیگا۔ عورتوں کی پرواہ نہیں کرے گا۔ آخر اسے پھانسنے کی ترکیب کیا ہو گی؟

جبلہ: اسے مسلمان قیدیوں کے متعلق گفتگو کے لیے بلایا جائے۔

ماہان: وہ کیوں یہاں آنے لگا۔

جبلہ: اپنے بھائیوں کی رہائی کے لیے ضرور آئے گا۔

ماہان نے اسی وقت ایک ایلچی اسلامی کیمپ میں بھیجا جس نے حضرت خالدرضؓ کو ماہان کا پیغام دیا۔ خالدرضؓ نے خوشی سے منظور کر لیا۔ اور حضرت ابوعبیدہؓ کی تجویز پر ایک سو مسلح جوان لے کر دشمن کے کیمپ کی طرف چل دیے جب کیمپ میں داخل ہوئے تو جبلہ نے پوچھا، سپہ سالار نے صرف تم کو بلایا ہے۔ یہ ہمراہی کیوں آئے ہیں؟

حضرت خالدرضؓ نے کہا، ہم ہر کام میں ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں۔ میرے ہمراہی میرے مشیر ہیں۔ جبلہ نے ماہان کو اطلاع دی کہ خالدرضؓ آیا تو ہے مگر ایک سو مسلح جوان ساتھ لایا ہے۔

جبلہ نے کہا۔ آنے دو۔ جب لشکر کے اندر آجائے گا تو کہاں نکل جائے گا۔ پانچ پہلے گرفتار ہیں۔ ایک سو ایک یہ پکڑے جائیں گے۔ صبح ان سب کو قتل کر دیں گے۔

جبلہ نے حضرت خالدرضؓ اور مجاہدوں کو جانے کی اجازت نہ دی۔

Marfat.com

وہ ماہان کے خیمے کے دروازے پر گھوڑوں سے اُترے۔ دربانوں نے کہا ہتھیار ہمیں دے دو۔ اور اندر چلے جاؤ!

حضرت خالدؓ نے جواب دیا۔ ہم کبھی بے ہتھیار نہیں ہوتے۔ ہتھیار ہمارا اوڑھنا اور بچھونا ہیں۔ اگر تمہارے سردار کو خطرہ ہے تو خیمے سے باہر آکر گفتگو کرے۔

ماہان نے کہا۔ آنے دو۔ حضرت خالدؓ اپنے مجاہدوں کو لے کر خیمے میں داخل ہوئے۔ ماہان بڑی شان سے زرنگار کرسی پر بیٹھا تھا۔ چاروں طرف مسلح رومی ننگی تلواریں لیے کھڑے تھے۔ خیمہ کے اندر بھی تلواریں تھیں، اور باہر بھی تلواریں۔ موقع بڑا نازک اور دہشت خیز تھا۔ مگر مجاہد اس سے مطلق متاثر نہ ہوئے۔

ماہان نے مجاہدوں کے لیے کرسیاں بچھا دیں، اور گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ماہان: کیا آپ اسلامی لشکر میں سردار ہیں؟

خالد: سپہ سالار تو حضرت ابو عبیدہؓ ہیں۔ مجھے صرف فوج کے ایک دستے کی سرداری حاصل ہے۔

ماہان: آپ ایک دانشمند افسر معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے اسی لیے آپ کو بلایا تھا۔ مگر آپ یہ تو بتائیں کیوں ساتھ لائے ہیں؟

خالدؓ: ہمیں خدا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ہر کام میں مشورہ کر لیا کرو۔ ہم مشورہ کیے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔ یہ مجاہد اس

Marfat.com

کو ہیں میرے مشیر ہوں گے!

ن: سردار کے ہوتے تم جُوئے مشیروں کی کیا ضرورت تھی؟ تمام سپاہیوں کو مشورے میں کون شریک کرتا ہے؟

لد: ہم میں نہ کوئی عام ہے نہ خاص۔ سب کے سب اللہ کے سپاہی ہیں۔ اور اور برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ مطلب کی بات کہیں!

ن: میرا مطلب یہ ہے کہ لڑائی سے صلح بہتر ہے۔ اگر آپ اس پر رضا مند ہو جائیں، تو ہم تمہارے ہر سپاہی کو سو سو دینار، سپہ سالار کو ایک ہزار دینار اور خلیفہ کو دس ہزار دینار دینے کو تیار ہیں۔ اس کے علاوہ قیدی بھی رہا کر دیے جائیں گے۔

الدؓ: ہمیں آپ کے دیناروں کی ضرورت نہیں۔ ہماری شرائط صلح وہی ہیں، جو آپ کو معلوم ہیں۔ یعنی اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جائیں یا جزیہ دے کر ہماری حفاظت میں آ جائیں۔

ان: آپ تو عقلمند سے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ صلح کی باتیں نہیں ہیں۔ شہنشاہ ہرقل سے خراج مانگتے ہو۔ وہ شہنشاہ جو پل بھر میں لاکھوں کے لشکر بھیج سکتا ہے۔ وہ شہنشاہ جس نے ایران جیسی عظیم سلطنت کے غرور کو توڑ کر رکھ دیا۔ وہ شہنشاہ جس کے غلام بادشاہی کرتے ہیں۔ اور دنیا کی اقوام جس کے نام سے کانپتی ہیں۔

الدؓ: ہم صرف خدا کو شہنشاہ مانتے ہیں۔ وہی سب پر غالب اور وہی شہنشاہ ہے۔

ماہان: آپ ایک بھوکی ننگی قوم کے افراد ہیں۔ ہم نے ہمیشہ عربوں کی دلجوئی کی ہے۔ عرب ہمارے ملک میں تجارت کے لیے آتے رہے۔ ہم نے کبھی برا نہیں مانا۔ عرب کے آوارہ اور بھوکے لوگ ہمارے ملک میں آ کر شاداں و فرحاں رہے۔ کیا ان سب عنایات کا یہی بدلہ ہے، کہ تمہاری تلواریں ہمارے ہی سروں پر چمکیں؟

خالدؓ: جب ہم جاہل تھے تو ایسا ہی تھا۔ خدا نے ہماری حالت پر رحم کیا۔ ہم میں نبی آخر الزماںؐ بھیجا۔ ہمیں ہدایت دی۔ اب ہم بھوکے ننگے آوارہ نہیں۔ ایک قوم ہیں، خدا کی برگزیدہ قوم، جس کے ذمہ دنیا بھر کی ہدایت کا فرض ہے۔ ہمارے آقا و مولا نے ہمیں بتا دیا ہے کہ ہماری قوم ان اراضی کی مالک ہوگی۔ ہم تو اس کا قبضہ لینے کو آئے ہیں۔

ماہان: ہمارے لشکر کی تعداد چھ لاکھ کے قریب ہے اور تم صرف چند ہزار۔ ایک حملے میں بے نام و نشان ہو جاؤ گے۔ موت کو دعوت نہ دو۔ اس وقت تم لوگ ہماری قید میں ہو۔ اگر ہم چاہیں تو یہیں تمہاری بوٹی بوٹی ہو جائے۔

خالدؓ: چھ لاکھ! چھ کروڑ ہو تو پروا نہیں۔ ہم موت کو زندگی سمجھتے ہیں۔ قربانی کے لیے تیار ہیں۔ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیے قربانی کی ضرورت ہے۔ ہم موت سے ڈرتے ہیں نہ تمہارے لشکر کی کثرت سے۔ تم دیکھو گے کہ ہم کس طرح تمہاری کثرت کو قلت بناتے ہیں اور تمہیں گرفتار کر کے اپنے خلیفہ کے حضور پہنچاتے ہیں!

یہ بے باکانہ گفتگو سن کر ماہان سخت غضبناک ہوا۔ اس کے سپاہیوں نے تلواروں پر ہاتھ رکھ لیے اور اشارہ کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت خالدؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو فوراً جست کی اور ماہان کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ للکار کر کہا اگر کوئی رومی ایک انچ بھی آگے بڑھا تو ماہان کا سر قلم کر دوں گا۔

مجاہد بھی شمشیر بکف ہو گئے۔ ماہان کو حاکم قنسرین کا واقعہ یاد تھا۔ گھبرا گیا۔ موت آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ بولا۔ تمہاری گفتگو سے مجھے غصہ آ گیا تھا۔ ورنہ میرا ارادہ تمہیں ایذا پہنچانے کا نہ تھا۔ اب تلواریں نیام میں کر لو اور بیٹھ کر بات کرو۔

حضرت خالدؓ نے کہا یہ تلوار اس وقت نیام میں ہو گی۔ جب ہمارے قیدی بھائی آزاد ہو جائیں گے۔ اور ہم تمہارے کیمپ سے نکل جائیں گے۔ ماہان نے مجبور ہو کر قیدیوں کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ پانچوں مجاہد اپنے بھائیوں کے ساتھ آ ملے۔ اور رومی کیمپ سے سلامتی کے ساتھ نکل آئے۔

(۲)

رات آئی اور صبح سے مل کر رخصت ہوئی۔ ستارے اپنی اپنی قندیلیں بجھا کر سو گئے۔ گویا آسمان پر رات تھی اور زمین پر دن۔ سورج نے شفق کا حلہ اتار دیا۔ جگمگاتا سنہری تاج سر پر رکھا۔ اور زینت اور رنگ سپہر ہوا۔ آسمان پر بگلوں شامیانے تن گئے۔ روشنی کی اجلی چادر آسمان سے زمین پر اتر آئی۔ تاکہ بے کفن لاشوں کو کفن مہیا کرے۔

ماہان نے کہلا بھیجا۔ آج کے دن لڑائی موقوف ہو گی، میدان لاشوں سے بٹا پڑا ہے۔ جب تک انہیں اٹھوا کر میدان صاف نہ کر لیا جائے۔ لڑائی ناممکن ہے تم اپنی لاشیں اکٹھی کر کے دفناؤ اور ہم اپنے سپاہیوں کی لاشیں اٹھاتے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے منظوری دے دی۔ مجاہد گئے اور شہیدوں کی دس لاشیں اٹھا لائے۔ ان پر جنازہ پڑھا۔ اور قبریں کھود کر دفن کر دیا۔ مگر رومیوں کی پانچ ہزار لاشیں اٹھانا کار دارد۔ غرض وہ سارا دن شام تک لاشیں اٹھواتے رہے۔ سرداروں کو دفن کر دیتے اور عام سپاہیوں کو دریا میں بہا دیتے۔ جہاں انہیں دریائی جانور کھا جاتے۔

دن تجہیز و تکفین کی نذر ہوا۔ یہ دحشت خیز اور دہشت آمیز منظر دیکھ کر سورج نے آنکھیں بند کر لیں۔ رات ڈراؤنے سائے لے کر آ گئی۔ کہیں بھوت بنے کہیں دیو۔ رومی سوتے میں چیخ چیخ اٹھتے۔ مجاہد قالین بن کران کے سینے پر سوار تھے۔ کبھی ادھر شور تھا۔ آ گئے۔ کبھی ادھر غل مچتا، آ پڑے، دیکھتے، جاگتے لیتے تو کچھ نہ ہوتا۔ مجاہد سوتے میں بھی قرآن کی تلاوت کرتے، خدا سے فتح و ظفر کی دعائیں مانگتے۔ شہادت کے لیے التجا کرتے۔ اسی کے توکل پر اٹھتے بیٹھتے۔

مؤذن نے صبح کی اذان دی۔ مجاہد اٹھے، وضو کیا اور خدا کے حضور سر بسجود ہو گئے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا: خالدؓ! میں نے تمہیں سارے لشکر پر سالار کیا۔ اپنی تدبیر سے مجاہدوں کی صفیں درست کرو۔

امیر لشکر کا حکم پا کر حضرت خالدؓ نے صفیں درست کیں، میمنہ، میسرہ پر بہادر جانباز مقرر کیے۔ اور آہستہ قدم میدان میں آ گئے۔

ماہان نے بھی اپنی فوج کو ترتیب دیا۔ آگے پیچھے صفیں صفیں مرتب کیں اور حکم دیا کہ سب کے سب ہوشیار اور تیغ بدست رہیں تاکہ کوئی مجاہد صفوں کو چیر کر نہ نکلے، پھر کہا:۔

"رومی بہادرو! مسلمان تمہارے سامنے آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ اپنی بہادری اور قومی غیرت کو داغ نہ لگنے دو۔ شہنشاہ کی عزت اور ملک و قوم کی عظمت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تمہاری تلواریں مضبوط اور خارا شگاف ہیں۔ یہ چند ہزار مسلمان تمہیں اپنا غلام بنانے کے لیے آئے ہیں۔ ان کے پرخچے اسی میدان میں آج ہی اڑا دو۔ یاد رکھو جو بہادر آج سرخرو ہوگا۔ انعام پائے گا۔ ساری قوم کی تحسین کا موجب ہوگا۔"

رومی لشکر سے ایک مشہور رومی جنگباز میدان میں نکلا۔ گھوڑا کُدا تا للکارتا آیا۔ اور مسلمانوں سے حریف طلب کیا۔ روماس حاکم بصرٰی اپنے سردار سے اجازت لے کر میدان میں آیا۔ رومی نے کہا۔ روماس! تجھے شہنشاہ نے بصرٰی کی حکومت عطا کی تھی۔ تجھ پر اعتماد کیا تھا، لیکن تو نے غداری کی۔ قوم اور ملک سے دغا کی۔ اب اس کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جا!

روماس نے کہا میں نے اسلام کو برحق اور بہترین مذہب سمجھ کر قبول کیا ہے۔ میں تمہارے شہنشاہ کو کچھ نہیں سمجھتا۔ اب وہ مجھے سارے روم کی حکومت بھی دے تو میں قبول نہ کروں گا۔ میں تجھے بھی اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔

رومی نے کہا۔ میرا جواب صرف تلوار ہے۔۔۔ لے سنبھل! یہ کہتے ہی

Marfat.com

روماس پر حملہ کر دیا۔ روماس نے ڈھال پر وار بچایا۔ دونوں بہادر بڑھ بڑھ کر وار کرنے لگے۔ ایک حملہ کرتا تو دوسرا بچاتا، وہ حملہ کرتا تو پہلا اپنا آپ سنبھال لیتا۔ گھوڑے پسینہ پسینہ ہو گئے۔ مگر دونوں بہادروں کے حملوں میں فرق نہ آیا۔ رومی بڑا تجربہ کار جنگجو تھا۔ اس نے روماس پر ایک سخت وار کیا۔ تلوار نے روماس کو زخمی کیا۔ وہ پیچھے کو بھاگا اور اپنے لشکر میں آ ملا۔ اسی وقت اس کا زخم دھو کر باندھ دیا گیا۔

رومی میدان میں "ھل من مبارز" کا شور مچا رہا تھا۔ میسرہؓ بن مسروقؓ نے میدان میں جانے کی اجازت مانگی۔ مگر حضرت خالدرضؓ نے کہا اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ طفیلؓ بن عامر نے اجازت مانگی تو جواب ملا تم ابھی کم سن ہو، رومی طاقت اور مہارت میں تم سے زیادہ ہے۔

طفیل رضؓ نے کہا۔ سردار اس نے اس رومی کی قوت بڑھا کر ہمیں ڈرا دیا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے میں اس کا غرور توڑ دوں گا۔

حضرت خالدرضؓ نے کہا۔ نہیں! میں تمہیں اس کے مقابلہ میں نہیں بھیجوں گا وہ ہمارا ایک مجاہد زخمی کر چکا۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارا دوسرا آدمی بھی مغلوب ہو۔ اتنے میں حرثؓ بن عبداللہ نے اجازت مانگی۔ حضرت خالدرضؓ نے اس سے پوچھا کیا تم اس سے پہلے بھی انفرادی مقابلہ کر چکے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں!

حضرت خالد رضؓ نے اسے بھی روک دیا۔ قیسؓ بن ہبیرہ نے آگے بڑھ کر کہا۔ سردار مجھے اجازت دیجئے!

حضرت خالدؓ نے اسے اجازت دی اور کہا ہوشیار رہنا ، یہ رومی فنونِ جنگ اور حربہ اندازی میں ماہر ہے ۔

غرض قیس میدان میں آیا ۔ رومی للکار رہا تھا ۔ حریف کے لیے پکار رہا تھا ۔ میدان میں چکر لگاتا تھا ۔ گھوڑا دوڑاتا تھا ۔ تلوار چمکاتا تھا ، ٹمکارتا تھا ۔ سانپ کی طرح پھنکارتا تھا ۔

قیس نے میدان میں آتے ہی للکارا ۔ رومی بہادر ! میں آ رہا ہوں ، اپنا آپ سنبھالو ، اپنا حوصلہ نکالو ، غرور کو اتنا نہ اچھالو ، رومی ہوشیار تھا ہی ، گھوڑے کو چکر دے کر بڑھا ۔ نیزہ تانا اور قیس پر حملہ آور ہوا ۔ قیسؓ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور زد سے نکل گیا ۔ ایک چکر کاٹا اور شیر کی طرح رومی پر نیزے کا وار کیا ۔ رومی نے وار خالی دیا ۔ غرض دونوں میں ایک عرصہ تک نیزہ بازی ہوئی ۔ دونوں کے نیزے ٹوٹ گئے ۔ تلواریں چمکیں اور ایک دوسرے پر برسیں ۔ دونوں نے وار بچائے ۔ رومی کی ڈھال کٹ گئی ۔ قیسؓ کا دوسرا وار رومی کی خود پر تھا ۔ تلوار خود کو کاٹنے کی بجائے ٹوٹ گئی ۔ اب قیس نہتا تھا ۔ رومی وار کرنا چاہتا تھا کہ قیس گھوڑے کو چکر دے میدان سے نکل آیا ۔ اپنی صف کے قریب پہنچا ۔ تو خیال آیا ۔ خدا بھاگنے والوں کو پسند نہیں کرتا ، فوراً گھوڑے کو موڑا اور میدان کی طرف چل دیا ۔

حضرت خالدؓ نے پکار کر کہا قیسؓ ! واپس آ جاؤ ۔ قیس نے جواب دیا کیا تم میری زندگی بڑھا سکتے ہو ؟

جواب ملا نہیں ! یہ خدا کے اختیار میں ہے !

Marfat.com

تو میں خدا ہی کی طرف جاتا ہوں۔ یہ کہا اور گھوڑے کو میدان میں ڈال دیا۔
حضرت خالدرضؓ نے پکار کر کہا۔ قیس تنہا ہے کوئی اسے تلوار پہنچائے۔
عبدالرحمٰن رضؓ بن ابی بکر رضؓ نے فوراً تلوار لی اور پلک جھپکنے میں تلوار قیس کے ہاتھ میں تھما دی۔ رومی سمجھے، یہ اپنے جوان کی مدد کو آیا ہے، جھٹ سے دو رومی باگیں اٹھائے میدان میں پہنچ گئے۔ اور عبدالرحمٰن رضؓ سے کہنے لگے۔ ایک کے مقابلہ میں دو بزدلی کی انتہا ہے۔ بے شرمی کی حد ہے۔ دو جوانوں کی لڑائی میں تیسرا انصاف کا دشمن ہے!
عبدالرحمٰن نے کہا، میں لڑنے کے لیے نہیں بلکہ تلوار دینے کو آیا ہوں، اگر تمہیں ایسا ہی خیال ہے۔ تو آؤ تم دو ہو۔ میں اکیلا۔ اسی میدان کی زمین پر تماشا بھی دیکھ لے۔
رومی جھلا اٹھے اور عبدالرحمٰن پر حملہ کر دیا، دونوں نے دو طرف سے تلواروں کے وار کیے۔ مجاہد نے گھوڑے کو اڑایا۔ وار خالی گئے۔ گھوڑے کو پھیرا اور ایک رومی کو نیزے کا نشانہ بنایا۔ جس سے رومی کی زرہ ٹوٹی اور نیزے کی سنان اس کے سینے سے پار ہو گئی۔ وہ گھایل ہو کر گھوڑے سے گرا، مجاہد نے جھٹ دوسرے پر تلوار سے وار کیا اور اس کے بھی دو ٹکڑے کر کے زمین پر ڈال دیا۔
قیسؓ نے اپنے حریف سے کہا۔ وہ کھیل ختم ہوا۔ آؤ اب ہم کھیلیں۔ رومی ہوشیار رہا اور تلوار تول کر آگے بڑھا۔ مگر قیس نے اس پر اس پھرتی سے وار کیا کہ اس کی گردن اڑ گئی۔ سر ایک طرف اور دھڑ دوسری طرف جا گرا۔ لشکر اسلام نے نعرۂ تکبیر سے فضا میں جان ڈال دی۔ رومیوں کے دل لرز گئے۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن رضؓ نے للکار کر کہا۔ ہے کوئی رومی جو مجاہد کے ہاتھ دیکھے؟ ایک نہیں تو دو تین آجائیں۔

ماہان یہ نظارہ دیکھ کر کانپ گیا۔ اس کے لشکر پر سکتے کا عالم طاری تھا۔ کوئی رومی میدان میں نکلنے کی جرأت نہ کر سکا۔ مجاہد زیادہ دیر انتظار نہ کر سکا۔ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اور پہلی صف پر حملہ کر دیا۔ ہراول کو للکارتا ہوا شیر کی مانند بڑھا۔ تلوار چمکی اور سر خرد ہو کر نکلی۔ نیزہ لہرایا۔ اور دشمنوں کا خون پی کر سیراب ہوا۔ ہراول میں بھگدڑ مچ گئی۔ صف درہم برہم ہو گئی۔ بہت سے دشمن جہنم رسید ہوئے۔ مجاہد نے گھوڑا پھیرا۔ صف سے نکلا۔ اور میدان میں آکر للکارا، خدا کے دشمنو! شیطان کے حلیفو! آؤ ایک مجاہد سے آنکھ لڑاؤ۔ بہادر ہو تو اپنی بہادری دکھاؤ۔ میدان تمہارا منتظر ہے۔ میری تلوار ابھی تمہارے خون کی پیاسی ہے۔

ماہان نے اگلی صف کو بڑھایا، اور حملے کا حکم دیا۔ خالدرضؓ پکارے! عبدالرحمٰن واپس آجاؤ۔ تم نے حیرت انگیز شجاعت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اب ہمیں بھی ثواب کے حصول کا موقعہ دو!

عبدالرحمٰن رضؓ سردار کے حکم پر واپس آگیا۔ اور مجاہدوں کی اگلی صف آگے بڑھی دونوں فوجیں مل گئیں۔ مجاہدوں کی تلواریں چمک چمک کر دشمنوں پر برسنے لگیں مگر رومیوں نے صرف بچاؤ کی خاطر لڑائی کی۔

آفتاب نے رومیوں کی بزدلی کی شرم رکھی۔ اور ایوان مغرب میں داخل ہو گیا۔ اندھیرے کے بادل ہر سمت سے امڈ آئے۔ اور دوست دشمن کی تمیز اڑا دی۔ دونوں فوجیں ایک دوسری سے جدا ہوئیں اور اپنے اپنے کیمپ

Marfat.com

میں پہنچ گئیں۔ میدان میں فقط اندھیرا رہ گیا۔ جس نے رومیوں کی لاشوں پر سیاہ چادریں ڈال دیں۔ اور رات خاموشی سے ان پر سسکیاں بھرنے لگی۔

(۴)

پو پھٹی، مجاہد اُٹھے۔ وضو کیا۔ اور ہاتھ باندھے خدا کے حضور حاضر ہو گئے نماز پڑھی خشوع و خضوع سے دعائیں مانگیں ہتھیار بدن پر سجائے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور میدان میں آ گئے۔ صفیں درست کیں۔ اور رومی کیمپ سے فوج کے آنے کے منتظر رہے۔ مگر حریف کا لشکر میدان میں نہ آیا۔ حیران ہوئے کہ انہیں کیا ہوا۔ کوئی سردار چل بسا، یا فوج ہی کو سانپ سونگھ گیا۔

جاسوس آئے اور بتایا کہ ماہان نے شاہ ہرقل سے رہنمائی کی درخواست کی ہے اور جب تک وہاں سے جواب نہیں آئے گا، رومی خاموش رہیں گے۔

حضرت خالد رض نے حضرت ابو عبیدہ رض سے کہا۔ خدا نے دشمن پر دہشت طاری کر دی ہے۔ ہمیں اس سے فائدہ اُٹھا کر حملہ کر دینا چاہیئے۔ تاکہ دشمن کی بے دلی کا فائدہ اُٹھا سکیں۔ اور اسے سنبھلنے نہ دیں۔

حضرت ابو عبیدہ رض نے جواب دیا۔ جلد بازی درست نہیں۔ جلدی کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ ہمیں بھی اپنے لشکر کو آرام کا موقع دینا چاہیئے۔

ناچار اپنے سردار کے حکم کے مطابق مجاہد کیمپ میں واپس آ گئے۔ سات دن تک میدان جنگ لڑائی کے ہنگامے سے محروم رہا۔ اس عرصہ میں حضرت خلیفہ ثانی رض نے سات ہزار مجاہدوں کی کمک بھیج دی۔

Marfat.com

رومی جاسوسوں نے باہان کو اطلاع دی کہ اسلامی لشکر بے فکری کی نیند سوتا ہے۔ نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا ہے۔ ان میں لڑائی کا کوئی چرچا نہیں اور وہ اس وقت تک میدان میں نہیں آئیں گے۔ جب تک ہم میدان کا رُخ نہ کریں گے۔

باہان نے اپنے سرداروں سے کہا۔ کتنا اچھا موقعہ پیدا ہوا ہے۔ ہم ان کی غفلت اور بے فکری سے فائدہ اٹھائیں گے۔ آج رات سارے لشکر کو تیاری کا حکم دے دو اور صبح ہوتے ہی حملہ کر دو۔

رات بھر حملہ کی تیاری جاری رہی۔ صبح ہوتے ہی رومی لشکر حرکت میں آ گیا۔ صفیں درست کر کے میدان میں بڑھا۔ اسلامی پہرہ دار دوڑے ہوئے آئے اور دشمن کی آمد کی اطلاع دی۔

حضرت ابوعبیدہ رضؓ گھبرا گئے۔ حضرت خالد رضؓ سے کہا۔ اے ابا سلیمان ہم تو تیار نہیں ہیں۔ اور دشمن آ پہنچا ہے۔ کوئی تدبیر کرو۔ تاکہ ہمارا لشکر ہتھیار پہن کر تیار ہو سکے۔

حضرت خالد رضؓ نے کہا، آپ نے ان کی بدحواسی سے فائدہ نہ اٹھایا اب وہ ہماری غفلت سے فائدہ اٹھائیں گے۔ میں پانچ سو مجاہدوں کے ساتھ اس سیلاب کو روکنے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپ جلدی سے لشکر کو لے کر مجھ سے آ ملیں۔

یہ کہہ کر پانچ سو مجاہد ساتھ لیے ان کی صفیں درست کیں اور دشمن کے سیلاب پر بند باندھنے کے لیے چل پڑے۔ رومی بڑے زور و شور سے

Marfat.com

بڑھے آرہے تھے۔ طوفان بلا کی طرح چڑھے آرہے تھے۔ انہیں خیال بھی نہیں تھا کہ ہمیں کوئی روکے گا اور پوچھے گا۔ کہ میاں! کدھر کا ارادہ ہے۔ بس بے خبری میں جا پڑیں گے۔ اور اسلامیوں کو تلواروں پر رکھ لیں گے۔

جونہی قریب آئے مجاہدوں کو تیار پایا۔ ٹھٹک گئے۔ انہیں قدموں پر ٹھہر گئے۔ دہشت کے مارے حملے کی جرأت نہ کر سکے۔ اتنے میں حضرت ابوعبیدہ رض لشکر کو تیار کر کے میدان میں لے آئے۔ حضرت خالد رض نے رومیوں کے لشکر کی ترتیب دیکھی تو حضرت ابوعبیدہ رض سے کہا۔ آپ لشکر کی پشت پر چلے جائیں۔ کیونکہ رومی بڑی تیاری کے ساتھ آئے ہیں۔ تیس ہزار جوان زنجیروں سے بندھے ہیں۔ اور مرنے مارنے پر آمادہ ہیں۔ آپ پشت پر ہوں گے تو عورتیں محفوظ ہوں گی۔ اگر کوئی سپاہی بھاگے گا تو اسے آپ سے شرم آئے گی۔

سپہ سالار نے یہ بات مان لی اور تین سو سوار لے کر پشت پر چلے گئے۔ عورتوں سے کہا آج کا دن بہت سخت ہے، تم ہوشیار رہو، اپنے خیمے سنبھال لو، اور بھاگنے والوں پر پتھروں کی بارش کر دو۔ خدا کو یاد کرو اور اس سے فتح و نصرت کی دعا مانگتی رہو۔

قبیلہ ازد کا ایک نوجوان آیا۔ اور بولا میں میدان میں جاتا ہوں۔ اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پیغام دینا ہو تو فرمایئے!

سپہ سالار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا سلام کے بعد عرض کرنا کہ حضور نے ہم سے جو وعدے فرمائے تھے وہ برحق پائے

ازدی نوجوان دیوانہ وار میدان میں کود گیا۔ گھوڑے کو چکر دیا اور مقابلہ کے لیے حریف طلب کیا۔ ایک زرہ پوش رومی گھوڑا دوڑاتا، نیزہ ہلاتا آیا، اور آتے ہی حملہ آور ہوا۔ مجاہد نے اس کا وار خالی دیا۔ اور ایسا تاک کر نیزہ مارا کہ زرہ توڑ کر سینہ کا کینہ تک نکال گیا۔ رومی گھوڑے سے گرا اور موت نے اسے اپنے پاؤں سے مسل دیا۔ ایک اور رومی تیزی سے آیا اور آتے ہی اپنے پہلے دوست کے ساتھ زمین گیر ہوا۔ اس طرح ازدی مجاہد نے چار رومی موت کے گھاٹ اتار دیئے۔ پانچواں ایک تجربہ کار جنگجو تھا۔ ازدی مجاہد تھکا ہوا تو تھا ہی۔ گھوڑا بھی تھک کر سست ہو گیا تھا۔ رومی نے گھوڑے کو اس طرح چکر دیئے کہ تھکا ہوا گھوڑا اور مجاہد لوہ تھک گئے۔ جب اس نے مجاہد کو سست پایا تو نیزہ اٹھایا۔ جسے مجاہد سنبھال نہ سکا۔ اور دشمن کے نیزہ سے چھد کر رہ گیا۔

قبیلہ ازد کے مجاہد غضبناک ہو کر بڑھے۔ اور عام حملہ شروع ہو گیا۔ رومی میمنہ اسلامی میسرہ سے ٹکرایا۔ تلواریں کاٹنے کو بڑھیں۔ اسلامی میسرہ نے پہلی صف کو رگیدا۔ وہ بھاگی تو دوسری صف نے حملہ کر دیا۔ وہ مار کھا کر ہٹی تو تیسری صف آن ٹکرائی اور اس جوش سے حملہ کیا کہ قبیلہ زبید کے مجاہد مقابلہ سے عاجز آ گئے۔ پیچھے ہٹتے، رومی بڑھے۔ عمر بن معدی کرب نے اپنی قوم کو بھاگتے دیکھا، تو پکارے بنی زبید! شرم کرو، خدا سے ڈرو، دشمن کی پروا نہ کرو، خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے، خدا کے حضور کیسے آؤ گے، شرماؤ، اپنی غلطی پر پچھتاؤ، کٹ مرو لیکن دشمن کو پیٹھ نہ دکھاؤ،

بنی زبید یہ سنتے ہی پلٹے اور سخت حملہ کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ اپنی قوم ازد کو لے کر بڑھے، طوفان کی طرح چڑھے، دوسرے قبائل نے بھی زور باندھا رومیوں کو مارا، للکارا، پیچھے دھکیلا۔ جام مرگ ان کے منہ میں انڈیلا۔

رومی میسرہ اسلامی میمنہ سے ٹکرایا۔ قیامت کا رن پڑا، میمنہ تاب نہ لا کر پیچھے ہٹا، رومی دھکیلتے ہوئے عورتوں تک پہنچ گئے۔ ابوسفیان بھی ان بھاگنے والوں میں شامل تھا۔ اس کی بیوی ہند نے خاوند کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ اور کہا، جہالت کے زمانہ کے بہادر سپہ سالار! یہ کیا حال ہے۔ تو اسلام لا کر بزدل ہو گیا۔ شرم و حیا کو چھوڑ دیا۔ لے میرے کپڑے پہن کر بیٹھ جا۔ میں تیری جگہ پر دشمنوں کا مقابلہ کرتی ہوں۔

بیوی کے یہ الفاظ بجلی کا اثر رکھتے تھے۔ ابوسفیان نے پکار کر کہا، "بھاگنے والو! ہم عورتوں کی زبان سے نہیں بچ سکتے۔ خدا کی گرفت سے کیسے بچیں گے۔ شمشیر زبان کے زخم کھانے سے شمشیر دشمن سے گھایل ہونا آسان ہے۔ آؤ پلٹو! شہید ہو، یا غازی!

ابوسفیان کے ہمراہی پلٹے، دشمنوں میں گھس گئے۔ عورتوں نے بھی ہتھیار اٹھائے اور مردوں کے دوش بدوش لڑنے لگیں۔ عورتوں کو لڑتے دیکھ کر بھاگنے والے اس جوش سے حملہ آور ہوئے کہ رومی پیچھے ہٹنے لگے۔ ضرارؓ کی بہن خولہ اور دوسری عورتوں نے وہ تلوار چلائی۔ کہ رومی دنگ رہ گئے۔ خولہؓ اور کئی دوسری عورتیں زخمی ہوئیں۔ مگر ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹیں۔ حملہ آور پیچھے ہٹے ہی تھے کہ ایک اور رومی صف ان سے آ ملی۔ اسلامی میمنہ پھر شکست سے

وچار ہوا عورتیں شمشیر بکف آئیں۔ اور اپنے بھائیوں کے ساتھ دشمن پر جھپٹ
ہیں، تلوار چل رہی تھی اور زرہ مرتی مارتی بڑھ رہی تھیں۔ اتنے میں حضرت
الازور رض خدائی تلوار چمکاتے اپنے دستے کے ساتھ آگئے۔ ان کی آنکھوں میں
ن اتر آیا۔ عورتوں کو آفرین کہی۔ اپنے بہادروں کو للکارا، تمہاری زندگی میں
رتوں کی بے حرمتی! مجاہدو! دشمن سے اس گستاخی کا انتقام لو۔ ضرار رض
نے فوراً نیزہ تانا اور دشمنوں کے سینے چھلنی کرنے لگا۔ وہ مارتا، للکارتا دریجان
ت پہنچا۔ بجلی بن کر گرا۔ اور نیزے کے ایک وار سے اسے جہنم کا راستہ
ھا دیا۔

جرجیر نے مسلمانوں کو میمنہ اور میسرہ میں الجھا دیکھا تو اپنے زنجیری دستے
بڑھایا اور قلب پر حملہ کر دیا۔ مجاہد جم کر لڑے مگر رومی انہیں دباتے ہی
ئے۔

حضرت خالد رض نے میمنہ اور میسرہ کو سنبھال کر قلب کا رخ کیا۔ اور
ں شدت سے حملہ کیا کہ زنجیری دستہ بھاگ نہ سکا۔ بھیڑ بکریوں کی
رح ذبح ہونے لگا۔ جو بچے وہ پیچھے کو بھاگے، اور اپنے لشکر میں جا ملے
ونوں لشکروں نے کچھ دیر کے لیے ہاتھ روک لیے۔ کیونکہ اب ان کے
میان کافی فاصلہ تھا۔ جلد جلد اپنی صفیں درست کیں اور جنگ کے لیے
ار ہو گئے۔

اب لڑائی نے پھر رنگ بدلا۔ ایک رومی زرہ پوش میدان میں آیا اور للکارا
ں جوان ہے جو میرے مقابلہ پر آتے ہے؟

Marfat.com

ایک ازدی جوان اس کے مقابلہ پر آیا۔ رومی نے چند وار بچائے اور موقع پاکر ایسی تلوار ماری کہ مجاہد کٹ کر شہادت کی گود میں جا سویا۔

معاذ بن جبل اپنا جھنڈا لیے کھڑے تھے۔ انہوں نے میدان میں جانے کی اجازت مانگی۔ سپہ سالار نے کہا اپنا جھنڈا سنبھالے رہو۔ اور اپنی جگہ نہ چھوڑو۔ چنانچہ وہ رک گئے۔

معاذ رض کا نوجوان بیٹا عبدالرحمن رض باپ کی اجازت لے کر میدان میں اترا۔ رومی پر حملہ کیا۔ رومی نے وار خالی دیا۔ اور موقعہ پاکر ایسی تلوار ماری کہ مجاہد زخمی ہوا، اور واپس لشکر میں آگیا۔

رومی کا غرور بڑھا، وہ میدان میں للکارا، گھوڑے کو چکر دیے اور اسلامی فوج پر حملہ آور ہوا۔ مجاہدوں نے اسے آگے بڑھنے نہ دیا۔ وہ پیچھے ہٹا اور پھر میدان میں آکر پکارا۔ رومیوں کے منہ آنے والے عربو! آؤ میری تلوار کی دھار آزماؤ!"

عامر بن طفیل یہ سن کر میدان میں کودا، بجلی کی طرح آیا اور رومی پر نیزے کا وار کیا۔ رومی نے ڈھال پر وار سنبھالا اور ڈھال کو اس طرح پھرایا کہ نیزہ ٹوٹ گیا۔ مجاہد نے فوراً تلوار سنبھالی، اور رومی کے سر پر اس زور سے ماری کہ خود کٹا، سر دو پارہ ہوا، گردن کی دو پھانکیں کیں، سینے کو چیرا، اور پورے جسم کے دو ٹکڑے کر دیے۔ ایک گھوڑے کے دائیں گرا، دوسرا بائیں۔ مجاہد نے نعرہ تکبیر بلند کیا، اور پکار کر کہا۔ رومی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اے رومیو! تم ہی کوئی اپنا جگر پارہ بھیجو!

جبلہ بن ایہم دوہری زرہ پہنے کھڑا تھا۔ جوش کھا کر میدان میں آیا۔ دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے۔ مجاہد کی تلوار زرہ کو نہ کاٹ سکی۔ مگر جبلہ کی تلوار عامرؓ کو جام شہادت پلا گئی۔ جندبؓ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور جبلہ کے سامنے آکر رکا۔

ایک نوجوان کو جو ابھی شباب کی منزل میں قدم رکھ رہا تھا، دیکھ کر جبلہ نے پوچھا:۔

نوجوان! تم کون ہو؟ تمہارے ابھی کھیلنے کے دن ہیں۔ موت کو دعوت نہ دو۔ کسی تجربہ کار بہادر کو آنے دو۔"

جندب نے کہا، میں اس شہید کا بیٹا ہوں جو ابھی تمہارے ہاتھ سے ریگزار بہشت بریں ہوا ہے۔ میں اپنے باپ کا بدلہ لوں گا۔ خود شہید ہوں گا۔ یا تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا۔ ہمارے لیے شہادت حیات جاوداں ہے۔ اگر تم میری تلوار سے بچ گئے تو کسی دوسرے کو طلب کرنا۔

جبلہ حیران تھا کہ یہ کیسی قوم ہے جس کے بچے بھی گھوڑے دوڑاتے اور تلواریں چمکاتے ہیں۔ موت کو زندگی سمجھتے ہیں۔ اور زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ موت کی راہوں میں باہیں ڈال دیتے ہیں۔ اور مسکراتے ہیں۔

جبلہ اسی حیرت میں تھا کہ جندب نے گھوڑے کو جلدی کیا اور جبلہ پر حملہ کر دیا۔ نیزوں کی سنانوں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔ گھوڑے پسینے میں نہا گئے۔ مجاہد کی پھرتی سے رومی حیران تھے اور لشکر اسلام شاداں تھا۔ جندب نے احتیاط کو بالائے طاق رکھا۔ بہت قریب آکر

Marfat.com

حملے کرنے لگا۔ جبلہ نے موقع پاکر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ جندب بچ نہ سکا اور شہید ہو کر اپنے باپ سے جا ملا۔

جبلہ کاوٹ سے چور چور ہو رہا تھا۔ مجاہد سے گلو خلاصی ہوئی، تو گھوڑے کو ایڑ لگا کر میدان سے نکل بھاگا اور اپنے لشکر میں جاکر دم لیا جندب کے قبیلے نے اپنے دو بھائیوں کو خاک و خون میں تڑپتے دیکھا، تو تاب نہ رہی۔ شیروں کی طرح بڑھے۔ اور بنی غسان پر جا پڑے اس زور کا حملہ کیا کہ بنی غسان کے خون میں تلواریں نہا گئیں۔ ان کا علمبردار قتل کیا۔ علم زمین پر گرا، بنو غسان علم لینے کو بڑھے، مگر جندب کے قبیلہ نے انہیں تہ تیغ کر کے رکھ دیا۔ علم چھین لیا۔ اور مار مار کر بھگا دیا۔ رومی لشکر سراسیمہ ہو کر بھاگا، علم کی دھجیاں میدان میں بکھر گئیں۔ جنگاہ میں لہو کا سیلاب بہ نکلا۔ آفتاب نے دہشت زدہ ہو کر آنکھیں بند کر لیں تاریکی دوڑی ہوئی آئی۔ اور دونوں فوجوں کے درمیان حائل ہو گئی۔ رومیوں نے طبل بازگشت بجایا۔ مجاہدوں سے چھٹکارا پایا۔ دم دبا کر بھاگے اور کیمپ میں جا پہنچے۔ مجاہد بھی اپنے کیمپ کو لوٹے۔ مگر اپنے مجاہدوں کی شہادت پر اشکبار تھے۔

(۴)

میدان جنگ تاریکی کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ آسمان نے ستاروں کی شمعیں جلا رکھی تھیں۔ چاند سہما سہما مشرق سے نکلا اور ڈرتے ڈرتے ستاروں کے پاس سے گزرا، وہ خاموش تھا اور ستاروں کی گلیوں میں سے گزرتا

سر پر آیا۔ پھر ڈھل گیا۔ میدان کا غبار اس کے چہرے کو غبار آلود کر رہا تھا۔ ہوا خاموش تھی۔ چاند کے چہرے سے گرد کون پونچھتا؟ صبح قریب آئی مشرق سے روشنی کی کرن پھوٹی۔ اللہ اکبر کی آوازوں نے مجاہدوں کو بیدار کیا۔ وہ اٹھے، وضو کیا اور خدا کے حضور جھک گئے۔ فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ ہتھیار لگائے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور میدان میں آ گئے۔

رومی لشکر بھی میدان میں آیا۔ اور اپنی صفیں درست کر کے آمادۂ پیکار ہوا۔ اسلامی میمنہ پر دس ہزار زرہ پوشوں نے حملہ کیا۔ مجاہد پیچھے ہٹے، مگر ان کے سردار عمرو بن عاص نے پکار کر کہا "بہشت تلواروں کے سائے میں ہے جوانو! بہشت پر قبضہ کرو۔ جہنم کی طرف جانے سے اپنے قدم روک لو۔"

مجاہد یکدم پلٹے اور رومیوں کو مار مار کر بھگا دیا۔ جرجیر نے شرجیلؓ بن حسنہ پر تیس ہزار جوانوں سے حملہ کیا۔ مجاہد اس حملے کو نہ روک سکے، اور پسپا ہونے لگے۔ حتیٰ کہ شرجیلؓ بن حسنہ کے ساتھ صرف پانچ سو جوان رہ گئے۔ شرجیلؓ نے رومیوں کو للکارا، اپنے مجاہدوں کو پکارا۔ عرب کے غیور بہادرو! کیا غیرت کا یہی تقاضا ہے کہ سردار تو لڑ رہا ہو، اور اس کے سپاہی بھاگ رہے ہوں۔ زندگی ناپائیدار ہے۔ بہشت کی حیات دوامی کی طرف بڑھو، دوزخ سے بچو! اپنی تلواروں سے دشمن کا صفایا کرو۔ خدا اور رسولؐ کی رضامندی حاصل کرو!

مجاہد یہ آواز سنتے ہی پلٹے، دیوانہ وار حملہ کیا، موت سے کھیل گئے رومیوں کو دبایا، اور دھکیل کر پیچھے ہٹا دیا۔

رومیوں کا پہلا حملہ ناکام ہوگیا، حضرت خالدؓ نے رومی میمنہ پر اور قیس بن ہبیرہؓ نے میسرہ پر اس شدت سے حملہ کیا کہ رومی بھاگ نکلے۔ مجاہد انہیں دباتے ہوئے کاٹتے گراتے ماہان کے شامیانے تک جا پہنچے۔ ماہان نے مجاہدوں کو دیکھ کر گھبرایا۔ اپنے محافظ دستے تیر اندازوں کو بڑھایا۔ یکدم تیروں کا مینہ برس گیا۔ مجاہدوں کا حملہ رک گیا۔ ماہان کی جان میں جان آئی۔ جلدی سے صفیں درست کیں۔ اور انفرادی جنگ لڑنے کے لیے ایک رومی کو میدان میں بھیجا۔ رومی کیا تھا ایک لوہے کا ستون تھا، زرہ پر زرہ پہنے ہتھیار لگائے پوری طرح مسلح تھا۔ قد و قامت میں دیو معلوم ہوتا تھا۔ سارے جسم پر لوہے کا خول تھا، صرف آنکھیں لوہے سے پاک مگر غرور سے ناپاک تھیں۔ اس نے میدان میں آتے ہی گھوڑے کو ہیکر پہ چکر دیئے۔

ذوالکلاع حمیری میدان میں نکلے۔ رومی سے نیزہ بازی ہونے لگی۔ کسی کے زخم نہ آیا۔ نیزوں کی سنانیں ٹوٹ گئیں۔ اور انہیں بیکار سمجھ کر پھینک دیا گیا، تلواروں نے نیاموں سے منہ نکالا۔ ایک دوسری کو دیکھا بھالا۔ آپس میں ٹکرائیں دھار پر دھار لگی۔ وار پر وار ہونے لگے۔ مجاہد کی تلوار خود پر پڑی اور اچک گئی۔ رومی کی تلوار سے مجاہد کا بازو زخمی ہوا۔ وہ گھوڑا پھیر کر اپنے لشکر میں آیا۔ زخم سے خون کی ندی بہ رہی تھی۔ اسے دھو کر باندھا گیا۔ مجاہد نے اپنے قبیلہ کے جوانوں کی طرف دیکھا اور کہا۔ کیا اب کوئی میدان میں نہ نکلے گا؟ رومی للکار رہا ہے اور تم خاموش ہو!

ایک حمیری مجاہد نے اجازت پائی، گھوڑے کو ایڑ لگائی اور پلک جھپکنے

Marfat.com

ہیں رومی کے مقابل پہنچ گیا۔ رومی بھی حملے کے لیے بڑھا۔ مجاہد نے نیزہ مارا اور اس زور سے مارا کہ پیٹھ توڑ کر نکل گیا۔ رومی گھایل ہو کر گھوڑے سے گرا، اور تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔

رومی صف سے ایک اور زرہ پوش بجلی کے گھوڑے پر سوار آیا۔ مگر مجاہد نے اسے سنبھلنے نہ دیا۔ تاک کر نیزہ مارا اور گھوڑے کی پیٹھ کا بوجھ ایک طرف لڑھکا دیا۔ تیسرا رومی بڑے فخر سے بکتا جھکتا مجاہد پر لپکا، مجاہد نے اسے بھی زمین پر دے ٹپکا۔ چوتھا رومی گھوڑا دوڑاتا، نیزہ لہراتا، تلوار چمکاتا بڑھا۔ مجاہد نے کمان ہاتھ میں لی۔ بسم اللہ پڑھی، خدا سے نصرت مانگی، اور تیر چلا دیا۔ یہ تیر رومی کا استقبال کرتا ہوا اس کے سینے سے پار ہو گیا۔ وہ ہائے کہہ کر گرا۔ تھوڑی دیر تڑپا۔ پھر ایک بے جان لاش تھا۔

اسلامی لشکر نے خوشی کا نعرہ لگایا۔ تکبیر کی آواز سے کفر کے کان بہرے ہو گئے۔ رومیوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ ڈرے سہمے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ اب میدان میں کون جائے! کون بہادری کے جوہر دکھائے؟

پچھلی صف سے ایک رومی سردار، بہادری کے نشے میں سرشار وارد میدان ہوا۔ جوان تھا، قد آور تھا، موٹا تازہ تھا۔ شجاعت کا بل بازوؤں میں تھا۔ دل میں حوصلہ کا دریا موجزن تھا۔ آتے ہی پکارا، عربو! میں ایک سردار اور سردار زادہ ہوں، میرے مقابلہ پر کوئی سردار آئے۔ بہادری کا جوہر دیکھے اور دکھائے۔ میں عام سپاہی سے نہیں لڑوں گا۔

حضرت شرجیلؓ بن حسنہ علم لیے کھڑے۔ انہوں نے علم اپنے نائب

کے حوالے کیا۔ گھوڑے کو اشارہ کیا۔ اور رومی سردار کے مقابلہ پر آ گئے۔ نیزہ بازی ہونے لگی۔ جنگی کرتب نمایاں ہوئے۔ مگر فتح و ظفر کسی کے حصے میں نہ آئی شرجیل نے ایک اور داؤ کھیلا۔ گھوڑے کو پھرایا اور اپنے لشکر کی طرف چل دیے۔ رومی سمجھا یہ بھاگا، گھوڑا پیچھے ڈالا۔ شرجیل رضؓ نے گھوڑے کی باگ موڑی اور رومی پر تلوار کا وار کیا۔ وار خالی گیا۔ تلواریں ایک دوسرے کی زندگی کا رشتہ کاٹنے نکل آئیں۔ ڈھالیں بچاؤ کرتی رہیں۔ حتیٰ کہ خود تلواروں کے دانت نکل آئے تلواریں پھینک دی گئیں۔ اور دونوں آپس میں گتھ گئے۔ ضرار رضؓ نے دیکھا کہ رومی طاقت میں زیادہ ہے اور شرجیل رضؓ روزے رکھ رکھ کر کمزور ہو گئے ہیں۔ قریب ہے کہ رومی انہیں زمین پر دے پٹخے۔ وہ فوراً گھوڑا دوڑا کر آیا رومی نے شرجیل رضؓ کو چھوڑا اور ضرار رضؓ پر حملہ کیا۔ وار خالی گیا۔ ضرار رضؓ نے تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ رومی کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ لشکر اسلام نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور رومیوں پر اوس پڑ گئی۔ ایک دوسرا رومی زرہ پوش نیزہ لہراتا، میدان میں آیا۔ زبیر رضؓ بن عوام نے اسے للکارا۔ آتے ہی ایک ایسا ہاتھ مارا، کہ رومی مولی کی طرح کٹ کر گر گیا۔ ایک اور رومی زبیر رضؓ کے مقابل ہوا۔ وہ بھی مجاہد کی تلوار کا لقمہ بنا۔ اسی طرح مجاہد کے ہاتھوں چار رومی یکے بعد دیگرے موت کی آغوش میں جا سوئے۔

حضرت خالد رضؓ نے پکار کر کہا۔ زبیر رضؓ واپس آ جاؤ۔ تم نے حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اور خدا و رسول کی خوشنودی حاصل کر لی ہے آ جاؤ۔ شاباش! صد ہزار شاباش!

Marfat.com

سردار کے حکم پر زبیرؓ واپس آ گئے۔ اتنے میں ایک اور رومی نے میدان میں آ کر شور مچایا۔ عربو! آؤ تمہارا حوصلہ دیکھوں۔ تمہاری شجاعت کے پرخچے اڑاؤں۔ تمہاری بوٹیاں چیل کوؤں کی خوراک بناؤں۔

حضرت خالدؓ کو اس کی یہ شیخی پسند نہ آئی۔ گھوڑے کی باگ اٹھائی۔ اور میدان میں آ گئے۔ رومی حملہ کے لیے بڑھا۔ مجاہد نے گھوڑے کو مہمیز کیا رومی کے گرد ایک چکر لگایا۔ تلوار چمکی اور رومی کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ نظارہ دیکھ کر ماہان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس نے ایک لاکھ تیر اندازوں کو تیر افگنی کا حکم دیا۔ یکبار تیر آندھی بن کر آئے۔ اور مسلمان ان کا نشانہ بنے۔ سات سو مجاہد ایک ایک آنکھ دے بیٹھے۔ گھوڑے زخمی ہو کر پیچھے کو بھاگے ایک قیامت کا ہنگامہ بپا ہو گیا۔ قریب تھا کہ رومی غالب آ جائیں اور مجاہد مغلوب۔ کہ حضرت خالدؓ نے مجاہدوں کو للکارا، تیر اندازوں پر حملہ کر دو۔

سردار کی آواز میں بجلی کا اثر تھا۔ مجاہد بے خوف ہو کر بڑھے۔ اور تیر اندازوں سے جا ملے۔ تلواریں کاٹنے لگیں۔ نیزے چھیدنے لگے۔ وہ قیامت بپا ہوئی کہ تیس ہزار رومی کاٹ کر پھینک دیئے۔ حضرت خالدؓ کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں، ضرارؓ ازور، زبیرؓ بن عوام اور دوسرے مجاہدوں نے شجاعت کا حق ادا کر دیا۔ رومی جو بڑھے آ رہے تھے پیچھے کو بھاگے، اور اپنے لشکر میں غائب ہو گئے۔

حضرت خالدؓ کو ابھی چین نہ تھا، اتنے سخت قتال سے بھی ان کا دل نہیں بھرا تھا۔ وہ پھر میدان میں آئے۔ اور پکارے۔ رومیو! آؤ!

Marfat.com

اپنی شجاعت کے جوہر دکھاؤ، اتنے بڑے لشکر میں ایک بھی ایسا غیور نہیں جسے غیرت میدان میں لے آتے؟

ایک زرہ پوش رومی میدان میں آیا، اور آتے ہی حملہ آور ہوا۔ مجاہد نے ایک ہی وار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور پھر للکارا۔ مگر اب کسی رومی کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ میدان کا رخ کرے۔

حضرت ابوعبیدہ رض نے کہا۔ خالدؓ! سیف اللہ! تم تھک گئے ہو واپس آجاؤ۔ اور اپنی جگہ سنبھالو!

مجاہد نے سردار کا حکم سنا، میدان کو چھوڑا، پیچھے کو گھوڑا موڑا، اور اپنے لشکر میں شامل ہو گئے۔ رومی دیواریں خاموش کھڑی تھیں، لاشوں سے میدان بھرا پڑا تھا۔ آفتاب دن بھر کے قیامت خیز ہنگاموں سے اکتا گیا اور آرام کی تیاری کرنے لگا۔ رومی واپس پلٹے، اپنے کیمپ کی طرف ہٹتے گئے میدان خالی رہ گیا۔ مجاہد بھی کیمپ میں آگئے۔ دن بھر کی لڑائی سے تھکے ہوئے تو تھے ہی۔ نمازیں پڑھ کر سو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ رض خود پہرہ دینے لگے گشت کر رہے تھے کہ دو سائے نظر آئے۔ آواز دی، پوچھا، کون ہو؟

جواب ملا، زبیرؓ اور اس کی بیوی اسماء رض بنت ابی بکر رض!

تم اس وقت کیا کر رہے ہو؟ حضرت ابوعبیدہ رض نے پوچھا۔

لشکر کی نگہبانی! آج مجاہد تھک گئے ہیں۔ ہم نے سوچا میدان جنگ ہے۔ اگرچہ دشمن تنگ ہے۔ مگر موقعہ کا متقاضی ہے۔ ہم اپنے لشکر کی نگہبانی کیوں نہ کریں۔ حضرت زبیر رض نے جواب دیا۔

Marfat.com

تم خود بھی تو تھکے ہوئے ہو۔ جاؤ آرام کرو، میں پہرہ دے رہا ہوں، حضرت ابو عبیدہ رض نے کہا۔

نہیں سردار! ہم اپنے بھائیوں کے آرام کے لیے اپنا آرام قربان کرتے ہیں۔ ہمیں آرام کی ضرورت نہیں۔ پاسبانی کا فرض انجام دینا ضروری ہے، حضرت زبیر رض نے جواب دیا۔

سردار نے ان کے لیے دعا کی، اور ان کے جذبہ اسلامی کی تعریف کی۔ رات بھر حضرت ابو عبیدہ رض، زبیر رض اور ان کی بیوی اسماء رض بنت ابی بکر رض پاسبانی میں مصروف رہے اور تھکے ہوئے مجاہد خوب مزے سے سوئے۔

(۵)

رات بخیر و خوبی گزری۔ مؤذن کی اذان سے مجاہد بیدار ہوئے۔ سپہ سالار رض نے نماز پڑھائی، ہاتھ اٹھائے۔ خدا کے حضور گڑگڑائے، رحمت حق جوش میں آئی، فرشتے فتح و ظفر کا تحفہ لے کر آئے۔ مجاہدوں کے چہرے دمکے، پیشانیوں کے انوار چمکے، امید کے چراغ روشن ہوئے۔ ناامیدی کے سائے ہٹ گئے۔ مایوسی کے بادل چھٹ گئے۔ روحانی سرور سے دل مسرور ہوئے، مسرت کی لہر آئی۔ سارے لشکر پر چھائی، حوصلے بڑھے، جوش کے دریا چڑھے، عروس شجاعت مسکرائی۔ دوشیزۂ دلاوری بن ٹھن کر آئی۔ آفتاب نے انگڑائی لی۔ کرنیں مسکراتی ہوئی بڑھیں۔ تاریکی بھاگی کونے کھدرے روشن ہو گئے۔

رومی قاصد حاضر ہوا۔ ماہان کا پیغام سنایا۔ جواب کا منتظر ہوا۔ سپہ سالار رض نے حضرت خالد رض سے مشورہ کیا۔ ماہان چند دن کی مہلت کا طالب ہے شہنشاہ کے حکم کا منتظر ہے۔

حضرت خالد رض نے کہا۔ ماہان بے ایمان ہے۔ وہ ہمیں پہلے بھی دھوکا دے چکا ہے۔ اب پھر فریب کا دام بچھا رہا ہے۔ ہمیں اس پر اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ پھر شب خون مارے گا۔ اور ہمیں غافل پا کر موت کے گھاٹ اتارے گا شہنشاہ سے کمک پائے گا۔ اور بے خبری میں ہم پر چڑھ آئے گا۔

حضرت ابو عبیدہ رض نے قاصد سے کہا۔ اب صلح کا وقت گزر چکا ہے۔ ہم مہلت دے کر جنگ کو طول دینا نہیں چاہتے۔ جب جنگ ناگزیر ہے تو پھر جنگ ہی صلح کی تدبیر ہے۔ ہم میدان میں آ رہے ہیں۔

ماہان نے جواب سنا تو دل گیر ہوا۔ بولا۔ جبیر! اگر مسلمان یہی چاہتے ہیں تو ہم بھی لڑیں گے، ابھی ہماری تعداد لاکھوں میں ہے۔ مسلمان کب تک اڑیں گے۔ آج میں خود میدان میں نکلوں گا، اور عربوں سے دو دو ہاتھ کروں گا۔

جرجبیر نے کہا۔ سردار! ہم ابھی زندہ ہیں۔ ہمارے ہوتے ہوئے آپ کیوں تکلیف کریں۔ میں آج عربوں کے سپہ سالار سے لڑوں گا۔ اور اسے ٹھکانے لگا کر فوج پر بڑھوں گا۔ خداوند یسوع مسیح کی مدد سے غالب ہوں گا۔ پھر آپ پورے لشکر سے حملہ کر کے عربوں کو گھیر لیں۔ اور کاٹ کر میدان میں بچھا دیں۔

ماہان خوش ہوا۔ لشکر کو میدان میں لے آیا۔ میمنہ، میسرہ درست کیا

اور اپنی فوج کا دل بڑھایا۔

مجاہدین بھی میدان میں آ کر جم گئے۔ دونوں حریفوں کے درمیان کھلا میدان تھا۔ نیچے زمین تھی، اوپر آسمان تھا۔ سائے کا نام نہ تھا۔ دونوں طرف جوش تھا۔ گھوڑوں کی ہنہناہٹ کا خروش تھا۔

جرجیر سر تا پا غرقِ آہن، گھوڑے پر سوار، نیزہ ہلاتا، شمشیر چمکاتا، میدان میں آیا۔ اور پکارا۔ میں رومی لشکر کا نامی سردار ہوں۔ سپہ سالار سے لڑائی اور مقابلے کا طلبگار ہوں!

حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے سنا، اپنا علم حضرت خالد رضؓ کو دیا۔ اور خود میدان کا قصد کیا۔ حضرت خالد رضؓ نے کہا۔ آپ مجھے اجازت دیں اور اپنی جگہ پر قائم رہیں۔ شب بیداری اور روزہ داری سے آپ کمزور ہو رہے ہیں۔ حریف مضبوط اور موٹا تازہ ہے۔

نہیں ابا سلیمان! رومی نے مجھے بلایا ہے۔ مجھے بھی خدا کی راہ میں شہادت کی آرزو ہے۔ میں خدا کے دشمن سے ضرور لڑوں گا۔ اگر میں زندہ رہا تو واپس آ کر علم لے لوں گا۔ نہیں تو تم لشکرِ اسلام کے سپہ سالار ہو گے۔

حضرت خالد رضؓ مجبور ہو گئے۔ علم لیا۔ سپہ سالار نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جرجیر کے سامنے پہنچ گئے، جرجیر نے پوچھا کیا تم ہی سپہ سالار ہو؟

حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے جواب دیا۔ مسلمان مجھے ایسا ہی سمجھتے ہیں

جرجیر نے اپنے گھوڑے کو چکر دیا۔ اور حضرت ابوعبیدہ رضؓ پر حملہ آور ہوا۔ دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ دونوں ایک دوسرے کے وار خالی دیتے

Marfat.com

رہے۔ جرجیر گھبرا گیا۔ وہ تھک چکا تھا۔ گھوڑے کی باگ پھیری اور بھاگ نکلا، مجاہد نے اس کا پیچھا کیا۔ وہ سنبھل کر پیچھے پلٹا اور سخت حملہ کر دیا۔ پوری طاقت سے تلوار کا وار کیا۔ خدا نے مجاہد کو محفوظ رکھا۔ اب مجاہد کی تلوار چمکی جرجیر پر پڑی، زرہ کٹی، اور سینہ چیر کر پیٹ میں اتر گئی۔ جرجیر گھوڑے سے گرا۔ خون کا فوارہ سا نکلا۔ کچھ دیر تڑپا، پھر ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا ہو گیا۔ مجاہد فتحمند ہو کر اپنے لشکر میں آملا۔

لشکر اسلام نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، فضا میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ رومیوں کے دل دہل گئے۔ ماہان کانپ گیا۔ اُف میرا دست راست بہادر جرجیر میرا ساتھ چھوڑ گیا۔ اب ہم پر اس کا انتقام لینا فرض ہو گیا۔

جرجیر کا ایک عزیز سرجیس گھوڑا دوڑاتا، بکتا جھکتا میدان میں آیا۔ اور حریف طلب کیا۔ مالک اشتر رضؓ فوراً گھوڑا دوڑاتا ہوا مقابلہ پر آیا سرجیس نے لپک کر حملہ کیا۔ مالک رضؓ نے وار خالی دیا۔ دونوں ایک دوسرے کو گھیر کر ہلاک کرنے کے لیے ایک دوسرے کے گرد چکر لگاتے اور وار پر وار کرتے رہے۔ مجاہد کے وار خالی جانے لگے تو اسے غصہ آگیا۔ گھوڑے کو چکر دیا اور سرجیس کی ران پر نیزہ مارا۔ سرجیس تو بچ گیا، مگر گھوڑے کی پسلی چھد گئی۔ وہ زمین پر سوار سمیت گرا۔ سرجیس جلدی سے اُٹھنا چاہتا تھا کہ مالک کا نیزہ اس کی گردن کو چھید گیا۔ وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپا، اپنے لشکر کی طرف ایک نگاہ کی، اور پھر ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کرلیں۔

مجاہد نے نعرہ لگایا اور پکار کر کہا:۔

Marfat.com

رومی بہادرو آؤ! میدان جنگ تمہارا منتظر ہے۔
سرجیس کو گھایل دیکھ کر ماہان بے قرار ہوگیا۔ موٹا تازہ اور وجیہہ شجاع تو تھا ہی۔ اس نے گرز اُٹھایا۔ گھوڑے پر سوار میدان میں آیا۔ مالکؓ سے پوچھا کیا تم خالدرضؓ ہو؟
مالکؓ نے کہا نہیں! میرا نام مالک اشتر ہے؟
ماہان نے کہا۔ میرا ارادہ خالدرضؓ سے لڑنے کا تھا۔ مگر خیر تمہیں قتل کرکے اس کی خبر لے لوں گا۔
مالک نے جواب دیا۔ تمہارے لیے تو میں ہی کافی ہوں، خالد رضؓ سے لڑنا تمہارے بس کا روگ نہیں۔ وہ سیف اللہ ہے۔ اس کا مقابلہ شیطانی تلوار نہیں کرسکتی۔
ماہان نے اپنا گرز اُٹھایا اور مالک پر حملہ کیا۔ دونوں حریف ایک دوسرے پر وار کرتے گئے۔ لڑائی میں زور آ گیا۔ ماہان نے موقع پاکر پورے زور سے گرز کا وار کیا۔ مالکؓ نے ڈھال پر روکا۔ گرز ڈھال سے پھسلا اور خود پر پڑا۔ خود کا کنارہ مالک کے ابرو میں گھس گیا۔ ماہان سمجھا، حریف قتل ہوا، مالک رضؓ نے زخم کی پروا نہ کی، تلوار لے کر جھپٹا۔ ماہان کا کندھا زخمی ہوا۔ اور اس میں گرز اٹھانے کی طاقت نہ رہی۔ اس نے گھوڑے کو موڑا اور اپنے لشکر میں جا گھسا۔ مالکؓ نے بھی گھوڑے کی باگ موڑی، اور اپنے لشکر میں آ گیا۔
خالد رضؓ نے سپہ سالار رضؓ سے کہا۔ عام حملہ کا حکم دیجیئے، اور اپنی فتح

سمجھ لیجیئے۔ دشمن کو اب سنبھلنے کا موقع نہ دیجئے!

سپہ سالار نے حملے کا بگل بجایا۔ مجاہدوں نے گھوڑے دوڑائے، تلواریں علم کیں اور رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ رومی کچھ دیر جم کر لڑے، مگر پھر بھاگ نکلے۔ ماہان قتل ہوا۔ لشکری میدان سے نکلنے کا رستہ نہ پائے، دریا میں کود بے، ندی میں ڈوبے، ہزاروں، تلوار کی دھار کے شکار ہوئے۔ جو بچے وہ دریا پار کر کے ذک دم بھاگے۔ خیمے، خرگاہ، سامان حرب اور ہتھیار مال و اسباب مسلمانوں کے لیے چھوڑ گئے۔

جب میدان صاف ہو گیا۔ تو اندازہ کیا گیا کہ ایک لاکھ پانچ ہزار رومی قتل ہوئے ہیں۔ اور چالیس ہزار گرفتار کیے گئے ہیں۔ مال غنیمت جمع کیا گیا، تو انبار لگ گئے۔ مسلمانوں نے دہیں خدا کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا۔

سپہ سالارؓ نے مال غنیمت کے ساتھ فتح کی خوشخبری حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کو لکھ کر بھیج دی۔

جنگ یرموک بہت بڑا معرکہ تھا۔ جو تین ہزار کے قریب شہداء نے اپنے خون سے جیتا۔ اور رومیوں سے اسلامی طاقت کا لوہا منوا لیا۔

اتنا کچھ ہو گیا۔ پچاس ہزار کے قریب انسان موت کی گود میں سو گئے رن کی زمین خون سے لت پت ہو گئی۔ لاشیں گھوڑوں کے سموں سے کچلی گئیں۔ رومی شہنشاہیت کی نبضیں ڈوبنے لگیں، نزع کا عالم طاری ہو گیا۔

Marfat.com

رومیوں نے جس دریا کو اپنی پناہ سمجھا، وہی چالیس پچاس ہزار کو اپنے پیٹ میں ہڑپ کر گیا۔ غرقاب انسانوں کے لاشے تیر رہے تھے۔ وہ انہیں کھلونے سمجھ رہا تھا، کبھی اچھالتا، کبھی ڈبوتا، کبھی کنارے پر لاتا، کبھی بھنور میں ڈال دیتا، اسے کچھ پروا نہ تھی۔ وہ بہہ رہا تھا۔ اسی روانی کے ساتھ، اسی طغیانی کے ساتھ، اس کی طوفانی لہریں اسی طرح شور مچاتی، پانی کے چھینٹے اڑاتی، شوخیاں کرتی رواں دواں تھیں۔

Marfat.com

جنگ بیت المقدس

جنگ یرموک نے رومی شہنشاہیت کی کمر توڑ دی۔ مجاہد کچھ عرصہ انتظار کرتے اور سستاتے رہے۔ پھر بیت المقدس کی طرف کوچ کا سلسلہ شروع کیا۔ پہلے دن یزید رضؓ بن ابی سفیان پانچ ہزار مجاہدوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ دوسرے دن شرجیل رضؓ پانچ ہزار کے لشکر کے ساتھ چلا۔ تیسرے دن مرقال رضؓ بن ہاشم اتنی ہی فوج لے کر بڑھا۔ چوتھے دن قیس رضؓ بن ہبیرہ نے پانچ ہزار جوانوں کے ساتھ بیت المقدس کی راہ لی۔ چاروں سردار چاروں دروازوں پر اُترے۔ قلعہ اور شہر کو محصور کر لیا۔ تین دن تک اہل شہر سے ملاقات نہ ہو سکی۔ نہ کوئی فوج قلعہ سے نکلی نہ کوئی اکا دکا شہری باہر آیا۔ نہ کسی نے ٹوکا نہ راستہ روکا۔

مجاہد حیران تھے کہ قلعہ اور شہر کے دروازے بند ہیں۔ کوئی پیغام ہے نہ سلام۔ آخر قصہ کیا ہے؟ یزید رضؓ بن ابو سفیان رضؓ سے ایک مجاہد نے پوچھا۔ ہم یہاں کب تک کس مپرسی کی حالت میں پڑے رہیں گے

Marfat.com

میں حملہ کا حکم دیجئے!

یزید رضؓ نے جواب دیا۔ ہمیں سپہ سالار رضؓ نے شہر کو محاصرہ کرنے کا حکم تھا۔ ہم اس حکم کی تعمیل کر چکے ہیں۔ اگر کوئی فوج سامنے آتی تو مقابلہ ہوتا۔ مگر اب تو ان کے حکم اور اجازت کے بغیر لڑائی چھیڑنا درست نہ ہوگا، مجاہد خاموش ہوگیا۔ یزید رضؓ نے اہل قلعہ کے پاس ایک قاصد روانہ کیا۔ تاکہ معلوم ہوسکے کہ اہل قلعہ صلح چاہتے ہیں یا جنگ؟

قاصد قلعہ کے قریب گیا۔ آواز دی، ایک رومی نے کھڑکی سے سر نکالا اور پوچھا کیا چاہتے ہو؟

قاصد نے جواب دیا۔ ہم یہاں اسلام کا پیغام پہنچانے آئے ہیں۔ کیا اس پیغام کو قبول کرتے ہو؟ اگر انکار ہے تو جزیہ ادا کرکے ہماری حفاظت میں آجاؤ۔ اگر یہ بھی نہیں مانتے تو تلوار کا فیصلہ قبول کرو!

رومی نے کہا۔ ہم تمہاری شرائط نہیں مانیں گے، ہمارے پاس شاہ روم کی فوج پہنچ چکی ہے۔ سامان حرب و رسد بھی کافی ہے۔ اہل شہر بھی مسلح، بہادر اور جنگجو ہیں۔ قلعہ مضبوط ہے اور اچھی طرح مستحکم کر لیا گیا ہے تم دس سال بھی پڑے رہو گے تو کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ آخر تمہیں تنگ آکر یہاں سے بھاگنا ہی پڑے گا!

قاصد نے جواب دیا۔ اگر تمہارا یہی ارادہ ہے۔ تو تم خود اس کے ذمہ دار ہو۔ ہم تمہارا کانٹا نکالے بغیر آگے نہیں بڑھیں گے۔ کیا تمہیں یرموک کی جنگ سے عبرت نہیں ہوئی؟

Marfat.com

رومی بولا۔ یہ موک کھلا میدان تھا۔ مقابلہ پر ماہر اور تجربہ کار نہ تھے تم نے فتح پالی۔ مگر یہ بیت المقدس ہے۔ ساری دنیا کا قبلہ ہے۔ اس پر حملہ کروگے تو خدا کا عذاب تمہارا استقبال کرے گا۔ اور ہم تمہاری بوٹیاں اُڑادیں گے۔

قاصد واپس آیا اور یزید سے ساری گفتگو بیان کی۔ یزیدؓ نے کہا۔ کوئی بات نہیں۔ ہم بھی تیار ہیں۔ سپہ سالار آجائیں۔ تو ان کا غرور توڑ دیا جائے گا۔

سپہ سالار کے انتظار میں دس دن گزر گئے۔ مجاہد بے تاب تھے کہ سردار آئیں اور حملے کا بگل بجائیں۔ بے کاری کے باعث زندگی مضطرب تھی آخر گیارھویں دن یہ کشمکش ختم ہوئی۔ دور سے غبار اُٹھا اور نعرۂ تکبیرت دشت و جبل گونج اُٹھے، سردار آپہنچے، مسلسل نعرہ ہائے تکبیر نے استقبال کیا۔ یزیدؓ نے حالات بیان کیے۔ سپہ سالار نے کہا۔ اگر یہی بات ہے تو کل خدا کا نام لے کر حملہ کردو!

رومیوں نے نعروں کی گونج سنی، حیران ہوئے۔ دریافت حال کے لیے جاسوس گئے۔ اور خبر لائے۔ اسلامی لشکر کے سپہ سالار اپنا لشکر لے آپہنچے ہیں۔

سردار قلعہ نے کہا پہلے ہی محاصرین کیا کم تھے کہ یہ بلا بھی نازل ہوگئی معاذ اللہ نہیں جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ تم چاک و چوبند رہو۔ دشمن سے نظ اپنے اپنے فرائض مستعدی سے ادا کرو۔ اور خداوند یسوع مسیح سے التجا

کہ وہ اس بلا کو ہم سے ٹال دے۔

اگلے دن صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مجاہدین نے حملہ کر دیا۔ مگر پتھروں اور تیروں کی مسلسل بارش نے پیش قدمی روک دی۔ شام تک کوئی مجاہد قلعہ کے قریب نہ پھٹک سکا۔

حضرت خالدؓ نے کہا۔ یوں قلعہ فتح نہ ہوگا۔ کل ہم بھی تیروں کا جواب تیروں سے دیں۔ اگلے روز اس پر عمل کیا گیا۔ یمن کے ماہر تیر اندازوں نے قلعہ پر تیروں کا مینہ برسا دیا۔ بہت سے رومی نشانہ بنے۔ ضرارؓ نے نیزہ پھینکا، اور کمان پر ہاتھ رکھ لیا۔ قلعہ کے بڑے برج پر رومی علم بردار کھڑا دیکھا۔ بسم اللہ پڑھ کر تیر چلایا۔ جو علم بردار کے سینے کو چھید کر نکل گیا۔ علم بردار گرا۔ اور جھنڈا زمین بوس ہو گیا۔ قلعہ میں شور نالہ و بکا بلند ہوا۔ اور لشکر اسلام سے خوشی کے نعرے گونجے۔

پورے چار ماہ اسی مشق تیر افگنی میں گزر گئے۔ رومیوں کی تعداد گھٹنے لگی اور ان کے دل ڈوبنے لگے۔ وہ سردار قلعہ کے پاس گئے۔ اور کہا یہ لڑائی تو ہمیں آہستہ آہستہ کر ختم کر دے گی۔ اب شہنشاہ سے کمک کی امید فضول ہے۔ عربوں سے صلح کر لینا ہی بہتر ہے۔ ورنہ کوئی دن آئے گا۔ کہ ہمارا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ اور ہمارے بیوی بچے عربوں کی لونڈیاں اور غلام بن جائیں گے۔ تم نے سنا ہے کہ عرب اپنے وعدہ کے سچے اور قول کے پکے ہیں۔ جن شہروں نے ان سے صلح کر لی ہے۔ وہ عزت سے زندگی گزار رہے ہیں۔ مسلمان ان سے صرف جزیہ لیتے ہیں۔ اور ان کے کسی کام میں دخل نہیں دیتے۔ راہبوں

Marfat.com

کو تنگ کرتے ہیں نہ خانقاہوں کو نقصان پہنچاتے ہیں، نہ کسی کی مذہبی رسوم میں مداخلت کرتے ہیں۔

سردار قلعہ نے جواب دیا۔ لاٹ پادری سے اس کے متعلق پوچھو، جو وہ حکم دیں ہم اس پر کاربند ہوں گے۔ اگر لڑنے کا حکم دیں گے تو ہم آخری دم تک لڑیں گے۔ اگر صلح کی اجازت دیں گے تو ہم صلح کر لیں گے۔

اہل قلعہ و شہر لاٹ پادری کے حضور میں گئے۔ اور اسے تمام حالات سے آگاہ کیا۔ لاٹ پادری نے کہا۔ یہ بیت المقدس ہے۔ کوئی عام شہر نہیں ہم اس صورت میں ہتھیار ڈالیں گے۔ کہ ان کا خلیفہ یہاں آئے۔ کیونکہ فاتح بیت المقدس کے کچھ خاص نشانات ہیں۔ اگر خلیفہ میں یہ نشانات موجود ہوئے تو ہمیں صلح کرنے میں تامل نہ ہوگا۔

سردار قلعہ نے لاٹ پادری کے حکم پر سر جھکا دیا۔ سپہ سالار اسلام کو پیغام بھیجا۔ کہ صلح اسی صورت میں ممکن ہے کہ حضرت خلیفہ رضؓ خود بیت المقدس تشریف لائیں۔

یہ پیغام سن کر حضرت سپہ سالار رضؓ نے اپنے سرداروں سے مشورہ کیا۔ حضرت خالد رضؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ نے کہا اگر اس طرح صلح ممکن ہے تو آپ حضرت خلیفہ رضؓ کو ضرور بلوائیں۔ تاکہ خونریزی ختم ہو۔ اور ہم کوئی اور کام کر سکیں۔ پھر مدت سے ان کی زیارت بھی نہیں ہوئی۔ اسی بہانے ان سے مل لیں گے

سپہ سالار نے خط لکھا اور میسرہ رضؓ بن مسروق کے حوالے کیا۔ اسے تاکید کی، کہ جلد مدینہ پہنچے۔ اس نے تیز رفتار، باد پا اونٹنی لی اور سوار ہو کر مدینہ کو چل دیا۔

حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کی خدمت میں پہنچا۔ خط پیش کیا اور جواب کا منتظر رہا۔

حضرت خلیفہ ثانی رضؓ نے مجلس مشاورت بلائی۔ بعض اصحابؓ نے رائے دی کہ اتنے بڑے سفر کی کیا ضرورت ہے۔ اہل قلعہ تنگ آ چکے ہیں۔ کب تک اڑے رہیں گے؟ لیکن حضرت علی رضؓ نے کہا۔ آپ ضرور تشریف لے جائیں۔ ایک تو کعبہ اول کی زیارت کر سکیں گے۔ دوسرے لشکر کے حالات بچشم خود ملاحظہ فرمائیں گے۔ اور ان کی رہنمائی کریں گے۔ تیسرے مسلمان آپ کی زیارت سے مشرف ہو سکیں گے۔

حضرت خلیفہ ثانی رضؓ نے اس رائے کو پسند کیا۔ میسرہؓ کو خط کا جواب لکھ کر دے دیا اور فرمایا۔ بہت جلد پہنچو۔ میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں

میسرہ رضؓ تو خط کا جواب لے کر بیت المقدس کو چل دیئے اور حضرت خلیفہ ثانی رضؓ نے سفر کی تیاری شروع کی۔ آپ نے زاد راہ کے لیے ایک تھیلی میں کھجوریں بھریں اور ایک میں ستو۔ پانی کا مشکیزہ ساتھ لیا۔ اور ایک مضبوط اونٹ پر سوار ہو گئے۔ اپنے غلام کو ساتھ لیا اور بیت المقدس کی طرف چل دیئے۔ کوئی فوج یا حفاظتی دستے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ راستہ اس طرح کٹا کہ نصف منزل خود اونٹ پر سواری فرماتے اور غلام اونٹ کی نکیل تھامے پیدل چلتا۔ پھر آپ نکیل تھام لیتے اور غلام کو اونٹ پر سوار کرتے۔ کھانے کا وقت آتا تو پانی پینے کے کاسے میں ستو بھرتے، اوپر کھجوریں چن دیتے اور غلام کے ساتھ مل کر کھاتے۔ اسی طرح قطع منازل کرتے قرآن کی تلاوت فرماتے، خدا کا ذکر کرتے، بیت المقدس کے قریب جا پہنچے

Marfat.com

ابھی شہر ایک منزل دور تھا کہ حضرت ابوعبیدہؓ اپنے سرداروں سمیت خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ان سے مل کر خوش ہوئے۔ اور شفقت فرما کر حالات دریافت کیے۔

خلیفہ ثانی رضؓ جن کے نام سے ایران و روم کے کجکلاہ کانپ کانپ جاتے تھے۔ ایک بوسیدہ لباس میں ملبوس تھے۔ اس لباس میں چودہ پیوند لگے تھے۔ مگر اس کے باوجود رعب و وجاہت کا یہ عالم تھا کہ اس بوریہ نشین کے چہرے پر نگاہ نہ جمتی تھی۔ آنکھیں چار کرنا تو بڑی بات تھی۔

حضرت سپہ سالارؓ نے عرض کیا۔ اہل شام خوش پوش ہیں۔ امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ رہے ہیں۔ آپ ان سے ملیں تو ان کی شان سے ملیں۔ تاکہ انہیں ہنسنے اور ہم پر تمسخر اُڑانے کا موقع نہ ملے۔ آپ یہ نئی پوشاک زیب تن فرمائیں اور گھوڑے پر سوار ہو کر آئیں۔

حضرت خلیفہ ثانی رضؓ نے نئی پوشاک زیب تن فرمائی، خوبصورت گھوڑے پر سوار ہوئے۔ گھوڑا چلا، تو شوخی اس کے پاؤں چومنے لگی، آپ نے فوراً باگ روک لی۔ اور اُتر پڑے۔ سپہ سالارؓ نے عرض کیا۔ سوار رہیئے اور اسی شان سے کیمپ میں تشریف لے چلیے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں میرا پرانا لباس مجھے دے دو، میں اپنے اونٹ پر سوار ہوں گا، اس پوشاک اور سواری نے مجھ میں غرور نے انگڑائی لی ہے۔ آقا و مولا کا فرمان ہے۔ جس شخص کے دل میں رائی برابر غرور ہوگا وہ دوزخ کا ایندھن بنے گا۔ اور جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا، اس پر بہشت نثار ہو گی ہیں بہشت چھوڑ کر دوزخ

کو پسند نہیں کر سکتا۔

غرض آپ نے اپنا پیوندی لباس پہنا اور اپنے اونٹ پر سوار ہو گئے کیمپ قریب آیا۔ تو اللہ اکبر کے نعروں سے مجاہدوں نے استقبال کیا اور خوشی و مسرت کے پھول نثار کیے۔ ایک الگ خیمہ میں آپ کو اُتارا۔

بوریہ نشین شہنشاہ کی آمد کی خبر ہوا کی طرح ہر طرف پھیل گئی۔ لاٹ پادری رومی افسروں کو لے کر قلعہ سے اُترا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔ اپنے پاس بٹھایا۔ خیر و عافیت دریافت کی۔

خلیفہ ثانی رض کی رحیمانہ گفتگو اور سادہ وضع نے رومیوں کو متاثر کیا لاٹ پادری نے قلعہ کی کنجیاں پیش کیں۔ اور اعلان کیا۔ کہ یہی یا دگار ہستی بیت المقدس کی فاتح ہے"۔

آپ نے کنجیاں لے لیں اور شکریہ ادا کیا۔ لاٹ پادری کی التجا پر آپ شہر میں تشریف لائے۔ سب سے بڑے گرجے میں گئے۔ بات چیت کے دوران نماز کا وقت آ گیا۔ آپ گرجے سے نکلے اور سیڑھیوں میں نماز ادا کی۔

لاٹ پادری نے پوچھا۔ آپ نے گرجے میں نماز کیوں ادا نہیں کی وہ بھی تو عبادت خانہ تھا" ۔

آپ نے فرمایا، اگر میں گرجے میں نماز ادا کرتا، تو مسلمان میری تقلید کرتے اور آپ کی عبادت میں خلل آتا۔ ہمارا مذہب ہمیں ایسی مداخلت کی اجازت

نہیں دیتا۔

گرجے کے قریب ہی ایک جگہ پر آپ نے مسجد کی بنیاد رکھی، جو آج تک مسجد عمرؓ کے نام سے مشہور ہے۔ اور شام و فلسطین میں پہلی اسلامی عبادت گاہ ہے۔

حضرت عمرؓ کی آمد کی خبر شام میں پھیلی تو شام میں بسنے والے مسلمان زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ انہی میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے۔ جمعہ کی نماز کا وقت ہوا، تو انہیں اذان کہنے کا حکم ملا۔ انہوں نے حکم کی تعمیل میں اذان کہی۔ مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مبارک یاد آ گیا۔ دل رقت سے بھر گئے۔ اور بے اختیار آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ خوب دل کھول کر روئے اور حضرت بلالؓ کو اپنے آنسوؤں کے موتی پیش کیے۔ یہی جواہر لیے بہا تھے جو مسلمانوں کی متاع حیات اور سفر عاقبت کے لیے زاد راہ تھے۔

Marfat.com

جنگِ حلب

بیت المقدس کی فتح کے بعد اسلامی لشکر نے حلب کا ارادہ کیا۔ یوقنا حاکم حلب، بڑا دلیر اور مکار جنگجو تھا۔ اس نے اپنے جاسوس اسلامی لشکر میں بھیج رکھے تھے اور اسے اسلامی فوج کی پوری اطلاعات مل رہی تھیں۔ وہ ہر طرح تیار تھا۔ اس نے اپنے قلعہ کو مضبوط بنا رکھا تھا۔ فوج اور ہتھیاروں کی بھی کمی نہ تھی۔ خوراک کا سامان بھی کافی سے زیادہ فراہم کر لیا تھا۔

حلب کا قلعہ شہر سے الگ تھا۔ یوقنا نے اسلامی لشکر کے کوچ کی اطلاع پائی، نوجوانوں کو قلعہ میں بلا لیا۔ اور بوڑھے، کمزور اور بچے شہر میں چھوڑ دیے۔ یوحنا اس کا حقیقی بھائی تھا جو علمی فضیلت کا سرتاج تھا۔ وہ دنیا چھوڑ کر راہب بن گیا تھا۔ اور شب و روز علم و کلیسا کی خدمت میں گزارتا تھا۔

سپہ سالار اسلام نے کعب بن ضمیرہ رضؓ کو اپنا مقدمۃ الجیش بنایا، اور ایک ہزار سوار دے کر حلب پر چڑھایا۔ اسے حکم دیا کہ حلب پر بڑھے

Marfat.com

مگر باقی لشکر پہنچنے تک حملہ نہ کرے۔

رومی جاسوسوں نے کعبؓ بن ضمیرہ کی روانگی کی اطلاع دی۔ تو یوقنا نے اپنے بھائی یوحنا کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

یوحنا نے کہا۔ اسلامی لشکر کا مقابلہ شہنشاہ روم نہ کر سکا۔ یرموک میں اس نے چھ لاکھ کے قریب فوج بھیجی۔ مگر نتیجہ کیا ہوا؟ مسلمانوں نے اس فوج کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ بیت المقدس نے ہتھیار ڈال دیے۔ وہاں کے بہادروں اور جنگجوؤں کو گردنیں جھکانے ہی بنی۔ تم ان سے زیادہ طاقتور اور مضبوط نہیں ہو۔ میری رائے یہ ہے کہ لڑنے مرنے کی بجائے ان سے صلح کر لو وہ اپنے وعدے کے پکے ہیں۔ جو عہد کریں گے، اس پر قائم رہیں گے۔ اور تم بھی اپنی ریاست کے مالک بنے رہو گے!

یوقنا نے بھائی کی بات سنی، تو ناک بھوں چڑھا کر بولا۔ راہب بزدل ہوتے ہیں۔ تمہیں علم نے ناکارہ کر دیا ہے۔ جاؤ گرجا میں جا کر نماز پڑھو۔ اور لوگوں کو انجیل سناؤ۔ میں تو مسلمانوں سے لڑوں گا۔ انہیں اپنی تدبیروں سے حیران کروں گا۔ اور آخر بھگا دوں گا، ابھی تک انہیں کسی مجھ جیسے طوفانی جنگجو سے واسطہ نہیں پڑا۔ ان کے نامی بہادر فلسطین کے انتظامات میں مصروف ہیں۔ اس لشکر میں وہ دلاور موجود نہیں جنہوں نے ہرقل کی چھ لاکھ فوج کو روند ڈالا تھا۔ کعبؓ کی روانگی کی اطلاع مل چکی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس ہراول دستے کی جمعیت صرف ایک ہزار ہے۔ اس نے دس ہزار سوار اپنے ساتھ لیے۔ قلعے سے نکلا۔ چھ میل کی مسافت طے کی۔ پانچ ہزار جوان کمینگاہ میں چھپا

Marfat.com

دیے۔ پانچ ہزار سے کعبؓ کے دستے کو روکا۔ صفیں درست کیں اور حملے کے لیے تیار ہو گیا۔

کعبؓ نے بھی اپنے دستہ کی صف بندی کی۔ اپنے ساتھیوں سے پوچھا ہمیں کیا کرنا چاہیئے ؟ جواب ملا مقابلہ پانچ ہزار رومیوں سے ہے۔ ایک ایک مجاہد کے حصے میں پانچ پانچ ہی تو آتے ہیں۔ حملے کا حکم دیجئے اور خدا سے نصرت کی دعا کیجیے۔

حملے کا حکم ملتے ہی مجاہدوں نے باگیں اُٹھائیں، اور یوقنا کی فوج پر حملہ کر دیا۔ دونوں لشکر مل گئے۔ تلوار چلنے لگی، نیزے جسموں کو چھیدنے لگے۔ زخمی کراہنے لگے۔ گھوڑے لاشوں کو روندنے لگے۔ یوقنا جم کر لڑا مجاہدوں نے اس کی فوج کے دانت کھٹے کر دیے وہ بگولے کی طرح بڑھتے اور جو راستے میں آتا اسے ہوا کی طرح اڑا دیتے۔ وہ ایک سیلاب تھے جو رومی خس و خاشاک کو بہائے لیے جاتے تھے۔ لڑائی ہوتی رہی، رومی کٹتے اور کم ہوتے گئے۔ آخر پسپا ہونے لگے۔ مجاہدوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اور زور سے حملہ کیا۔ فتح قریب تھی کہ یوقنا کے پانچ ہزار سوار گھات سے نکل آئے اور مجاہدوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اسی وقت مجاہد دو حصوں میں تقسیم ہو گئے، آدھے یوقنا کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور آدھے نئے حملہ آوروں کی مزاج پرسی کرنے لگے۔ دس ہزار دشمنوں میں گھر کر لڑنا آسان نہ تھا۔ مگر اسلام کے یہ جانباز ذرا نہ گھبرائے۔ لڑتے رہے اور تلوار چلاتے رہے۔ دشمن کے حملے روکتے اور اسے پسپا کرتے رہے

Marfat.com

اسلامی لشکر کی آمد کے آثار ناپید تھے۔ کعبؓ کو فکر تھا، کہ رومی ہمیں مغلوب نہ کرلیں۔ وہ شیر دل مجاہد جہاں دشمن کا زور دیکھتا، گھوڑا اڑا کر پہنچ جاتا۔ دشمن کو مارتا، بھگاتا، پیچھے ہٹاتا اور پھر دوسری جانب گھوڑا دوڑا کر پہنچ جاتا۔

آفتاب اس منظر سے گھبرا کر رات کے دامن میں جا چھپا۔ اندھیرا بڑھا اور میدان کارزار پر چھا گیا۔ دوست دشمن کی تمیز مشکل ہو گئی۔ یوقنا نے طبل بازگشت بجوایا۔ اس کے سپاہیوں کی جان میں جان آئی۔ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ اور آن کی آن میں میدان جنگ خالی ہو گیا۔ اب میدان میں مجاہد تھے۔ یا تلوار کے گھاٹ اترنے والوں کی لاشیں۔ ایک سو سترہ مجاہد جام شہادت نوش کر چکے تھے۔ رومیوں کے لاشے کئی ہزار تھے۔

اسلامی دستے نے وہیں قیام کیا۔ شہدا پر نماز جنازہ ادا کی اور انہیں دفن کر دیا۔ مگر حیران تھے کہ اسلامی لشکر اب تک کیوں نہیں پہنچا۔

ادھر یوقنا اپنی فوجوں کے ساتھ کعبؓ کے دستے پر شبخون کے لیے روانہ ہوا تھا۔ ادھر شہر کے لوگوں کا ایک وفد حلب سے نکلا اور حضرت ابو عبیدہؓ کی طرف روانہ ہوا۔ رات کی تاریکی میں خاموشی سے چلتا رہا۔ صبح کو اسلامی کیمپ میں پہنچا۔ حضرت سپہ سالار سے ملا۔ اور اپنے اور اہل شہر کے لیے امان طلب کی۔

سپہ سالارؓ نے کہا، تمہارا حاکم ہم سے برسر پیکار ہے۔ اسے جنگ درکار ہے۔ وہ صلح سے بیزار ہے۔ ہم تم سے صلح کیسے کرلیں؟

Marfat.com

وفد نے جواب دیا۔ یوقنا جوانوں کو قلعہ میں لے گیا ہے۔ اگر آپ ہمیں امان دے دیں تو ہم آپ کے لیے مفید ہو سکتے ہیں۔ آپ کو رسد کی فراہمی میں مدد دیں گے۔ اور مقابلے پر نہیں آئیں گے۔

سپہ سالار رضؓ نے کہا۔ تم جاسوسی کرو گے اور ہمارے لیے مشکلیں پیدا کرو گے!

وفد نے یقین دلایا۔ کہ ایسا کبھی نہ ہوگا ہم وفادار رہیں گے اور کبھی بے وفائی نہ کریں گے۔

سپہ سالار نے انہیں امان نامہ لکھ دیا اور فوج کے ایک دستے کو ان کی حفاظت کے لیے بھیجنا چاہا۔ انہوں نے کہا۔ یوقنا سخت بے رحم ہے۔ اگر اسے ہمارا یہاں آنا معلوم ہو گیا تو وہ فوراً ہمیں قتل کر دے گا ہمیں تنہا جانے دیجیے۔ تاکہ ہم اس کے شر سے محفوظ رہیں۔ اور اسے ہماری امان کا حال معلوم نہ ہو۔

اسی گفتگو میں شام ہو گئی۔ وفد چلا گیا۔ رات بھر سپہ سالار مضطرب رہا۔ اسے اپنے پیش رو دستے کی فکر تھی۔ صبح ہوتے ہی حضرت خالد رضؓ کو حکم ہوا کہ تیزی سے کوچ کرو۔ اور کعب رضؓ سے جا ملو۔

وہ تو پا بہ رکاب تھے ہی۔ جھٹ پٹ روانہ ہو گئے۔ کعب رضؓ نے اپنے لشکر کو دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ لڑائی کے واقعات بتائے۔ حضرت خالد رضؓ نے تحسین کی اور مجاہدوں کو آفرین کہی۔ مگر شہدا پر افسوس کیے بغیر نہ رہ سکے۔

Marfat.com

جلبی دفاد چھپتا چھپاتا، اپنے آپ کو یوقنا سے بچاتا، خاموشی سے رات کے اندھیرے میں وارد شہر ہوا۔ یوقنا کی شکست کی خبر پائی۔ خوشی کی ترنگ آئی، اور اپنی امان کا حال دوسروں سے کہہ دیا۔ آن کی آن میں یہ شہریوں کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اکلس شہر کی نگہبانی پر مقرر تھا۔ اسے بھی پتہ چلا، بھاگا اور یوقنا کو اس سے مطلع کر دیا۔

یوقنا سُن کر نہایت غضبناک ہوا۔ لشکر کو لے کر شہر میں آیا، اور وفد کے ارکان کی گرفتاری کا حکم دیا۔ تاکہ ان کے سر قلم کرے۔ اہل شہر گھبرائے اور عفو کے طلبگار ہوئے۔ مگر یوقنا نے حکم دے دیا کہ شہر میں گھس جاؤ اور غداروں کو ان کی غداری کا مزہ چکھاؤ۔ کئی بے گناہ مارے گئے۔ عورتوں اور بچوں کی چیخوں سے کہرام مچ گیا۔ آسمان ان کی دلدوز آہ وزاری سے متاثر ہوا۔ مگر یوقنا کے دل پر اثر نہ ہوا۔

یوحنا آگے بڑھا۔ بھائی سے کہا، ظلم کبھی نہیں پھلتا۔ مظلوم رعایا کا گلا نہ کاٹیے۔ اگر انہوں نے امان نامہ لے لیا ہے تو تمہارا کیا بگڑا ہے۔ یہ کھنچی ہوئی تلوار دشمن پر چلاؤ اور اپنے زور اور طاقت کو آزماؤ۔ عرب کے شیروں سے پنجہ کرو۔ اور اپنی کلائی کی طاقت انہیں دکھاؤ۔ غریب رعایا پر ظلم وستم، یہ سختی، یہ غصہ، کیا زندگی سے بیزار ہو؟

یوقنا نے بھائی کی بات سنی، غضبناک ہوا۔ گرج کر بولا۔ یہ سب تیری شرارت ہے۔ سب سے زیادہ تو ہی گردن زدنی ہے۔ تو شہر والوں کو مجھ سے باغی کر رہا ہے۔ تو عربوں سے مل گیا ہے۔ مجھے مروا کر خود

Marfat.com

حکومت کرنا چاہتا ہے۔ تو بھائی نہیں، دشمن ہے۔ تلوار کھینچی اور یوحنا کی گردن کاٹ دی۔

شہر سے فریاد و نالہ کی آواز بلند ہو کر اردگرد کی پہاڑیوں سے ٹکرائی ایک گونج پیدا ہوئی۔ اسلامی سپہ سالار کے کانوں میں آئی، انہوں نے فوراً حضرت خالد رضؓ سے کہا۔ ہمارے امان یافتہ لوگوں کو بچاؤ، ایک دستہ لو اور شہر پر قبضہ کر لو۔

حضرت خالد رضؓ اسی وقت بڑھے، شہر میں داخل ہوئے، یوقنا اپنے بہادروں کو لے کر قلعہ میں جا پہنچا۔ اور دروازے بند کر لیے اہل شہر نے خدا کا شکر ادا کیا۔ کہ بلا ٹلی۔ یوقنا کی تلوار سے تین سو اہل شہر قتل ہوئے۔ لیکن سیف الٰہی سے یوقنا کے دو ہزار جوان کھیت رہے۔

لشکر اسلام نے شہر اور قلعہ کے درمیان اپنا کیمپ لگایا۔ تاکہ یوقنا دوبارہ اہل شہر پر حملہ نہ کر سکے۔ پھر شہر کے معززین کو بلایا، اور پوچھا۔ کیا قلعہ میں جانے کا کوئی پوشیدہ راستہ بھی ہے؟

اہل شہر نے جواب دیا۔ ممکن ہے کہ ہو۔ لیکن ہم اس سے آگاہ نہیں یوقنا نے عرب نسل کے تین سو جاسوس چھوڑ رکھے تھے۔ جو اسلامی لشکر کی حرکات سے مطلع کرتے رہتے تھے۔ جب مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو اگلے دن حملے کا پروگرام بنایا۔ یوقنا کو اطلاع مل چکی تھی۔ اس نے اپنے آدمیوں سے کہہ دیا جب تک عرب تمہارے تیروں اور پتھروں کی زد میں نہ آئیں۔ اپنے آپ کو چھپائے رکھنا!

Marfat.com

حملے کا حکم ہوتے ہی مجاہد بڑھے۔ اہل قلعہ خاموش تھے۔ جونہی ان کی زد میں آئے، پتھروں اور تیروں کا موسلا دھار مینہ برسا۔ بہت سے مجاہد زخمی ہوئے۔ چند ایک نے شہادت پائی اور خستہ و شکستہ حالت میں واپس ہوئے۔

یوقنا اپنی تدبیر کی کامیابی پر خوش ہوا۔ قلعہ میں جشن بہاراں ہوا سرداروں کو انعامات تقسیم ہوئے۔ خوشی کے نعرے بلند کئے گئے۔ رقص و سرود کی محفلیں گرم ہوئیں۔ شراب ناب کے جام چڑھائے گئے فصیل پر شراب کی صراحیاں لنڈھائی گئیں۔

چند دن گزرے تھے کہ جاسوسوں نے اطلاع دی۔ اہل عرب رات کو خوب مزے سے سوتے ہیں۔ کچھ جاگ کر وقت گزارتے ہیں بائیں طرف کے لوگ عام طور پر بے فکری کی نیند سوتے ہیں۔ ادھر پہرہ بھی سخت نہیں ہوتا۔

یوقنا نے اسی وقت دو ہزار جنگ باز چنے، اور رات کے اندھیرے میں قلعہ سے نکلا۔ لشکر اسلام کی بائیں جانب بڑھا۔ اور بے خبری میں مسلمانوں پر آ پڑا۔ مجاہد ہڑبڑا کر اٹھے۔ جو کچھ ہاتھ لگا، اٹھایا اور دشمن سے مقابلہ کرنے لگے۔ ایک شور پیدا ہوا۔ بھگدڑ مچ گئی حضرت خالدؓ نے شور سنا تو گرجے اور فوراً موقعہ پر جا پہنچے۔ یوقنا پیچھے ہٹا، اور تیزی سے قلعہ کی طرف بھاگا۔ اس عرصے میں اس کی تلوار سے ساٹھ مجاہد شہید ہو چکے تھے۔ پچاس گرفتاران بلا بھی اس کی قید میں تھے۔

Marfat.com

صبح ہوئی، تو یوقنا نے پچاس گرفتار شدہ مجاہد مشکیں باندھ کر فصیل پر کھڑے کر دیے۔ اور دکھا دکھا کر پچاسوں کو شہید کر دیا۔ مسلمان کلمہ پڑھتے گئے۔ اور اس ظالم کی تیغ بے دریغ کا لقمہ بنتے گئے۔

مسلمانوں نے یہ جانگداز سانحہ دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔ لشکر کے گرد پہرہ سخت کر دیا گیا۔ اور سارے لشکر میں "اپنی حفاظت آپ" کا اعلان کر دیا۔ اب مجاہدوں نے رات کی نیند ترک کر دی۔ اور ساری رات دشمن کے انتظار میں بے قرار رہنے لگے۔

ایک روز جاسوسوں نے اطلاع دی کہ آج ایک سو مسلمان رسد فراہم کرنے کے لیے گئے تھے۔ مگر شام تک واپس نہیں آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہیں دور نکل گئے ہیں، اور کل تک واپس آ سکیں گے۔

یوقنا نے ایک بہادر سردار کو ایک ہزار سوار دے کر چور دروازے سے نکالا، اور حکم دیا کہ اہل عرب کا جو دستہ رسد لینے گیا ہے اسے خاک و خون میں تڑپا دو۔ رسد چھین لو۔ مگر یاد رکھنا کہ دن کے وقت قلعہ کی طرف نہ آنا۔ بلکہ جب اندھیرا دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے تو قلعہ کا قصد کرنا۔ اور اسی چور دروازے سے قلعہ میں داخل ہونا!

رومی دستہ رات کی تاریکی میں چلتا رہا۔ صبح ہوئی۔ روشنی سے ہر طرف منور ہو گئی۔ تو انہوں نے دیکھا کہ اسلامی دستہ اونٹوں پر رسد لادے آ رہا ہے۔

رومی دستہ فوراً ان کے چاروں طرف پھیل گیا اور حملہ کر دیا۔ مجاہد لڑے

Marfat.com

سردار دستہ اور تیس مجاہدوں نے آب شہادت سے پیاس بجھائی۔ ستر مجاہد اپنے گھوڑے دوڑاتے، رومی لشکر کو چیرتے نکل گئے۔ اور اپنے لشکر میں پہنچ کر اپنی سر بیتی بیان کی۔

سپہ سالار رضہ یہ سن کر حیران ہوئے۔ کہ قلعہ کے سوا سارا علاقہ ہمارے قبضہ میں ہے۔ اہل قلعہ محصور ہیں۔ پھر یہ رومی کہاں سے آ گئے، زمین سے پھوٹ پڑے یا آسمان سے ٹپک پڑے۔

حضرت خالد رضہ نے کہا قلعہ میں چور دروازہ ضرور ہے۔ اور ہمارے لشکر میں بوقنا کے جاسوس موجود ہیں۔ خیر جو کچھ ہے سمجھا جائے گا۔ اور جو کچھ پیش آئے گا دیکھا جائے گا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس رومی دستہ کو سزا دوں۔ اور اسے کیفر کردار تک پہنچاؤں۔

سپہ سالار رضہ نے پوچھا، کیا تنہا جانے کا ارادہ ہے؟

ہاں! میں تنہا جانا چاہتا ہوں، اگر دشمن ایک ہزار بھی ہوں گے تو خدا کی مدد سے میں ان کے لیے کافی ہوں گا!

سپہ سالار رضہ نے کہا۔ یہ درست ہے اور مجھے تم پر اور تمہاری بات پر اعتماد و اعتبار ہے۔ مگر کچھ آدمی ہمراہ لے جاؤ۔ ممکن ہے وہ ایک ہزار سے زیادہ ہوں۔

حضرت خالد رضہ نے سردار کے حکم کی تعمیل کی، قوم زبید اور بنی طے کے کچھ سوار ہمراہ لیے، جن میں ضرار رضہ بن ازور اور ربیعہ رضہ بن عامر بھی شامل تھے اور جنگل کی طرف گھوڑے سرپٹ چھوڑ دیے۔ جب محل واردات پر پہنچے تو کچھ چرواہے دیکھے جو سہمے سہمے اور ڈرے ڈرے سے تھے۔ حضرت خالد رضہ نے

ان سے پوچھا۔ تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟

انہوں نے جواب دیا۔ یہ علاقہ مسلمانوں کے زیر حفاظت ہے۔ کل یہاں رومیوں نے مسلمانوں کو گھیر کر قتل کیا۔ اور ان سے سامان رسد چھین لیا۔ ہم ڈرتے ہیں کہ مسلمان اس کی سزا ہم بے گناہوں کو نہ دیں۔

حضرت خالدرضؓ نے پوچھا۔ یہ بتاؤ۔ کہ وہ رومی اب کہاں ہیں؟

انہوں نے جواب دیا۔ گھوڑوں کے سموں کے نشان راہنمائی کو کافی ہیں۔ تاہم آئیے۔ ہم آپ کو وہاں تک لے چلتے ہیں۔ چرواہے آگے آگے، اور حضرت خالدؓ ان کے پیچھے پیچھے چل دیے۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی آئی اور کھوج ختم ہو گیا۔ چرواہے چلے گئے۔ اور مجاہد اسی پہاڑی کی اوٹ میں ایک طرف چھپ گئے۔

سورج غروب ہوا، رات کی پری نے اپنے سیاہ پر پھیلا دیے، ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ پہاڑی کی دوسری طرف سے دھیمی دھیمی آوازیں آنے لگیں۔ مجاہد ہوشیار ہو کر بیٹھ گئے اور اپنے شکار کا انتظار کرنے لگے۔ اتنے میں چاند روشنی کی گیند ہاتھوں میں لیے اپنے سفر پر روانہ ہوا۔ ہر طرف میٹھی میٹھی چاندنی پھیل گئی، سماں سہانا ہو گیا۔

رومی سردار پہاڑی کے دامن سے نکلا، رسد سے لدے ہوئے اونٹ ہانکے، سوار اپنے گھوڑوں پر بیٹھ گئے۔ اور قلعہ کی طرف چل دیے۔ پہاڑی کا دامن چھوٹا ہی تھا۔ کہ حضرت خالدرضؓ نے سامنے سے حملہ کر دیا۔ رومی ٹھہر گئے اور تلواریں نکال کر مجاہدوں پر حملہ آور ہوئے۔ عقب سے ضرارؓ اور ربیعہ رضؓ نے اس زور کا حملہ کیا کہ پچھلے آگے کو کھسک گئے۔ سامنے سے حضرت خالدرضؓ کی تلوار رومیوں کا

Marfat.com

سفر اؤ کر رہی تھی۔ رومی پیچھے کو بھاگے۔ دونوں درمیان میں ٹکرائے، کدھر جائیں کہاں بھاگیں، کیسے بچیں، کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ سردار سمیت سات سو رومی دریائے خون میں غرق ہوئے۔ باقی تین سو ہتھیار پھینک کر کھڑے ہو گئے۔ انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ لاشیں گیدڑوں اور چیل کوؤں کے لیے چھوڑیں، رسد کے اونٹ ہانکے اور لیے کھٹکے اپنے لشکر میں آ گئے۔

سپہ سالار رضؓ انہیں دیکھ کر خوش ہوئے۔ خدا کا شکر ادا کیا۔ رسد سنبھالی۔ اور حضرت خالد رضؓ کو آفرین کہی۔ پھر کہا۔ ابا سلیمان! یوقنا بڑا مکار ہے۔ اس سے نپٹنے کی تدبیر سوچو!

حضرت خالد رضؓ نے جواب دیا۔ پہلے جاسوسوں کی روک تھام اور ان کا سدِّ باب ضروری ہے۔ باقی کام بعد میں ہوتے رہیں گے۔ یوقنا اپنے انہی مخبروں کے باعث ہماری خبریں پاتا اور ہمیں نقصان پہنچاتا ہے۔ آج میں خود ان چھیدروں کو پکڑوں گا۔

رات نے اپنے اندھیرے میں سورج کو چھپا لیا۔ حضرت ضرار رضؓ اور حضرت عبدالرحمٰن رضؓ بن ابی بکر رضؓ پہرے پر چلے گئے۔ اور قلعہ کے گرد چکر لگانے لگے۔ حضرت خالد رضؓ بھی گشت کو نکلے، پھر رہے تھے کہ ایک اجنبی پر نگاہ پڑی، وہ اپنا کمبل لپیٹ رہا تھا۔ اس نے بھی دیکھا۔ لرز گیا۔ کھڑا نہ رہ سکا بیٹھ گیا۔ کچھ سوچا اور لیٹ گیا۔ اب تکیہ ہوا کمبل اس کے سر کے نیچے تھا۔

مجاہد کی عقابی نگاہیں اپنے شکار کو تاک رہی تھیں۔ وہ بڑھے، ہاتھ پکڑ کر

Marfat.com

اُٹھایا۔ اور پوچھا، اس وقت کہاں کی تیاری ہے؟

اس نے گھبرا کر جواب دیا۔ سونے کی تیاری کر رہا ہوں۔

مجاہد نے ذرا ڈانٹ کر پوچھا۔ سچ سچ بتاؤ۔ تم ہو کون؟

اس کی زبان لڑکھڑا گئی۔ ڈر کر بولا۔ غسانی عرب!

غسانیوں کا یہاں کیا کام، اسلامی کیمپ میں دشمن کا نام! پوری بات بتاؤ۔ ورنہ نتائج بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤ! مجاہد نے گرج کر کہا۔

غسانی نے ہاتھ جوڑ دیے، پاؤں پر گر پڑا۔ جان بخشی کی بھیک مانگی۔ اور کہا یوقنا کا جاسوس ہوں۔ میرے ساتھ دو اور بھی ہیں۔ جو اس وقت قلعہ میں جا چکے ہیں۔ میں صدق دل سے اسلام کا حلقہ بگوش ہوتا ہوں۔ آئندہ مسلمان رہ کر جیوں گا۔ اور مسلمان ہی مروں گا۔

حلب کے محاصرہ نے اتنا طول کھینچا۔ کہ پورے چار مہینے گزر گئے۔ حضرت خلیفہ ثانی رض نے حضرت ابو عبیدہ رض کو خط لکھا کہ حلب کو جلد فتح کرنے کی تدبیر کریں۔

قاصد نے حضرت خلیفہ ثانی رض کا خط لیا۔ ایک سو چالیس جانبازوں کے ہمراہ عازم شام ہوا۔ ہمراہیوں میں زیادہ غلام تھے۔ جو اپنے آقاؤں کی اجازت سے جہاد میں شرکت کے لیے جمع ہوئے تھے۔ دورانِ سفر میں مختلف جنگوں کی باتیں ہوتی رہیں۔ غلاموں میں دامس ابو الہول بھی تھا جو ہاتھی کی طرح موٹا تازہ اور لمبا تڑنگا جوان تھا۔ مگر دل چھوٹی تھی۔ حبشہ کی سیاہی نے جسم پر دھوم مچا رکھی تھی۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ آدمی نہیں

Marfat.com

لوہے کا ستون ہے۔ جب اس نے یوقنا کی مکاری کی داستان سنی تو چلا کر بولا، میں اس لومڑی کی گردن مروڑ کر رکھ دوں گا۔

حضرت ابو عبیدہؓ تماصر کے ساتھ ان جانبازوں کو دیکھ کر مسرور ہوئے۔ دامس کے حالات سنے تو اُسے محبت سے بلایا۔ اور کہا، مجاہد بیٹے! قلعہ فتح کرنے کی ترکیب سوچو۔ ہم تو محاصرہ کر کے تھک گئے ہیں۔

دامس نے جواب دیا، مجھے صرف تیس جوان دیجئے۔ اور اپنا کیمپ یہاں سے ذرا دور لے جائیے۔ ایک ہزار سوار تیار رکھیے جو فوراً ہماری مدد کو پہنچ سکیں!

حضرت سپہ سالار نے کہا۔ تمہاری تدبیر میری سمجھ میں نہیں آئی۔ ہم تیس ہزار ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں اور تم صرف تیس جوانوں سے قلعہ کی تسخیر کا عزم رکھتے ہو؟

دامس نے جواب دیا۔ آپ دن کی روشنی میں بڑھتے ہیں۔ میں رات کی تاریکی میں قلعہ پر چڑھوں گا۔ خدا نے چاہا تو میں سرخرو ہو کر آؤں گا۔ آپ ہمارے لیے دعا کریں۔

غرض اسلامی کیمپ پیچھے ہٹا لیا گیا۔ اور دامس ابو الہول تیس آدمیوں کے ساتھ ایک گھاٹی میں جا بیٹھا، دشمن نے سمجھا۔ اسلامی لشکر تھک ہار کر چلا گیا ہے۔ حکم دیا کہ خوشی مناؤ۔ بلا ٹل گئی۔ اب عربوں کے قدم اس زمین پر کبھی نہ پڑیں گے۔ مگر یاد رکھو۔ قلعہ کے دروازے بدستور بند رہیں۔ اور ہمارے حکم کے بغیر نہ کھلیں۔

Marfat.com

قلعہ جشن مسرت میں ڈوب گیا، انواع واقسام کے کھانے پکے، شراب کے مٹکے خالی ہوئے، رات کی مستی میں شراب کی مستی مل گئی، ناچ گانے کی محفلیں قائم ہوئیں۔ آدھی رات گئے تک قلعہ میں مستی کا ہجوم رہا۔ کثرت خمار نے سر بوجھل کر دیے، رات نے آنکھوں کی روشنی پر قبضہ کر لیا۔ اور اہل قلعہ نیند سے ہم آغوش ہو گئے۔ اب نہ کوئی شور تھا، نہ ہنگامہ ہائے و ہو، رات کے افسوں میں اسپ بے سدھ ہو کر جیب کی داد دینے لگے۔

داس ابو الولی وگوائی ٹیلے سے نکلا، قلعہ کے قریب آیا، چل پھر کر دیکھا، قلعہ کی فصیل کا اندازہ کیا۔ اپنے ساتھیوں کو بلایا۔ آپ نیچے کھڑا ہوا۔ ایک پر ایک مجاہد کندھوں کی زینت بنا، ساتواں مجاہد قلعہ کی فصیل پر ہاتھوں کے زور سے چڑھا، کمند لٹکائی۔ اور تیس کے تیس مجاہد قلعہ میں پہنچ گئے۔ پہرہ دار مستی کی نیند میں حسین خواب دیکھ رہے تھے۔ خاموشی سے تلوار کے گھاٹ اُتر گئے۔ مجاہد دروازے کی طرف بڑھے۔ دروازہ کھول دیا اور محافظوں پر پل پڑے۔ قلعہ میں شور مچ گیا، مستی اور خمار ختم ہوا۔ نشہ ہرن ہو گیا۔ یوقنا کی فوج اُٹھی دروازے پر آئی۔ اور تیغ بے دریغ کے وار ہونے لگے۔ مجاہد دیوار سے پیٹھ لگائے مقابلہ کرتے رہے۔ اور تکبیر کے نعرے لگاتے رہے۔ زخموں سے نڈھال تھے، خون میں شرابور تھے۔ خود داس کے جسم پر ستر زخم مسکرا رہے تھے۔ مگر اس حالت میں بھی ان کے بازو متحرک تھے، تلوار چل رہی تھی، رومی حملہ کرتے تھے اور قتل ہوتے تھے۔ دونوں طرف جان کی بازی لگی ہوئی تھی۔ صبح قریب تھی، ہزار مجاہدوں کا دستہ آ پہنچا۔ اندر اور

بائر تکبیر کے نعرے گونجنے لگے۔ مجاہد قلعہ میں داخل ہوئے۔ اتنا شدید حملہ کیا کہ کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ رومی بھاگے۔ الاماں، الاماں کا شور مچ گیا۔ ہتھیار پھینک دیے ہاتھ اٹھا دیے۔

مجاہدوں نے فوراً تلواریں نیام میں کیں۔ اتنے میں سپہ سالار بھی آپہنچے۔ عفو عام کا اعلان ہو گیا۔ اہل قلعہ کی جان میں جان آئی۔ یوقنا بھی حاضر ہوا۔ اور برضاء رغبت اسلام لایا۔ وہ اپنی حرکات پر شرمندہ تھا۔ اس نے گڑگڑا کر معافی مانگی۔ رحم دل سردار اسلام نے اسے بھی معاف کر دیا۔

Marfat.com

جنگ انطاکیہ

انطاکیہ قیصرِ روم کا ایشیائی صدر مقام تھا۔ یہ شہر سمندر کے کنارے اس طرح کھڑا تھا گویا عروسِ بحر ہے، صاف ستھرے، عالیشان اور خوشنما مکانات و محلات تھے۔ بازار کشادہ تھے۔ ہر چیز افراط سے ملتی تھی۔ سڑکیں کھلی اور دلفریب تھیں۔ آب و ہوا خوشگوار اور لطیف تھی۔ شاہی شہر ہونے کی وجہ سے آبادی ہجوم در ہجوم تھی۔

فتح حلب کے وقت قیصر اسی شہر میں موجود تھا۔ اور مسلمانوں سے آخری ٹکر لینے کے لیے افواجِ قاہرہ کی تیاری میں مصروف تھا۔ بایں ہمہ عربوں کا خوف اس پر مسلط تھا اور وہ ہر طرح سے اپنے آپ کو محفوظ اور شہر کو مضبوط بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسلامی فتوحات کا سیلاب طغیانی پر تھا۔ شاہی مقبوضات عربوں کے قبضے میں آ چکے تھے۔ شام کا یہی ایک شہر اب اس انتظار میں تھا کہ عرب آئیں تو وہ ان کے قدم چومے اور قیصریت کا بت پاش پاش ہو کر رہ جائے۔

پھر قیصر ہو نہ قیصریت ، جو روا ستبداد کا خاتمہ ہو ، اور عوام اطمینان کا سانس لیں
حضرت ابو عبیدہ رض نے حلب کا انتظام درست کیا۔ اور انطاکیہ پر چڑھائی کی تیاری کی۔ قیصر کو اسلامیوں کے اس ارادہ کا علم ہوا تو وہ سخت گھبرایا۔ اپنے سرداروں کو بلایا۔ اور پوچھا اس مصیبت عظمیٰ سے بچاؤ کی راہ تلاش کرو۔ شام کا یہی ایک آخری شہر ہے۔ اگر یہ بھی ہاتھ سے نکل گیا تو شام ہمیشہ کے لیے عربوں کا ہو جائے گا۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ لوگ نہ لالچ کو مانتے ہیں نہ دباؤ میں آتے ہیں ، ایک ہی رٹ لگائے جاتے ہیں۔ کہ اسلام قبول کرو یا جزیہ دو۔ میں حیران ہوں کہ ان بھوکے ننگے ، بے سروسامان عربوں میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی۔ دانے دانے کو ترسنے والی ، پانی کے ایک ایک گھونٹ کے لیے تڑپنے والی ، آپس میں لڑنے ایک دوسرے کو مارنے اور مرنے والی یہ قوم کس طرح غنی اور متحد ہو گئی۔
جبلہ بن ایہم غسانی اس وقت مقربین میں تھا۔ اس نے عرض کی میں نے یہ راز معلوم کر لیا ہے۔ ان کی یہ طاقت اور اتحاد ان کے خلیفہ کی وجہ سے ہے وہ بڑا مضبوط اور دل گردے کا آدمی ہے۔ اگر اسے کسی طرح قتل کر دیا جائے تو پھر ان کی پیش قدمی رک جائے گی۔ اور پیچھے کو بھاگ کھڑے ہوں گے
قیصر نے کہا۔ یہ لوگ ہمارے گھروں پر دستک دے رہے ہیں۔ ہمارے شہر انہوں نے چھین لیے ہیں ، ہمارے بہادروں کو قتل کر چکے ہیں ، ہماری فوج کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں۔ ہمیں شکست پر شکست دے چکے ہیں۔ ان کا سیلاب یہاں تو ہم روک نہیں سکتے ، مدینہ میں کیسے پہنچیں

Marfat.com

اور خلیفہ کو موت کی نیند کس طرح سلائیں۔

جبلہ نے کہا۔ حکم ہو تو اس کا انتظام کر دوں۔ بس آپ کے حکم کا انتظار ہے!

قیصر نے کہا، کھل کر کہو، اگر ایسا ممکن ہو تو ضرور کرو۔ ہمیں بدنامی سے زیادہ اپنی جان کی فکر ہے!

جبلہ نے کہا۔ میں کسی ایسے جانباز کو بھیجوں گا، جو خاموشی سے خلیفہ کو قتل کر کے آجائے گا۔ اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی۔ کہ یہ کام قیصر کی سازش سے ہوا ہے۔

قیصر نے اجازت دی۔ جبلہ نے اپنے ایک معتمد، جاں نثار، واثق نام کو بلایا۔ اسے سارا راز بتایا، انعام و اکرام کا لالچ دلایا اور اس برے کام پر اکسایا۔ واثق نے کمر ہمت باندھی، چھپتا، چھپاتا مدینہ پہنچا، عرب تو تھا ہی، مسلمانوں میں جلد ہی گھل مل گیا۔ اور معلوم کر لیا۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی رض دوپہر کو ایک کھجور کے سائے میں چٹائی بچھاتے اور اس پر آرام فرماتے ہیں حفاظتی دستہ تو ایک طرف کوئی غلام بھی ان کے ساتھ نہیں ہوتا۔

واثق نے تلوار زہر میں بجھائی، خنجر کمر میں چھپایا، کھجور کے نیچے آیا، اوپر چڑھا اور پتوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ دوپہر ہوئی، حضرت عمر رض آئے چٹائی بچھائی اور اس پر لیٹ کر آرام کرنے لگے۔ دن بھر کے تھکے ماندے تو تھے ہی، کھجور کے سائے میں لیٹتے ہی نیند کی آغوش میں چلے گئے واثق منتظر تھا، جونہی آپ کی آنکھ لگی۔ اس نے کھجور سے اترنے

Marfat.com

کا ارادہ کیا۔ نیچے نگاہ کی۔ اردگرد کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ خوش ہوا کہ خوب موقعہ پایا۔ نیچے کو کھسکا، پھر دیکھا کہ کوئی آتو نہیں آ رہا، اتنے میں ایک شیر جنگل سے نمودار ہوا۔ واثق ڈرا اور کھجور کے ساتھ چپک گیا۔ مگر خوش بھی ہوا۔ کہ یہ شیر خلیفہ کو ابھی چیر پھاڑ کر کھا جائے گا۔ وہ ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگا۔ شیر آیا، اور حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کے گرد چکر لگانے لگا۔ دیر تک یہ چکر لگتے رہے اور واثق دیکھتا رہا۔ اچانک حضرت عمر رضؓ کی آنکھ کھلی، وہ بیدار ہوئے اور کلمہ پڑھ کر اٹھ بیٹھے۔ اب وہ تنہا تھے، شیر کا پتہ نہ تھا، اوپر نگاہ اٹھائی، تو ایک آدمی تلوار باندھے کھجور کے تنے سے چمٹا ہوا پایا۔ اسے نیچے اترنے کا اشارہ فرمایا۔

واثق ڈرتا، کانپتا، لرزتا، لڑکھڑاتا، نیچے آیا، پاؤں پر گر پڑا، جان بخشی کا طالب ہوا، اپنا مقصد اور شیر کی آمد عرض کی۔

حضرت عمر رضؓ نے فرمایا۔ نوجوان! یاد رکھو، ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ جب تک وہ وقت نہ آجائے، موت نہیں آتی۔ جب موت اپنے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آ سکتی تو موت کا ڈر کیسا؟ تم مجھے قتل کرنے کی جلتی کوشش کرو گے، بیکار رہو گی۔

واثق نے کلمہ پڑھا اور سچے دل سے مسلمان ہو گیا۔ اب اسے نہ اپنے گھر کی فکر تھی، نہ گھر والوں کا خیال تھا، نہ جبلہ کا ڈر تھا نہ قیصر کی دہشت۔ خدا نے اس کے دل میں ہدایت کا نور بھر دیا تھا۔ وہ خدا کے سوا کسی سے خوف زدہ نہ تھا۔ جبلہ انطاکیہ میں منتظر تھا۔ منتظر رہا اور

Marfat.com

اس کا یہ انتظار کبھی شرمندۂ انجام نہ ہوا۔

حضرت ابو عبیدہؓ حلب سے چلے، راستے کے کانٹے نکالتے دشمن کو دیکھتے بھالتے، فتح و ظفر کا جھنڈا لہراتے، تکبیر کے نعرے لگاتے انطاکیہ کے قریب جا پہنچے۔ فوج کو منظم کیا۔ سعیدؓ بن زید کو تین ہزار مجاہدوں پر افسر بنایا۔ اور مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے بڑھایا۔ رافعؓ بن عمیرہ کو تین ہزار کا افسر نامزد کیا اور سعیدؓ کے پیچھے چلنے کا حکم دیا۔ اس کے پیچھے مالک اشتر کو تین ہزار مجاہدوں کی کمان سونپی اور کوچ کا ارشاد فرمایا۔ حضرت خالدؓ بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ مالک اشترؓ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب یہ چاروں سردار چل دیے تو باقی لشکر اور سامان کے ساتھ حضرت سپہ سالارؓ نے کوچ فرمایا۔

اب تک قیصر روم ایک بڑا لشکر جمع کر چکا تھا۔ اسے اسلامی فوج کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی۔ دل دہشت سے بھرپور تھا۔ مگر چہرے پر استقلال کا مصنوعی نور تھا۔ اس نے اپنے لشکر کو شہر سے باہر اتارا، اور ترتیب و تدبیر میں لگ گیا۔ شہر سے کچھ دور آہنی پل تھا۔ اس کی حفاظت پر ایک خاص دستہ مقرر کیا۔ اس دستے میں بڑے بڑے ماہر جنگجو شامل تھے۔

سعیدؓ بن زید پل پر پہنچے۔ رومی دستے کو للکارا، لڑائی چھڑ گئی، تلوار چلنے لگی، مجاہد رومیوں کو کاٹتے، ہٹاتے اپنے قدم بڑھاتے پل پر پہنچ گئے۔ پھر ایک زور کا حملہ کیا۔ اور رومی دستے کو پچھاڑ کر رکھ دیا۔ آفرین ہے ان جانبازوں پر کہ کٹ گئے مگر پیچھے نہ ہٹے، پل پر لاشوں کے انبار

Marfat.com

لگ گئے۔ مجاہد اب پل پر قبضہ کر چکے تھے۔ اور رومی جنگجو جان دے کر قیصر پر نثار ہو چکے تھے۔

جب قیصر کو اطلاع ملی کہ مجاہدوں نے پل پر قبضہ کر لیا ہے۔ تو وہ سخت گھبرایا۔ یہی پل اس کی آخری امید گاہ تھا۔ پل کے محافظ دستے پر اسے ناز تھا، مگر اب یہ ناز، نیاز میں بدل چکا تھا۔ وہ بھاگ جانا چاہتا تھا، مگر امید کی رسی اس کے پاؤں سے لپٹی ہوئی تھی، اسے باپ، بیٹے، روح القدس سے معجزے کی آس تھی۔

قیصر اوہام کی کمندوں میں اسیر تھا، کہ خبر لگی۔ اسلامی سردار اپنی افواج لیے ہوئے آ پہنچے ہیں۔ اب سوچنے کا وقت نہ تھا، دونوں لشکر فاصلہ چھوڑ کر آمنے سامنے خیمہ زن تھے۔ ایک کھلا میدان بہادروں کی زور آزمائی کا منتظر تھا۔ تلواروں کی زبانیں نیاموں کے منہ سے نکلنے کے لیے بے قرار تھیں۔ کمانیں تیروں کا مینہ برسانے کے لیے تیار تھیں۔ نیزوں کی سنانیں بے کاری سے بے زار تھیں۔ مگر بایں ہمہ دونوں لشکر خاموش تھے۔ نہ یہ بڑھتے تھے، نہ وہ ہٹتے تھے۔

بطورس رومی سردار، تجربہ کار، جنگجو اور سخت تندخو تھا، زرہ پہنے چار آئینہ لگائے، سر پر خود رکھے، کندھے پر کمان ڈالے، تیروں کا ترکش سنبھالے، کمر میں تلوار لٹکائے، نیزہ لہرائے، پیٹھ پر ڈھال لیے اپنے لشکر سے نکلا، ایک تیز طرار گھوڑے پر سوار، للکارتا ہوا میدان میں آیا یہ لوہے کا ستون، اسلامی خون کا پیاسا تھا۔ پکارا:۔ کوئی ہے؟ جو میرے

Marfat.com

مقابلہ پر آئے، اپنی جوانی کا زور دکھائے، آنکھوں سے آنکھ ملائے، اور دم کی شجاعت آزمائے، اپنی کمزوری اور حماقت پر پچھتائے۔

دامس ابوالہول نے اس کی للکار سنی۔ گھوڑے کو ایڑ لگائی اور بطورس کے مقابلہ پہ آ کھڑا ہوا۔ رومی، ایک حبشی غلام کو سامنے دیکھ کر طیش میں آیا گھوڑا ابھارا، پھر پلٹا اور نیزے کا ایک سخت وار کیا، دامس کا گھوڑا اچھل کر اس کی زد سے نکل گیا۔ دامس نے گھوڑے کو چکر دیا اور بطورس پر نیزہ کا وار کیا۔ بطورس نے یہ وار خالی دیا۔ اب تو گھوڑے ایک دوسرے کے گرد چکر لگاتے تھے۔ اور دونوں بہادر اپنے اپنے کرتب دکھاتے تھے کبھی تلواریں چلتیں، کبھی کمندیں پھینکی جاتیں، دونوں لشکر اس مقابلہ سے محظوظ ہو رہے تھے، کہ اچانک دامس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ گھوڑا گرا، دامس اس کے نیچے آیا۔ ابھی سنبھلا نہ تھا کہ بطورس نے اپنی کمند میں الجھا لیا۔ شیر اسیر دام ہوا۔ بطورس اسے اپنے لشکر میں لے گیا۔ مشکیں باندھیں اور خیمے میں ڈال دیا، اس کھیل سے رومیوں نے خوشی کے نعرے لگائے۔ مگر مسلمان ملول اور اندوہگیں ہوئے۔

بطورس کا حوصلہ اور بڑھا۔ وہ پھر اسی سج دھج سے میدان میں آیا۔ اور حریف طلب کیا۔ ضحاک رضی نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور بطورس کے مقابلہ پر آ گیا۔ یہ مجاہد قد و قامت اور شکل و صورت میں حضرت ضرار رضی سے مشابہ تھا۔ اسے دیکھ کر رومیوں نے شور مچایا، اسلامی سردار آیا، ان کے دل دھڑکنے اور پاؤں لرزنے لگے۔ وہ اپنی صفوں سے آگے بڑھ کر یہ مقابلہ دیکھنا چاہتے تھے۔ اس

Marfat.com

کشمکش میں خیمے کی چوب گر گئی۔ دامس کے محافظوں نے اسے سیدھا کرنا چاہا مگر نہ کر سکے۔ آخر انہوں نے دامس کے بند کھولے اور اسے چوب سیدھی کرنے کا حکم دیا۔ دامس نے چوب سیدھی کر دی۔ محافظوں نے اسے پھر سے باندھنا چاہا جب وہ رضامند نہ ہوا۔ تو اس پر پل پڑے۔ دامس نے دونوں محافظوں کو گردنوں سے پکڑ لیا، اور ان کے سر آپس میں اس طرح ٹکرائے۔ کہ ان کا مغز باہر نکل آیا وہ تو خیمے کے فرش پر گر پڑے۔ دامس نے ایک کی تلوار اٹھائی۔ اور خیمے سے باہر ایک کوتل گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ رومی لڑائی دیکھنے میں محو تھے۔ کسی نے دامس پر نظر نہ ڈالی۔ وہ گھوڑا لیے غسانی عربوں میں مل گیا۔

ضحاک رض اور لیطورس دن بھر لڑتے رہے۔ دونوں نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے، دوست اور دشمن سے خراج تحسین و آفرین وصول کیا گھوڑے تھک گئے، پسینے میں نہا گئے۔ دونوں بہادروں کے بازو شل ہو گئے سورج غروب ہو رہا تھا کہ اپنے اپنے کیمپ کو لوٹے۔ ان میں سے نہ کوئی زخمی تھا نہ مضروب۔

لیطورس بڑی شان اور طمطراق کے ساتھ اپنے کیمپ میں پہنچا، محافظوں کو مردہ اور دامس کو غائب پایا۔ حیران ہوا کہ انہیں کس نے مارا اور قیدی کو کیا کیا؟ سمجھ گیا۔ قیدی فرار ہو گیا۔ اور جاتے ہوئے محافظوں کو جان سے مار گیا۔ فوراً قیصر کے حضور پہنچا۔ اور واقعہ عرض کیا۔ جواب ملا اب تک ہمارے کیمپ سے کوئی شخص اسلامی کیمپ کی طرف نہیں گیا۔ قیدی یہیں ہو گا، ڈھونڈھو، پکڑو، جانے نہ پائے کا شور مچ گیا۔ دامس نے

Marfat.com

سنا، سپاہیوں کی دوڑ دھوپ دیکھی، ٹھہرنا بیکار سمجھا، تلوار میان سے نکالی جبلہ کے بھتیجے حازم پر چلائی۔ سر کاٹ کر پھینک دیا۔ گھوڑے کو ایڑ لگائی اور دشمن کے دیکھتے دیکھتے اسلامی کیمپ میں پہنچ گیا۔

اب کس کی ہمت تھی کہ اسلامی لشکر کی طرف بڑھتا اور اپنا مغرور پکڑتا جبلہ کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔ قیصر نے تسلی دی کہ صبح حازم کا انتقام لیں گے۔ جبلہ کی آگ ٹھنڈی ہوئی۔ اور آنسو بن کر آنکھوں سے ٹپکنے لگی۔

رات کا اندھیرا بڑھا، تاریکی کا لشکر چڑھا، دن کا نور کافور ہوا۔ ہر طرف اندھیرے کے دل بادل چھا گئے، ڈرے ہوئے دل اور ڈرے، اندھیرے کے پردے میں جان کے لالے پڑے، قیصر نے اپنے غلام وجلیس، بانیس کو بلایا۔ آئینے میں دیکھا، اپنا ہم شکل پایا، شاہی لباس منگایا، اسے پہنایا، اپنے ہاتھ سے تخت زریں پر بٹھایا، اپنا آپ چھپایا۔ خاموشی سے جہاز پر آیا۔ اور قسطنطنیہ کا راستہ لیا۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ کہ شہنشاہ، زریں کلاہ فرار ہوا۔

قسطنطنیہ سے انطاکیہ تک سمندر کا راستہ کھلا تھا۔ اسی راستے رومی افواج کو رسد اور کمک آتی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ رض نے معاذ رض بن جبل کو تین ہزار سوار دیے اور ساحل کی نگرانی کے لیے بھیج دیا۔ معاذ رض نے ساحل پر آنت مچادی، جو جہاز آتا، اسے پکڑتا، رسد لوٹ لیتا۔ اور اسلامی کیمپ میں بھیج دیتا۔ کمک آتی تو ساحل پر ہی اسے لقمہ شمشیر بنادیتا

رومیوں کی یہ اُمید بھی غرق دریائے شور ہوئی۔ اور وہ ہر قسم کی مدد سے محروم ہو گئے۔

قیصر بھاگ چکا تھا، بالبیس قیصر تھا۔ اسے کسی نے پہچاننے کی کوشش نہ کی، لشکر حسب معمول میدان میں اُترا۔ مجاہد بھی تیار ہو کر آ گئے۔ حضرت خالد رضؓ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اور دشمن پر جھپٹ پڑے۔ سعید بن زید رضؓ رافع رضؓ بن عمیرہ، مسیرہ رضؓ بن مسروق، مالک اشتر رضؓ، عمرو معدی کرب رضؓ ذوالکلاع حمیری رضؓ، فضل رضؓ بن عباس رضؓ، واحسن ابوالعول رضؓ نے ایک ساتھ نعرہ مارا اور دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ دونوں لشکر مل گئے۔ رومی بھی جم کر لڑے۔ زبردست لڑائی شروع ہوئی۔ گھمسان کا رن پڑا، مجاہدوں نے حملہ پہ حملہ کیا دشمنوں کی لاشوں سے میدان جنگ بھر دیا۔ مگر رومی تھے کہ قیصر کو موجود سمجھ کر لڑے جاتے تھے، اڑے جاتے تھے، اور مرے جاتے تھے۔ حضرت خالد رضؓ اور دوسرے جاں باز مجاہدوں نے وہ تلوار چلائی کہ موت بھی ڈر ڈر کر بھاگی، رومیوں کا سنہرا دن ہو گیا، جو بچے وہ بھاگے، بالبیس گرفتار ہوا۔ جبلہ بھاگ گیا۔ بیس ہزار ہتھیار پھینک کر گرفتار ہو گئے۔ ہزاروں سمندر میں ڈوب مرے۔

بالبیس کو اب تک قیصر روم سمجھا جا رہا تھا، وہی لباس، وہی شکل و صورت وہی تاج، شک کی گنجائش ہی نہ تھی۔ جب اسے حضرت ابو عبیدہ رضؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو یہ راز کھلا، کہ بادشاہ تو کئی دن سے بھاگ چکا ہے اور اپنے غلام کو اپنا تاج پہنا کر اپنا راج عطا کر گیا ہے۔

Marfat.com

انطاکیہ کی فتح سے شام کی فتح نے تکمیل پائی، اب سارا شام اسلام کے قبضہ میں تھا، انطاکیہ آخری شہر تھا جس نے شام کی تسخیر پر اسلامی فتح کی مہر لگا دی۔ اور قیصریت کا بت شام میں ہمیشہ کے لیے توڑ کر پھینک دیا گیا۔

جب یہ خوشخبری حضرت عمرؓ کو پہنچی تو آپ اسی وقت سجدہ میں گر گئے خدا کا ہزار ہزار شکر کیا۔ اور آنسوؤں کے موتی بارگاہِ ایزدی میں پیش کیے۔ مدینہ بھر میں خوشی کے نعرے بلند ہوئے۔ دشت جبل گونج اُٹھے مگر اس خوشی میں خدا کی کبریائی کا اقرار، اور اپنا عجز و انکسار تھا۔ نہ ناچ کی مجلسیں تھیں، نہ گانے کی محفلیں، زبانوں پہ خدا کی تعریف تھی اور دلوں میں اس کی توصیف۔

جنگ مرج القبائل

انطاکیہ کی فتح سے سرکاری طور پر مسلمانوں کا قبضہ شام پر مکمل ہو گیا۔ مگر پہاڑی اضلاع میں ابھی تک اسلامی لشکر نہیں پہنچا تھا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت خالدؓ کو تین ہزار مجاہدوں کے ساتھ دریائے فرات تک گشت کا حکم دیا۔ اور پہاڑی اقوام کو مطیع کرنے کے لیے میسرہؓ بن مسروق کو بھیجا۔ تین ہزار مجاہد ان کی کمان میں دیئے۔ اور حکم دیا کہ پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں اور کوہستان کی چوٹیوں تک اسلام کا نام بلند کر دو۔ مگر یاد رکھو۔ یہ سب راستے انجانے ہیں۔ آہستہ آہستہ دیکھتے بھالتے، قدم بڑھانا۔ دشمن سے ہر وقت چوکنے رہو۔ اگر مقابلہ سخت، اور دشمن کی تعداد بکثرت ہو تو مجھے اطلاع دے دو۔ تاکہ میں تمہاری مدد کے لیے کمک روانہ کر دوں۔

میسرہؓ نے علم اٹھایا۔ مجاہدوں کا خون جوش میں آیا۔ نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔ سمندِ شہادت کو تازیانہ لگا۔ رہبر آگے آگے چلے۔ مجاہدوں نے ان کے پیچھے پیچھے گھوڑے ڈالے، چھوٹے چھوٹے قبیلے مطیع ہوتے گئے سب

Marfat.com

پڑا کوہستانی شہر قورس قریب آگیا۔ ایک وسیع میدان میں غازی اُتر پڑے پانچ دن کے تھکے ماندے تھے۔ سستانے کی خاطر قیام کیا۔ چند سوار آگے بڑھائے کہ دشمن کی خبر لائیں۔ شام قریب تھی۔ یہ سوار دو کوہستانیوں کو پکڑ لائے۔ رہبروں کے ذریعے گفتگو ہوئی۔ پتہ چلا۔ کہ شاہ ہرقل نے انطاکیہ چھوڑنے سے پہلے کوہستانی سرداروں کو لکھ بھیجا تھا کہ پہاڑی دروں کی حفاظت میں جان و دل سے کوشش کریں۔ چنانچہ ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو چکا ہے جو عنقریب حملہ کر دے گا۔

میسرہؓ نے سنا تو کہا۔ ہم یہیں دشمن کا انتظار کریں گے۔ کیونکہ یہ میدان فراخ و وسیع ہے۔ اور یہاں ہم دشمن کا مقابلہ اچھی طرح کر سکیں گے۔

اتنے میں دشمن کا لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ رومی جھنڈے لہراتے نظر آئے کوہستان کی سخت زمین اور تند خو اقوام کے دل بادل گھرنے لگے۔ میدان بھر گیا اور وہ کچھ فاصلہ چھوڑ کر اتر پڑے۔ دور دور تک خیمے لگ گئے۔ گھوڑے ہنہنائے بہادروں نے نعرے لگائے۔ بزدلوں نے اپنے منہ چھپائے۔ دونوں لشکروں کے درمیان رات نے سیاہ پردہ تان دیا۔ اور وہ آرام کرنے پر مجبور ہو گئے۔

رات لشکر کو ترتیب دیتے، دائیں بائیں، آگے پیچھے کی خبر لیتے گزر گئی۔ سپیدۂ سحر نمودار ہوا۔ رات کی سیاہی پہ کافور چھڑکا، مؤذن نے اذان دی۔ سردار لشکر نے نماز پڑھائی اور کہا:۔ میرے ساتھیو! مجاہدو! نمازیو! ان پہاڑوں میں سب سے پہلے آنے والے مسلمان تم ہو۔ اس سنگلاخ زمین میں سب سے پہلی نماز تم نے ادا کی ہے۔ یہاں سب سے پہلے نعرۂ توحید بلند کرنے والے تم ہو۔ دشمن کی

کثرت سے مت گھبراؤ، تم اس سے بڑے بڑے لشکروں کو نیست و نابود کر چکے ہو۔ تم آخرت کے طلبگار اور دنیائے دنی سے بیزار ہو۔ تمہارے دلوں میں خدا اور اس کے رسول ؐ کی محبت موجزن ہے۔ تم جانتے ہو کہ بہشت تلوار کے سائے میں ہے۔ تلوار کی دھار پر جنت کو راستہ جاتا ہے۔ جسے جنت کی آرزو ہو وہ آج خدا کی خوشنودی حاصل کر کے سرخرو ہو، دنیا فانی ہے۔ اور آخرت باقی فانی پر باقی کو ترجیح دو، جنت کے لیے دوزخ کو ٹھکرادو، اسلام کا نام بلند کرو، اپنی جانیں لڑا دو۔ خدا ہم سب کا مددگار اور پشتیبان ہو۔

لشکر کو میدان میں آتارا، میمنہ، میسرہ پر بہادر مجاہد مقرر کیے۔ دامس ابوالہول کو مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے رکھا۔ عبداللہ بن حذافہ کو اپنا نائب بنایا۔ رومی سردار نے اپنی فوج کے تین حصے کیے۔ ہر حصہ دس ہزار جوانوں پر مشتمل تھا میمنہ، میسرہ اور قلب میں تیس ہزار کوہستانی ہتھیاروں سے مسلح، زرہ جوشن پہنے، چار آئینہ سجائے کھڑے ہو گئے۔

ایک رومی جنگجو، تند مزاج و تندخو، نیزہ لہراتا، گھوڑا دوڑاتا میدان میں نکلا، بڑے جوش و خروش سے میدان کارزار میں بڑھا۔ اور پکارا، ہے کوئی بہادر جو میرے مقابلہ پر آئے؟

دامس نے فوراً گھوڑا آگے بڑھایا، میدان میں آیا اور پکارا، بہادر ہو، تو سامنے آؤ۔ ورنہ پیچھے بھاگ جاؤ! رومی نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ نیزہ لہرایا، اور دامس پر اس زور سے مارا کہ اگر وار خالی نہ جاتا تو دامس یا اس کا گھوڑا دونوں میں سے ایک ضرور ہلاک ہو جاتا۔ مگر دامس نے وار بچایا اور اپنا نیزہ اس طرح مارا

Marfat.com

کہ رومی کا سینہ چھید کر پیٹھ سے جانکلا۔ رومی خون میں لت پت میدان میں گرا اور پھر اُٹھ نہ سکا۔ اس کے گھائل ہوتے ہی ایک اور رومی میدان میں آیا۔ دامس نے اسے بھی سنبھلنے نہ دیا۔ اور تلوار کے ایک ہی وار سے کاٹ کر رکھ دیا۔

رومی دامس کی یہ پھرتی دیکھ کر ھکا بکا رہ گئے۔ ایک حبشی غلام میں یہ دم خم! کہ دو رومی سرداروں کو پل بھر میں تلوار کے گھاٹ اُتار دے۔ رومی سردار نے تھوڑی دیر سوچا۔ اپنے لشکر کی طرف دیکھا۔ کسی پہلوان کو میدان کا رخ نہ کرتے پایا تو حملہ عام کا حکم دے دیا۔

ادھر رومی بڑھے، ادھر مجاہد جھپٹے، تلوار نے فیصلے کے لیے اپنا منہ کھولا نیزہ بہادروں کو تولنے لگا۔ گھمسان کا رن پڑا، لاشوں پر لاشیں گرنے لگیں۔ کٹے ہوئے سر میدان میں گیند کی طرح لڑھکنے لگے۔ رستا خیز کا عالم تھا۔ ایک کو دوسرے کا ہوش نہ تھا۔ تلواروں کی جھنکار تھی، نیزوں کی کچاکچ تھی۔ زخمیوں کی آہ و بکا تھی نعرے پر نعرے لگ رہے تھے۔ شور محشر بپا تھا۔ زمین کا غبار آسمان پر پہنچ چکا تھا۔ آفتاب کا منہ زرد ہو گیا۔ اس نے جلدی جلدی اپنا سفر ختم کیا اور آغوش سحاب میں منہ چھپا لیا۔ اندھیرا بڑھ گیا۔ دوست دشمن کی تمیز گھٹ گئی۔ طبل بازگشت بجا۔ دونوں لشکر اپنی اپنی قیام گاہ کو لوٹے، جنگ گاہ سنسان ہو گئی۔

ایک سو پچاس مجاہدوں نے جام شہادت نوش کیا۔ گیارہ سو رومی کام آئے مجاہدوں نے شہدا کی لاشیں اٹھائیں۔ نماز جنازہ ادا کی اور انہیں آغوش

Marfat.com

لحد کے سپرد کر دیا۔

نیا دن نئے ولولے اور نیا جوش لے کر طلوع ہوا۔ مجاہدوں نے تلواروں کے نیام توڑ ڈالے۔ فیصلہ کن جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ بشیرؓ نے حضرت ابو عبیدہ رضؓ کو خط لکھا اور فوری کمک کے لیے درخواست کی۔ قاصد نے خط لیا۔ ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہوا اور اسلامی کیمپ کی طرف ہوا ہو گیا۔

دونوں لشکر میدان رزم میں آ گئے۔ بہادروں نے اپنے جوہر دکھلائے بزدلوں نے پہلو تہی کر کے منہ چھپائے۔ مجاہدوں نے تلوار کے وہ ہاتھ دکھائے کہ رومی اپنی کثرت کے باوجود کچھ نہ کر پائے، ہر روز میدان میں آتے اور شام کے انتظار میں جان کھپاتے۔ مگر بے نیل مرام واپس جاتے۔

کوہستانی سخت جان تھے، پہاڑوں کی گھاٹیاں انہیں پناہ دیتیں، جنگ کی سختی سے گھبراتے، پہاڑیوں میں چھپ چھپ جاتے، تازہ دم ہوتے اور پھر میدان میں آ جاتے۔ ان کے سردار نے سوچا، لڑائی ختم ہونے میں نہیں آتی، مسلمان بلائے بے درماں ہیں۔ ان کے سردار منچلے ہیں۔ موت ان سے ڈرتی ہے۔ یہ تین ہزار، ہم بے شمار، یہ بے گھر، ہم اپنے گھر میں پھر بھی یہ قائم اور ہم بے دم، ان کے سردار مارے جائیں تو شاید بھاگ جائیں۔ کل ان کے سرداروں سے لڑیں۔ ایک ایک کو طلب کریں۔ اور ان کا قصہ ختم کریں۔

رات سوئی، صبح جاگی، دونوں لشکر میدان میں آئے، تلیص

رومی سردار، مسلح و سوار میدان میں نکلا، اسلامی سردار کو جنگ کے لیے طلب کیا، میسرہ نے میدان میں نکلنے کا ارادہ کیا۔ عبداللہ بن حازمؓ نے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ آپ رک جائیں، میں جاتا ہوں اور قلیص سے پنجہ لڑاتا ہوں!

نہیں، دشمن نے مجھے بلایا ہے۔ مجھے ہی جانا چاہیئے۔ میسرہؓ نے جواب دیا۔

رومی نے سردار کو دعوت مبارزت دی ہے "میں بھی تو میمنہ کا سردار ہوں۔ آپ کا نام نہیں لیا۔ پھر میں جا سکتا ہوں۔ کیا میں سردار نہیں ہوں؟ عبداللہ رضؓ نے کہا۔

سردار نے اجازت دی، عبداللہ رضؓ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور قلیص کے مقابل آ گیا۔ دونوں میں لڑائی کا آغاز ہوا۔ دونوں نے اپنے اپنے جوہر آزمائے۔ قلیص کی زرہ بڑی مضبوط تھی۔ عبداللہ رضؓ کی تلوار پڑتی اور اُچک جاتی، اس کھیل سے مجاہد اُکتا گیا۔ گھوڑے کو پھرایا، حریف کے قریب آیا، اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، اُلٹے ہاتھ سے ایسی تلوار ماری کہ گردن کاٹی اور سر زمین پر گرا دیا۔ لشکر اسلام نے نعرہ تحسین بلند کیا۔ عبداللہ فتح مند واپس آیا۔ جارس رومی نے قلیص کو کٹتے دیکھا تو میدان میں کود پڑا، پکارا، وہی عربی آئے جس نے قلیص کو قتل کیا ہے!

عبداللہؓ پھر میدان میں آیا۔ دونوں لڑتے رہے۔ نہ کوئی زخمی ہوا، نہ

کسی کے چوٹ آئی۔ جارس نے موقعہ پایا۔ اپنا گھوڑا عبداللہؓ کے قریب لایا۔ اور جھپٹ کر اسے زمین سے اُٹھایا۔ گھوڑا بھگایا اور اپنے لشکر میں لے آیا۔ عبداللہؓ کی مشکیں کسیں، محافظوں کے سپرد کیا۔ اور آپ پھر میدان میں آکر گرجنے لگا۔

جارس غراتا تھا، شور مچاتا تھا۔ نعرے لگاتا تھا۔ حریف کو للکارتا تھا، جھلائے ہوئے سانپ کی طرح پھنکارتا تھا۔ گھوڑا دوڑاتا تھا۔ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر نکل جاتا تھا۔ مست ہاتھی کی طرح چنگھاڑتا تھا اور حریف کو پکارتا تھا۔

یہ شوخی اور طراری، گستاخی اور گرم گفتاری دیکھ کر، سن کر تین تین نوجوان میسرہؓ کے پاس باری باری آئے، اجازت مانگی۔ سردار نے تینوں کو اجازت نہ دی اور کہا۔ اس کے مقابلہ پر میں خود جاؤنگا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ عبداللہؓ گرفتار ہو۔ اور میں منہ دیکھتا رہ جاؤں، قیامت کے دن اپنے عزیز دوست کو نہ پاؤں۔

یہ کہہ کر میسرہؓ نے اپنا علم ایک مجاہد کے حوالے کیا۔ گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور جارس کے مقابل جا پہنچا۔ لڑائی ہونے لگی۔ دلوں کی بات تلوار کی زبان پر آگئی۔ ابھی چند ہی وار ہوئے تھے۔ کہ جارس کو اسلامی لشکر کے عقب میں غبار دکھائی دیا۔ اس کا دل گھبرایا۔ میسرہؓ سے بولا اپنے لشکر کی خبر لو۔ اس کے عقب میں غبار اُٹھ رہا ہے!

میسرہؓ سمجھا دھوکا دے کر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا منہ

Marfat.com

بند کرو، زبان کو لگام دو، تلوار کی بات کرو، نیزہ کی زبان سمجھو۔ تمہیں ہمارے لشکر سے کیا کام؟ خیر خواہی اور نیک سگالی کے لیے بزم ہے رزم نہیں۔ ہم رزمگاہ میں ہیں۔ یہاں اسلحہ ہی بولا کرتا ہے۔

نہ یہ فریب ہے نہ دھوکا، یسوع مسیح کی قسم! غبار ہے اور مطلع تیرہ و تار ہے۔ دیکھو اور یقین کرو!

میسرہ رض نے دیکھا تو سچ مچ غبار تھا! کہا یہ غبار ہمارے لیے رحمت اور تمہارے لیے زحمت ہے۔ ہماری کمک آ پہنچی ہے۔ اب تمہاری اور تمہارے لشکر کی قضا آ پہنچی ہے۔ یہی میدان تمہیں بے نشان کر دے گا۔ اور ہمیں شایانِ شان فتح و ظفر دے گا۔

حارس گھبرا تو گیا۔ مگر اس نے اپنے حواس بجا رکھے، گھوڑے کو چکر دیا۔ بادل کی طرح گرجا گرجتا آیا۔ بجلی کی طرح کڑکڑا آیا۔ شیر کی طرح حملہ آور ہوا۔ میسرہ رض نے وار روکا۔ اور چیتے کی طرح بڑھ کر وار کیا۔ تلوار بازو پر لگی۔ بازو زخمی ہوا۔ خون کا دھارا بہ نکلا۔ ہاتھ بیکار ہو گیا۔

اسلامی لشکر سے خوشی کے نعرے بلند ہوئے۔ غبار لشکر اسلام میں مل کر لشکر بن گیا۔ مجاہد خوشی سے جھوم اٹھے، حضرت خالد رض سیف اللہ لیے ہوئے آ پہنچے۔ حارس نے بھاگ جانا اور جان بچانا ہی غنیمت سمجھا۔ گھوڑے کی باگ پھیری اور اپنے لشکر کی طرف بھاگا، میسرہ رض نے بھی اس کا پیچھا نہ کیا اپنے لشکر میں آیا، حضرت خالد رض سے ملا۔ اور انہیں حالات سے باخبر کیا۔ حضرت خالد رض نے عبداللہ رض کی گرفتاری کا ذکر سن کر کہا۔ اگر وہ زندہ ہے

Marfat.com

تو انشاء اللہ اسے رہا کرائیں گے۔ اگر شہید کر دیا گیا تو ایک رومی کو بھی یہاں سے جانے نہ دیں گے۔ گھیر گھیر کر ماریں گے، ایک ایک کا سر اتاریں گے

اسلامی کمک کی آمد سے رومی سہم گئے۔ اپنا لشکر پیچھے ہٹایا۔ کیمپ کی طرف واپس پھرے اور صلح کی گفتگو کے لیے ایک قاصد بھیج دیا۔

قاصد نے حضرت خالد رضؓ سے کہا، ہم صلح چاہتے ہیں۔ جتنا سیم و زر چاہو لے لو، اور واپس چلے جاؤ۔ تمہارا قیدی بھی آزاد کر دیا جائے گا۔

حضرت خالد رضؓ نے جواب دیا۔ صلح کے لیے ہماری شرطیں واضح اور ظاہر ہیں۔ اسلام قبول کر لو اور ہمارے بھائی بن جاؤ۔ اگر یہ منظور نہ ہو، تو جزیہ ادا کرو اور ہماری حفاظت میں آجاؤ۔

قاصد نے کہا۔ مشورہ کے لیے ایک دن کی مہلت دو۔ کل لڑائی ملتوی کرو۔ پرسوں ہمارا جواب آپ کو مل جائے گا۔ ممکن ہے ہم آپ کی اطاعت کر لیں۔

حضرت خالدؓ نے مہلت دے دی۔ قاصد اپنے کیمپ میں چلا گیا۔ دن گزر گیا، رات آئی وہ بھی ختم ہوئی۔ اگلے دن دیر تک منتظر رہے۔ مگر نہ تو قاصد آیا۔ نہ لشکر ہی میدان جنگ میں نکلا۔ حیرت کی بات تھی۔ کہ نہ صلح نہ مزید گفتگو، نہ جواب با صواب، نہ لشکر نہ کیمپ میں کوئی حرکت۔

چند مجاہد آگے بڑھے، سنبھل سنبھل کر کیمپ تک پہنچے، خیمے کھڑے تھے۔ تمام کیمپ سنسان تھا، رات کے بھاگے ہوئے جانے اس وقت تک کہاں پہنچ چکے تھے۔ عبداللہ رضؓ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ حضرت خالد

Marfat.com

پچتائے کہ دشمن کی بات پر اعتبار کیوں کیا؟

رومی کیمپ لوٹ لیا گیا۔ خیمہ و خرگاہ سمیٹ لیے گئے۔ حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کی خدمت میں مفصل خط لکھا گیا۔ مال غنیمت سے لادے ہوئے اونٹ بھیج دیے گئے۔ عبداللہ رضؓ کی گرفتاری اور قسطنطنیہ کو روانگی بیان کی گئی اور گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔

عبداللہ رضؓ کی گرفتاری کی خبر پڑھ کر حضرت خلیفہ ثانی رضؓ غمگین ہوئے عام مسلمان بھی اندوہگیں ہوئے، مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ اب نہ اسے لشکر چھڑا سکتا تھا، اور نہ کوئی حملہ بچا سکتا، اس کی حفاظت کے لیے دعا کی گئی۔

حضرت عمر رضؓ اس قدر بے قرار ہوئے۔ کہ اسی وقت قلم دوات لے کر بیٹھ گئے۔ اور ہرقل کو مخاطب کر کے لکھا:۔

"قیصر روم! تمہارا شام گیا، فلسطین گیا۔ تمہاری حکومت کی سرحدیں سمٹ گئیں، تم آگے ہو اور ہمارے مجاہد تمہارے پیچھے، جہاں جاؤ گے ہمیں اپنے پیچھے پاؤ گے۔ تمہاری کوششیں ہماری راہیں نہیں روک سکتیں، خدا کا نام بلند ہو کر رہے گا۔ توحید کا پرچم لہرا کر رہے گا۔ ہمارا بھائی عبداللہ رضؓ تمہاری قید میں ہے، اسے رہا کر دو نہیں تو میں ان مجاہدوں کو بھیجوں گا، جو تمہارے دریاؤں کو خشک کر دیں گے، تمہارے سمندروں کے ساحل توڑ دیں گے۔ تمہارے پہاڑوں کو ہلا دیں گے، تمہاری دھرتی کو کپکپا دیں گے۔ تمہارا

Marfat.com

تخت الٹ دیں گے، تمہاری قسمت پلٹ دیں گے، تمہارے ایام بدل دیں گے، تمہارے لشکر کچل دیں گے، جو راہ پر آئے، خدا کا بندہ کہلائے، جو برائی سے شرمائے، وہ خدا کی رحمت کے انعامات پائے"

قاصد نے خط لیا اور خدا کا نام لے کر پا بہ سفر ہوا، چلتا گیا، چلتا گیا حتیٰ کہ اپنی منزل مقصود پر جا پہنچا۔

عبداللہ رض گرفتار، بے یار و مددگار، پا بہ زنجیر، دشمن کے ہاتھوں اسیر ہو کر قسطنطنیہ پہنچا، نئی زمین، نیا آسمان، چاروں طرف دشمن ہی دشمن، مگر وہ خدا کا بندہ ذرا نہ گھبرایا۔ قیصر روم کی شان و شوکت، دولت و حشمت سج دھج، ہیبت و جلال اسے حیران و پریشان نہ کر سکے۔ قیصر کے حکم سے دربار میں پیش ہوا۔ شہنشاہ نے نرمی سے پوچھا:۔

تم کس قبیلہ سے ہو؟

قبیلہ قریش سے، عبداللہ نے جواب دیا۔

کیا تم پیغمبر عرب کے خاندان سے ہو؟

میں ان کا ابن عم ہوں!

اب تم کہاں ہو؟

قسطنطنیہ میں!

عرب اور تمہارا لشکر یہاں سے کتنی دور ہے؟

بہت دور!

کیا یہ بہتر نہیں کہ تم اسلام کو چھوڑ دو اور عیسائیت کے حلقہ بگوش

Marfat.com

ہو جاؤ۔

یہ نہیں ہو سکتا!

میں تمہیں زر و جواہر سے لاد دوں گا۔ کسی سردار کی حسین دوشیزہ سے تمہاری شادی کر دوں گا، تم میرے مقرب بن جاؤ گے اور کسی علاقے کے بادشاہ بنا دیئے جاؤ گے۔

ہمیں خدا نے دولت اسلام سے مالا مال کر دیا ہے۔ دنیا کی شان و شوکت اور آرام کی ہمیں ضرورت نہیں۔ ہم اس کے مقرب ہیں جو بادشاہوں کو بادشاہی عطا کرتا ہے۔ ہم دنیا کے لیے اپنا دین نہیں چھوڑ سکتے، ہدایت چھوڑ کر گمراہ نہیں ہو سکتے۔ ہم خدا کا نام بلند کرنے کو نکلے ہیں اور بلند کر کے رہیں گے۔

مجھ سے بڑا بادشاہ کون ہے؟ جانتے ہو میں شہنشاہ ہوں؟

تم سے اور سب سے بڑا شہنشاہ ہمارا خدا ہے جس نے تمہیں بادشاہی عطا کی۔ جب تم اپنی بادشاہی پر مغرور ہوئے تو تمہارا غرور توڑنے کے لیے ہمیں تمہارے پیچھے لگا دیا۔ شام و فلسطین میں تمہارے غرور نے انکسار کا لبادہ اوڑھ لیا۔ کوئی دن جاتا ہے کہ خدا کے بندے یہاں بھی پہنچ جائیں گے۔

قیصر جھنجھلایا۔ داروغہ جیل کو بلایا اور حکم دیا، اسے قید تنہائی میں رکھو، کھانے پینے کے لیے سؤر کا گوشت اور شراب کا پیالہ رکھ دو، دیکھیں کب تک اپنی ہٹ پر قائم رہتا ہے؟

داروغہ نے حکم کی تعمیل کی۔ الگ کوٹھڑی میں ڈالا سؤر کا گوشت اور

شراب کا پیالہ پاس رکھا اور دروازے پر مضبوط تالا ڈالا۔

تین دن گزر گئے۔ بھوک اور پیاس نے عبداللہ کو نڈھال کر دیا، مگر اس نے حرام چیزوں کو نہ چھوڑا۔ ہرقل نے حکم دیا، قیدی کو لاؤ!

قیدی لایا گیا، بھوک اور پیاس نے اسے نحیف و نزار کر دیا تھا۔ اس کی حالت قابل رحم تھی۔

قیصر نے پوچھا۔ تم نے کھانا پینا کیوں چھوڑا؟

عبداللہ نے جواب دیا، جو کچھ مجھے دیا گیا، وہ ہماری شریعت میں حرام ہے۔ حرام کھا کر جینے سے بھوکا، پیاسا مرنا افضل ہے۔ اگرچہ حالتِ اضطرار میں حرام چیزیں بھی حلال ہو جاتی ہیں، مگر میں نے اسلام کی عزت کے تحفظ کے لیے انہیں چھونا گوارا نہیں کیا۔ تاکہ تم لوگ ہمارا اور ہمارے مذہب کا تمسخر نہ اڑاؤ!

قیصر یہ سن کر حیران ہوا۔ عجیب قوم ہے۔ جسے اپنے مذہب کی حفاظت میں جان دینے سے بھی دریغ نہیں۔ اس نے پہلا حکم واپس لے لیا اور دوسرا حکم دیا کہ قیدی کو ہر طرح کی آسائش مہیا کر دو۔

انہی دنوں حضرت خلیفہ ثانی رضہ کا قاصد خط لے کر پہنچ گیا۔ قیصر اس خط کو پڑھ کر کانپ گیا۔ عبداللہ کو بلایا، اسے شاہانہ لباس پہنایا، ایک بیش قیمت موتی خلیفہ رضہ کے لیے عطا فرمایا۔ اور مدینہ کو جانے کی اجازت دے دی۔

Marfat.com

جنگِ قیساریہ

مرج القبائل کی فتح کے بعد بچے کھچے رومی قیساریہ میں پناہ گزین ہوئے
قیساریہ میں شہنشاہ روم کا بیٹا قسطنطین مقیم تھا۔ اسی ہزار فوج جمع تھی
اس نے آخری داؤ لگایا اور ساحل سے اتر کر حمص کو محصور کر لیا۔ سپہ سالار
اسلام فوج کی کمی کے باعث میدان میں نکلنے سے کترائے۔ تاہم انہوں نے
حضرت عمرؓ کو حالات لکھ بھیجے اور کمک کی درخواست کی۔ حضرت خالدؓ
کو قنسرین سے بلا بھیجا۔ عراق سے سعدؓ بن وقاص نے بھی کچھ فوج بھیج دی۔
حضرت خالدؓ نے آتے ہی میدان گرم کیا اور اپنے سے پندرہ گنی فوج
کو تلوار کی دھار پہ لیا۔ دشمن کا حصار ٹوٹ گیا اور روم شکست کھا کر بھاگا۔ قیساریہ
کے سوا پورے شام میں ان کے لیے جائے پناہ نہ تھی۔ وہ بھاگے اور قسطنطین
کے پاس آ گئے۔

عمروؓ بن عاص کو ساحل روم کی مہم سونپی گئی۔ انہوں نے حضرت ابوعبیدہؓ
سے مزید کمک مانگی۔ شرجیلؓ بن حسنہ تین ہزار کی جمعیت سے پہنچے۔ قیصر کا

ایک بہادر مرد میدان قدموں بھی قسطنطین کی مدد کے لیے پہنچ گیا اور شہزادے سے بولا عظیم شہزادے! شام ہمارے ہاتھوں سے گیا۔ اگر قلیباریہ بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ تو پھر شام کا ساحل بھی ہمارے قدموں کو ترستا رہے گا۔ اب ہماری رسوائی میں کوئی کسر باقی نہیں رہی۔ ہمیں آخری داؤ لگانا چاہیئے یا تو مر کر شرمندگی کا داغ دھوئیں یا فتح یاب ہو کر سرخروئی حاصل کریں۔

شہزادے نے جواب دیا۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ مگر لڑائی سے پہلے ہمیں عربوں سے گفتگو کرنی چاہیئے۔ اگر وہ لوگ صلح کر لیں تو ہمیں مزید تیاری کے لیے موقع مل جائے گا۔ ورنہ جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔

ایک رومی سردار قاصد بن کر آیا اور شہزادے کا پیغام پہنچایا۔ "ہمارا شہزادہ صلح کی گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ کسی دانا سردار کو بھیجیے۔

عمرو بن عاص رض نے اپنے سرداروں سے پوچھا۔ اس گفتگو کے لیے کون جائے؟ حضرت بلال رض اٹھے اور کہا مجھے اجازت دیجئے۔

عمرو بن عاص رض نے کہا۔ شہزادہ تم سے ملنا پسند نہیں کرے گا۔ اس لیے تم نہ جاؤ!

حضرت بلال رض نے جواب دیا۔ مجھے ضرور بھیجیے۔ کیا میں لشکر اسلام میں معزز نہیں ہوں؟

عمرو بن عاص نے کہا، بے شک تم ہمارے ہاں معزز ہو مگر شہزادہ تمہیں حبشی غلام ہی سمجھے گا اور اپنی بے عزتی تصور کرے گا۔

حضرت بلال رض نے جواب دیا آپ کو خدا کی قسم مجھے ضرور بھیجیے۔

Marfat.com

اس کام کو بڑی خوبی سے انجام دُوں گا۔

حضرت بلال رضؓ کی قسم سے عمرو بنؓ عاص مجبور ہوئے۔ اور انہیں اجازت دی۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ رومی لشکر میں پہنچے اور اپنے آنے کی اطلاع دی۔

جب شہزادے نے سُنا کہ ایک حبشی گفتگو کے لیے آیا ہے تو اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اور حکم دیا کہ قاصد کو واپس بھیج دو۔ عربوں نے ہمیں اتنا ذلیل سمجھ لیا ہے کہ گفتگو کے لیے ایک حبشی غلام کو بھیجا ہے۔ میں اسے دیکھنا بھی نہیں چاہتا اگر عرب صلح چاہتے ہیں تو کسی عرب سردار کو بھیجیں۔

حضرت بلال رضؓ واپس آ گئے تو عمرو بنؓ عاص خود مسلح ہو کر رومی کیمپ میں پہنچے۔ شہزادے نے انہیں خوش آمدید کہا۔ اور ایک سنہری کرسی پیش کی عمرو بن عاص رضؓ زمین پر بیٹھ گئے۔ نیزہ فرش پر رکھ دیا۔ اور تلوار ران پر رکھ لی۔ شہزادے نے کہا ہم دغا نہیں کریں گے۔ آپ ہتھیاروں کی پروا نہ کریں!

عمرو بن عاص رضؓ نے جواب دیا۔ ہتھیار ہمارا اوڑھنا بچھونا ہیں۔ ہم سوتے جاگتے ان سے جدا نہیں ہوتے۔ پھر احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اس لیے آپ ہماری ہتھیار بندی پر متعجب نہ ہوں!

شہزادے نے کہا۔ آپ شام لے چکے ہیں۔ اس پر قابض رہیں۔ ہم دخل نہ دیں گے مگر فلسطین سے لشکر ہٹا لیں۔ اور ہم سے میعادی صلح کر لیں۔

عمرو بنؓ عاص نے جواب دیا، ہماری صلح کی شرطیں واضح ہیں۔ آپ اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جائیں اور فلسطین پر قابض رہیں۔ اگر یہ پسند نہ ہو تو جزیہ دے کر ہماری حفاظت میں آجائیں۔ اس صورت میں داخلی آزادی

آپ کو حاصل ہوگی۔ اور ہم ہر طرح آپ کی مدد کرتے رہیں گے۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو پھر لڑائی کے سوا چارہ نہیں۔

شہزادے نے کہا اگر آپ صلح کی بجائے لڑائی کو پسند کرتے ہیں تو ہم بھی تیار ہیں۔ مگر یاد رکھیے، ہماری حکومت شام کے نکل جانے سے کمزور نہیں ہوئی۔ شام تو صرف ہمارا ایک صوبہ تھا۔

عمرو بن عاص نے کہا کچھ بھی ہو، ہم قیساریہ کو فتح کر کے رہیں گے۔ اگر آپ ایسے ہی طاقتور ہیں۔ تو پھر صلح کی درخواست کیوں کرتے ہیں؟ میدان میں آئیں اور تلوار کا فیصلہ قبول کریں۔

گفتگو ختم ہوتی، عمرو بن عاص نے نیزہ اٹھایا۔ تلوار ہاتھ میں لی۔ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور اپنے لشکر میں آ گئے۔ مجاہدوں کو تیاری کا حکم دیا۔ رات کر بندی میں گزری۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مجاہد میدان میں آ گئے۔ رومی لشکر بھی پوری طرح ملبس ہو کر میدان میں آ جما۔

رومی لشکر سے ایک مسلح رومی نکلا۔ گھوڑے کو میدان میں پھرایا، کندھے سے کمان اُتار کر ہاتھ میں لی۔ تیر جوڑا، اور شست باندھ کر اسلامی لشکر کی طرف چھوڑا۔ ایک مجاہد کے لگا اور وہ زخمی ہو گیا۔ رومی نے پھر تیر چھوڑا، ایک مجاہد کے سینے میں لگا اور وہ شہید ہو کر گر پڑا۔

سردار نے چلا کر کہا۔ کسی مجاہد کے پاس کمان نہیں؟ کوئی تیرانداز نہیں جو اس رومی کو جواب دے!

ایک مجاہد نے کمان ہاتھ میں لی۔ رومی کا تیر آیا، مگر خطا ہوا۔ مجاہد

نے بسم اللہ پڑھ کر تیر چلایا۔ رومی نے بچنا چاہا۔ مگر نہ بچ سکا۔ تیر اس کے حلق پر بیٹھا اور گردن سے پار ہو گیا۔ وہ گھایل ہو کر گھوڑے سے گرا، اور تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔ ساحل سے بڑھے، اور بحیرہ روم کی سطح پر پھیل گئے۔ یہ پہلی تکبیر تھی جسے بحیرۂ روم کی موجوں نے سنا۔

دوسرا رومی سردار میدان میں آیا، تلوار میان سے نکال کر للکارا، کون ہے جو میرا وار سہے اور دنیا میں زندہ رہے، میں پلٹین اور شیر افگن ہوں۔ جسے یقین نہ ہو آئے اور یقین حاصل کر کے جائے۔

ایک مجاہد نے گھوڑا بڑھایا، رومی کے مقابل آیا۔ اسی کی جاںبکر ستی دیکھ کر رومی شرمایا، وار پر وار ہونے لگے۔ رومی نے گھوڑا پیچھے ہٹایا، ایک دم باگ اٹھائی، گھوڑے کو ایڑ لگائی، شیر کی طرح جھپٹا، تلوار کا وار کیا، مجاہد کی ڈھال کٹی اور بازو زخمی ہوا۔

مجاہد جھلا گیا، اسے تاؤ آ گیا۔ گھوڑے کو پھرایا، پھرا کر سامنے آیا تلوار اٹھائی، رومی کے خود پر لگائی لوہے کی ٹوپی کٹی، سر زخمی ہوا، پیچھے کو بھاگا اور اپنے لشکر میں گم ہو گیا۔

مجاہد نے اپنا زخم چھپایا۔ لہو دیکھ کر نہ گھبرایا۔ گھوڑے کو میدان میں پھرایا، حریف کو نہ پایا، واپس آیا اور لشکر میں آ کر اپنا زخم بندھایا۔

قدموں الرومی شہنشاہ کا پروردہ، اہالدہی میں سر سپاہ آوردہ، شہزادے کا ہم دم و جلیس، ملک و قوم کا رفیق و انیس، زرہ جوشن

پہنے، خود سر پر رکھے میدان میں آیا، گھوڑا کدکدایا، میدان میں پھرایا، پکارا، للکارا، پھنکارا۔

عربو! بھاگ جاؤ، ریت میں منہ چھپاؤ۔ میں آیا ہوں اور تمہاری موت ساتھ لایا ہوں، یقین نہ ہو تو آؤ اور آزماؤ۔

ایک نوجوان صحابی مجاہد فوراً لپکا، قدموں کے مقابل ہوا، نیزے کچکچائے، تلواریں جھنکاریں، جنگی کرتبوں پہ میدان رزم نے تحسین کے پھول برسائے۔ مجاہد نے تیزی دکھائی۔ نیزہ مارا، قدموں کی زرہ میں اٹکا، اس نے تلوار سے نیزے کے دو ٹکڑے کیے۔ مجاہد پر جھپٹا تلوار اٹھائی، اور اس زور سے ماری کہ مجاہد کی ڈھال کٹی، خود کٹا، سر کے دو ٹکڑے ہوئے، کلمۂ توحید کی آواز نکلی اور لڑکھڑا کر گھوڑے سے گر پڑا،

رومی لشکر میں خوشی کے نعرے گونجے۔ قدموں نے داد پائی، تو حوصلہ بڑھا۔ میدان میں للکارا، عربو! قدموں کے سامنے آؤ، شیر سے پنجہ لڑاؤ، زندگی چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ، نہیں تو میں صحرائے عرب تک تمہیں مارتا اور ہنکاتا چلا جاؤں گا، وہ تلوار چلاؤں گا کہ آدمی تو آدمی ریگستان عرب میں کھجور کا ایک درخت تک نہ چھوڑوں گا، تمہاری نسلیں چھپائیں گی اور پھر کبھی رومیوں کے سامنے نہ آئیں گی۔

شرجیل رضہ نے اپنا علم اپنے نائب کے سپرد کیا۔ گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ قدموں کے سامنے آیا۔ قدموں نے ایک نحیف البدن کو دیکھا

Marfat.com

تو بولا تمہیں صحرا میں موت نہ آسکتی تھی، میری تلوار کو تکلیف نہ دو اور واپس بھاگ جاؤ۔ کسی مضبوط جوان کو بھیجو۔

شرجیل رضؓ نے کہا۔ شیخی مت بگھارو، غرور کا سر نیچا ہوتا ہے میں تمہاری تلوار کا کاٹ دیکھوں گا۔ قدمون جھلایا، گرجا، آگے بڑھا، دونوں بہادر وار کرنے اور وار بچانے میں مصروف ہو گئے، قدمون کا ہر وار خالی جاتا، اور مجاہد کا وار بھی کارگر نہ ہوتا، گھوڑے ہانپنے لگے، پسینے میں نہا نہا گئے۔ قدمون نے تلوار پھینک دی اور شرجیل رضؓ سے چمٹ گیا، وہ دُبلے پتلے، یہ موٹا تازہ۔ قدمون نے مجاہد کو زمین سے اُٹھایا، زمین پر پٹخا، مجاہد نے خدا کو پکارا، معاً رومی لشکر سے ایک زرہ پوش نے گھوڑا دوڑایا، قدمون مجاہد کے سینے پر بیٹھ چکا تھا۔ خنجر سے سر کاٹنا چاہتا تھا کہ زرہ پوش رومی کی تلوار نے اس کا سر کاٹ کر زمین پر پھینک دیا، مجاہد اُٹھ بیٹھا اور زرہ پوش سے پوچھا تم کون ہو؟

زرہ پوش نے جواب دیا، میں رومی نہیں عرب ہوں، میرا نام طلیحہ بن خویلد ہے، میں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، جب خالد رضؓ نے میرے ہمراہیوں کو قتل کیا تو میں بھاگ کر یہاں آگیا۔ اب میں نے توبہ کر لی ہے اور صدق دل سے اسلام لا چکا ہوں۔ شکر ہے کہ میں نے اسلام کی خدمت کی۔ ممکن ہے یہی عمل میری نجات کا باعث ہو جائے۔

شرجیل رضؓ نے طلیحہ کا شکریہ ادا کیا۔ اسے اپنے ساتھ لیا، لشکر

Marfat.com

میں آیا، سردار لشکر سے ملایا، اور اس کے تائب ہونے پر خوشی کا اظہار کیا۔

شام ہو چکی تھی، دونوں لشکر اپنے اپنے کیمپ میں واپس پہنچے، قسطنطین اپنی باقی ماندہ فوج لے کر جہازوں پر سوار ہوا، اور رات رات میں قسطنطنیہ جا پہنچا۔ صبح خیمے قائم تھے، مگر لشکر کا پتہ نہ تھا قیساریہ کے لوگوں نے صلح کی درخواست کی، جزیہ ادا کیا۔ صلح منظور ہوئی تو انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔ خوشی منائی کہ جنگ کی مصیبت سے نجات پائی۔

اب شام ساحل بحر تک اسلامی قدموں کے نیچے تھا، دشمن فرار ہو چکا تھا، خطرہ دور، بہت دور سمندر سے بھی پار جا چکا تھا۔ سرداران فوج رعایا کی بہتری اور ملک کے استحکام میں لگ گئے۔ اس فتح سے عالم اسلام میں بے حد خوشی منائی گئی، نوافل پڑھے گئے اور خدا کا شکر ادا کیا گیا۔ جس نے اپنے کمزور بندوں کو طاقتور بنایا اور دشمنوں کو ان کے قدموں پر جھکایا۔

Marfat.com

جنگِ ممفس

شام فتح ہوا تو لشکر اسلام خدا کا نام لے کر مصر کی طرف بڑھا۔ مجاہدین صرف چار ہزار تھے۔ عمرو بن عاص سالار لشکر تھا۔ اس زمانہ میں مصر بھی سلطنت روم میں شامل تھا۔ اور ادھر سے شام پر حملہ متوقع تھا مجاہد راستے کی دشواریوں پر قابو پاتے، چھوٹے چھوٹے شہروں کو فتح کرتے ممفس کے قریب جا پہنچے۔ یہ شہر اسکندریہ سے دوسرے درجہ پر سمجھا جاتا تھا۔ یہاں کا قلعہ بلند و بالا اور اپنے استحکام کے لحاظ سے نرالا تھا۔ قلعہ کے گرد اونچی اور مضبوط فصیل تھی۔ فصیل کو چوڑی خندق نے گھیر رکھا تھا۔ خندق میں بے شمار چھریاں، نیزے، تلواریں نصب تھیں جو حملہ آوروں کے لیے موت کا سامان تھیں۔ خندق عبور کیے بغیر فصیل تک پہنچنا ممکن نہ تھا۔

مجاہدوں کی آمد پر قلعہ کے دروازے بند ہو گئے، فصیل پر تیر انداز اور سنگ افگن جوان متعین کر دیے گئے۔ اور اہل قلعہ ہر طرح سے

Marfat.com

محفوظ ہو کر مقابلہ کے لیے مورچوں میں بیٹھ گئے۔

عمرو رضؓ بن عاص نے قلعہ کو محاصرہ میں لے لیا۔ مگر حیران تھے کہ قلعہ کی فصیل تک کیسے پہنچیں، خندق کو کس طرح عبور کریں۔ دشمن سے پنجہ آزمائی کیسے کریں جب بھی حملہ کرتے ناکام رہتے۔ اسی عرصے میں حضرت خلیفہ ثانی رضؓ نے زبیر رضؓ بن عوام کی سرکردگی میں دس ہزار مجاہد بھیج دیلے۔ اس کمک میں عبادہ رضؓ بن صامت، مقداد رضؓ بن عمر رضؓ مسلمہ رضؓ بن محمد جیسے شجاع شامل تھے جن میں سے ہر ایک مجاہد کو ایک ہزار جانباز کے برابر سمجھا جاتا تھا۔

رومی قلعہ میں محفوظ تو تھے۔ خوراک اور اسلحہ کی بھی کمی نہ تھی۔ مگر ایک عرصہ کی قید سے اکتا گئے۔ افسر نے ایک دن اپنے سرداروں سے کہا: جانباز بہادرو! ہم کب تک چوہوں کی طرح بلوں میں چھپے رہیں گے، آؤ قلعہ سے نکلیں اور عربوں سے دو دو ہاتھ کریں۔

مقوقس نے جواب دیا، کھلے میدان میں عربوں سے مقابلہ ناممکن ہے۔ یہ وہ جانباز ہیں، جنہوں نے یرموک، انطاکیہ، قیسیا، یہ وغیرہ میدانوں میں ہماری ٹڈی دل فوجوں کے چھکے چھڑا دیلے۔ ہمارے نامی بہادروں کو لقمہ شمشیر بنایا اور سارے شام و فلسطین پر قبضہ جمایا۔ میدان میں اتر کر ان سے لڑنا موت کے منہ میں جانا ہے۔

ایک رومی کو شرارت سوجھی۔ اس نے کہا، کل جمعہ ہے۔ عرب جمعہ کی نماز پڑھیں گے لیے کھڑے ہوں گے۔ جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہو جائیں، تو حملہ کر کے انہیں تہس نہس کر دیا جائے۔

Marfat.com

رومی افسر نے یہ تجویز پسند کی۔ پچھلی رات تھی، دنیا نیند کی آغوش میں بے ہوش پڑی تھی۔ چاروں طرف ہو کا عالم تھا، اندھیرا گہرا ہو رہا تھا، کہ ایک دستہ فوج قلعہ سے نکلا اور کچھ فاصلہ پر گھات لگا کر بیٹھ گیا۔

مؤذن نے صبح کی اذان دی، مجاہد اُٹھے، نہاتے دھوتے، کپڑے تبدیل کیے، اور نماز میں شامل ہو گئے۔ دن چڑھتا گیا، روشنی پھیلتی گئی، جمعہ کی نماز کا وقت آیا، سردار لشکر نے خطبہ پڑھا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے پہلی رکعت کے سجدہ میں تھے کہ رومی دستہ تلواریں لے کر آپڑا۔ آخری صف کے مجاہدوں نے جام شہادت نوش کیا۔ مگر نماز نہ توڑی۔ تلواریں برس رہی تھیں، مجاہد خون میں نہا رہے تھے۔ شہادت کے جام پی رہے تھے۔ کہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ اور رسد کے لیے گئے ہوئے مجاہد آپہنچے۔ انہوں نے جو مسلمانوں کو کٹتے دیکھا تو غصہ سے دیوانہ ہو گئے۔ تلواروں اور تیروں سے رومیوں کو کاٹنے اور چھیدنے لگے، مجاہدوں نے بھی اس عرصہ میں نماز ختم کر لی۔ اور فوراً پیچھے کو مڑے۔ رومی گھبرا گئے۔ ان کا سردار مارا گیا۔ دور دور تک لاشیں بچھ گئیں۔ رومی بھاگے، بہت سے قتل ہوئے، جو جان بچا سکے۔ وہ قلعہ کی آغوش میں جا چھپے۔

اس حملہ میں چار سو چھتیس مجاہد شہید ہوئے۔ ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور لحد کی گود میں سلا دیے گئے۔ اب محاصرہ کو پانچ ماہ کا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ دریائے نیل میں طغیانی آنے والی تھی۔ جس سے سارا علاقہ پانی میں ڈوب جانے والا تھا۔ رومی خوش تھے کہ دریائے نیل کی بے رحم موجیں

Marfat.com

عربوں کو بہالے جائیں گی۔ اور اس بلا سے آپ سے آپ نجات مل جائے گی۔ ادھر مسلمان بھی صورت حال اور مستقبل کے خطرے سے ناآشنا نہ تھے۔
حضرت زبیرؓ نے کہا ہمارے پاس کوئی ایسا سامان نہیں جس سے ہم قلعے کو توڑ سکیں۔ جانبازی کی ضرورت ہے۔ اگر اجازت ہو تو کوئی ترکیب نکالی جائے۔
عمروؓ بن عاص نے اجازت دی۔ زبیرؓ نے لمبی لمبی سیڑھیاں تیار کروائیں منتخب جانباز ساتھ لیے، خندق سے گزرے۔ قلعہ کی فصیل کے ساتھ سیڑھیاں لگا دیں۔ تیر اور پتھر برستے رہے، چوٹیں آتی رہیں، زخم لگتے رہے مگر مجاہدوں نے پروا نہ کی۔ سب سے پہلے جس نے قلعہ کی فصیل کو چھوا، وہ خود زبیرؓ بن عوام تھے۔ وہ قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ نعرۂ تکبیر بلند کیا، اور تلوار کھینچ کر محافظوں پر ٹوٹ پڑے، باقی مجاہد بھی جھٹ سے اوپر پہنچے، تیغ بے دریغ چلنے لگی، دونوں طرف سے حملہ اور مدافعت میں کوئی کسر نہ رہی اندر کے محافظ کٹ گئے۔ مجاہدوں نے جان پر کھیل کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا، تلواریں ان پر برس رہی تھیں، وہ تلواروں سے بچتے، لڑتے، بھڑتے، نعرے لگاتے دشمن کو نیچا دکھا رہے تھے، کہ عمروؓ بن عاص بھی قلعہ میں داخل ہوگئے رومی بھیڑوں کی طرح بھاگے، مگر مجاہدوں کی تلوار نے انہیں گھیر لیا اور اپنے شہیدوں کا دل کھول کر بدلہ لیا۔ جو بچے وہ جہازوں میں بیٹھے اور اسکندریہ کو بھاگ نکلے اسمندر کی لہروں نے انہیں بہت جلد عربوں کے ہاتھوں سے چھین لیا۔

Marfat.com

رومی فوج کے بھاگتے ہی مصریوں نے ہتھیار ڈال دیے، مقوقس ہاتھ باندھے امان کا طالب ہوا۔ زبیر رضؓ کو اپنے شہیدوں کی یاد تڑپا رہی تھی۔ وہ قلعہ والوں میں سے ایک کو بھی زندہ چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔

مقوقس نے دست بستہ کہا، ہم مصری ہیں۔ آپ کے تابع رہیں گے لڑنے والے اور چھپ کر حملہ کرنے والے رومی تھے۔ وہ بھاگ چکے ہیں، اب ان کے گناہ کی سزا ہمیں نہ دو۔ ہم پر رحم کرو اور اپنی تلواریں نیام میں کرو۔

عمرو بن عاصؓ نے کہا۔ زبیرؓ! یہ مقوقس ہے۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ مبارک کی عزت کی تھی۔ اور آپ کی خدمت میں تحائف بھیجے تھے۔ ہمیں بھی اس کے ساتھ احسان کرنا چاہیئے۔ جو ہمارے آقا و مولا کی عزت کرے۔ ہماری جان بھی اس کے لیے حاضر ہے۔

زبیرؓ نے بھی تسلیم کر لیا۔ اہل مصر کو امان دی گئی۔ ایک سال کا جزیہ بھی معاف کر دیا گیا، اور ان کے مذہب و رسوم میں کوئی مداخلت نہ کی گئی۔ مقوقس کو سرداری تفویض ہوئی، اور کچھ فوج قلعہ میں چھوڑ کر اسکندریہ پر بڑھنے کا منصوبہ زیر غور آ گیا۔

Marfat.com

جنگِ اسکندریہ

رومی اسکندریہ میں جمع تھے، عربوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے تیاری ہو رہی تھی۔ یہ شہر سمندر کے ساحل پر واقع اس طرح کھڑا تھا جس طرح کوئی دیوتا سمندر اور خشکی کی حفاظت کے لیے آسمان سے اُتر آیا ہو۔ رومی اسے ایسا ہی خیال کرتے تھے۔ قلعہ مضبوط اور فصیل بلند تھی۔ خندق چوڑی اور ناقابل عبور تھی۔

عمرو بن عاصؓ نے مقوقس سے پوچھا ہمیں کس طرف سے اسکندریہ پر بڑھنا چاہیئے؟

مقوقس نے جواب دیا، آسان اور نزدیک راستہ تو سمندر ہے مگر رومی تمام جہاز لے جا چکے ہیں۔ خشکی کا راستہ دریائی شاخوں کے باعث دشوار گزار ہے اور طویل بھی۔

عمرو بن عاصؓ نے کہا ہم خشکی کے راستہ کو سمندر پر ترجیح دیتے ہیں، تم قبطیوں سے کہو کہ ہمارے لیے دریائی شاخوں پر پل بناتے جائیں۔

Marfat.com

مقوقس نے بہت سے آدمی اس کام پر لگا دیے، اسلامی لشکر بڑھتا گیا، دریائی شاخیں عبور ہوتی گئیں۔ راستے کی مشکلیں اور رکاوٹیں دور ہوتی گئیں بائیس دن کے سفر کے بعد اسلامی فوجیں اسکندریہ کے سامنے پہنچ گئیں۔ خشکی کی طرف سے قلعہ کو محصور کر لیا گیا۔ مگر سمندر نے رومی جہازوں کے لیے اپنی سطح پایاب بنا رکھی تھی۔ وہ بے کھٹکے سمندر کے سینے پر مچلتے، اٹھکھیلیاں کرتے، اسکندریہ پہنچتے، رسد لاتے، ہتھیار بہم پہنچاتے، فوجیں اتارتے اور خوشی کے نعرے لگاتے،

مجاہد حملہ کرتے، پتھروں اور تیروں کی مار کھاتے اور مجبوراً نقصان اٹھا کر واپس آتے، چودہ مہینے گزر گئے۔ مدینہ سے مسلسل کمک آ رہی تھی حضرت عمر رض متفکر تھے، بیس ہزار کے قریب مجاہد شہید ہو چکے تھے مگر اسکندریہ اسی طرح مسکرا رہا تھا، مجاہدوں کو چڑا رہا تھا اور اپنے آپ کو ناقابل تسخیر بنا رہا تھا۔

حضرت عمر رض اس طوالت سے پریشان ہوئے، عمرو بن عاص رض کو ایک خط بھیجا کہ تم مصر میں پہنچ کر سست ہو گئے۔ اس معرکہ کو جلد از جلد سر کرو۔

یہ خط ایک تنبیہ تھی، ایک تازیانہ تھا، میٹھی سی گوشمالی تھی، مجاہدوں کو تاؤ آ گیا۔ ڈھالیں سر پر لیں، تلواریں ہاتھوں میں سنبھالیں، نیام توڑ کر پھینک دیے، بے باکانہ بڑھے، پتھروں اور تیروں کی پروا نہ کی۔ لڑتے ہوئے بڑھتے، مرتے اور مارتے، قلعہ کے دروازے تک جا پہنچے۔

Marfat.com

اتفاق سے دروازہ ابھی تک بند نہیں ہوا تھا۔ قلعہ میں گھس گئے، رومی تلواروں نے ان کا استقبال کیا۔ سخت لڑائی ہوئی۔ رومیوں نے مدافعت کا حق ادا کر دیا۔ مجاہدوں کو دروازے سے باہر دھکیلا اور دروازہ بند کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ عمرؓو بن عاص، مسلمہؓ بن مخلد اور ایک غلام وردان نام اندر رہ گئے۔ ان کی تلواریں اور نیزے ٹوٹ چکے تھے اور نہتے تھے، رومیوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اور اپنے سردار کے سامنے پیش کیا۔

سردار نے کہا، بھوکے ننگے عربو! تم نے کیا آفت برپا کر رکھی ہے تم واپس چلے جاؤ، ورنہ تمہاری تکہ بوٹی کر دی جائے گی۔ مصر اور شام کے لذیذ میوے نعمتیں کھا گئے ہیں۔ ہمارا کھاتے ہو اور ہم ہی پر غرّاتے ہو۔

عمرؓو بن عاص ایک عام مجاہد کی وردی میں تھا، کوئی خاص نشان بھی نہ تھا۔ جو اسے سردار ظاہر کرتا۔ رومی انہیں عام سپاہی ہی سمجھتے تھے اور ان سے لشکر کے راز معلوم کرنا چاہتے تھے۔

عمرؓو بن عاص نے کہا:۔

"ہم تو اسلام کی دعوت دینے آئے ہیں۔ قبول کر لو اور ہمارے بھائی بن جاؤ، اپنے ملک پر حکومت کرو۔ ہم ہر طرح تمہاری مدد کریں گے۔"

رومی سردار نے سُنا تو اپنے سپاہیوں سے بولا! یہ عرب لشکر کا سردار
لوم ہوتا ہے اسے قتل کر کے لاش قلعہ کی فصیل پر لٹکا دیں۔ تاکہ عرب
اہی ڈر کر بھاگ جائیں۔

وردان رومی زبان سمجھتا تھا۔ اس نے اپنے آقا و سردار کو خطرے میں
یکھا۔ ایک زوردار تھپڑ عمرو بن عاص رض کے منہ پر مارا اور ڈانٹ کر کہا۔
یں ایسی باتیں کرنے کا اختیار کس نے دیا ہے، چپ رہو، یہ افسروں
ام ہے!

عمرو بن عاصؓ تھپڑ کھا کر چپ ہو گیا۔ رومی اپنے خیال کو غلط
ھے، مسلمہ نے کہا، سچ ہے ہمیں اس معاملہ میں گفتگو کرنے کا اختیار
ں۔ پھر رومی افسر سے مخاطب ہو کر کہا:-

ہمارے سردار صُلح کو جنگ سے افضل سمجھتے ہیں۔ آپ ان سے
ت کر لیں، ممکن ہے کوئی صلح کا راستہ نکل آئے!

رومی افسر مسلمہ رض کی بات سے خوش ہو گیا۔ تینوں قیدیوں کو چھوڑ
ینے کا حکم دیا۔ اور تاکید کی کہ اپنے لشکر میں جاؤ اور اپنے افسروں کو
جھاؤ، ہم مصر و شام انہیں دیتے ہیں، وہ ان پر حکومت کریں مگر اسکندریہ
ے ہٹ جائیں اور ہمارے ساتھ صلح کر لیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں، کہ
کے معاملات میں دخل نہ دیں گے۔

اسلامی لشکر اپنے سردار کی گرفتاری سے اندیشیں اور غمگین تھا،
کے دل فکر مند اور غم زدہ تھے۔ جونہی انہوں نے تینوں کو آتے دیکھا،

Marfat.com

اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے لگاتے ۔ خدا کا شکر کیا کہ سلامتی نے ا
پر پھول برسائے ۔

رات اپنی تاریکیاں سمیٹ کر رخصت ہوئی ، صبح مسکراتی اور مسرت
گیت گاتی طلوع ہوئی ۔ مجاہدوں نے نماز ادا کی ۔ عمرو بن عاص نے د
کے لیے ہاتھ اٹھائے ۔ فتح و نصرت کے طلبگار ہوئے ، خدا کے حضو
گڑگڑائے ، اس خشوع اور خضوع کے ساتھ ہاتھ پھیلائے کہ دعا زمین
آسمان تک پہنچی اور خدا کے عرش عظیم سے ٹکرائی ۔ مستجاب الدعوات
پذیرائی بخشی ۔

مجاہدوں نے اسلحہ پہنا ، ایک طوفانی حملہ کے لیے بڑھے ، فصیل
پتھر اور تیر باران عذاب کی طرح برسے ، مجاہدوں نے ڈھالیں سر پر
پتھروں اور تیروں کی مار سہتے ، سیلاب بلا کی صورت بہتے ، بڑھتے گئے
فصیل کا ایک برج کھسکا اور دھڑام سے نیچے آگرا ، اچھا خاصہ شگاف
ہو گیا ، ادھر مجاہدوں نے شگاف پر یورش کی ، ادھر رومی تلواریں علم
آجمع ہوئے ، تلوار چلنے لگی ، سر کٹنے لگے ، خون کے دھارے بہنے لگے
مجاہد مارتے ، ہٹاتے شگاف کے اندر داخل ہو گئے ۔ رومیوں نے بھی
مقابلہ کیا ، مگر آخر پسپا ہونے لگے ۔ قلعہ میں کہرام مچ گیا ۔ لاشوں کا فرش بچھ
رومیوں نے ہتھیار پھینک دیے ، الامان الامان پکارنے لگے ۔ سواروں نے
دیا ۔ تلواریں رک گئیں ، مجاہد ٹھہر گئے ، موت ٹل گئی ۔ اہل قلعہ کو امان دی
شہر بھر میں منادی کر دی گئی ۔ کہ کوئی مجاہد کسی شہری کو قتل نہ کرے ۔

Marfat.com

کے مال و اسباب کو ہاتھ نہ لگائے۔

رومیوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ زندوں نے اپنی زندگی کو غنیمت سمجھا، مردوں کا غم چھوڑا، مقتولوں کی یاد فراموش کر دی اور اپنے اپنے کام میں لگ گئے ؛

N

جنگِ سلاسل

آتش ارتداد جس تیزی سے شعلہ فشاں ہوئی۔ اسی تیزی سے سیفِ الٰہی نے اسے ٹھنڈا کر دیا۔ عرب امن و امان سے ہمکنار ہوا۔ کاروبار خلافت کو استحکام ہوا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں طرف دو شہ زوروں کو منہ کھولے دیکھا۔ خدا کو یاد کیا۔ اور نصرت کی دعا کی۔

ایرانی عرب کو اپنے ماتحت سمجھتے تھے۔ عراق میں ان کی مضبوط حکومت قائم تھی۔ سرحد پر تاخت وتاراج روز کا مشغلہ تھا۔ مار دھاڑ قتل وغارت کرتے تھے۔ جو کچھ ملتا اس سے اپنے دامن بھرتے تھے، اور عراق میں بیٹھ کر من مانی کرتے تھے۔

دجلہ و فرات کی زمین نمناک پر ابر رحمت برسا۔ یہاں کی عرب آبادیوں میں مثنٰی شیبانی ایک سردار نے اسلام کے دامن میں پناہ لی ایرانیوں سے رشتہ توڑا اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے ناتا جوڑا آزادی کے گھوڑے پر سوار ہوا۔ ایران پرستی کو چھوڑا، خود مختاری کا جھنڈا

Marfat.com

اُٹھایا، لاالٰہ الااللہ کو اپنایا، نعرۂ توحید بلند کیا، شان اسلام کو دہ چند کیا۔ ایرانی حکام نے نعرۂ توحید سنا، گھبرائے، فوجیں لائے، مثنیٰ کو گھیرا، وہ خدا کا بندہ، غلام رسولؐ، مجاہد مقبول ذرا نہ گھبرایا، شمشیر خارا شگاف اٹھائی، میان توڑ پھینکا۔ تلوار چمکائی۔ استبداد سے ٹکر لی۔ لڑا اور لڑتا گیا، دشمن کی پشت پر ایران کی عظیم سلطنت شاہان ایران کی سطوت، افواج و اسلحہ کی ہیبت، یہ کم، نہ منظم فوج نہ سامان جنگ، نہ تلواریں، نہ خدنگ، خدا کا آسرا اور اسی کا سہارا تھا۔

حضرت خلیفہ اول رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حالات سنائے مدد مانگی۔ یہاں کیا دیر تھی۔ اسلام کی حمایت اور مسلمانوں کی مدد فرض تھا حضرت خالد رضؓ کو بلایا۔ مثنیٰ سے ملایا۔ حالات بتائے۔ اور کہا سیف اللہ! اسلام اور اہل اسلام تمہیں بلاتے ہیں۔ اپنے بھائیوں کی مدد کو پہنچو۔ ایران کے استبداد کو ختم کر دو۔ ان ظالموں کے ہاتھوں کو آگے بڑھنے سے روک دو۔ انہیں اسلام کی طاقت سے آگاہ کر دو۔ خدا کے نام کا ڈنکا بجاؤ۔ اور اپنے مظلوم بھائیوں کو بچاؤ۔

حضرت خالد رضؓ نے حضرت خلیفہ اول رضؓ کا حکم سنا، سر تسلیم خم کیا۔ پندرہ سو مجاہد ساتھ لیے، خدا کا نام لے کر علم اُٹھایا اور عراق کو چل دیئے۔ سرحد کا تکلف مٹایا۔ عراق میں داخل ہو گئے۔

حاکم عراق ہرمز تھا جسیم و جسیم، قوی و مضبوط، دلیر و بہادر، شجاع، بر چھیت، تیغ زن، شہ گھیر و پلٹن، اس نے اسلامی لشکر کی آمد کی خبر

Marfat.com

سُنی، قہقہہ لگایا۔ چیونٹی کے پر نکل آئے، پھبتی کسی، جو اور کھجوریں کھانے والے، اونٹ کا دودھ پینے والے، گوہ اور چھپکلیاں کھانے والے، ایران میں آئے ہیں۔ موت ان کے سر پر کھیل رہی ہے۔ ایرانی پہلوان، ایرانی شمشیر زن، جنہوں نے قیصر کی فوجوں کے چھکے چھڑا دیئے وہ ان بھوکے ننگوں کو کیا سمجھتے ہیں!

اسلامی قاصد نے دروازے پر دستک دی، ہرمز کے حکم سے قاصد اندر لایا گیا۔ اس نے حضرت خالدؓ کا خط پیش کیا۔ دبیر ہرمز نے خط سنایا:۔

"حاکم عراق! ایک مجاہد کا پیغام سن لو۔ خدائے واحد کے سچے دین، اسلام کو مان لو، اور ہمارے بھائی بن جاؤ۔ اسلام تمہیں دین و دنیا میں سرخرو کرے گا، ہم تم آپس میں برابر کے بھائی بن جائیں گے۔ ایک دوسرے کے دست و بازو ہونگے اگر تم اسلام قبول نہ کرو تو ہماری حفاظت میں آ جاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ اپنے وعدے پورے کریں گے۔ اور تمہاری حدود کی حفاظت ہمارے ذمہ ہوگی۔ اگر یہ بھی قبول نہ ہوا تو ہم اپنی سرحدوں اور اپنے مسلمان بھائیوں کی حفاظت و اعانت کے لیے مجبور ہوں گے۔ تلوار ہم میں فیصلہ کرے گی۔ یاد رکھو! میرے ساتھ وہ مجاہد ہیں جنہیں موت اسی قدر عزیز ہے، جس قدر تمہیں زندگی پیاری ہے۔"

بھوکے ننگوں میں یہ جرأت، یہ جسارت، اونٹوں کے دودھ میں یہ حوصلہ کیسے پیدا ہوا۔ قاصد! بھاگ جاؤ۔ اپنے سردار سے کہو۔ یہ ایران ہے، رستم و اسفندیار کا وطن ہے۔ جیالے بہادروں کی سرزمین ہے۔ ہزاروں سال پرانی حکومت ہے۔ لاکھوں کی فوج موجود ہے۔ اسلحہ کے کارخانے ہتھیار اُگل رہے ہیں۔ دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں، کسی چیز کی کمی نہیں، مال و دولت کی فراوانی ہے۔ ہماری طاقت کا اندازہ قیصر روم سے پوچھو، رومیوں سے ہماری بہادری کی داستانیں سنو! اگر شک ہو تو آئے ہو، آزما دیکھو، ہم تمہیں ریت کے ذروں کی طرح پامال کر دیں گے۔ عرب کے شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے، اتنا قتل عام کریں گے کہ ریت کے ذروں کے سوا عرب میں ایک متنفس بھی نہیں رہے گا۔ جاؤ ہمارے سامنے سے ابھی بھاگ جاؤ، ورنہ تمہارے جسم کے ٹکڑے اڑا دیئے جائیں گے۔

قاصد واپس لوٹا، حضرت خالد رضؓ کو تمام حالات سنائے۔ انہوں نے کہا کوئی بات نہیں۔ خدا ہمارا حامی و ناصر ہے۔

ہرمز نے ملکۂ ایران کو اسلامی لشکر کشی سے مطلع کیا۔ اور یہ بھی لکھ بھیجا کہ ایرانی جوانوں کو عرب پر ایک عام یلغار کے لیے تیار کیا جائے تاکہ ان ذلیل لوگوں کے دماغ درست ہو جائیں۔ اور پھر کبھی ایسی گستاخی کے مرتکب نہ ہوں۔

ملکہ نے ہرمز کا خط پڑھا۔ عرب کی فوج کشی کو درخور اعتنا نہ جانا،

حاکم اہواز کو لکھ بھیجا کہ ہرمز کی مدد کو پہنچو اور عرب حملہ آوروں کو مل کر نیست و نابود کر دو۔

ہرمز کو معلوم ہو چکا تھا کہ عربی لشکر کی تعداد بہت کم ہے۔ زیادہ سے زیادہ دس ہزار ہو گی۔ اس نے اپنی فوج کو تیار کیا۔ کچھ عربی قبائل ساتھ ملائے حاکم اہواز کا انتظار نہ کیا۔ اس کی اپنی فوج ہی عربوں کے لیے کافی تھی۔ وہ لشکر لے کر چلا۔ اور درہ حجر میں مقیم ہو گیا۔ یہی ایک دشوار گزار درہ تھا۔ جہاں سے ایرانی علاقہ پر زد پڑ سکتی تھی۔ اس نے درہ پر اپنی فوج قائم کی۔

مقدمۃ الجیش پر دو ساسانی شہزادے قباذ اور انوش جان متعین کیے۔ ایرانی بہادروں نے آپس میں قسمیں کھائیں کہ ایران کی عزت پر مر مٹیں گے مگر پیچھے نہ ہٹیں گے۔ فوج کے ایک جمہور اور غیور دستے نے اپنے آپ کو مسلسل زنجیروں میں جکڑ لیا۔ تاکہ بھاگنے کا خیال بھی نہ آئے۔

حضرت خالدؓ نے درہ کو مسدود پایا تو ایک اور دشوار گزار درے سے نکل کر حملہ کرنا چاہا۔ مگر ہرمز کے جاسوسوں نے ہرمز کو اطلاع بہم پہنچا دی۔ اس نے اس درے کو بھی مسدود کر دیا۔

یہ رکاوٹیں اسلامی سیلاب اور جوش جہاد کو تیز تر کرنے والی تھیں۔ حضرت خالدؓ خدا کا نام لے کر درہ میں گھس گئے۔ یہاں نہ پانی تھا نہ بچاؤ کا سامان، نہ لڑنے کا میدان، تنگ سی گھاٹی، دائیں بائیں پتھر ہی پتھر، نہ راستہ نہ سڑک، جوش ایمانی تھا اور خدا پر مکمل بھروسہ، دعا تھی کہ الٰہی! اس تنگی میں ہمارے لیے کشائش پیدا کر!

Marfat.com

سامنے دشمن اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ موجود تھا۔ اسے ہر طرح کے سامان میسّر تھے۔ مگر اسلامی لشکر کے لیے پانی تک مفقود تھا۔ رحمت حق جوش میں آئی، کالی گھٹا چھائی۔ ابر کا ایک ٹکڑا آیا۔ اس نے اسلامی کیمپ پر مینہ برسایا۔ اور چلا گیا۔ مجاہدوں نے پانی محفوظ کر لیا۔ اپنے خالی مشکیزوں کو بھر لیا۔ وضو کیا اور خدا کے حضور جھک گئے۔ دعا مانگی:-

"الٰہ العالمین! تو نے اپنی رحمت سے جہاں ہمیں اندھیرے سے نکالا، ہمارے تاریک دلوں کو روشن کیا، وہاں ہمیں اپنی یہ امانت دوسروں تک پہنچانے کی توفیق بھی عطا کر، ہمیں نہ حکومت کی ضرورت ہے۔ نہ مال و دولت کی حاجت! ہم صرف تیرا پیغام پہنچانے کو نکلے ہیں۔ تو ہمارا حامی و ناصر ہو۔"

دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ میانوں سے تلواریں اچھل اچھل کر نکلیں ذرا سی دیر میں خون سے سرخرو ہو گئیں۔ عربی تلواریں ایرانی ڈھالوں کو دباتی، موت کی سنسناہٹ پھیلاتی، بڑھی جا رہی تھیں، ہرمز اور اس کا لشکر حیران تھا کہ ان صحرا نشینوں کی تلواروں میں ایسا کاٹ کہاں سے آ گیا۔ اُف! ایرانیوں کے خون سے گھاٹی سُرخ ہو گئی، اور وہ بھاگ نکلے!

ہرمز ایک دم چوکنا ہوا، بھاگنے والے سپاہیوں کو پکارا، ایرانی غیرت کا واسطہ دیا۔ عربوں کو للکارا! بھاگ جاؤ! میری تلوار سے بچو، ایران کے غیور بیٹوں کو زیادہ نہ آزماؤ، ایرانی بہادرو! ایران کی عزت پر جانیں قربان کر دو! ہرمز کی پکار بے اثر نہ گئی۔ ایرانی بیلٹے، بڑھے، تلواریں لیئے، نیزے

Marfat.com

پکڑے، ڈھالیں اُٹھائے بڑے جوش سے حملہ کیا۔ مگر سیف الہٰی کے سامنے کوئی پیش نہ گئی۔ جتنے بڑھے، اتنے ہی کٹے۔ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ایرانیوں کا بُرا حال تھا۔ کہ آگے بڑھ سکتے تھے نہ پیچھے ہٹ سکتے تھے اسلامی تلواریں ان کی گردنوں پر چل رہی تھیں اور انہیں زندگی کے بوجھ سے سبکدوش کر رہی تھیں، وہ چاہتے تھے کہ تلوار کی دھار سے بچ کر بھاگیں مگر زنجیروں نے ان کے پاؤں باندھ رکھے تھے۔ موت نے انہیں اپنا شکار بنانے کے لیے چن لیا تھا۔ سب کے سب زنجیروں میں بندھے بندھے لقمۂ شمشیر بن گئے۔

ہرمز کو اپنے اس دستہ پر بڑا ناز تھا، وہ جھٹ سے بڑھا تلوار اُٹھائی، نیزہ ہاتھ میں لیا، ڈھال پشت پر لٹکائی، گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ میدان میں آیا، للکارا اسلامی سپہ سالار! آؤ دو دو ہاتھ کر لیں۔ صف میں لشکر کے سپاہی نہ کٹیں۔ جو جیت جائے اس کی فتح!

یہ ہرمز کی چال تھی، وہ اسلامی حملے کو روکنا چاہتا تھا۔ پھر اس نے اپنی فوج کے دو دستے کمین گاہ میں بھی چھپا رکھے تھے۔ تاکہ اگر اسلامی سپہ سالار کو غالب آتا دیکھیں تو فوراً مدد کو پہنچیں اور اپنی تلواروں سے اسلامی سپہ سالار کی تکہ بوٹی کر دیں۔

ادھر ہرمز میدان میں آیا۔ ادھر حضرت خالدؓ بھی گھوڑے کو ایڑ لگا کر میدان میں پہنچ گئے۔ دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر ہٹ گئے۔ جنگ کی شدت میدان کے درمیان میں جمع ہو گئی۔ دونوں لشکر اپنے سپہ سالار

کی لڑائی دیکھنے لگے۔ ہرمز نے نیزہ کا وار کیا۔ حضرت خالدؓ نے اپنے نیزہ کی نوک پر وار روکا، نیزہ بازی ہونے لگی، کچا کچ سے ایک شور سا پیدا ہوا۔ نیزوں کے منہ سے آگ کی چنگاریاں اُڑنے لگیں۔ نہ اسے ظفر تھی، نہ اسے خطر۔

کچا کچ رکی، تو تلواروں نے میدان کو گرما دیا۔ دونوں بہادروں کو ڈھالوں نے بے خطر کر رکھا تھا۔ تلواریں چمک کر گرتی تھیں اور ڈھال کا منہ چوم کر اٹھ جاتی تھیں۔

ہرمز نے ہتھیار آزمالیے۔ تو گھوڑے سے اتر آیا۔ ہتھیار ایک طرف پھینکے۔ زور آزمائی ہونے لگی۔ کبھی ایک ریل کرلے جاتا، کبھی دوسرا دھکیل کرلے جاتا۔ دونوں لشکر ٹکٹکی لگائے منتظر تھے، کہ دیکھیں کیا انجام ہوتا ہے۔ اتنے میں نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔ حضرت خالدؓ نے ہرمز کے بھاری بھرکم جسم کو ہاتھوں میں اٹھا رکھا تھا۔ اور قریب تھا کہ اسے زمین پر پٹخ دیں۔ کہ اتنے میں اس کے چھپے ہوئے سپاہی میدان کی طرف بڑھے۔ حضرت خالدؓ نے پھرتی سے ہرمز کو زمین پر پٹخا، ایک جھٹکے کے ساتھ کمر بند سے خنجر نکالا۔ ہرمز کا سر کاٹا اور حملہ آور ایرانی دستے کی طرف پھینک دیا۔

ہرمز کا سر دیکھ کر ایرانیوں کی چیخیں نکل گئیں۔ وہ دیوانہ وار حملہ آور ہوئے۔ مگر قعقاع تمیمی نے بڑھ کر ان سواروں کو برق شمشیر سے زیر کیا۔ دونوں لشکر مل گئے۔ ایرانی بہادروں نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ مگر

Marfat.com

اسلامی تلواروں کے سامنے ان کی کچھ پیش نہ گئی۔ آخر بھاگے اور اپنے خیمے اور خرگاہ تک چھوڑ گئے۔ مجاہد بڑھے خیموں اور سامان پر قبضہ کیا۔ مال غنیمت کی حد نہ تھی۔ ہرمز کا سنہری تاج بھی ملا۔ اور ایک ہاتھی بھی مجاہد کے ہاتھ آیا۔

جب مال غنیمت اور ہاتھی مدینہ منورہ میں پہنچا، تو لوگوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ انہوں نے اتنا مال کہاں دیکھا تھا اور ہاتھی کا نظارہ تو کبھی خواب میں بھی نہ کیا تھا۔

Marfat.com

جنگ ثنا

جنگ سلاسل کی شکست ایرانیوں پر ایسی سوار ہوئی کہ وہ بے تحاشا ڈیلٹا کی طرف بھاگے۔ حاکم اہلاز قارن بہادری اور شہزوری میں مشہور تھا۔ اور پچاس ہزار کی جمعیت لیے چڑھا آ رہا تھا۔ اس نے اپنے بھگوڑوں کو تسلی دی۔ اپنا دامن شفقت پھیلایا۔ اور بھگوڑوں کو اس میں چھپایا۔ لشکر کی کثرت، سامان کی فراوانی، بھگوڑوں کے لیے تسکین جانی بنی۔ قارن کی فوج میں شامل ہو گئے۔ لاقبل بانکتے، شیخی بھگارتے، اسلامی فوج کی طرف بڑھے۔ مثنےؓ نے یہ طوفان دیکھا تو تعاقب کو سکون سے ہم آغوش کیا۔ اپنے پاؤں پر ٹھہر گیا، حضرت خالدؓ کو اطلاع دی۔

سیف اللہ نے مثنیٰ کا پیغام سنا، خدا سے فتح و نصرت کی دعا مانگی، لشکر کو ساتھ لیا اور مثنیٰ سے آملے۔ اب اسلامی جمعیت دس ہزار سے زیادہ تھی۔

ایرانی سپہ سالار حیرے ثنا پر خیمہ زن تھا۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے

عربوں کی قلت دیکھ کر قارن کا حوصلہ بڑھا، بہادری کا نشہ چڑھا، فتح کے تصور میں جھوم گیا۔ اپنے لشکر کو مخاطب کیا اور کہا:-

"ایرانی بہادرو! قیصر روم و شام کو شکست دینے والو! قوم کے سپوتو! ملک کے رکھوالو! ایران کی عزت بڑھانے والو! چند ہزار عرب تمہارے سامنے ہیں۔ ان کے پاس نہ ہتھیار ہیں نہ جمعیت، نہ ان کی پشت پر کوئی مضبوط حکومت ہے۔ کمک کی انہیں امید نہیں۔ یہ بھوکے ننگے، تمہاری سرسبز و شاداب زمین کا لالچ کر کے آئے ہیں۔ ریگستان کی ان بھوکی بھیڑوں پر بھیڑیوں کی طرح جھپٹو، اور ان کی بوٹیاں اُڑا دو۔"

ایرانیوں نے سپہ سالار کی تقریر سنی، جوش شجاعت نے انگڑائی لی، سینوں میں دل دھڑکے، غیظ و غضب سے بھڑکے، حملہ کے لیے تیار ہوئے، سکون سے بیزار ہوئے، مچلے، تڑپے، بھڑکے، باگیں ہاتھ میں تھیں، پاؤں رکابوں میں جمے تھے۔ ایک اشارہ کی دیر تھی، نگاہیں سپہ سالار پر جمی تھیں، اور حکم کا انتظار تھا۔

قارن اسلحہ سجائے، خود پہنے، کلغی لگائے اپنی صفوں کے آگے چکر لگا رہا تھا، جانے اس کے جی میں کیا آئی، گھوڑے کو کدایا، میدان کا چکر لگایا، اسلامی لشکر کے قریب آیا۔ اور پکارا!

"بھوکی بھیڑو! آؤ تمہیں ذبح کر دوں، تلوار کا کاٹ دکھاؤں، تمہاری بہادری کو آزماؤں اور تمہیں وہ سبق سکھاؤں کہ تمہاری آئندہ نسلوں کو بھی یاد رہے۔"

Marfat.com

مجاہدوں نے یہ للکار سُنی، اپنے سپہ سالار کی طرف دیکھا۔ معقلؓ نے جنگ کی اجازت مانگی۔ سپہ سالار نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے، مجاہد میدان جنگ میں آیا۔ قارن کے سامنے اپنا گھوڑا کدایا۔ اور پکارا! او دشمن اسلام! سنبھل! لانے کا وقت گیا۔ اب عمل کا وقت ہے! آ اور ایک مجاہد کے ہاتھ آزما۔ ایک ٹیڑھا پھوٹا مسلمان مقابلہ پر دیکھا تو قارن غضب میں آ گیا۔

قارن سپہ سالار صاحب شمشیر آبدار! اہواز کا حاکم، شہنشاہِ ایران کا نائب اور مقابلہ پر ایک بے سروسامان، پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس بدّو!

اوہ! تم ایران فتح کرنے آئے ہو۔ مفلسی اور بھوک کے مارے ہوئے نوجوان! آؤ تمہارے خون سے ایران کے انگورستان سیراب ہوں گے۔ اور خوب پھل دیں گے!

معقل رض نے کہا، ہم مفلس سہی مگر ہمارے سینے میں وہ دولتِ ایمان ہے جو سارے ایران میں نہیں! ہم تمہیں اس دولت میں حصہ دار بنانا چاہتے ہیں۔ اسلام لے آؤ اور ہمارے بھائی بن جاؤ!

قارن نے اپنا گھوڑا پھرایا، اسے تازیانہ لگایا، گھوڑا چاروں سم اُٹھا کر اڑا اور معقل پر آپڑا۔ مجاہد نے فوراً اپنا گھوڑا پیچھے کیا اور ایسا نیزہ مارا کہ گھوڑا تڑپ کر گرا، قارن پیادہ ہوا۔ مجاہد نے اپنا گھوڑا چھوڑا۔ اب دونوں پیادہ تھے۔ ایک دوسرے پر وار ہونے لگے۔ قارن کی تلوار ٹوٹی۔ اس نے نیزہ اٹھایا، مجاہد نے بھی نیزہ سنبھالا، نعرۂ تکبیر بلند کیا، اور اس زور سے مارا کہ قارن چھد کر رہ گیا، گرا، تڑپا، اور ٹھنڈا ہو گیا۔

Marfat.com

ایرانیوں نے اپنے سپہ سالار کا یہ انجام دیکھا، تو ان کی آنکھوں سے خون کے فوارے چھوٹ پڑے، باگیں اٹھائیں اور اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا، قباد اور انوشی جان بے جگری سے لڑے۔ مگر اسلامی تلواروں کے سامنے ان کی تلواریں بیکار ہو گئیں۔ مجاہدوں نے قباد اور انوشی جان کو ٹھکانے لگایا اور ایرانی سپاہیوں کو بھیڑیں بنا دیا۔ ایک ایک کر کے ایرانی سردار تلوار کی بھینٹ چڑھ گئے۔ بیس ہزار سے زیادہ ایرانی قتل ہوئے۔ باقی بھاگے، جو تنا میں اوپر تلے گرے، ڈوبے، مرے، جو بچے وہ دوسرے کنارے پر جا لگے۔ چند گھنٹوں میں میدان جنگ ایرانیوں سے خالی ہو گیا۔ لاشوں سے میدان پٹا پڑا تھا۔ ہر طرف لہو کی ندیاں رواں تھیں۔ زخمی تڑپ رہے تھے، آہیں بھرتیں اور پھٹی پھٹی نگاہیں اموت کا انتظار تھا، زندگی سے دل بیزار تھا۔ تھوڑی دیر میں یہ نظارہ بھی ایک ہُو کے عالم میں تبدیل ہو گیا۔

مجاہدوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ شہیدوں کی لاشیں دفن کیں۔ خدا کے حضور سر بسجدہ ہوئے۔ اور زبان تشکر سے خدا کی حمد کے گیت گانے لگے۔

بے شک خدا کی نصرت اپنے بندوں کی دستگیری کرتی ہے۔ اپنے جاں نثاروں کو زمین کا وارث بناتی ہے اور دشمنوں کو دکھاتی ہے کہ تعداد و سامان کی کمی کوئی بات نہیں۔ خدا جسے چاہے عزت فتح و کامرانی سے ہمکنار کرتا ہے۔ اس جنگ میں مجاہدوں نے بے شمار اموال پائے۔ ہتھیار، خود، زر و سیم کسی چیز کا شمار نہ تھا۔

Marfat.com

جنگ دلجہ

اسلامی فتوحات کی بہتات نے ایران کی حکومت کو ہلا دیا۔ ملکہ
پوران، درباری حیران ہو گئے۔ ایک حقیر و فقیر قوم میں یہ دم خم، یہ جرأت
یہ حوصلہ، یہ جسارت، بے سروسامانی میں یہ شجاعت، حیرت بالائے حیرت تھی۔
ملکہ نے اپنے سرداروں کی طرف دیکھا۔ حوصلہ بڑھایا۔ محبت سے فرمایا۔
ایران کے سپوتو! تم ایک عظیم ملک اور عظیم سلطنت کے فرزند ہو۔ اگر
عراق میں ہمارے چند دستے شکست کھا گئے تو کیا ہوا، ایران زندہ ہے۔ ایرانی
زندہ ہیں، لاکھوں کی فوج پلک جھپکنے میں فراہم ہو سکتی ہے۔ گھبراؤ نہیں
ہمت کرو۔ اور ان دشت زادوں کو ان کے صحراؤں میں دھکیل دو۔ ان کی
عددی کتنی ہے، ہماری ان گنت فوجوں کے مقابلہ میں کب تک اڑیں گے
جب تک سہاڑیں گے، مریں گے۔ ہماری تلواریں انہیں کاٹیں گی، نیزوں کی
انیاں ان کا خون چاٹیں گی! اٹھو! عراقی عرب ہمارے ساتھ ہیں، انہیں
آگے بڑھاؤ، لوہے سے لوہا ٹکراؤ۔ ان کے آپس میں گلے کٹواؤ۔ اور

Marfat.com

خود تماشا دیکھو!

غرض اندرزغر ایک بہادر سپہ سالار منتخب ہوا۔ اس نے عراقی عربوں کو جمع کیا۔ زر وسیم کا لالچ دیا۔ ان کی بہادری کی تعریف کی، وفاداری کی توصیف کی۔ اپنی مدد کا یقین دلایا، ایرانی جاہ وجلال دکھایا۔ حوصلہ بڑھایا۔ مرنے مارنے پر اکسایا۔ اور انہیں فوج در فوج مقام ولجہ پر پہنچایا۔

حضرت خالد رضؓ جو ثنا پر مقیم تھے۔ ولجہ کی فوج کا حال سنا نہر کا کنارہ چھوڑا، فوج کو ساتھ لیا۔ ولجہ پہنچے دشمن فوج کے سامنے آئے صفیں درست کیں۔ میدان جنگ کے دونوں طرف مجاہد دستے گھات میں بٹھائے۔ خود سامنے سے حملہ کیا۔ دونوں لشکر مل گئے۔ تلواریں میان سے نکلیں، ڈھالیں پشتوں سے پھسلیں۔ گھمسان کا رن پڑا۔ رن کی زمین غبار بن کر اڑی۔ اندھیرا چھا گیا، آفتاب بے نور ہو گیا۔ آسمان نگاہوں سے مستور ہو گیا۔ دن بھر میدان کارزار گرم رہا۔ دونوں طرف کا زور کبھی تیز کبھی نرم رہا۔ کبھی یہ دھکیلتے کبھی وہ ریلتے۔ بہادروں کے بازو شل ہو گئے جسم اکڑ گئے۔ میدان لاشوں سے بھر گیا۔ تھکن سے ہر جنگجو چور تھا۔ کہ دفعتاً نعرۂ تکبیر سے میدان گونج اٹھا، گھات میں بیٹھے ہوئے مجاہد شیروں کی طرح اٹھے اور ہر طرف سے دشمن پر اس زور کا حملہ کیا کہ ایرانیوں کے ہوش اڑ گئے۔ تازہ دم مجاہدوں کا حملہ ایک طوفان تھا جو دشمن جسم وجان تھا۔ ایرانیوں کی بوٹیاں اڑنے لگیں، شکست ہو کر بھاگ گئے، ایک سے ایک آگے، گرتے۔ پڑتے، اٹھتے۔ بیٹھتے، جو

منہ اُٹھا دوڑے، مجاہدوں نے اپنے حوصلے نکالے، عربوں اور ایرانیوں کو وہ سبق سکھایا کہ کبھی نہ بھولیں۔

شام کی تاریکی بڑھ رہی تھی، دشمن ہٹ رہے تھے اور اسلامی فوج چڑھ رہی تھی۔ ہر طرف مجاہدوں کی یلغار تھی۔ رن کی زمین ایرانیوں سے بیزار تھی۔ وہ آگے تھے اور ان کے پیچھے اسلامی تلوار تھی۔ گرتے، پڑتے بھاگے جا رہے تھے۔ تلواروں اور نیزوں کے زخم کھا رہے تھے، گرتے تھے اور تڑپتے تھے، آہیں بھرتے تھے اور مرتے تھے۔

تھوڑی دیر تک یہ سماں رہا۔ اس کے بعد خاموشی تھی۔ رات کی تاریکی نے دن کا ہنگامہ سمیٹ لیا تھا۔ اندوزغر ایسا حواس باختہ ہو کر بھاگا کہ صحرائے بیکنار میں گم ہو کر رہ گیا۔ ہزاروں ایرانی کھیت ہوئے، اور میدان مجاہدین کے ہاتھ رہا۔

Marfat.com

جنگِ لیس

دلجہ کی شکست ناقابلِ برداشت تھی۔ دربارِ ایران اس خبر سے پریشان ہوا۔ ملکہ نے ایک تجربہ کار، ماہرِ حرب و ضرب، نامی فاتح جرنیل بہمن کو بلایا۔ اسے حالات بتائے اور سمجھایا کہ اب تمہاری بہادری اور تجربہ کاری کا امتحان ہے۔ اپنے ملک اور اپنی قوم کو بچاؤ!

بہمن نے سرِ تسلیم خم کیا، مہم سر کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ ایرانیوں کے خون کو گرمایا۔ ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ مشہور سردار جابان کو اپنا نائب بنایا، اور حکم دیا کہ مقام لیس پر قیام کرے، ایرانی عربوں کو ساتھ لے اور میری آمد کا منتظر رہے۔

جابان لشکرِ بے شمار کے ساتھ لیس میں پہنچا۔ جنگجو اور بہادر عرب چن چن کر لشکر میں شامل کیے۔ ان عربوں میں ایک عرب پہلوان ٹیبا بھی تھا جسے ایک ہزار سوار کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ ایرانی بہادر بھی اس کی شجاعت کا لوہا مانتے تھے۔ اور اسے شجاعِ دوراں گردانتے تھے۔

Marfat.com

حضرت خالد رض نے ایرانی لشکر کی یہ کیفیت سنی تو سوچا، کفار کا لشکر بے شمار جمع ہے۔ ایرانی سپہ سالار کے آنے سے اس طاقت اور جرأت میں اضافہ ہوگا۔ ہم ایرانی سپہ سالار کا انتظار کیوں کریں؟

یہ سوچا، اپنی مختصر فوج کو سمیٹا، اپنے عقب پر کچھ مجاہد چھوڑے۔ الیس پر بڑھے، سیلاب تند کی طرح چڑھے اور ایرانیوں کے مقابل اتر پڑے۔

جابان عربوں کی دلجوئی میں مصروف تھا۔ کبھی ان کی شجاعت کو سراہتا، کبھی انہیں انعام سے نوازتا تاکہ وہ اسلامی لشکر کا مقابلہ کریں اور اپنے عرب بھائیوں کا دم نہ بھریں۔

ضیافت تیار تھی۔ طرح طرح کے کھانے چنے تھے۔ دسترخوان پر سینکڑوں مرغ بھنے تھے۔ امرا قرینے سے سجے تھے۔ عرب پہلوانوں کا دل بڑھایا جا رہا تھا۔ انہیں اپنے مطلب کے لیے بانس پر چڑھایا جا رہا تھا۔ اور خوشامد سے ان کا حوصلہ بڑھایا جا رہا تھا۔

جاسوسوں نے حضرت خالد رض کو اطلاع دی، انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، فوراً بڑھے، مجاہدوں کو بڑھایا، خدا کے نام کا نعرہ لگایا، توحید کا پرچم لہرایا، اور پکار کر کہا۔ میں آیا، میں آیا،

ایرانیوں کو ضیافت بھول گئی، کھانے انتظار کرتے رہ گئے۔ نعرہ جنگ سنتے ہی اٹھے۔ ہتھیار پہنے اور اسلامی لشکر کے مقابل آ گئے۔ صفیں درست کیں، جنگ کا بگل بجایا۔ اپنی فوج کا لہو گرمایا۔

حضرت خالد رض گھوڑے پر سوار، ہاتھ میں نیزہ لیے، خود پہنے،

Marfat.com

اپنی صف سے نکلے، ہزار سوار پہلوان کو مقابلہ کی دعوت دی۔ وہ بڑے کروفر سے نکلا۔ ہتھیاروں سے لدا پھندا ہوا، تیز اور مضبوط گھوڑے پر آیا، نیزہ لہراتا، مجاہدوں کو دہلاتا "ایران کی جے" کے نعرے لگاتا میدان میں آیا۔ گھوڑے کو ادھر اُدھر دوڑایا، نیزے کو لہرایا، تلوار کو چمکایا، سیف الہی کے مقابل آیا، نیزے کا وار کیا، مجاہد نے خالی دیا، گھوڑے کو چمکایا "ہزار سوار" کے گرد ایک چکر لگایا، خدا کا نام لیا، نیزہ تانا اور اس زور سے مارا کہ "ہزار سوار" کا سینہ چھید گیا۔ کراہا، تڑپا، گھوڑے سے گرا، اور پھر نہ اُٹھ سکا۔

ایرانی عرب زمین پر پڑا تھا، اُس کے سینے سے خون کا فوارہ جاری تھا ایرانی لشکر اس لڑائی کو دیکھ کر دل گیا۔ ان کا شہرہ بیٹھ چکا تھا، تاہم وہ بڑھے، ادھر سے مجاہد چڑھے۔ گھمسان کا رن پڑا، ایرانی عربوں نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ بڑی بہادری سے لڑے، مگر شکست کھائی، پیچھے ہٹے نیزوں کا نشانہ بنے، تلواروں سے کٹے، آخر بھاگے، اور جدھر جس کا منہ اُٹھا، جان بچانے کے لیے بھاگ گیا۔

اس جنگ میں ستر ہزار ایرانی اور عرب قتل ہوئے۔ میدانِ جنگ میں انسانی خون یہ ارزانی بہا، مٹی کیچڑ بن گئی۔ گھوڑوں کے سموں کو مہندی لگی مجاہد سرخرو ہوئے اور خدا کا شکر بجالائے۔ ضیافت تیار تھی، کھائی، اور جنگ کی کوفت سے نجات پائی۔ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے مژدہ فتح سنا تو خوش ہو کر فرمایا۔ "عرب کی عورت دوسرا خالد نہ جنے گی"۔

Marfat.com

جنگ انبار

شہر انبار دریائے فرات کے کنارے پر آباد تھا۔ فرات کی لہریں اس کے پاؤں چومتی تھیں۔ سرسبزی و شادابی جمعیت اور آبادی میں اپنی نظیر آپ تھا۔ یہاں کا حاکم شہرزاد تھا۔ جسے ایرانی ناموروں میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔

انبار کا قلعہ مضبوط اور ناقابل تسخیر تھا۔ ایک طرف دریائے فرات اپنی لہروں سے اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ تو دوسری طرف خندق نے غنیم کا راستہ روک رکھا تھا۔ قلعہ میں فوج، ہتھیار اور سامان رسد کے انبار تھے، سپاہی چوکس اور ہوشیار تھے۔ سپہ سالار نامور تیغ زن تھا۔

حضرت خالد رضا اپنی فوجیں انبار کی طرف لائے، شہرزاد بڑے طمطراق سے میدان میں نکلا، ستر ہزار فوج کا ساتھ تھا، صفیں درست کیں۔ آہن پوش مسلح دستے کو آگے بڑھایا۔ ببر کی طرح دھاڑتا ہوا میدان میں آیا۔ آہن پوش دستے کو دیکھ کر اترایا۔ اور بآواز بلند پکارا :-

Marfat.com

"ایرانی بہادرو! فولاد کی دیوار و! لوہے کے ستونو! آج تمہاری بہادری اور شجاعت کی آزمائش ہے۔ ایرانی قوم کی آنکھیں تم پر لگی ہیں۔ نازک اندام حسینائیں اپنی آبرو کا واسطہ دے رہی ہیں۔ آج ملک اور قوم کی لاج تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مٹھی بھر عرب تمہارے سامنے ہیں۔ انہیں خرگوشوں کی طرح بھگا بھگا کے مارو۔ اپنا اور اپنے ملک کا نام بلند کرو۔"

حضرت خالد رضہ نے آہن پوش دستوں کو دیکھا۔ اگلی صف لوہے کی زندہ دیوار تھی۔ مضبوط اور استوار تھی۔ تلوار کے کاٹ سے بری تھی، سوچا، مقابلہ کیسے ہوگا؟ یکایک کچھ خیال آیا۔ ایک ہزار ماہر تیر انگنوں کو آگے بڑھایا اور حکم دیا، نشانہ باندھو اور ایک ہی دفعہ تیر چھوڑو۔

حکم کی دیر تھی، تیرانداز وں نے یکایک تیر چلائے۔ ہوا کانپی، فضا سنسنائی، تیر نشانے پر بیٹھے، آنکھ جھپکنے میں ایک ہزار آنکھیں بیکار تھیں، آہن پوش گھبرائے، درد سے چلائے۔ پیچھے ہٹے، آنکھیں خون اگلنے لگیں، چہرے لہو سے سرخ ہو گئے۔

شہرزاد نے یہ رنگ دیکھا تو صلح کے قاصد دوڑائے۔ مگر شرطیں ایسی پیش کیں کہ منظور نہ ہوئیں، آہن پوش آنکھیں دبائے پیچھے ہٹے، پچھلی صف آگے آئی۔ لڑائی تازہ ہوئی۔ دونوں طرف سے جان کی بازی لگائی گئی۔

قلعہ مضبوط، خندق وسیع اور گہری مقابلہ مشکل تھا۔ مجاہدوں نے کمزور اور مریض اونٹ ذبح کیے، انہیں خندق میں ڈالا اور اس گوشت، پوست کے پل پر سے خندق پار کر لی۔

Marfat.com

ایرانی سپاہ نے خندق کی حفاظت میں جان کی بازی لگا دی، خندق سر ہوئی تو کنار خندق پر گھمسان کا رن پڑا۔ مجاہدوں نے ایرانی فوج کو دھکیلا اور قلعہ کی دیوار تک جا پہنچے۔ قریب تھا کہ ایرانی فوج بھاگ نکلے، اتنے میں شہزاد کے قاصد صلح کے لیے آئے، صلح منظور ہوئی۔ مگر اس شرط پر کہ ایرانی سپہ سالار شہزاد اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب سمیت شہر سے نکل جائے۔ مسلمان اسے ایرانی سرحد تک بحفاظت پہنچا دیں گے۔

قلعہ فتح ہو گیا انبار مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ شہزاد شہر سے نکلا، مسلمانوں نے وعدہ کے مطابق اسے ایرانی سرحد میں پہنچا دیا۔ رعایا کو امان دی گئی اور ان کے مذہبی امور میں ہر قسم کی مداخلت ممنوع قرار دی۔

جنگ عین التمر

انبار کے بعد اسلامی فوجیں عین التمر پر بڑھیں۔ یہ شہر انبار کے مغرب کی طرف تین دن کی مسافت پر واقع تھا۔ زیادہ آبادی عرب قبائل کی تھی۔ جن میں بنی بکر اور بنی تغلب قبایل زیادہ مشہور تھے۔ اسی شہر میں ایک بہادر تھا جس کی شہرت سارے عراق پر حاوی تھی۔ یہ تھا عقبہ، بہادری اور شجاعت میں ضرب المثل!

عین التمر کی حکومت پر ایک نامی بہادر مہران فائز تھا۔ اسلامی افواج کی آمد سے مہران گھبرایا۔ وہ اپنے دوسرے ایرانی ساتھیوں کا حال سن چکا تھا۔ انبار اس کا ہمسایہ تھا، جہاں مشہور سردار شہزاد کو شہر چھوڑنا پڑا تھا۔ اور ایرانی سرحدیں سر چھوڑنا پڑا تھا۔

مہران نے عرب شجاع عقبہ کو بلایا۔ اور کہا۔ بہادر سردار! دیکھ رہے ہو عربی اسلامی فوجیں ہمارے شہر پر بڑھ رہی ہیں۔ ہماری اور تمہاری آزادی اور بہو بیٹیوں کی آبرو خطرے میں ہے۔ مجھے مشورہ دو کہ اس بلا سے کیونکر

ہو نکر نجات مل سکتی ہے؟

عتبہ نے جواب دیا، عرب فطرتاً سرکش ہوتے ہیں۔ انہیں تلوار ہی سیدھا کر سکتی ہے۔ اگر آپ مانیں تو لشکر کی کمان مجھے دے دیں۔ میں ان مسلمانوں سے نپٹ لوں گا؟ لوہا لوہے کو کاٹے گا، عرب، عرب کو بھگائے گا۔

مہران مرتا کیا نہ کرتا، اس نے قبول کیا۔ لشکر کی کمان عتبہ کے حوالے کی۔ خود قلعہ میں جا بیٹھا۔ عتبہ نے لشکر کو میدان میں آراستہ کیا۔ عربی قبائل ہتھیار سجائے، صفیں جمائے کھڑے ہو گئے۔ گھوڑے ہنہنائے ــــ بہادروں نے نعرے لگائے۔

حضرت خالدؓ نے بھی مجاہدوں کی صفیں ترتیب دیں، میمنہ، میسرہ درست کیا۔ اور خود قلب لشکر میں اسلامی علم کے نیچے جا کھڑے ہوئے۔ دشمن کے لشکر پر نگاہ ڈالی کثیر تھا۔ اپنے لشکر کی طرف دیکھا، قلیل تھا، خدا سے دعا مانگی "الٰہ العالمین! عزت اور ذلت تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ تو نے ہمیں ہمیشہ قلت کے باوجود کثرت پر غالب کیا ہے۔ آج بھی ہماری مدد فرما!

عتبہ سپہ سالار بن کر خوش تھا۔ لشکر کی صفوں کے آگے گھوڑا کداتا، چکر لگاتا پھرتا تھا۔ اپنی بہادری اور شہزوری نمایاں کرتا تھا۔ گھوڑے اور ہتھیاروں کے کرتب دکھاتا تھا۔ اور اپنے بہادروں کے دل گرماتا تھا۔

عتبہ نے اچانک گھوڑے کی باگ پھیر دی۔ میدان میں آکر سانڈ کی طرح ڈکارا، شیر کی طرح دھاڑا اور ہاتھی کی طرح چنگھاڑا:۔

Marfat.com

"تم میں کوئی حوصلہ مند بہادر ہے جو میری تلوار کا وار سہے"!
حضرت خالدؓ نے سنا، اپنا گھوڑا بڑھایا۔ باگیں اٹھائیں اور دم بھر میں عتبہ کو للکارا:
او گیدی! کیا بکتا ہے؟ لا وہ تلوار کہاں ہے؟
عتبہ نے خشمناک ہو کر حملہ کیا۔ حضرت خالدؓ نے وار روکا، عتبہ نے پھر حملہ کیا، مگر بے سود رہا۔ گھوڑے کو چکر دے کر آیا، اور نیزہ دے مارا حضرت خالدؓ نے ایک ہاتھ سے اس کا نیزہ پکڑا۔ اپنے گھوڑے کو اشارہ کیا۔ عتبہ سے قریب ہوئے۔ اس کی پیٹی میں ہاتھ ڈالا۔ زین سے اٹھایا، اپنے لشکر میں لائے۔ ہاتھ پیر بندھوائے اور ایک طرف ڈال دیا۔
ایرانی لشکر تو مہران سمیت قلعہ میں گھس گیا، عرب یہ ماجرا دیکھ کر بھاگ گئے قلعہ کے دروازے بند پائے۔ جلد ہر سمت اٹھا دوڑے اور اسلامی تلوار سے بچنے کی پوری کوشش کی۔ مگر اس کے باوجود بہت سے لقمۂ شمشیر بن گئے۔
مجاہدوں نے قلعہ کو گھیر لیا۔ آخر مہران چور دروازے سے بھاگا، اور مداین پہنچ کر دم لیا۔ قلعہ اور شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ عتبہ اور کچھ اور سرکش تلوار کا لقمہ بنے۔ اور باقی لوگوں کو امان دے دی گئی۔

Marfat.com

جنگ دومۃ الجندل

ادھر حضرت خالدؓ عین التمر میں داخل ہوئے۔ ادھر قاصد عیاضؓ بن غنم کا خط لے کر پہنچا۔ یہ خط دومۃ الجندل سے آیا تھا۔ سپہ سالارؓ نے کھڑے کھڑے خط لیا۔ پڑھا، لکھا تھا:-

"سپہ سالارِ لشکرِ اسلامیہ! السلام علیکم!

دومۃ الجندل کی مہم ابھی تک ناقابل تسخیر ہے۔ سرحدی عرب اور بنی غسان بڑی بے جگری سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ ان کا سردار جودی خاص طور پر بڑا شجاع اور تلوار کا دھنی ہے۔ اب تک ہم ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکے۔ دشمن نت نئی تیاری سے حملہ کرتا ہے۔ لڑتا ہے، مارتا ہے اور مرتا ہے۔ ہم قلیل ہیں اور وہ کثیر، اسلحہ اور سامان رسد بھی ان کے پاس وافر ہے۔ آپ خود تشریف لائیں تاکہ یہ خرخشہ مٹ جائے اور ہم اسلام کا نام بلند کرنے کے لیے مخلصی پا سکیں"!!

سپہ سالار نے خط پڑھا۔ عین التمر کے استحکام و انتظام سے جلدی جلدی

Marfat.com

فارغ ہوئے۔ فوج کا ایک دستہ فوراً بھیج دیا۔ اور ایک دستہ لے کر خود چل دیئے
دومۃ الجندل کی مہم ایک مرد غازی کی منتظر تھی۔ وہ مرد غازی اپنا دستہ لیے آ پہنچا۔ مسلمانوں نے تکبیر کے نعروں سے استقبال کیا۔ اور دشمنوں کو بتا دیا کہ اب تمہاری خیر نہیں۔ ابھی موقع ہے کہ ہتھیار ڈال دو۔

جودی تو سیف اللہ کے نام کی دھوم تھی۔ دشمن دل میں ڈرا، مگر ہار مان لینے پر تیار نہ ہوا۔ اپنی صفیں درست کرتا رہا اور شدید قتال کے لیے تیار رہا۔

رات آئی، سہمی سہمی سی، ڈری ڈری سی ستارے چمکے، زمین پر سیاہ چادر تنی تھی، کچھ دیکھ نہ سکے۔ پھر بھی اسی کوشش میں تھے کہ شب کی خاموشی میں ہنگامہ تلاش کریں۔

صبح نے رات کو الوداع کہی، ہر طرف روشنی سی ہونے لگی۔ مجاہدوں نے نماز صبح سے فراغت پائی۔ ہتھیار باندھے، گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ دونوں طرف طبل جنگ بجے، میدان جنگ فوجوں سے بھر گیا۔ جودی سرداری اور سپہ سالاری کے نشہ میں مست میدان میں آیا۔ فوج کو جوش دلایا اور آگے بڑھایا۔ ذرا سی دیر میں دونوں فوجیں گتھ گئیں۔ تلواریں، نیزے، برچھے خنجر اور ڈھالیں اپنا اپنا کام کرنے لگیں۔

حضرت خالدؓ نے جودی کو دیکھا، بے قرار ہو گئے، گھوڑے کو ایڑ لگائی، دشمن کی صفوں کو چیرا اور جودی سے دو دو ہاتھ کرنے کو بڑھے۔ وہ بھی بے خبر نہ تھا۔ اپنے دستہ خاص کو سامنے کیا، سیف اللہ

Marfat.com

نے دم بھر میں اس دستہ کا صفایا کر دیا۔ اب جودی سامنے تھا، اسے للکارا، اس نے بھاگنا چاہا، مگر الٰہی تلوار نے اس کی آنکھیں چندھیا دیں۔ ہیبت الٰہی نے اس کے پاؤں باندھ دیئے۔ ناچار نیزہ لہراتا، ہلتا جھکتا، حملہ آور ہوا۔ مجاہد نے ایک ہاتھ سے اس کا نیزہ پکڑا، اور تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا سر ناریل کی طرح لڑھکتا ہوا دور جا پڑا۔ ایک نعرۂ تکبیر گونجا اور میدان دغا پہ چھا گیا۔ ہر طرف سے نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔ اور مسلمان ایک نئے جوش سے حملہ آور ہوئے۔ ہزاروں کا کھیت پڑا، دشمن بے دم ہو کر بھاگے، مجاہدوں نے تعاقب کیا، مارتے للکارتے، میدان کے کناروں تک جا پہنچے، اور اسے دشمن سے پاک کر کے دم لیا۔ قلعہ اور شہر پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا اور خدا کی تعریف و توصیف کرنے لگے۔

اب حضرت خالدؓ کا ارادہ تھا کہ مدائن پر فوج کشی کریں۔ وہ اسی سوچ بچار میں تھے کہ حضرت خلیفہ اولؓ کا حکم پہنچا۔ آپ نے اسی وقت حضرت مثنیٰؓ کو امیر لشکر بنایا اور خود پندرہ سو مجاہدوں کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

جنگ نمارق

حضرت خالدرضؓ شام گئے۔ ملکہ ایران نے میدان خالی دیکھا۔ تیس ہزار کا لشکر تیار کیا۔ جابان کو سالاری عطا ہوئی۔ وہ حیرہ کی طرف بڑھا۔ اس کی مدد کے لیے شہزادہ نرسی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ ڈیلٹا کی طرف بڑھے الکسکر میں قیام کرے اور شمال و جنوب سے دونوں فوجیں مسلمانوں کا قلع قمع کریں۔

مثنےؓ نے ایرانی لشکر کی آمد کی خبر سنی۔ حیرہ کو چھوڑا اور بحرین میں جا کر اپنے معاون ابو عبیدہ ثقفیؒ کا منتظر تھا۔ جو مدینہ سے عراق کو روانہ ہو چکا تھا

ادھر ابوعبیدہؓ پہنچا۔ ادھر جابان اپنے لشکر سمیت فرات کے کنارے پر آیا دریا کو عبور کیا اور نمارق میں پڑاؤ ڈال دیا۔ اپنی فوج کا دل بڑھایا۔ اس کے لشکر میں دو ایسے بہادر اور شہ زور شجاع تھے۔ جن پر سارے لشکر کو ناز تھا

اسلامی فوج دس ہزار کے قریب تھی۔ تیس ہزار دشمنوں سے مقابلہ تھا۔ مگر مجاہدوں نے دشمن کی کثرت کی پرواہ نہ کی۔

صفیں درست کیں اور ھل من مبارز کا نعرہ مارا۔

ایرانی لشکر میں سے ان کے مایہ ناز سوار نکلے، جوش و خروش سے میدان میں آئے۔ تلواریں چمکائیں، نیزے ہلائے اور مقابلے کے لیے مجاہدوں کو للکارا۔

دو مجاہد میدان کی زینت بنے، ایرانی پہلوانوں نے انہیں حقارت سے دیکھا۔ اور کہا:۔

دبلے، پتلے لاغر، کمزور، بیمار دبلے و نزار، ارے میاں تم لڑو گے؟ جاؤ کسی شفاخانہ میں علاج کراؤ۔

مجاہدوں نے جواب دیا۔ ہم دبلے پتلے اور کمزور ضرور ہیں۔ مگر ہمارے خدا نے ہم میں اتنی طاقت بھر دی ہے۔ کہ ہم تمہارے سارے پہلوانوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔

ایرانی سواروں نے اپنے گھوڑوں کو میدان میں چکر دیا۔ اور پھر یکلخت مجاہدوں پر پل پڑے۔ مجاہدوں نے بھی ترکی بترکی جواب دیا۔

دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ پر خاموش دیکھ رہے تھے۔ مسلمانوں کے دل سے دعائیں نکل رہی تھیں۔ آنکھیں میدان پر لگی تھیں کہ ایک مجاہد نے بسم پڑھ کر اپنے حریف پر نیزے کا وار کیا۔ ایرانی نے بچنے کی کوشش کی، مگر نہ بچ سکا، نیزہ اس کے گلے میں لگا اور گردن کی ہڈی توڑ کر نکل گیا۔ مجاہد نے نیزہ کھینچا تو خون کا فوارہ چھوٹ پڑا، اور ایرانی پہلوان نیم جان ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔

ادھر دوسرے مجاہد نے اپنے حریف کو آب شمشیر پلایا۔ اور ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اور اپنے لشکر میں واپس آ گئے۔

جابان نے یہ نظارہ دیکھا تو بے قرار ہو گیا۔ گھوڑے کو ایڑ لگائی اور میدان میں آکر حریف طلب کیا۔ ایک مجاہد مقابلہ پر آیا۔ دونوں لڑنے لگے جابان نے گھوڑے کو ادھر اُدھر، آگے پیچھے کچھ اس طرح ہٹایا، بڑھایا کہ مجاہد نے دھوکا کھایا، جابان کی تلوار مجاہد کی گردن پر پڑی اور وہ شہید ہو کر اپنے خدا سے جا ملا۔

دوسرا مجاہد میدان میں آیا۔ جابان نے اسے بھی شہید کیا۔ پھر تیسرا اور چوتھا مجاہد بھی علی الترتیب عروس شہادت کی گود میں جا سویا۔

ایرانی لشکر کی خوشی کا ٹھکانا نہ تھا۔ وہ نعرے لگاتے اور مسرت کے ترانے گاتے تھے۔ اسلامی لشکر خاموش تھا۔ ہر مجاہد کے دل میں جوش تھا۔ اور اپنے بھائیوں کا انتقام لینے کے لیے کفن بردوش تھا جابان میدان میں شور مچا رہا تھا، للکارتا تھا، ہنکارتا تھا، گھوڑا دوڑاتا کبھی ادھر نکل جاتا، کبھی اُدھر، تلوار چمکاتا، نیزہ ہلاتا وسط میدان میں آیا اور حریف طلب کیا۔ اسلامی لشکر میں سے اکیل بن السماع میدان میں آیا۔ گھوڑے کو چمکایا، جابان کے گرد چکر باندھا۔ وہ جدھر نکلتا اسے گھیرتا، دونوں ایک دوسرے پر وار کرتے، وار بچاتے اور لڑتے

جاتے تھے، اس مجاہد کی تیزی سے جابان گھبرایا، میدان سے نکل جانا چاہا۔ مجاہد نے موقع نہ دیا۔ بڑھ کر نیزہ مارا، زرہ کی کڑیوں نے وار سنبھالا۔ مگر ضرب کی شدت سے جابان پھسلا، زمین پر گرا، جلدی سے اُٹھنا چاہا، مجاہد کی چستی قابل داد تھی، اس نے اپنے گھوڑے سے چھلانگ لگائی۔ اور جابان کے سینے پر جا بیٹھا، کمر سے خنجر نکالا، جابان گھبرایا، بولا۔

بہادر عرب: میری موت سے تمہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اگر تم مجھے خنجر کی دھار سے بچاؤ۔ تو میں تمہیں دو غلام اور ایک ہزار اشرفی دوں گا۔

مجاہد کو معلوم نہ تھا کہ یہ سپہ سالار ہے۔ وہ اسے ایک ایرانی پہلوان سمجھا، جابان کی بات مان لی۔ اسے اسیر کمند کیا۔ اور اپنے لشکر میں لے آیا۔

جب ایرانیوں نے جابان کو گرفتار دیکھا تو بڑھے اور مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اس شدت کا تھا کہ اگر لشکر اسلام ذرا سی بے پروائی بھی کرتا تو بڑا نقصان اٹھاتا مجاہدوں نے ایرانی حملہ بڑی بہادری سے روکا۔ اور یکدم ایرانیوں پر ڈپٹ پڑے ہزاروں کا صفایا کیا۔ دشمن کے خون سے زمین پر لالہ زار کھل گیا، بہتا خون اور تڑپتے ساتھیوں کی آہ و فغاں نے دشمن کا دل توڑ دیا، سپہ سالار پہلے ہی گرفتار ہو چکا تھا۔ سپاہ بے سہارا تھی، گھبرائی، پسپا ہوئی، بھاگی اور میدان مجاہدوں کے سپرد کر گئی۔ ان کا تمام سامان، خیمہ و خرگاہ ہتھیاروں کے انبار، رسد کے ڈھیر مجاہدوں کے قبضہ میں آ گئے۔

ادھر سے فراغت ہوئی، تو مجاہدوں نے آ کے اپنے قیدی ابوعبیدہؓ کے سامنے پیش کیے۔ ایک بھی جابان کو لے کر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا:۔

Marfat.com

سوار! میں نے اپنے قیدی کو امان دے دی ہے اور اس نے مجھے امان کے عوض دو غلام اور ایک ہزار اشرفی دینے کا وعدہ کیا ہے۔

ابوعبیدہؓ نے کہا، اے بے خبر مجاہد! تجھے معلوم ہے۔ یہ کون ہے؟ ارے یہ تو ایرانی فوج کا سپہ سالار ہے۔ اگر تو ایک لاکھ اشرفی اور دو سو غلاموں کا مطالبہ بھی کرتا تو یہ اپنی جان کے عوض تجھے دیتا،

اکیل نے جواب دیا، کچھ بھی سہی اب میں اسے امان دے چکا ہوں اور وعدہ کا پابند رہوں گا۔

ابوعبیدہؓ نے کہا۔ اگر تم اسے امان دے چکے ہو تو ہم سب کی طرف سے امان ہے اور ہم اپنے وعدے کی پابندی کریں گے۔

جابان مسلمانوں کا یہ کردار دیکھ کر واہ واہ کر اٹھا، اسی وقت کلمہ توحید پڑھا اور صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔

Marfat.com

جنگ کسکر

شہزادہ نرسی لشکر جرار لیے کسکر میں مقیم تھا۔ ارد گرد سے لوگ آ رہے تھے اور اس کی فوج میں شامل ہو رہے تھے۔ وہ مزے سے بیٹھا اپنی طاقت بڑھا رہا تھا۔ سوچ رہا تھا، کہ جابان کا مقابلہ بھوکے ننگے عرب نہیں کر سکیں گے ادھر وہ بڑھے گا، ادھر سے میرا لشکر چڑھے گا، عراق فتح ہو گا اور میں اپنی فوج سے عرب پر حملہ کر دوں گا، ایسی سزا دوں گا کہ عربوں کی پیشانیاں ہمارے جوتوں پر ہوں گی اور آئندہ سرکشی کا خیال کبھی نہیں آئے گا۔

نرسی ایسے ہی سہانے خواب دیکھ رہا تھا۔ شراب ناب کے جام لنڈھاتا تھا، نشے پر نشہ چڑھاتا تھا، اور بے خودی کے عالم میں فتح عرب کے منصوبے بناتا تھا، اپنے لشکر کا حوصلہ بڑھاتا تھا۔ اور آگ کی تقدیس کے گیت گاتا تھا، جابانی فوج کے بھگوڑے لیے سروسامان بھاگتے دوڑتے اس کے پاس پہنچے، اور بتایا کہ جابان گرفتار ہوا اور لشکری تہ تیغ ہوئے۔

نرسی کے سہانے سپنوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا، اب اسے انتقام کی

فکر تھی، اس کی آمد سے عراق کے مفتوحہ علاقے بھی اس کے ساتھ مل گئے تھے۔ وہ عربوں پر کاری ضرب لگانے اور جابان کو اسلامیوں کی قید سے چھڑانے کی تدابیر سوچنے لگا، جنگ، جنگ اور صرف جنگ ہی ایک بہترین تدبیر تھی، جو اس کے خوابوں کو تعبیر سے ہم آغوش کر سکتی تھی، وہ جنگ کے لیے تیار تھا۔ اور لشکر سے نکل کر اسلامی فوج پر حملہ کے لیے آمادہ تھا۔ یہ اطلاع اسلامی لشکر میں بھی پہنچ چکی تھی۔

ابو عبیدہؓ سپہ سالار افواج اسلامیہ نے خاموشی سے دریائے فرات کو عبور کیا۔ اور نرسی کے مقابل آ اُترے۔ اسے اُمید نہ تھی کہ عربوں میں اتنا حوصلہ اور جرأت ہو گی۔ کہ ایرانی لشکر پر بڑھ کر حملہ کریں۔

نرسی نے بڑی قابلیت سے صفیں ترتیب دیں۔ پچاس ہزار کا لشکر جرار اس کے ساتھ تھا، جو ہر طرح کے اسلحہ سے لیس تھا، نرسی پر اپنی جانیں نثار کرنے کے لیے تیار تھا۔ سامنے دس ہزار مجاہد تھے، جو بظاہر مفلس و نادار اور کم اوزار تھے۔ وہ فتح کے نشے میں سرشار ہو گیا خیالی پلاؤ پکانے لگا۔ عربوں کا خرخشہ مٹاؤں گا، ایران میں بڑا نام پاؤں گا اپنی اور ملک و قوم کی عزت بڑھاؤں گا۔

نرسی نے میدان میں آگ روشن کی، خود اسے سجدہ کیا۔ لشکریوں نے بھی اس کی تقلید کی۔ رستم و اسفندیار کو یاد کیا۔ بزرگوں کی روحوں سے مدد مانگی طبل جنگ بجوایا۔ لشکر کا جوش بڑھایا اور پھر اپنی پہلی صف کو حملے کا حکم دیا زرہ پوش جنگجو بڑھے، سیلاب تند کی طرح چڑھے، مجاہدوں پر حملہ کیا

Marfat.com

معاً نعرۂ تکبیر گونجا، مجاہدوں نے ہتھیار اُٹھائے۔ خدا کا نام زبان پر لائے۔ زرہ پوش صف پر نیزوں سے حملہ کیا۔ اور پل بھر میں خون کے دریا بہا دیئے لاشوں سے میدان بھر گیا، ایرانیوں کی پہلی صف کٹ گئی، دوسری بڑھی، مگر سہمی سہمی اور ڈری ڈری سی۔ مجاہدوں نے اسے بھی تلوار کے گھاٹ اُتار دیا۔ ان کی لاشیں بھی پہلی صف کی لاشوں میں مل گئیں۔ تیسری صف میں جوش اور بھی کم تھا، وہ بڑھی تو مجاہدوں نے میمنہ اور میسرہ سے ایسی یلغار کی، کہ نرسی کا قلب پریشان ہو گیا۔ سپاہی پیچھے ہٹنے لگے۔ نرسی نے بہتیرا اکسایا، ایران کی عزت کا واسطہ دیا۔ انعام کا لالچ پیش کیا۔ مگر انہیں ہر مجاہد فرشتۂ موت دکھائی دیتا تھا، وہ پیچھے ہٹے اور ہٹتے گئے۔ مجاہدوں کی تلواریں انہیں پکی ہوئی فصل کی طرح کاٹتی گئیں۔

ابو عبیدہ رضا ایک دستہ لے کر بڑھے، نرسی کے محافظ دستے پر حملہ کیا۔ یہ حملہ طوفانی تھا جس کا مقابلہ محافظ دستہ نہ کر سکا، جو تلوار سے بچے وہ بھاگ گئے۔ نرسی اپنے بھگوڑوں سے بھی آگے تھا، غرض سورج کے دیکھتے دیکھتے نرسی کا لشکر بھاگ چکا تھا، اور شام سے پہلے پہلے کسکر کا میدان زندہ ایرانیوں سے خالی ہو چکا تھا۔

کسکر فتح ہوا۔ تو بیشمار مال غنیمت اور ہتھیار مجاہدین کے ہاتھ آئے۔ اس مال غنیمت میں کسکر کی کھجوریں بھی تھیں، جن کی لذت سے فقط شاہی خاندان ہی آشنا تھا۔ مجاہدوں نے یہ کھجوریں کھائیں، تو انہیں اپنے صحرا کی کھجوریں بھول گئیں۔

جنگ پل

مسلمانوں کی فتوحات، اور ایرانیوں کی شکستوں سے دربارِ ایران بوکھلا اٹھا ملکہ گھبرائی اور جھلائی۔ ایران کے ممتاز جرنیل بہمن کو بلایا۔ اسے سمجھایا کہ ایران کی آبرو خاک میں ملی جاتی ہے۔ عراق، ایران کا بہشت، جنت نگاہ، سرسبز شاداب صوبہ ہاتھ سے نکل گیا۔ تمہاری طاقت اور تجربہ کاری سب جرنیلوں پر بھاری ہے۔ درفش کاویانی اٹھاؤ، اسے لہراتے جاؤ۔ اور فتح پر فتح پاؤ۔ یہ جھنڈا ایران کی عزت اور قوم کی آبرو ہے۔ اس نے آج تک شکست نہیں دیکھی، اب اسے بلند رکھنا تمہارا کام ہے۔ لشکر کثیر، نیزہ و شمشیر جو چاہو لو، اور عربوں سے ایران کی سرزمین کو پاک کر دکھاؤ۔ زردشت کی مقدس آگ تمہاری حامی و ناصر ہو گی۔

بہمن نے اس عزت افزائی پر ملکہ کا شکریہ ادا کیا، اور وعدہ کیا کہ وہ ایسا بہادرانہ اور جرأت کا کام کر دکھائے گا۔ جس کا مقابلہ انسانی طاقت نہ کر سکے گی۔ وہ اپنے قومی جھنڈے کے سائے میں عرب کو پامال کر دے گا۔ اور ملکہ

Marfat.com

کے سامنے سرخرو ہوگا۔

بہمن نے بتیس ہزار جنگی بہادر جمع کیے۔ بہترین اسلحہ سے انہیں لیس کیا تیس جنگی ہاتھی ساتھ لیے۔ انہیں مقدمۃ الجیش بنا یا۔ بڑھایا۔ دریائے فرات کے مشرقی کنارے پر پڑاؤ ڈالا۔

ابو عبیدہؓ ثقفی اسلامی لشکر کے امیر تھے، بہادری اور جوش شجاعت کی تصویر تھے۔ وہ اپنا نو ہزار کا لشکر لیے ہوئے آئے فرات کے مغربی کنارے پر اترے۔ اور کئی دن تک دونوں لشکر فرات کے کنارے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

بہمن تجربہ کار، ماہر کار، جہاندیدہ سردار تھا، وہ دریائے فرات کو عبور کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے خاموش پڑا رہا۔ ابو عبیدہؓ یہ صورت حال دیکھ کر جھلائے ایرانی نہیں بڑھتے، نہ سہی، ہم بڑھیں گے۔ فرات کی موجوں سے لڑیں گے، دریا پار کریں گے، اور دشمن پر جا پڑیں گے۔

مثنےؓ نے کہا، بہادر سردار! بہمن کو دریا عبور کرنے دو، اسے اپنے پسندیدہ میدان سے آگے بڑھنے دو،

ابو عبیدہ رضؓ نے کہا۔ ایرانی بزدل ہیں، دریا عبور کرنے سے ہچکچاتے ہیں، عربوں سے خوف کھاتے ہیں، وہ تو شاید ایک سال تک بھی دریا پار نہ کریں ہم فضول کیوں پڑے رہیں۔ ہم کوئی بزدل ہیں؟

مثنےؓ نے بہتیرا روکا، مگر سپہ سالار نہ رکا۔ فرات لہریں لے رہا تھا۔ موجیں ایک دوسرے سے ٹکراتی اور ڈراتی تھیں، مگر ابو عبیدہ رضؓ نہ ڈرا

دریا پر کشتیوں کا پل بنوایا، اور مجاہدوں کو دریا پار کرنے کا حکم دیا۔
مجاہدوں نے پل پر سے گزرنا شروع کیا، بہمن نے ایرانی دستہ کنارے متعین کر دیا۔ تاکہ وہ مجاہدوں کو دریا پار نہ کرنے دے۔ مگر مجاہدوں کا سیلاب کنارے تک پہنچ ہی گیا۔ اور دشمنوں کو نیزوں اور تلواروں کی دھار پر رکھ لیا۔ لڑائی ہوتی رہی، ایرانی کٹتے رہے، مجاہد بڑھتے رہے حتیٰ کہ ساری فوج لڑتی بھڑتی کنارے پر جا پہنچی۔
بہمن نے اپنی فوج کو نیم دائرہ کی شکل میں بڑی خوبی سے ترتیب دے رکھا تھا۔ صرف تھوڑا سا میدان مجاہدوں کے لیے خالی تھا۔ انہیں یہیں صف بندی کرنی پڑی۔ اور اسی تھوڑی سی جگہ میں محصور ہونا پڑا۔
بہمن نے سب سے پہلے ہاتھیوں کو بڑھایا، پیدل فوج کو ان کے پیچھے لگایا۔ عربی گھوڑوں نے ہاتھی کا ہے کو دیکھا تھا۔ کالے پہاڑ، لمبی سونڈیں بڑے بڑے دانت اجوڑے جوڑے کان، ان کی چنگھاڑ سے عربی گھوڑے ڈرے، مجاہدوں نے بہتیرا سنبھالا، مگر نہ سنبھلے، پیچھے کو مڑے، مجاہدوں نے گھوڑے چھوڑے، پیادہ ہوئے تلواریں اور نیزے لے کر بڑھے۔
ابو عبیدہ رض سفید ہاتھی کی طرف بڑھے۔ پھرتی سے تلوار چلائی، ہاتھی کا تنگ کٹا، سوار معہ ہودج زمین پر گرا۔
ہاتھی ابو عبیدہ رض پر حملہ آور ہوا، اپنی سونڈ بڑھائی، مجاہد نے تلوار چلائی، سونڈ کٹ گئی۔ ہاتھی جھلایا، چنگھاڑ ماری اور ابو عبیدہ رض پر گرا اور اپنے منوں بوجھ سے انہیں کچل دیا، مسلمان یہ دیکھ کر گھبرائے اگر ثابت قدمی

Marfat.com

سے مقابلہ کرتے رہے۔ گھمسان کی لڑائی تھی ایک کو دوسرے کا ہوش نہ تھا
میدان کارزار تھا اور دلوں کا جوش تھا۔ سات ثقفی بہادروں نے بڑھ بڑھ
کر اسلامی علم تھاما۔ مگر ساتوں شہید ہو گئے، اسلامی جوش بڑھ رہا تھا۔
ایرانی پیادہ فوج بے دل ہو رہی تھی۔ اگرچہ میدان تنگ تھا۔ مگر مجاہد اپنا
دباؤ ڈال کر اسے وسیع کر رہے تھے۔

ایرانی دب رہے تھے اور پیچھے ہٹ رہے تھے۔ کہ بہمن نے اپنے
خاص سواروں کو حملے کا حکم دیا۔ وہ طوفان کی طرح بڑھے اور مسلمانوں کو
کاٹنے اور دبانے لگے، اتنے تنگ میدان میں تیس ہزار کے سامنے نو ہزار
کی کیا حقیقت تھی، مسلمان دبنے اور پیچھے ہٹنے لگے۔ مثنیٰ نے یہ حال
دیکھا تو اسلامی علم بلند کیا، بھاگتوں کو روکا، مگر قدم اکھڑ چکے تھے۔ دشمن
کا دباؤ بہت زیادہ تھا نہ جم سکے، دریا کی طرف بھاگے، ایک عرب نے
پل توڑ دیا اور پکار کر کہا۔

"مجاہدو! ثابت قدمی سے لڑو اور بھاگنے کی بجائے یہیں شہید ہو جاؤ۔"

وقت نازک تھا اور حالت خطرناک تھی۔ مثنیٰ نے ایک دستہ
اپنے ساتھ لیا، دشمن کی یلغار کو روکا اور پل بنانے کا حکم دیا۔ وہ بڑی بہادری
سے لڑتا رہا۔ تاآنکہ پل تیار ہو گیا۔ اور پسپا ہوتے مجاہد اس پر سے
گزرنے لگے۔ دشمن مثنیٰ پر پورے زور سے حملے کرنے لگے۔ وہ زخمی
بھی ہوا، مگر پروا نہ کی اور اس وقت تک دشمن کو روکے رکھا جب تک
کہ ساری فوج دریا عبور نہ کر گئی۔

Marfat.com

مغربی ساحل پر پہنچے۔ باقی ماندہ فوج کا جائزہ لیا۔ نو ہزار میں سے صرف تین ہزار موجود تھے۔ کچھ گم ہو گئے، بہت سے دریا کی موجوں نے ہڑپ کر لیے۔ کچھ شہید ہو گئے۔

خدا کی مدد آڑے آئی، کہ دشمن نے تعاقب نہ کیا، ورنہ ریگستان کے سوا کوئی پناہ گاہ نہ ہوتی، ادھر مجاہد بچ کر مغربی ساحل پر پہنچے، ادھر بہمن کو خبر ملی کہ مدائن میں بغاوت ہو گئی۔ اس نے اتنی ہی فتح کو غنیمت جانا اپنی فوج کو سمیٹا اور مدائن کو چل دیا۔

جب یہ خبر حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کو پہنچی، تو وہ متفکر ہوئے اور جریر بن عبداللہ ایک بدو سردار کو کچھ فوج دے کر مثنیٰ کے پاس بھیج دیا۔

مثنیٰ نے خود بھی کچھ فوج جمع کر لی تھی، جریر بن عبداللہ کی آمد سے اس کی طاقت مضبوط ہو گئی۔ اور اس نے اپنے چھنے ہوئے علاقوں پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

اس جنگ میں مجاہدین کا اچھا خاصہ نقصان ہوا۔ جسے سب نے صبر او شکر کے ساتھ برداشت کیا۔ اور اس شکست کی تلافی کے لیے تیاری میں مصروف ہو گئے۔

——— ✕ ———

Marfat.com

جنگِ بویب

مثنیٰ رض جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھا کہ حضرت خلیفہ ثانی رض رضی اللہ عنہ کا نامہ پہنچا۔ خط میں لکھا تھا:۔

سالارِ لشکرِ اسلام! السلام علیکم

پُل کی لڑائی میں مسلمانوں کی شکست اور نقصانِ عظیم سن چکا ہوں۔ افسوس تمہارے نفس نے تم کو دھوکا دیا۔ تم نے احتیاط کو بالائے طاق رکھا۔ قدرت کسی کا غرور پسند نہیں کرتی۔ آئندہ احتیاط کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ دو۔ سب کچھ کر چکنے کے بعد نتیجہ خدا پر چھوڑ دو۔ فرات کے مشرقی کنارے پر کبھی جنگ نہ لڑو۔ ہمیشہ ایسا میدان تلاش کرو جو عرب کی سرحد سے متصل ہو اور بوقت ضرورت اسلامی فوجیں پیچھے ہٹ کر مامون ہو سکیں۔ خدا تم پر اور تمام مسلمانوں پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ہر وقت حامی و ناصر ہو۔"

Marfat.com

مثنیٰ رضہ پہلے ہی محتاط تھا، اب حضرت خلیفہ ثانی رضہ کے نام سے اور زیادہ محتاط ہو گیا۔ اس نے آیندہ حملہ کے لیے تیاری شروع کر دی۔

بہمن پل کی جنگ جیت کر مدائن پہنچا۔ دربار ایران نے اس کا استقبال کیا۔ اور بڑی خوشی منائی۔ اسے اپنا نجات دہندہ تصور کیا۔ اور مستقبل کی اوہامی خوشیوں میں کھو گیا۔ جشن کے سامان ہو رہے تھے کہ مخبر خبر لائے۔ "مسلمانوں کا لشکر عراق میں داخل ہو گیا ہے۔ اور پھر سے عراق کے بہت سے علاقہ پر قابض ہو چکا ہے"۔

یہ خبر بجلی بن کر گری، جشن بھول گیا، ہاتھ پاؤں پھول گئے، بہمن کے پایہ کے ایک اور جرنیل کو طلب کیا گیا۔ اس جرنیل کا نام مہران تھا، بہادری اور مہارت جنگی میں نامور تھا۔ اسے حکم دیا گیا کہ بہادر جرنیل! تمہاری شجاعت کا امتحان ہے۔ بہمن کی طرح بڑھو اور عربوں کی سرکوبی کرو۔

ادھر مہران فوج لے کر بڑھا، ادھر مثنیٰ رضہ نے دریائے فرات کے مغربی کنارے پر کیمپ لگایا۔ اور مہران کا انتظار کرنے لگا۔ مہران ایک عظیم لشکر کے ساتھ آیا۔ اور دریا کے مشرقی کنارے پر اتر پڑا۔ مثنیٰ رضہ خاموشی سے دیکھتا رہا، اور منتظر رہا کہ ایرانی جرنیل دریا عبور کرے۔

مہران نے جلد ہی مثنیٰ رضہ کا انتظار ختم کر دیا۔ دریا پر پل بندھوایا اور اور لشکر سمیت فرات کے مغربی کنارے آن اترا۔ اسلامی لشکر نے اسے پل باندھتے، دریا پار کرتے دیکھا، مگر ذرا مزاحمت نہ کی۔

مہران کا حوصلہ بلند تھا، وہ اسلامی لشکر کو سہما اور ڈرا ہوا سمجھتا تھا

Marfat.com

اسے یقین تھا کہ وہ مسلمانوں کو بہمن سے بھی زیادہ سخت شکست دیگا اور بہت بڑی ناموری حاصل کرے گا۔

مثنیٰ رضؓ نے دشمن کو دیکھا۔ آپ نے مجاہدوں سے مخاطب ہو کر کہا:۔

اسلام کے فرزندو! عرب کے جیالو! بہادروں کے بہادر بیٹو! پل کی فتح سے دشمن کے حوصلے بلند ہیں، وہ بڑے ساز و سامان کے ساتھ آیا ہے۔ اس کے پاس لشکر کثیر ہے۔ تم خدا کے راستے میں جہاد کے لیے نکلے ہو۔ اسلام کا نام بلند کرنے اور خدائے واحد کی توحید پھیلانے آئے ہو۔ خدا کی خوشنودی تلواروں کے سائے میں ہے، یاد رکھو، خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ تمہیں اس کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اس طرح بڑھو اور اس طرح لڑو کہ تمہیں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ اگر تم نے پامردی سے دشمن کا مقابلہ کیا، تو فتح تمہاری ہے۔ دشمن کو بتادو کہ پل کی شکست اتفاقی تھی۔ اگر آج تم نے میدان مار لیا تو پھر ایرانی تمہارے آگے آگے بھاگتے ہی رہیں گے۔

میں تین تکبیریں کہوں گا پہلی تکبیر پر اپنے ہتھیار سنبھال کر لو، دوسری پر حملہ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور تیسری پر حملہ کر دو۔

مہران نے میدان میں صفیں درست کرتے ہی حملے کا حکم دے دیا۔ مثنیٰ رضؓ نے یہ دیکھ کر پہلی تکبیر کہی۔ حملہ آور بھاگے آرہے تھے، مجاہد

بڑھنے لگے، تو سردار نے ڈانٹا، کھڑے رہو، پھر دوسری تکبیر کہی، اب دشمن اور قریب پہنچ چکا تھا۔ ادھر تیسری تکبیر کی آواز کان میں پڑی، ادھر اسلامی مجاہد دھواں دھار ہو گئے، تلوار چلنے لگی، گلے کٹنے لگے، خون کے فوارے چھوٹنے لگے، ایرانی فوج بڑھنے لگی، مجاہد ہٹنے لگے، مثنیٰ رضؓ نے للکارا بہادرو! جانیں لڑا دو، دشمن کو بھگا دو، نعرۂ تکبیر بلند کرو، خدا سے استقلال اور پامردی کی دعا مانگو!

ایک دستہ فوج الگ کیا، اور خود ایرانیوں پر حملہ کر دیا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ دشمن پیچھے ہٹا، مگر مہران نے للکارا:-

"ایرانی بہادرو! رستم و اسفندیار کے فرزندو! بہمن کی تلوار سے بچے کھچے مسلمانوں پر میدانِ وغا کو تنگ کر دو۔ گھیر دو اور خرگوشوں کی طرح بھگا بھگا کے مار دو"

اس آواز نے بڑا اثر کیا، ایرانی جم کر لڑنے لگے۔ مہران کے تابڑ توڑ حملے ہراساں کرنے لگے، مثنیٰ کا بھائی مسعود زخموں سے چور ہو کر گرا۔ مجاہد اپنے بہادر کو اس حالت میں دیکھ کر گھبرائے۔ مگر مثنیٰ رضؓ کی آواز نے ایک نیا جوش پیدا کر دیا۔

"عرب کے غیورو! خدا کے پرستارو! بڑھو، آتش پرستوں پر ٹوٹ پڑو، شیرانہ حملے کرو، خدا سے ڈرو، جیسے بھاگنے والے پسند نہیں"

مجاہد اس آواز پر تکبیر کا نعرہ لگاتے ہوئے بڑھے۔ مگر ایرانی سمندر کی موجوں نے ان کے منہ پھیر دیے، ایک اور مجاہد گھائل ہو کر گرا۔ مثنیٰ رضؓ نے دونوں

Marfat.com

تهیدوں کو اٹھایا اور لشکر کے پیچھے لاکر لٹا دیا۔ اور چیتے کی سی پھرتی کے ساتھ
میدان میں جا پہنچا۔ لڑائی تراتر ہو رہی تھی، کبھی یہ بڑھتے اور وہ ہٹتے، کبھی وہ
بڑھتے اور یہ ہٹتے،

ایک من چلا مجاہد لپک کر مثنیٰ کے پاس پہنچا، اور بولا:۔

سردار! ایرانی لشکر کا سالار کہاں ہے؟

مثنیٰ رض نے گھوڑے کو ایڑ لگاتے اور باگیں اٹھاتے ہوئے کہا۔

وہ ایرانی علم کے پیچھے، ہتھیار بند سے اونچی بنا فوج کو دائیں بائیں،
آگے پیچھے بڑھا اور لڑا رہا ہے۔

مثنیٰ تو اپنے شکار کے پیچھے لگا، بہادر مجاہد نے گھوڑے کی باگیں
اٹھائیں، تلوار چلاتا، نیزہ ہلاتا، دشمن کی صفوں کو چیرتا مہران تک جا پہنچا
مہران بھی بے خبر نہ تھا، ایک مجاہد کو اپنے قریب دیکھ کر ٹھٹکا، تلوار
لہرا کر بڑھا۔ مجاہد پر جھپٹا، مجاہد نے وار خالی دیا، بڑھ کر ایک تلوار ماری،
مہران گھایل ہو کر گھوڑے سے گرا، مجاہد جست لگا کر اس کے گھوڑے پر
سوار ہو گیا۔

ایرانیوں نے اپنے سردار کو خاک و خون میں تڑپتے دیکھا تو یکبارگی بیسیوں
تلواریں بڑھیں، مجاہد ان تلواروں سے نہ گھبرایا، ترکی بہ ترکی جواب دینے
لگا، اتنے میں کئی اور مجاہد آ پہنچے اور ایرانیوں کو تلواروں پر دھر لیا، ایرانی
صف الٹ گیا۔ صفیں بکھر گئیں۔

سردار کے بغیر فوج کیا لڑتی، ایک بھگدڑ مچ گئی، ایک مجاہد نے گھوڑا

Marfat.com

اُڑایا، دریا پر پہنچا اور پل توڑ دیا۔ ایرانی تلوار کی مار سے ڈر کر بھاگنے لگے پیچھے کو بھاگے کہ پل پر سے دریا کو پار کریں۔ مگر پل فرات کی لہروں میں غرق ہو چکا تھا، راہ فرار مفقود تھی پیچھے سے اب آگے پیچھے موت تھی، دریا منہ کھولے منتظر تھا، تلواریں خون پینے کے لیے بے تاب تھیں، دونوں طرف موت دیکھ کر ایرانی پلٹے، دریا میں ڈوب کر مرنے سے تلوار سے کٹنا بہتر سمجھا، دیوانہ وار حملہ کیا، باؤلے کتے کی طرح موت سے ٹکرائے گمسان کی جنگ شروع ہوئی۔ مجاہدوں نے انہیں گھیر گھیر کر قتل کیا، اور آخری ایرانی تک اپنا خون ساحل فرات کو دے کر سرخرو ہوا۔

اس جنگ میں جہاں پورا ایرانی لشکر میدان میں کھیت رہا۔ وہاں دو ہزار مجاہد بھی شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ مثنیٰ رض نے پل توڑنے پر ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ بھاگتے دشمن کا راستہ مسدود کر دینا غلطی ہے فتح کے بعد مثنیٰ نے اپنے شہیدوں کی لاشوں کو دفن کیا۔ مال غنیمت میں نقد کے علاوہ بے شمار ہتھیار، غلہ اور مویشی تھے۔ مجاہدوں نے اس فتح پر خدا کا شکر ادا کیا۔ اور حضرت خلیفہ ثانی رض کو مال غنیمت کے ساتھ فتح کی خوشخبری لکھ بھیجی۔

Marfat.com

جنگِ قادسیہ

بویب کی شکست معمولی حادثہ نہ تھا، دربار ایران پر اوس پڑ گئی، مہران جیسا آزمودہ کار جرنیل سر میدان قتل ہوا۔ ایرانی لشکر میں سے ایک سپاہی بھی زندہ نہ بچا، اگر یہی لیل و نہار رہے تو ایران کی عظیم سلطنت کتنے دن تک باقی رہے گی۔

ایرانی مدبر سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ آخر اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہماری شکستوں کا باعث ملکہ ہے۔ اگر کوئی مرد حکمران ہوتا، تو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتے اور ایران کی عزت و وقار پر یہ داغ نہ لگتا۔

بڑی سوچ بچار کے بعد خراسان سے رستم کو بلایا گیا۔ اس کی بہادری اور مہارت جنگ کے افسانے ایران میں مشہور تھے۔ رستم نے آتے ہی ملکہ کو معزول کیا، اور پھر تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ اب تخت خالی تھا خسرو پرویز کے بیٹے شیرویہ نے شاہی خاندان کے شہزادوں کو تلوار کا لقمہ بنا دیا تھا۔ اور بظاہر کوئی شہزادہ زندہ نہ تھا۔ آخر بڑی جستجو اور تلاش کے بعد

Marfat.com

معلوم ہوا کہ خسرو پرویز کا ایک پوتا اصطخر میں چھپ کر زندگی کے ایام پورے کر رہا ہے۔ اس شہزادے کا نام یزدگرد تھا۔ رستم اسے مدائن لایا اور بڑی عزت سے تخت پر بٹھایا۔

یزدگرد کی عمر اس وقت اکیس سال کی تھی۔ مگر عقل و فکر میں جوانی کے ساتھ بڑھاپا بھی شامل تھا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی بہت جلد ملکی انتظامات میں استحکام پیدا کر دیا۔ اور ایرانیوں کے مردہ جوش کو نئی زندگی عطا کی۔ ہر طرف ایرانی عظمت کے گیت گائے جانے لگے۔ اور ملک و قوم کے لیے جاں نثاری کے ولولے پیدا ہو گئے۔

یزدگرد نے رستم کو سپہ سالار بنایا۔ سارے ملک سے بہادر اور مشہور تیغ زن جمع کیے، بہت بڑی فوج تیار کر لی اور حکم دیا کہ عربوں کو ایسا پلیں کہ ان کی ہڈی تک نہ مل سکے۔

رستم اپنے اس اعزاز پر پھولا نہ سمایا۔ اس نے بادشاہ سے وعدہ کیا۔ کہ عربوں کو ختم کیے بغیر واپس نہ آئے گا۔ فوج کی کمان سنبھالی اور مزید تیاری میں مصروف ہو گیا۔ اپنے گماشتے سارے عراق میں پھیلا دیے، تاکہ مفتوحہ عرب علاقہ میں بغاوت برپا کریں۔ ان گماشتوں نے سارے عراق میں دھوم مچا دی۔ کہ رستم بہت بڑے لشکر کے ساتھ آ رہا ہے۔ اور اب عربوں کا نام لینے والا بھی کوئی باقی نہ رہے گا۔

مثنیٰ نے یہ خبریں سنیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثانی کو لکھا:
ایرانی اس دفعہ بہت بڑی تیاری کے ساتھ آ رہے ہیں۔

Marfat.com

ایک لاکھ ساٹھ ہزار کی جمعیت تیار ہو چکی ہے۔ ایران کے بڑے بڑے جنگجو اور مشہور شمشیر زن اس لشکر میں شامل ہیں، وہ عربوں کو عراق سے نکالنے کی قسمیں کھا چکے ہیں۔ مقابلہ بے حد سخت ہے آپ بھی عرب کے شجاع بھیج کر ہماری مدد کریں۔ اگرچہ یہ مقابلہ بڑا شدید ہے، مگر خدا نے چاہا تو ہم سرخرو ہوں گے اور اس کے بعد مدائن پر حملہ کا راستہ کھل جائے گا۔"

حضرت خلیفہ ثانی رض نے اسی وقت اصحاب رض سے مشورہ کیا اور عرب بھر میں منادی کرادی کہ ایرانی فوج سے مقابلہ کے لیے جو بہادر جانا چاہیں وہ فوراً مدینہ منورہ پہنچ جائیں۔"

حج کے ایام قریب آرہے تھے ، حضرت عمر رض اعلان کر کے حج کو چلے گئے، واپس آئے تو مجاہدین کے ٹھٹ کے ٹھٹ مدینہ منورہ کے گرد جمع تھے۔ انہیں دیکھ کر آپ خوش ہوئے۔ اور دعا فرمائی۔

"الٰہی! یہ تیرے بندے تیری رضا کے لیے یہاں آئے ہیں۔ ان کے جوش جہاد میں اضافہ فرما، ان کا حامی و ناصر ہو اور انہیں اپنی نعمتوں سے نواز۔"

آپ کا ارادہ تھا۔ کہ عراق کا یہ بڑا معرکہ آپ خود سر کریں۔ اور سالار بن کر جہاد میں شریک ہوں۔ مگر صحابہ رض نے منع کیا۔ کہ جنگ کا اعتبار نہیں اگر آپ جہاد کے لیے چلے گئے۔ تو کاروبار حکومت میں خلل آئے گا۔ اور مجاہدین کی مدد کے لیے مزید لشکر کون بھیجے گا؟ اس لیے آپ مدینہ میں بیٹھ کر

Marfat.com

اس معرکہ کو انجام دیں!

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ آخر سالار لشکر کسے مقرر کیا جائے؟ بڑی سوچ بچار کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص کے نام قرعہ پڑا، حضرت سعد بن ابی وقاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ننہال میں سے تھے، آپ انہیں ماموں کہہ کر پکارا کرتے تھے، عشرہ مبشرہ میں شامل تھے۔ اور اسلام میں پہلا تیر چلانے کی سعادت انہیں حاصل تھی، بڑے بہادر اور جنگی تدابیر میں ماہر تھے۔ کئی معرکوں میں نام پیدا کر چکے تھے، اور شیر عرب مشہور تھے۔

حضرت سعد رض اس وقت سرکاری خدمت پر متعین تھے۔ انہیں بلایا گیا۔ اور عراق کی مہم ان کے سپرد کر دی گئی۔ انہوں نے سر تسلیم خم کیا۔ چار ہزار کا لشکر تیار تھا۔ اسے ساتھ لیا اور عراق کو چل دیے، حضرت عمر رض نے رخصت کے وقت فرمایا:-

"سعد! مسلمانوں کا یہ لشکر تمہارے سپرد ہے۔ ان کی حفاظت تمہارے ذمہ ہے۔ ارکان اسلام کو کسی وقت نہ بھولنا، خدا پر مکمل بھروسہ کرنا، اس سے ڈرتے رہنا، اپنے نسب پر غرور نہ کرنا کیونکہ خدائے تعالیٰ کے ہاں صرف اعمال دیکھے جاتے ہیں جس کے اعمال اچھے ہیں وہی اچھا ہے"!

حضرت سعد رض نے مدینہ سے کوچ کیا، ریگستان عرب کو طے کیا، شراف میں پہنچ کر مقام کیا، یہیں مثنیٰ رض کے سپاہی ان سے آملے۔ اب ان کا سردار مثنیٰ رض کا بھائی معنیٰ تھا۔ مثنیٰ خدا کو پیارے ہو چکے تھے اور

Marfat.com

لشکر کی کمان اپنے بھائی کے سپرد کر گئے تھے۔

مثنیٰ بڑا مدبر جرنیل تھا۔ پل کی لڑائی میں زخم کھایا تھا اور ابھی بھرا نہ تھا کہ معرکہ بویب پیش آگیا، مجاہد نے زخم کی پروا نہ کی۔ خدا کی خوشنودی، اور رضامندی کو نگاہ میں رکھا۔ داد شجاعت دیتا اور اپنے شہیدوں کا انتقام لیتا رہا۔ زخم پھر سے تازہ ہوگیا۔ آخر بخار آنے لگا، جو جان لے کر اترا

معنیٰ نے حضرت سعد رضؓ سے کہا، مثنیٰ رضؓ کی وصیت ہے کہ عربی لشکر کا سردار عرب کے ریگزار کے کنارے اپنا لشکر اتارے اور اسی جگہ دشمن کا مقابلہ کرے تاکہ ایک تو اس کی مدد کا راستہ بند نہ ہو جائے ادھر سے اگر خدانخواستہ شکست ہو جائے تو اسلامی سپاہی ریگستان میں پیچھے ہٹ سکیں۔ جہاں ایرانی سپاہ ان کا تعاقب نہیں کر سکے گی۔ اور تازہ دم ہوکر پھر سے حملہ کر سکیں گے۔

حضرت سعد رضؓ نے مثنیٰ کے لیے دعائے مغفرت مانگی، اور کہا کاش آج مثنیٰ میرا دست و بازو ہوتا! اور ہم دونوں مل کر خدا کے راستے میں جاں نثاری کرتے۔

اسلامی لشکر میں اس وقت تیس ہزار مجاہد شامل تھے۔ عراق میں اس سے پہلے کبھی اتنی تعداد میں لشکری نہ تھے۔ حضرت سعد رضؓ ابھی شراف ہی میں مقیم تھے کہ حضرت عمر رضؓ کا خط پہنچا۔ جس میں شراف کی بجائے قادسیہ میں قیام کی ہدایت تھی۔ چنانچہ حضرت سعد رضؓ قادسیہ میں آ گئے یہ شہر عراق کا دروازہ شمار ہوتا تھا۔ اس کی زمین پتھریلی تھی۔ جا بجا پانی

Marfat.com

پانی کے چشمے اُبلتے تھے۔ جن کے باعث یہاں کی سرزمین سرسبز و شاداب تھی۔ سامنے کھلا میدان تھا۔ اور پیچھے کچھ فاصلہ پر پہاڑ تھے۔ اس کے عقب میں عرب کا ریگستان تھا۔

حضرت سعدؓ نے لشکر کو کمپنیوں میں تقسیم کیا۔ دس دس کمپنیوں کی ایک ایک پلٹن بنائی۔ اور ہر پلٹن میں آزمودہ کار افسر مقرر کیے۔ پھر انہیں دستوں میں تقسیم کیا، ممتاز صحابی رضہ افسر بنائے۔ عورتوں اور بچوں کو غذیب میں پہنچایا اور ایک دستہ نگرانی پر مقرر فرمایا۔

انہی دنوں حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم پہنچا، کہ ایک سفارت دربار ایران میں بھیجو اور دشمن کے حالات کی جستجو کرتے رہو، تاکہ وہ تم پر اچانک حملہ نہ کر سکے۔

سالار اسلام پہلے ہی محتاط تھے۔ اب اور زیادہ احتیاط کرنے لگے، اردگرد کے علاقوں میں اپنے مخبر بھیج دیے اور دربار ایران میں ایک سفارت روانہ کی، جس میں صعنؓ بن حارث، مغیرہؓ بن شعبہ، نعمانؓ بن مقرن، عاصمؓ بن عمر تمیمی اور عدیؓ بن سہیل شامل تھے۔

سفرا مدائن پہنچے، شاہی محل کے قریب آئے، مجاہد کیا تھے، سادگی کی تصویر، موٹے جھوٹے کپڑے، سرخ و سپید چہرے، منہ پر ڈاڑھیاں، ماتھے پر سجدوں کے نشانات، ایرانی دیکھتے تھے اور حیران ہو کر کہتے تھے یہ عرب ہیں؟ جنہوں نے ایرانی حکومت کو ہلا دیا ہے۔ مہران جیسے سردار کو موت کی نیند سلا دیا ہے۔ عراق پر قبضہ جما لیا ہے!

Marfat.com

چوبداروں نے یزدگرد کو اطلاع دی، اس نے اندر بلا لیا۔ اہل دربار نے ان کی سادگی دیکھی تو حقارت سے منہ پھیر لیا۔

ایرانی دربار بڑے طمطراق کا تھا۔ بڑا ٹھاٹھ باٹھ تھا۔ سنہری تخت پر یزدگرد سنہری لباس پہنے بیٹھا تھا۔ کجکلاہی نے اس کی ہیبت کو بڑھا دیا تھا، خدام زرق برق لباس میں ملبوس تھے۔ درباری سنہری کرسیوں پر بیٹھے تھے، ریشم اور زربفت کے لباس تھے۔ محل میں ہر طرف جگمگاہٹ رقصاں تھی۔

سفیروں نے دربار کی اس شان و شوکت کی پرواہ نہ کی۔ بلکہ ایک دوسرے سے کہنے لگے، یہ عورتوں کا لباس پہن کر کرسیوں پر بیٹھنے والے کیا لڑیں گے؟

یزدگرد نے سفیروں سے مخاطب ہو کر کہا:۔

"عرب کی قوم کے نادار سفیرو! تم وہی تو ہو، جو ٹڈیاں اور چھپکلیاں کھاتے، جَو چباتے اور کھجوریں نگلا کرتے تھے۔ تمہارے عرب یہاں آتے تھے اور پیٹ بھر کر کھانا پاتے تھے، نمکین پانی کی بجائے یہاں انہیں میٹھا پانی میسر ہوتا تھا۔ اب تم یہاں اڑا ہی جما بیٹھے ہو، اور ہم سے ہماری زمین، ہمارے کھیت، ہمارے باغات اور ان کے میوہ جات چھیننے کی کوشش میں مصروف ہو۔ یاد رکھو! ہم اس جرأت اور بے باکی کو معاف نہیں کر سکتے۔ یہاں سے بھاگ جاؤ۔ ورنہ اس طرح تمہیں بھگا دیئے جاؤ گے، جس طرح شیر کی آمد سے بھیڑیں بھاگتی ہیں!!"

Marfat.com

سنو! ہم نے تمہاری اب تک کی خطائیں معاف کیں، تمہاری گستاخیاں بخش دیں۔ اپنے سردار سے کہو، ہم تمہیں اتنا غلہ دے دیں گے کہ تمہارے سارے اونٹ لد جائیں۔ غلہ لے کر واپس چلے جاؤ اور اپنے بھوکے بھائی بندوں کو کھلاؤ۔ ان کے پیٹ بھرو، انہیں آرام پہنچاؤ، اور پھر کبھی ادھر نہ آؤ۔"

حضرت مغیرہؓ نے کہا:۔

"اے بادشاہ! جو کچھ تو نے کہا، بجا اور درست ہے۔ ہم میں اس سے بھی زیادہ برائیاں تھیں، ہم میں کوئی چیز حرام نہ تھی۔ ہم شراب کے جام لنڈھاتے تھے۔ خم کے خم چڑھاتے تھے، جوا کھیلتے تھے، زنا کرتے تھے، چوری، یاری، مکاری، دغابازی کو عیب نہ جانتے تھے، آپس میں لڑتے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹتے تھے، بتوں کو پوجتے اور انہیں اپنا حاجت روا جانتے تھے، ہمارے ہاں عورتیں کھلونا تھیں، مگر خدا نے ہماری اس حالت پر رحم کیا اور ہم میں ایک نبی پیدا کیا۔ جس نے ہم سے تمام برائیاں دور کر دیں۔ ہمیں نیکی اور پاکیزگی کا راستہ دکھایا، حرام اور حلال کی تمیز بتائی۔ ہمیں آپس میں بھائی بھائی بنا دیا، اب ہم میں نہ کوئی بھوکا ہے، نہ ننگا، ہمارے سینے نور ایمان سے منور ہیں۔ اور یہی نور ہم آپ تک پہنچانے آئے ہیں۔ آپ اسلام قبول کریں، نبی برحق پر ایمان

Marfat.com

ملے آئیں اور ہمارے بھائی بن جائیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ایک عرب بھی آپ کی اجازت کے بغیر یہاں قدم نہ رکھیگا اگر یہ منظور نہ ہو تو ہماری حفاظت میں آجائیں۔ اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ جزیہ ادا کر دیں۔ کوئی مسلمان کبھی آپ کے مذہبی امور میں مداخلت نہیں کرے گا۔ اگر آپ کو یہ بھی پسند نہیں، تو پھر تلوار ہم تم میں فیصلہ کرے گی۔"

یزدگرد یہ سنتے ہی جھلا گیا، ماتھے پر تیوری پڑ گئی، آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں، چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، بولا! بھوکے ننگے عربوں کا یہ حوصلہ، یہ جرأت شہنشاہ ایران کے سامنے ایسی گفتگو، یہ بے باکی، اگر سفیروں کا قتل معیوب نہ ہوتا، تو ابھی تمہارے سر تن سے جدا کر دیے جاتے۔ ابھی میرے سامنے سے دور ہو جاؤ، یہاں سے بھاگ جاؤ، پیچھے مڑ کر نہ دیکھو، اپنے سردار سے کہہ دو ایران تمہاری گستاخیوں کی سزا بہت جلد دے کر رہے گا۔

پھر اپنے اہلکاروں کو حکم دیا کہ مٹی کا ٹوکرا لاؤ، اور ان کے سر پر رکھ دو تاکہ ایران کی خاک ان کے سر میں پڑے۔

معاً اہلکار مٹی کا ٹوکرا بھر لائے، سفیروں نے اسے اٹھایا، اور لے کر اسلامی کیمپ میں پہنچ گئے۔ ٹوکرا حضرت سعدرضؓ کے سامنے پیش کیا اور کہا شاہ ایران نے اپنا ملک خود آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ مبارک ہو!

حضرت سعدرضؓ نے کہا، جس طرح یہ مٹی ہم تک پہنچ گئی ہے۔ اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نامہ مبارک شاہ ایران کو بھیجا تھا اور

Marfat.com

دعوت اسلام دی تھی۔ تو شاہ ایران نے آپ کا نامہ مبارک چاک کر دیا تھا۔ جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایرانیوں کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اور کسریٰ کے خزانوں کی چابیاں مسلمانوں کو عطا کرے گا۔ اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آ پہنچا ہے۔

رستم سپہ سالار تھا، قوم کو اس پر اعتبار تھا، لیکن اپنے اوہام کے ہاتھوں گرفتار تھا، مشرک اقوام ایسی ہی بے یقین اور متزلزل کردار ہوتی ہیں۔ اس نے اپنے نجومیوں کو بلوایا، اپنا ستارہ نکلوایا، جواب یہ پایا کہ اس جنگ میں ہار ہے جو پورے ملک اور قوم کے لیے باعث ننگ و عار ہے۔

رستم چاہتا تھا کہ کسی طرح جنگ ٹل جائے اور بات بنی رہ جائے۔ اس نے دیر ہی کو بہتر سمجھا، وہ دن گزار رہا تھا کہ یزدگرد کا تاکیدی حکم پہنچا۔ فوراً محاذ جنگ قائم کرو اور عربوں کو ملک سے نکال دو۔

ناچار رستم نے قادسیہ کی راہ لی۔ اپنے ساتھ ایک لاکھ ساٹھ ہزار سپاہی لیے۔ مدائن سے قادسیہ چار دن کا راستہ تھا۔ جسے رستم نے چار ماہ میں طے کیا۔ ایرانی فوج شراب کی بدمستیاں پھیلاتی، رعایا کو ستاتی، عیش و عشرت کے دریا بہاتی قادسیہ پہنچی، تو مدائن سے قادسیہ تک کے عوام و خواص کی چیخیں نکل گئیں۔

رستم اپنی سپہ سالاری کے مزے لیتا، داد عیش دیتا، در فش کاویانی کے سائے میں دریائے فرات پر اترا اور وہیں جم کر بیٹھ گیا۔ اس فوج کے آگے تیس جنگی ہاتھی تھے، اور سو نے چاندی سے لدی ہوئی چھکڑیں۔ تاکہ اپنے بہادروں کو انعامات دیتا اور ان کے دل بڑھاتا جائے۔

Marfat.com

حضرت سعدؓ قادسیہ کے میدان میں ڈیرہ ڈالے پڑے تھے۔ اس میدان میں ایک پرانا قلعہ تھا۔ جسے انہوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ سامنے نہر عتیق اور دریائے فرات تھا۔ رستم کی خواہش تھی کہ اسلامی لشکر دریا پار کرکے ادھر آئے۔ مگر حضرت سعدرضؓ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ آخر رستم کے پاس اسلامی سفارت پہنچی، اور اسے دعوت اسلام دی، حضرت مغیرہ رضؓ کی تلوار کی میان کی بجائے چیتھڑے سے لپیٹے ہوئے تھے۔ رستم نے طنزاً چیتھڑوں کی تلوار کی پھبتی کسی۔ حضرت مغیرہ رضؓ نے جواب دیا، میری تلوار کا لباس یہی ہے۔ مگر اس کا کاٹ بے پناہ ہے۔ رستم خاموش ہوگیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد بولا۔ مطلب کی بات کہو۔

حضرت مغیرہ رضؓ نے کہا؛ اسلام، جزیہ اور تلوار میں سے جو چاہو پسند کر لو۔

رستم طیش میں آگیا۔ تیس ہزار لشکر پر اتنا غرور! میرے ماتحت تم سے پانچ گنا لشکر ہے۔ تیس ہاتھی ہیں، میدان میں نکلو۔ تمہیں ابھی پیس کر رکھ دینگے۔

سفارت ناکام واپس لوٹی، جنگ کی تیاریوں میں اور اضافہ ہوگیا، اگر دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ پر مقیم رہے۔ حضرت سعدؓ اپنے لشکر کی سخت نگرانی کرتے تھے۔ راتوں کو چھپ چھپ کر لشکر میں گشت لگاتے اور دیکھتے کہ کہیں کوئی امر اسلام کے خلاف تو نہیں ہو رہا۔ دن رات خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اذکار تھے۔ آیات جہاد تلاوت کی جاتی تھیں، باجماعت نمازیں ادا ہوتی تھیں اور خدا کے خوف کے سوا کسی خطرہ کو مجاہدوں تک آنے کی راہ نہ تھی۔ ایک رات آپ گشت کر رہے تھے۔ ایک طرف سے

Marfat.com

گانے کی آواز آئی۔ ادھر لپکے، دیکھا کہ ابو محجن ثقفی شراب کی تعریف میں شعر گا رہا ہے۔ آپ نے اسے آواز دی، وہ دوڑا ہوا آیا۔ آپ اسے اپنے ساتھ لائے۔ اور قلعہ میں قید کر دیا۔

رستم لڑائی شروع کرنے میں تاخیر اور لڑائی کو ٹالنے کی تدابیر میں مصروف تھا کہ یزدگرد شاہ ایران نے اسے تنبیہ کی، تاکہ فوراً لڑائی شروع کرے اور عربوں کو مار مار کر عراق سے نکال دے۔

اب رستم مجبور تھا، اس کی فوج بھی خالی بیٹھے بیٹھے اُکتا گئی تھی، ناچار اس نے فرات کو عبور کیا، اور نہر عتیق کے مشرقی کنارے پر پڑاؤ ڈال دیا۔ ایک ٹیلے پر چڑھا، اردگرد کا جائزہ لیا۔ دیکھا کہ مسلمان سپاہی نہر کے پل کی حفاظت کر رہے ہیں۔ اس نے حضرت سعدرضؓ کو پیغام بھیجا کہ یا تم نہر عبور کرو یا ہمیں عبور کرنے دو۔

حضرت سعدرضؓ نے جواب دیا اگر تم ہی اس پار آجاؤ، مگر پل کی حفاظت ہوتی رہے گی۔" رستم نے پل سے کچھ دور نہر میں اتنی مٹی ڈلوائی کہ راستہ بن گیا، اور وہ اپنے لشکر سمیت نہر کے مغربی کنارے پر اُتر آیا۔ ساتھ ہی اس نے انتظام بھی کر لیا کہ میدان جنگ سے مدائن تک ڈاک بٹھا دی، تاکہ محاذ کی خبریں فوراً دربار تک پہنچتی رہیں۔

اس انتظام سے فراغت پا کر رستم نے اپنے لشکر کی صفیں درست کیں، ہرمزان، فروزان اور بہمن نامی بہادروں کو میمنہ، میسرہ اور قلب میں متعین کیا۔ اٹھارہ ہاتھی قلب میں رکھے، باقی بارہ میمنہ اور میسرہ میں تقسیم کر دیے۔

Marfat.com

ہاتھی کیا تھے، لوہے کے پہاڑ تھے، تاریکی کے انبار تھے، ان پر تیر انداز سوار تھے، عربوں کے لیے یہ نئی بلا تھی، وہ ان ٹینکوں کا توڑ نہ جانتے تھے ہاتھیوں کے پیچھے پیادہ اور سوار فوجوں کے ٹڈی دل تھے۔

اپنی فوج کی صفیں مرتب کر کے رستم پیچھے ہٹ گیا۔ ایک بلند ٹیلے پر شامیانہ لگایا۔ سنہری تخت بچھایا، سامنے درفش کاویانی نصب کیا۔ یہ وہ جھنڈا تھا جس نے آج تک شکست کا منہ نہیں دیکھا تھا۔ تخت پر بیٹھا اور جنگ کا نظارہ کرنے لگا۔

حضرت سعدؓ بیمار تھے، بواسیر کے موذی مرض سے لاچار تھے۔ ان کے لیے گھوڑے پر بیٹھنا ممکن نہ تھا۔ انہوں نے قلعہ کی فصیل پہ قیام کیا تاکہ میدان جنگ میں فوجوں کو لڑا سکیں۔ لشکر تک ہدایات پہنچانے کے لیے قاصد مقرر کر دیے، جو فوج کے سرداروں تک سردار کے احکام پہنچاتے تھے۔

اسلامی لشکر نے بھی اپنی صفیں ترتیب دیں، میمنہ، میسرہ اور قلب درست کیا۔ مجاہدوں نے ہتھیار سنبھالے۔ حملے کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت سعدؓ نے حکم بھیجا کہ جب تک تین تکبیریں مکمل نہ ہو جائیں، کوئی مجاہد اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ پہلی تکبیر پہ ہتھیار سیدھے کر لو۔ دوسری پر تیار ہو جاؤ، اور تیسری پر دشمن سے ٹکرا جاؤ۔

دن ڈھل گیا، نماز ظہر ادا ہوئی، فصیل سے اللہ اکبر کی صدا گونجی، مجاہدوں نے اپنے ہتھیار سیدھے کر لیے۔ اسی وقت ایرانی لشکر حملہ کرنے کے لیے دوڑ

Marfat.com

بڑا۔ عاصم بن عمرو تمیمی رضؓ نے موقع کی نزاکت دیکھی، گھوڑا آگے بڑھایا، دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہو کر پکارا:۔

"کون بہادر میدان میں آتا ہے؟ آئے اور ایک مجاہد سے آنکھیں لڑائے تلوار کے ہاتھ دیکھے اور دکھائے۔"

ایرانی لشکر انہیں پاؤں پر کھڑا کیا، ایک زرہ پوش ایرانی پہلوان اپنی صفوں سے نکلا اور عاصم رضؓ کے قریب آ کر للکارا:۔

ریگستان کے گیدڑ! شیر کا وار سنبھل!

دونوں بہادر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے، ایرانی کی تلوار چمکی اور عاصم رضؓ کو کاٹنے کے لیے بڑھی، مجاہد نے وار خالی دیا۔ گھوڑے کو پھرایا، پلٹ کر حملہ کیا، ایرانی نے ڈھال پر وار روکنا چاہا۔ مگر نہ روک سکا تلوار نے ڈھال کو کاٹا، ڈھال سے پھسلی تو گردن پر پڑی، آنکھ جھپکنے سے پہلے ایرانی کا سر کٹ کر ایک طرف جا پڑا۔ مجاہد نے اس کا گھوڑا ہنکایا اور اپنے لشکر میں لے آیا۔

عاصم رضؓ کے میدان سے ہٹتے ہی ایک اور نامی ایرانی میدان میں آ پہنچا پکارا اور للکارا:۔

"بہشت کے آرزومند! آؤ تمہیں بہشت کے راستے پر ڈال دوں"

عمرو معدی کرب میدان میں بڑھا، ایرانی نے تیر چلایا۔ عمرو نے تیر کو تلوار سے کاٹ دیا۔ ایرانی دوسرا تیر کمان میں چڑھا رہا تھا، کہ عمرو نے گھوڑے کو ایڑ لگائی، پلک جھپکنے میں ایرانی کے سر پر تھا، جاتے ہی ایک

Marfat.com

کمر بند سے پکڑا، گھوڑے سے اٹھایا اپنے آگے بٹھایا اور اپنے لشکر میں لے آیا۔
مجاہدوں کی یہ طاقت اور پھرتی دیکھ کر ایرانی گھبرائے، رستم ڈرا کہ فوج جی چھوڑ بیٹھے گی۔ اہرمزان کو حکم دیا کہ انفرادی لڑائی بند کرو اور پوری فوج سے بھرپور حملہ کرو۔

یہ حکم ملتے ہی ایرانیوں نے ہاتھیوں کو آگے بڑھایا، ان کالی بلاؤں کو دیکھ کر عربوں کے گھوڑے ڈر سے، پیچھے کو ہٹنے لگے۔ مجاہدوں نے بہتیرا روکا، مگر نہ رکے، ناچار گھوڑوں کو چھوڑا اور پیادہ پا ہاتھیوں کے مقابل آ گئے۔ ہاتھی اور آدمی کا مقابلہ تھا، ہاتھیوں نے مجاہدوں کو روندنا شروع کیا۔ مجاہد گھبرا گئے حضرت سعدؓ نے فصیل سے دیکھا، عاصم کو کہلا بھیجا، عرب کی شجاعت دکھاؤ ایمان کی طاقت آزماؤ اور ان ہاتھیوں سے بھائیوں کو نجات دلاؤ،

سردار کا حکم سنتے ہی عاصم تیراندازوں کو لے کر بڑھا، فیلبانوں پر تیر برسائے، تیراندازوں کو زخم پہنچائے۔ مگر ہاتھی بڑھتے آ رہے تھے، عاصمؓ نے جان پر کھیل جانا چاہا۔ اپنے دستے کو لے کر ہاتھیوں پر حملہ کر دیا، ان کے تنگ کاٹے اور سواروں کو قتل کیا۔ پھر نیزوں کی نوکوں سے ہاتھیوں کو چھیدا، وہ چنگھاڑتے ہوئے پیچھے کو بھاگے اور اپنی ہی فوج کو روندتے ہوئے نہر پر جا پہنچے۔

ادھر ہاتھی بھاگے، ادھر مجاہد بڑھے، تلوار تلوار سے ٹکرائی۔ خون کی ندیاں بہ نکلیں، دشمن پیچھے ہٹا، مجاہد آگے بڑھے، آفتاب یہ رنگ دیکھ کر محل مغرب میں جا چھپا، میدان پر تاریکی مسلط ہو گئی اور دوست دشمن کی تمیز

Marfat.com

نہ رہی۔ ناچار دونوں لشکر ایک دوسرے سے جدا ہو کر اپنے اپنے کیمپ میں چلے گئے۔ لاشیں میدان میں رہ گئیں جن پر رات نے اپنی سیاہ چادر ڈال دی۔

یہ جنگ قادسیہ کا پہلا دن تھا۔ آج کی جنگ میں دو ہزار مجاہد شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اور دس ہزار ایرانی کھیت رہے۔

حضرت سعد رضؓ نے حکم دیا کہ کل سوکھی گھاس کے گٹھے لائے جائیں تاکہ ہاتھیوں سے نپٹنے کا سامان کیا جائے۔ مجاہدوں نے نماز پڑھی، خدا سے فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ دن بھر کے تھکے ماندے تو تھے ہی، لیٹتے اور نیند کی آغوش میں جا پہنچے، محافظ دستے لشکر کی نگہبانی کا فرض انجام دینے لگے

دوسرا دن

رات مقتولوں پر نوحہ کر کے رخصت ہوئی۔ سورج سو کر اٹھ بیٹھا، آنکھیں ملیں، ادھر ادھر دیکھا۔ میدان کی طرف جھانکا، لاشوں کے انبار تھے، بے سر لاشے پڑے تھے، کٹے ہوئے اعضا بکھرے ہوئے تھے۔ ہوا کی ہچکیوں کے سوا کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

میدان جنگ لاشوں سے اٹا پڑا تھا صف بندی کہاں ہو؟ لڑائی کیسے شروع کی جائے؟ یہ سوال تھا جو دونوں لشکروں کے لیے سوہان روح تھا۔ آخر فریقین اپنی اپنی لاشیں اٹھانے پر رضامند ہو گئے۔ اور تیزی سے یہ کام شروع ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت سعدؓ نے شہدا کی لاشیں اٹھوائیں۔ مقام غدیب پر پہنچائیں۔ عورتوں اور بچوں کو تدفین پر لگایا۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کا حکم دیا اور پھر میدان میں آکر صفیں درست کیں۔

ایرانیوں نے بھی اپنی لاشیں ٹھکانے لگائیں۔ رستم نے اپنے سرداروں کو بلایا اور کہا:۔

"ایران کے سپوتو! کل تم سے کچھ بن نہیں پڑا۔ اتنے لشکر اور ہاتھیوں کی موجودگی میں تم عربوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔ یہ بڑی شرم کی بات ہے۔ تمہاری پہلوانی اور شمشیر اصفہانی کی دھاک کیا ہوئی، تمہارے بازوؤں کو کیا ہو گیا؟ ابھی کل کی بات ہے کہ تم نے قیصر روم کو شکست دی اور لاکھوں کی فوج کا مالک تھا۔ آج یہ چند ہزار عرب تم سے نہیں دب سکے۔ آج ہاتھی بھی تمہارے ساتھ نہیں ہوں گے۔ ان کے لیے ہودج تیار کیے جا رہے ہیں۔ آج تمہیں خود ہاتھیوں کا کردار ادا کرنا ہے۔ کل کو بھول جاؤ، آج کو اپناؤ، بڑھو اور ان صحرائیوں سے اپنے ملک کو بچاؤ، ایران کی لاج تمہارے ہاتھ میں ہے۔"

سرداروں نے اپنی فوج کو اکسایا، اشتعال دلایا، سب نے مرنے مارنے کی قسم کھائی، ایران کی عزت پر قربان ہو جانے کا عہد کیا، عربوں کو ختم کر دینے کے حلف اٹھائے، حملہ کی تیاری ہو رہی تھی، کہ شام کی طرف سے غبار اٹھا اور اللہ اکبر کا نعرہ گونجا۔

غبار چھٹا، قعقاع بن عمر تمیمی ایک ہزار سوار کی جمعیت سے لشکر اسلام میں

Marfat.com

آملا۔ ایرانی گھبرائے اور حملہ کر دیا، دونوں لشکر آپس میں اُلجھ پڑے۔ قعقاع نے اپنے ہزار سوار کے دس حصے کیے، اور انھیں لشکر سے دور لے جا کر وقفہ وقفہ سے آنے کی ہدایت کی۔ پھر حضرت سعد سے ملاقات کی اور بتایا کہ حضرت خلیفہ ثانی رض کے حکم سے حضرت ابوعبیدہ رض نے یہ کمک ارسال کی ہے ہاشم کے ساتھ بھی پانچ ہزار سوار آرہے ہیں۔ خدا نے چاہا تو جنگ کا فیصلہ جلد ہو جائے گا۔ حضرت سعد خوش ہوئے اور ان کے لیے دعا کی۔

لڑائی ہو رہی تھی۔ اگرچہ قعقاع سفر کی تھکان سے چور تھے۔ مگر مجاہدوں کو لڑتے دیکھ کر اپنی تھکاوٹ بھول گئے۔ فوراً بڑھے اور ایرانیوں کے دائیں بازو پر حملہ کر دیا۔ ایرانی اس طوفانی حملہ کی تاب نہ لا کر پیچھے ہٹتے اور نہر کے کنارے تک ہٹتے گئے۔ قعقاع دائیں بازو کو شکست دے کر پلٹا اور ایرانی قلب پر حملہ کر دیا۔ مارتا، لتاڑتا رستم کے شامیانے تک جا پہنچا۔ چاروں طرف سے ایرانی قعقاع پر پل پڑے۔ وہ شیر پھر پلٹا اور میدان میں آکر للکارا! کوئی ایرانی سردار ہے، جو ایک مجاہد سے زور آزمائی کرے؟

یہ للکار سن کر بہمن میدان میں نکلا، سرتاپا غرق آہن، لوہے کا سفون زرہ بکتر سے آراستہ، ہتھیاروں سے مسلح، آتے ہی پکارا، میں ہوں بہمن عربوں کا دشمن، پل کی لڑائی میں عربوں کو قتل کرنے بھگانے اور فرات میں ڈبونے والا!

قعقاع نے کہا، اچھا ہوا کہ تم خود ہی آگئے۔ ورنہ مجھے تمھیں ڈھونڈنا

پڑتا۔ آج میں اپنے بھائیوں کا انتقام لوں گا۔

بہمن بہادر، مغرور اور سرتاپا لوہے میں مستور تھا، مگر قعقاع بھی ایک ہزار بہادر کے برابر تھا۔ دونوں بہادر اپنی اپنی طاقت اور فنون حرب آزمانے لگے، بہمن نے مجاہد کے چند وار بچائے۔ قعقاع نے خدا کو یاد کیا، نعرۂ تکبیر لگایا۔ تلوار کا ٹیڑھا ہاتھ مارا اور بہمن کا سر کاٹ کر پھینک دیا۔

اسلامی لشکر نے خوشی کا نعرہ لگایا، مگر ایرانی لشکر کلیجہ پکڑ کر بیٹھ گیا، رستم نے یہ رنگ دیکھا تو حملہ عام کا حکم دے دیا، دونوں لشکر مل گئے، تلوار چلنے لگی، زندگی موت سے پلنے لگی، ایرانی ہٹتے، مگر سردار انہیں غیرت دلاکر ازر وسیم کا لالچ دے کر پھر حملہ کرا دیتے، قعقاع رضی اللہ عنہ اور عاصم رضی اللہ عنہ دونوں بھائی شیروں کی طرح حملہ کرتے اور دشمن کو بھگا دیتے مگر ایرانی لشکر اتنا کثیر تھا کہ ایک صف ہٹتی تو دوسری بڑھ آتی۔ گھمسان کا رن تھا، خون پانی کی طرح بہ رہا تھا۔

ابو محجن قید خانہ میں پڑا تھا، زندان کی سلاخوں سے اس نے یہ رنگ دیکھا، سپہ سالار کی بیوی سے بولا:-

خاتون محترم! خدا کے لیے مجھے قید سے آزاد کر دو، میں اپنے بھائیوں پر تلواریں پڑتی نہیں دیکھ سکتا، میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر زندہ بچا تو خود بخود زندان میں آجاؤں گا۔

سلمیٰ بہادروں کی قدردان تھیں۔ وہ خود لڑائی میں شامل ہونے

Marfat.com

کے لیے بے قرار تھیں۔ مگر خاوند کی اجازت کے بغیر یہ ممکن نہ تھا، اس نے ابو محجن کو آزاد کر دیا۔ اور ہتھیار بھی لا دیئے۔

ابو محجن نے ہتھیار پہنے، اصطبل میں گیا، سپہ سالار کے گھوڑے بلقا پر سوار ہوا، اور میدان کی راہ لی، گھوڑا دوڑایا، شہباز کی طرح دشمنوں پر جھپٹا، مارتا، کاٹتا، گراتا، خون بہاتا، ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر اڑا پھرتا تھا، جہاں دشمنوں کا زور دیکھتا، وہیں پہنچ جاتا اور دم بھر میں ان کا شیرازہ بکھیر دیتا۔ قعقاع اور عاصم بھی اس شہسوار کی لڑائی دیکھ کر عش عش کر اٹھے۔ سپہ سالار بھی فصیل سے دیکھ رہا تھا، اپنے گھوڑے کو پہچانتا تھا۔ ابو محجن کی لڑائی کا رنگ دیکھتا تھا۔ مگر پھر اسے یاد پڑتا کہ ابو محجن تو قید خانے میں ہے۔

غرض شام تک دشمن میدان چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس دن ایرانیوں کی جو گت بنی وہ قابل رحم تھی۔ ہزاروں ایرانی کٹے ہوئے تھے۔ میدان ان کی لاشوں سے پٹا پڑا تھا۔

شام نے دونوں لشکروں کو جدا جدا کیا۔ ابو محجن خاموشی سے آیا گھوڑا اصطبل میں باندھا، اور زندان کی زینت بن گیا۔

مجاہدین سے لے کر سپہ سالار تک حیران تھے کہ یہ کون شخص تھا۔ اکثر سمجھتے تھے کہ خدا نے مسلمانوں کی امداد کے لیے کوئی فرشتہ آدمی کے روپ میں بھیجا ہے۔

دونوں لشکر اپنے اپنے کیمپوں میں تھے۔ اسلامی سردار سپہ سالار

کے پاس آئے، لڑائی کی کیفیت بیان کی۔ مگر شہسوار مجاہد کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ خود سپہ سالار حیران تھا کہ بیوی نے سپہ سالار کو بلایا اور تمام واقعہ سنایا حضرت سعدؓ اسی وقت زندان میں آئے۔ ابو محجن کو گلے سے لگایا، اور کہا میں ایسے جان نثار اسلام کو قید میں نہیں رکھ سکتا۔ جس نے جان پر کھیل کر اسلام کو غالب کیا ہے!

ابو محجن نے شکریہ ادا کیا اور وعدہ کیا کہ وہ آئندہ کبھی ایسے شعر نہیں کہے گا تمام سردار ابو محجن سے مل کر خوش ہوئے اور اسے اپنے ساتھ کیمپ میں لے آئے

تیسرا دن

ایرانیوں کے دل چھوٹ چکے تھے اور تیسرے دن کی صبح نے انہیں دہلا دیا تھا۔ مگر جب رستم نے انہیں ایران کی عزت کا واسطہ دیا۔ اور زر و سیم کی تھیلیاں دکھائیں، تو وہ بادل ناخواستہ مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ دونوں لشکروں نے اپنی اپنی صف بندی کی۔ ہاشم بن عتبہ پانچ ہزار کی جمعیت سے اسلامی لشکر کے قریب پہنچ چکا تھا۔ قعقاع نے اسے پیغام بھیجا، کہ ابھی دور ہی ٹھہرو۔ لڑائی شروع ہو جائے تو دستہ دستہ سوار نعرے مارتے، للکارتے آئیں۔ تاکہ مجاہدوں کے حوصلے بڑھیں اور ایرانیوں کے حوصلے پست ہوں۔

ادھر اسلامی کمک پہنچی، ادھر یزدگرد نے اپنا خاص دستہ بھیج دیا۔ جس میں آہن پوش، طاقتور اور پرجوش ایک ہزار نامی شجاع شامل تھے،

Marfat.com

ہاتھیوں کا سامان بھی تیار ہو چکا تھا۔ شاہی رسالہ کی آمد سے ایرانیوں کا حوصلہ بڑھا۔ اور ہاتھیوں کو دیکھ کر انہیں تسکین ہوئی۔

صفیں درست ہو گئیں۔ تو قعقاع میدان میں آیا۔ حریف طلب کیا، گھوڑے کو میدان میں دوڑایا۔ ہتھیاروں کی چمک سے ایرانیوں کو ڈرایا۔ ایک ایرانی پہلوان مقابلہ پر آیا۔ اور آنکھ جھپکنے میں تلوار کا لقمہ بنا۔ ایک کے بعد دوسرا پہلوان آتا گیا۔ اور قعقاع کے ہاتھوں خاک و خون میں تڑپتا گیا۔ تیس نامی پہلوان آئے جنہیں واپس جانا نصیب نہ ہوا۔ ایرانی گھبرا گئے کہ مفت میں اپنے تیس نامی پہلوان گنوائے۔ مسلمان خوش ہوئے، کہ انہوں نے دشمنوں کے چھکے چھڑا دئے، نعرہ ہائے تکبیر و تحسین کے غلغلے بلند کئے۔ رستم دیکھ رہا تھا، جھنجلایا، حکم دیا کہ انفرادی کھیل ختم کرو، اور سارے لشکر سے یکبارگی حملہ کر دو۔"

ایرانیوں نے ہاتھیوں کو بڑھایا، ہاتھی بڑھے اور مجاہدوں کو روندنے، سونڈ میں لپیٹ لپیٹ کر پھینکنے لگے۔ حضرت سعدؓ نے قعقاع کو بلایا اور کہا۔ میرے بھائی! اپنے لشکر کو ہاتھیوں سے بچاؤ، ان کی آنکھیں چھید دو، اور سونڈ کاٹ دو، اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے، تو پھر ایرانیوں سے مقابلہ مشکل نہیں ہو گا۔

ہاتھیوں میں دو ہاتھی خاص طور پر جسیم اور لحیم و شحیم تھے، ایک کے مقابل قعقاع اور دوسرے کے مقابل عاصم کھڑا ہو گیا۔ معدی کرب نے دوسرے ہاتھیوں کا ذمہ لیا، قعقاع نے نیزہ ہاتھ میں لیا اور بڑے ہاتھی کی آنکھ چھید دی

وہ درد سے بے تاب ہو کر لرزا، جہادت اور تیرانداز ہودج سمیت زمین پر گرے اور ہاتھی کے پاؤں میں روندے گئے۔

ہاتھی غضبناک ہو رہا تھا، قعقاع کی طرف بڑھا، سونڈ بڑھائی، قعقاع اس کے حملے سے بچا اور ایسی تلوار چلائی، کہ سونڈ کٹ گئی، عاصم نے بھی اپنے مقابل کے ہاتھی کی آنکھ چھید دی، معدی کرب اور اس کے دستے نے باقی ہاتھیوں کو مار بھگایا۔ یہ ہاتھی درد سے بے تاب، چیختے، چلاتے، پیچھے کو بھاگے، اور اپنی فوج کو روندتے ہوئے نہر کے کنارے جا پہنچے۔ ایرانیوں نے بڑی مشکل سے انہیں زنجیروں میں باندھا۔

کچھ دیر یہ تماشا جاری رہا اور دونوں لشکر اسے دیکھتے رہے۔ رستم نے ہاتھیوں کی شکست اور اپنی فوج کی بے دلی دیکھی تو کہا:-

"ایرانی بہادرو! بڑھو، ملک اور قوم پہ نثار ہو جاؤ، تمہاری کثرت ہے اور عربوں کی قلت، بڑھو، میدان مارو، بہادری کے جوہر دکھاؤ۔ سونا چاندی انعام پاؤ، یہ سونے چاندی سے لدی ہوئی خچریں شہنشاہ نے اس لیے بھیجی ہیں، تاکہ تمہیں سر میدان انعامات سے نوازا جائے بھوکے ننگے عربوں سے ڈرنا بزدلی ہے۔ اس سے ایران کی عزت اور شہرت پر حرف آئے گا، ہاں میرے بہادرو! بڑھو اور سائب کو بھی بھاگ نکلنے کا موقع نہ دو۔"

رستم کی تقریر سے ایرانی جوش میں آ گئے۔ لالچ نے ان کی عقلیں سلب کر لیں، وہ دیوانہ وار بڑھے۔ شاہی فولادی دستہ بھی بڑھا، تلواروں اور نیزوں

کا رقص شروع ہو گیا - خون کی ندیاں بہنے لگیں، قعقاع اور عاصم فولادی دستے پر بڑھے، تلواریں آزمائیں، ناکام رہے، نیزے اٹھائے، اور ان زرہ پوشوں کو چھیدنے لگے، یہ دستہ کٹتا گیا، مگر پیچھے نہ ہٹا، حتیٰ کہ آخری سپاہی بھی موت کا شکار ہو گیا،

ادھر قعقاع، عاصم اور دوسرے مجاہد ایرانیوں میں قیامت بپا کر رہے تھے، ادھر ہاشم کی فوج کے دستے آنے لگے، ہاشم ہر دستے کو اپنے ساتھ لیتا، نعرے لگاتا، دشمن پر طوفانی حملہ کرتا، مارتا، دھاڑتا، کاٹتا ہٹاتا، گراتا، دائیں بائیں لشکر کا صفایا کرتا جاتا، میدان سے نکل جاتا اور تازہ دم دستہ لے کر حملہ آور ہوتا، ہر دستے کی آمد پر مسلمانوں کا جوش بڑھتا اور ان کا حوصلہ پروان چڑھتا، مگر ایرانیوں کا دل ڈوبنے لگتا۔

قتل و غارت کا یہ طوفان جاری تھا کہ آفتاب عالمتاب کو جمائیاں آنے لگیں۔ اس کی آنکھیں دن کا خوفناک منظر دیکھتے دیکھتے تھک گئیں۔ میدان کے غبار سے اس کی آنکھوں میں اندھیرا سا چھانے لگا، اپنے محل کی طرف بھاگا، شام بستر استراحت بچھا چکی تھی، ادھر آفتاب قصر فلک میں داخل ہوا، ادھر رات نے سیاہ پردے ڈال دیئے، اور ہر طرف تاریکی پھیل گئی، دن کے ہنگامے میں کمی واقع ہوئی۔ چاند ان دنوں تعطیلات پر تھا میدان کے غبار سے ستاروں کی قندیلیں بجھی بجھی سی معلوم ہوتی تھیں۔

Marfat.com

رات کی گھات

رات آئی، سیاہی کے دل بادل ہر طرف چھا گئے۔ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا۔ ایرانی دن بھر مغلوب ہوتے اور بھاگ بھاگ کر جان بچاتے رہے تھے۔ رستم یہ سب کچھ دیکھ چکا تھا، اس نے شبخون کا منصوبہ بنایا، تاکہ جو کچھ وہ دن میں نہیں کر سکا۔ رات کی تاریکی میں کر لے۔ شاید اسی طرح عرب ہزیمت اٹھا جائیں اور اس کی شہرت کا آفتاب ضیا بار رہے۔

حضرت سعدؓ بھی غافل نہ تھے، انہوں نے حکم دیا، سوکھی گھاس کے گٹھے باندھو اور انہیں اونٹوں کی پیٹھ پر کس دو، پھر ہنکاتے ہوئے دشمن کے لشکر کی طرف لے جاؤ، قریب پہنچو تو گٹھوں کو آگ لگا دو، اونٹوں کو نیزوں کی نوکوں سے دشمن کے لشکر کی طرف بھگا دو، اور نتیجہ خدا پر چھوڑ دو۔ لشکر کو تیار رکھو، اور فوراً حملہ کر دو۔

سردار کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ قعقاع، عاصم، عمر معدی کرب اور کچھ دوسرے مجاہدوں نے اونٹ ہانکے اور ایرانیوں کی طرف لے چلے،

Marfat.com

تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز آئی، سمجھ گئے کہ دشمن شبخون کے ارادہ سے آ رہا ہے۔ وہیں گھاس کے پشتاروں کو آگ لگا دی۔ اور نیزوں کی نوکوں سے اونٹوں کو ہنکایا، درد اور آگ کی گرمی سے اونٹ بے تحاشا بھاگے، اور آگ کے پہاڑ اٹھائے ہوئے ایرانی لشکر کی طرف دوڑے، ایرانی گھوڑوں نے آگ کے بھاگتے ہوئے الاؤ دیکھے تو ڈر کر پیچھے کو بھاگے، مجاہدوں نے اونٹوں کو اور تیز کیا، وہ شعلوں کے آتش فشاں پہاڑ لیے ہوئے ایرانی لشکر میں جا گھسے۔ ہاتھیوں نے یہ منظر کبھی نہ دیکھا تھا، چیخنے، چنگھاڑتے، زنجیریں تڑاتے بھاگے نہر عتیق اور دریائے فرات کو چند لمحوں میں پار کر کے سیدھے مدائن کو ہو لیے۔ ایرانی گھوڑے بھی ادھر ادھر دوڑ پڑے۔ لشکر میں شور مچ گیا، ہر کسی کو اپنی اپنی پڑ گئی، یہ ہنگامہ ابھی جاری تھا، کہ مجاہد تلواریں سونتے ہوئے جا پہنچے۔ ایرانی سپاہی فوراً تیار ہو گئے۔ اور رات کے اندھیرے میں تلواروں کی چمک بجلی کو شرمانے لگی۔ ایک ہنگامۂ قیامت بپا ہو گیا۔ اتنا شور مچا کہ میدان گونج اٹھا۔

اگرچہ مجاہد دن بھر کی لڑائی کے تھکے ماندے تھے۔ مگر اب کسی کو تھکاوٹ کا خیال نہ تھا، تلواریں چل رہی تھیں۔ اور قتل عام کا ہنگامہ جاری تھا، بہادروں کے نعرے گونج رہے تھے۔ زخمیوں کی آہ و بکا سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ دونوں طرف کے بہادر اپنی شجاعت کا سکہ جما رہے تھے ÷

Marfat.com

رستم خود تلوار لیے میدان کارزار میں داد شجاعت دے رہا تھا، ایرانی کٹتے تھے، مگر پیچھے نہ ہٹتے تھے، اس ایک رات میں چھ ہزار مجاہدوں نے جام شہادت نوش کر لیا اور بتیس ہزار ایرانی موت کے گھاٹ اُتر گئے۔

چوتھا دن

صبح ہوئی، سورج نے انگڑائی لی، محل کے جھروکے سے میدان پر نگاہ ڈالی۔ وہی ہنگامہ اور وہی نظارہ تھا، وہی شام کی کیفیت تھی، جو صبح کو دکھائی دی۔ تلواریں چل رہی تھیں، نیزے اونچے نیچے ہو رہے تھے، برچھے خون کی ندیاں بہا رہے تھے، خنجر گوشت کاٹ رہے تھے، نعرے لگ رہے تھے، ہٹنے، بڑھنے کا سماں تھا، جلدی جلدی بستر سے اٹھا، منہ ہاتھ دھویا، اور روشنی پھیلا دی، تاکہ دونوں لشکر دوست، دشمن کی تمیز کر سکیں۔

مجاہدوں کو تلواریں چلاتے، نیزے گھماتے، گھوڑے دوڑاتے چوبیس گھنٹے ہو چکے تھے۔ ان کے بازو تھک چکے تھے، آنکھوں میں نیند کے حباب تیر رہے تھے، بھوک اور پیاس غالب تھی، وہ چند لمحے آرام کرنا چاہتے تھے کہ قعقاع کی آواز نے انہیں ہوشیار کر دیا۔

مجاہدو! غازیو! اسلام کے سرکبف سپاہیو! استقلال سے تلواریں چلاؤ، دشمن سامنے موجود ہے۔ اس کا خون بہاؤ، ابھی جنگ جاری ہے آرام کے وہی مقام میں، شہادت یا فتح۔ خدا اور اس کا رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جانفشانی کو دیکھ رہے ہیں۔ میدان میں بڑھو، دشمنوں
کو قتل کرو، خدا کی رضامندی حاصل کرو، اپنی جانوں پہ کھیل جاؤ، خدا کی
نصرت کا انتظار کرو، اسلام اور عرب کا نام روشن کرو، ہاں بڑھو، بازوں کی
طرح جھپٹو، شیروں کی طرح دشمنوں پہ پڑو، ایرانی لومڑیاں اب دم دبا کر
بھاگنے ہی والی ہیں۔ شاباش میرے شیرو! ان بھیڑوں میں سے ایک
کو بھی جانے نہ دو!

یہ آواز کیا تھی، ایک بجلی تھی، کہ مجاہد، تھکاوٹ، نیند، بھوک
پیاس سب کچھ بھول گئے۔ ایک تازہ جوش سے بھر گئے، نئے ولولے
سے سرشار ہو گئے، دشمنوں پر بجلی بن کر گرے، اور لشکر کا صفایا کرنے لگے
قعقاع نے مجاہدوں کا ایک دستہ لیا، اسلامی میمنہ کو ایرانی میسرہ پر
بڑھایا۔ اپنے قلب کو دشمن کے قلب پر چڑھایا، اسلامی میسرہ کو ایرانی
میمنہ سے بھڑوایا، ہرمزان کو نہر تک دھکیل دیا، پھر شہباز کی طرح
جھپٹا اور ایرانی صفوں کو چیرتا، دشمنوں کو کاٹتا، للکارتا، پھنکارتا
دشمن کے قلب میں جا پہنچا۔ رحمت الٰہی یہ ذرا کاری دیکھ کر جوش
میں آئی۔ ایک طوفان یاد آیا، جس نے رستم کا سائبان گرا دیا۔ گرمی کی
شدت اور دھوپ کی تیزی سے بچنے کے لئے رستم خچروں کی اوٹ میں
اتر آیا، مجاہد اسے ڈھونڈ رہے تھے۔ ہلال بن علقمہ تلوار لیے سائبان
کی بڑھا۔ سامنے زر وسیم سے لدی ہوئی خچر دیکھی، اس کا تنگ کاٹا
خچر کا بوجھ رستم پر گرا، وہ بھاگا، نہر میں چھلانگ لگائی، ہلال موت

Marfat.com

فرشتہ بن کر پہنچا، رستم کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹا اور کنارے پر لا کر سر کاٹ دیا۔ سر کو نیزے پر چڑھایا، سائبان کے ٹیلے پر آیا، اور پکار کر کہا، مجاہدو! میں نے رستم کو قتل کر دیا، مبارک ہو۔ ایرانیو! یہ ہے تمہارے سردار کا سر، پہچان لو!

ایک مجاہد بڑھا، اور ایرانی جھنڈا نیچے گرا دیا۔ ایرانیوں نے جھنڈا چھیننے کی بہت کوشش کی۔ جان کی بازی لگا دی، مگر جان دے کر بھی ناکام رہے۔

اب ایرانی گھبرا گئے، سردار کی لاش دھوپ میں پڑی تھی، اس کا سر نیزے پر تھا۔ ایرانی مقتولوں سے میدان بھرا پڑا تھا، بھاگے، اور بے تحاشا بھاگے، کچھ تلواروں نے کاٹے، کچھ نہر میں ڈوبے، کچھ مرتے مرتے نہر پار کر گئے۔ سامانِ رسد، سامانِ جنگ، زر و سیم سب پورے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

اس لڑائی میں تیرہ ہزار مجاہدوں نے جامِ شہادت پیا، اور ایک لاکھ ایرانی تلوار کے گھاٹ اترے۔

Marfat.com

انتظار و اضطراب

اگر میدان قادسیہ میں مجاہدین پر آرام حرام تھا تو مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے تاب و بے قرار تھے۔ دن بھر کار و بار خلا کی انجام دہی آرام نہ لینے دیتی، تو رات کو قادسیہ کی جنگ مضطرب و بیقرا رکھتی، ساری رات بھر خدا کے حضور سجدہ ریزیاں ہوتیں، دعائیں مانگی جاتیں مگر قلب مضطرب کو پھر بھی چین نہ آتا۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور رہتی رات کی تاریکی میں کبھی اٹھتے، کبھی بیٹھتے، کبھی لیٹ جاتے، مگر نہ آنکھ لگتی، نہ دل کو سکون آتا، گھبراتے تو شہر سے باہر نکل آتے، عراق کے راستے پھر بیٹھ جاتے، ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہتے کہ کوئی خدا کا بندہ آئے ا قادسیہ کی خبر لائے۔

ستارے آسمان پر اپنے چراغ جلاتے، ہواؤں کے جھونکے آتے۔ خلیفہ ثانی رضہ آنکھ تک نہ جھپکاتے، آخر ستاروں کے دئیے جھلملا جاتے صبح کے پرندے چہچہاتے، مؤذن کی رسیلی آواز کانوں میں ر

Marfat.com

گھلتی، فرض عبادت یاد آتا، آہ سرد بھرتے اور اُٹھ کر چل دیتے، مؤذن اذان دیتا، امام نماز پڑھاتے، اور سب مسلمانوں کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑاتے دعائیں مانگتے، الٰہی! اپنے سرفروشوں کا حامی و ناصر ہو؛ انہیں دشمنوں پر غالب کر، وہ کسی اپنی غرض سے شیروں کے کچھار میں نہیں کود رہے، انہیں فقط تیرا پیغام پہنچانے اور تجھے خوش کرنے کی تمنا ہے، وہ کثیر دشمنوں سے اپنی قلت کے ساتھ نبرد آزما ہیں، انہیں استقلال اور ثابت قدمی عطا فرما، اپنے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے پورے کر، اپنے بندوں کا حافظ و نگہبان ہو۔

دعا کرتے وقت آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی ٹپکتے، چہرہ اور داڑھی بھیگ جاتی، مگر بے چینی کم نہ ہوتی۔ دن کو بھی جب کبھی فرصت پاتے، عراق کے راستے پر آ بیٹھتے، آنے جانے والوں سے پوچھتے، مگر جب کوئی مقصد کی بات نہ پاتے، تو غم و اندوہ میں کھو جاتے۔

ایک دن آپ حسب معمول راستے پر بیٹھے تھے، آنکھیں کسی کے انتظار میں بے چین تھیں، دل سینے میں گھبرا رہا تھا، دور سے ایک شتر سوار آتا دکھائی دیا۔ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، آسمان کی طرف دیکھا، اونٹ سوار پر نظر ڈالی، ابھی دور ہے، بہت دور! اضطراب اور بڑھا، اضطرار زیادہ ہوا، خود بخود پاؤں اُٹھے اور شتر سوار کی طرف چل دیئے۔ سوار جوں جوں قریب آتا گیا، آپ اس سے قریب تر ہوتے گئے، قریب پہنچے تو السلام علیکم کہا۔ سوار نے وعلیکم السلام سے

جواب دیا۔ پہچانتا نہ تھا، جانتا نہ تھا، ظاہری شکل وصورت ایک غریب عرب کی سی تھی، سوار کے ساتھ ساتھ مدینے کو چل دیئے۔ پوچھا۔ میاں! کہاں سے آرہے ہو؟ جواب ملا قادسیہ سے! کہاں جارہے ہے؟ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں!

قادسیہ کی جنگ کا حال جانتے ہو؟ جی ہاں وہیں سے خوشخبری لیے آرہا ہوں۔ خدا نے مسلمانوں کو بہت بڑی فتح عطا کی ہے۔ دشمن کی طاقت پاش پاش ہوگئی ہے۔ اب مجاہد مدائن پر بڑھیں گے اور خدا نے چاہا تو اسے بہت جلد فتح کرلیں گے۔ مال غنیمت کے انبار پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔

سوار چلتا گیا۔ اور آپ حالات پوچھتے پیدل چلتے رہے۔ شہر میں پہنچے، تو ہر طرف سے یا امیرالمومنین کی صدا بلند ہوئی۔ سوار گھبرا گیا۔ اونٹ بٹھایا۔ پیدل ہوا۔ سلام عرض کیا۔ خوشخبری اور مبارکباد کا خط پیش کیا۔ اپنی گستاخی کی معذرت کی۔ آپ نے فرمایا:۔ میاں! تم اتنی دور سے آرہے ہو۔ اگر میں چند قدم تمہارے ساتھ چلا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، پہلے بھی عمرؓ تھا۔ اور اب بھی عمرؓ ہوں۔

خط مسلمانوں کو سنایا، تو شہر اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھا، نماز شکرانہ ادا کی گئی، اور مجاہدوں کے لیے دعا کی گئی، کہ خدا تعالیٰ انہیں اور کامیابیاں عطا کرے۔

Marfat.com

جنگ مدائن

قادسیہ کی فتح نے مدائن کا راستہ کھول دیا۔ مجاہد مدائن کی طرف بڑھے کسریٰ کا رفیع الشان محل دور سے دعوت دیتا ہوا دکھائی دیا، مجاہدین کی ہمتیں محل کسریٰ سے بھی بلند تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی یاد آگئی۔ کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں ملنے کا وقت آگیا۔ وہ اڑکر اس شہر میں پہنچنا چاہتے تھے۔

یزدگرد جانتا تھا کہ قادسیہ کی فتح کے بعد مدائن کی باری ہے۔ اس نے شہر اور قلعہ کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر لیا تھا۔ دجلہ کی موجیں شہر کے دونوں حصوں کی نگہبانی میں مصروف تھیں۔ شہر کی فصیل اور خندق عربوں کو روکنے کے لیے تیار تھی۔ یہی فصیل تھی، جس سے ٹکرا ٹکرا کر قیصر روم کی فوجیں بھی اپنا سر پھوڑ چکی تھیں، ان کے فلاخن بھی اس فصیل سے ٹکرا کر واپس جا چکے تھے۔ مدائن محفوظ رہا تھا، اور ایوان کسریٰ ان کا مذاق اڑا رہا تھا۔ آج وہ قوم اس پر حملہ کر رہی تھی، جس کے پاس فصیل شکن آلات تک نہ تھے۔

مجاہد مدائن کے نواح میں پہنچے، تو شاہی فوج کا افسر شہر باز نے للکارا۔
دیوانو! کہاں جاتے ہو؟ مدائن مذاق نہیں ہے، قیصر روم اسے فتح نہ کر سکا، تم کیا چیز ہو؟ یہاں سے بھاگو! ورنہ بن آئی مرو گے!
اسلامی لشکر یہ للکار سن کر رکا، سیلاب کو تنکے سے کیا ڈر، حضرت سعدؓ نے وہیں صفیں درست کیں۔ اور لڑائی کا ڈول ڈال دیا۔
شہر باز نے بھی اپنی فوجوں کو آراستہ کیا، صف بندی ہو چکی تو خود میدان میں نکلا، پکارا:۔
عرب گھسیارو! آؤ، ایک ایرانی جانباز کے ہاتھ آزماؤ، ایک ایک کو ماروں گا۔ ہماری زمین تمہارا خون پیئے گی تو ہمارے تاکستان میں پھل زیادہ آئے گا۔ مزے کی شراب ہوگی، پئیں گے، مست ہوں گے اور رہتی دنیا تک جئیں گے، اگر ایک عرب میرے سامنے نہیں آ سکتا، تو دو، چار، دس آجائیں۔ مقدس آگ کی قسم، کسی کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔"
مجاہد شہر باز کی لاف زنی پر ہنس دیئے اور اس کے غرور آلود دعوے پر مسکرائے ابو نباتہ ایک حبشی غلام کو آواز دی۔ وہ آیا تو اسے کہا، حبش کے بیٹے! ذرا اس کا سر یہ غرور تو توڑ دو۔
ابو نباتہ نے خوشی خوشی ہتھیار پہنے، گھوڑے پر سوار ہوا۔ دائیں سے بائیں ایک چکر کاٹا، بجلی کی طرح پلک جھپکنے میں شہر باز کے مقابل آ پہنچا، شہر باز نے اپنے سامنے ایک لاغر اندام غلام کو دیکھا، تو غصے کی آگ میں جل گیا۔ ابو نباتہ سے مخاطب ہو کر بولا:۔ تم میرے ساتھ لڑو گے؟ کیا تمہارے لشکر

Marfat.com

میں کوئی بہادر نہیں رہا؟

ہم ہیں سب بہادر ہیں، کسی کو کسی پر فضیلت نہیں۔ حبشی اور رومی برابر ہیں، عربی اور عجمی یکساں ہیں۔ تم میدان میں آئے ہو، اپنی بہادری دکھاؤ، مجھے یقین ہے۔ کہ تمہیں کسی اور بہادر کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ابو نباتہ نے چمک کر جواب دیا۔

شہر باز نے تلوار اٹھائی۔ اور ابو نباتہ پر حملہ کر دیا۔ مجاہد نے یہ وار ڈھال پر روک لیا، گھوڑے کو پیچھے ہٹایا، گولی کی طرح شہر باز کے قریب آیا، تلوار کا وار کیا، شہر باز نے وار ڈھال پر لیا، مگر جسم کانپ گیا، اب بے پروائی کی جگہ احتیاط نے لے لی۔ مجاہد کا زور بازو معلوم ہو گیا، دونوں پینترے بدل بدل کر ایک دوسرے پر جھپٹے اور وار پہ وار کرنے لگے، حتیٰ کہ دونوں کی تلواریں ٹوٹ گئیں۔ گھوڑے پسینہ پسینہ ہو گئے۔ شہر باز کود کر گھوڑے سے اترا، ابو نباتہ بھی پیادہ ہوا، ٹوٹی ہوئی تلواریں پھینک دیں، ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ شہر باز بڑا اگراں ڈیل اور تنومند جوان تھا۔ اور ابو نباتہ منحنی اور ناتواں، شہر باز نے اسے گرا لیا، ایرانی لشکر نے خوشی کے نعرے بلند کیے، وہ مارا، وہ مارا کا شور مچ گیا، اسلامی لشکر خاموش تھا اور ابو نباتہ کے لیے خدا سے دعا کر رہا تھا۔

ادھر "وہ مارا" کا شور مچا، ادھر ابو نباتہ کے منہ میں شہر باز کی انگلی آ گئی اس نے اس زور سے دبائی کہ شہر باز کے اوسان خطا ہو گئے۔ ابو نباتہ زور دے کر اٹھا، شہر باز کو نیچے لیا، اور خود اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا، فوراً پیش قبض نکالی اور سر کاٹ کر پھینک دیا۔ اسلامی لشکر نے تکبیر کے نعروں سے

Marfat.com

میدان کو نجادیا، تحسین و آفرین کے ڈونگرے برسائے، ابو نباتہ دشمن کا کام تمام کرکے اُٹھا، اُس کا گھوڑا ہانکا اور اپنے لشکر میں آملا۔ حضرت سعدؓ نے بڑھ کر اسے گلے سے لگایا۔ اور آفرین کہی، ابو نباتہ کو شہر باز کا گھوڑا، اور ہتھیار انعام میں دیے، اور حکم دیا کہ ابھی یہ ہتھیار پہنو اور اسی گھوڑے پر چڑھو، پھر اپنے لشکر سے کہا، دیکھو، غرور کتنی بری چیز ہے۔ ابھی غرور میں غرا رہا تھا، ابھی بے کفن لاش میدان کی دھوپ میں پڑی سڑ رہی ہے، یاد رکھو، خدا کو غرور و تکبر ہرگز پسند نہیں ہے۔

شہر باز کے لشکر نے اپنے سالار کا یہ حال دیکھا تو گھبرایا، میدان سے ہٹنا چاہا، مجاہدوں نے حملہ کر دیا، تھوڑی دیر لڑائی کا نقشہ جما، ابو نباتہ نے شہر باز کے نیزے سے ایرانیوں کے سینے چھید ڈالے، اور وہ ایسے بھاگے کہ مدائن میں جاکر دم لیا۔

مجاہد بڑھے اور مدائن کے مغربی حصہ کے سامنے قیام کیا۔ ایرانی فوجیں بھی شہر کی حفاظت کے لیے نکل آئیں۔ صف بندی ہو چکی تو ایک بہادر ایرانی فرزنہ جس پر مدائن کو ناز تھا، گھوڑا اکڑاتا، تلوار اور نیزہ کے ہاتھ دکھاتا میدان میں آیا، اور پکارا، صحرا کی ریت پھانک کر جینے والو! اونٹنیوں کا دودھ پینے والو! ایران سے بھاگ جاؤ، نہیں تو ایک ایک کو قتل کر دوں گا تم نے ایران کی طرف نگاہ اُٹھائی ہے۔ میں تمہاری آنکھیں نکال دوں گا، تم میں کوئی مرد میدان ہے تو آئے۔ ورنہ میں اکیلا ہی تمہارے لشکر پر حملہ کر دوں گا۔

ہاشم بن عتبہ رضؓ حضرت سپہ سالار کے پاس آئے۔ میدان کی اجازت مانگی سپہ سالار نے خوش ہو کر اجازت دی۔ اور وہ شیر مرد گھوڑا اڑاتا، تلوار چمکاتا، نعرے لگاتا، فرزد کے مقابل آ کر رکا۔ دونوں بہادروں نے تلواروں کا کھیل شروع کیا۔ فروز حملہ کرتا، تو ہاشم کبھی ڈھال پہ وار روک لیتا، کبھی گھوڑے کو ادھر ادھر ہٹا دیتا، جب ہاشم حملہ کرتا، تو فرزند کی ڈھال اس کی زندگی کا سہارا بن جاتی، دونوں نے تلوار کے ایسے ایسے کرتب دکھائے کہ دونوں لشکر واہ وا کے نعرے لگا رہے تھے۔

ہاشم نے کئی دفعہ قریب آ کر تلوار کا وار کیا، مگر فرزند کی زرہ تلوار کا منہ پھیر دیتی۔ اور وہ زخم سے محفوظ رہتا۔ ہاشم جھنجھلا گیا، ادھر قعقاع نے آواز دی۔ ہاشم اتنی دیر دشمن کیا سمجھے گا؟

ہاشم کو جیسے ہوش آ گیا، اس نے تلوار نیام میں ڈالی اور نیزہ لے کر اس زور سے حملہ کیا کہ فرزند کی ڈھال اسے سنبھال نہ سکی، نیزہ کو ڈھال نے اچھال دیا۔ اور وہ سیدھا فرزند کے سینے میں لگا، سنان پیٹھ چھید کر نکل گئی۔ فرزند گھایل ہو کر گھوڑے سے گرا، اسلامی لشکر نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور قعقاع نے بڑھ کر ہاشم کو گلے سے لگا لیا۔

ایرانی لشکر اپنے بہادر کا یہ انجام دیکھ بھونچکا رہ گیا۔ اس کے قدم لرز گئے دل کانپ اٹھے، بھاگے اور قلعہ میں جا گھسے، قلعہ محصور کر لیا گیا۔ دو مہینے تک محاصرہ جاری رہا۔ اور گرد کے علاقوں پہ فوج کشی ہوتی رہی۔ اور حضرت سعد رضؓ نے اس عرصہ میں فلاخن اور پتھر پھینکنے کے

Marfat.com

اختیار ہوا ہے۔

قلعہ مضبوط تھا، جسے فتح کرنا آسان نہ تھا، مگر دو ماہ کے مسلسل محاصرہ نے ایرانیوں کے دل ہلا دیے اور وہ بھوکے مرنے لگے۔ یزدگرد مشرقی مدائن میں اپنے محل میں بیٹھا سوچ رہا تھا، جب اسے قلعہ والوں کی مصیبت کا حال معلوم ہوا، تو اس نے حکم دیا، کہ قلعہ خالی کر دیا جائے، اور ساری فوج کشتیاں وغیرہ سامان لے کر مشرقی مدائن میں آجائے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل رات کی خاموشی میں ہو گئی۔

جب مسلمانوں نے دیکھا کہ قلعہ پر سکوت مرگ طاری ہے، تو حضرت سعد رضؓ نے لشکر کو بڑھنے کا حکم دیا۔ مجاہد خندق عبور کر کے قلعہ میں داخل ہو گئے۔ اور نماز شکرانہ ادا کی۔

اب مجاہدوں اور ایوان کسریٰ کے درمیان حسرت دریائے دجلہ حائل تھا۔ مسلمانوں نے اس سر بفلک محل کو قریب سے دیکھا تو اس کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے، انہوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ اور خدا کی حمد کے گیت گائے۔

ایرانی کشتیاں لے جا چکے تھے، دریا کیسے پار کیا جائے؟ حضرت سعد رضؓ اسی سوچ میں تھے کہ ایک ایرانی آیا اور بتایا کہ فلاں مقام سے دجلہ پایاب ہے۔ وہاں اونچی چٹانیں ہیں، جن پر سے گزرنا آسان ہے۔ اگر آپ یہاں دیر لگائیں گے تو یزدگرد کو نہ پائیں گے۔ وہ اپنے اہل و عیال یہاں سے سو میل دور حلوان میں بھیج چکا ہے۔ اور اب خود بیقرار ہے۔

Marfat.com

حضرت سعدؓ نے چھ سو مجاہد منتخب کیے، ان کے دس دستے بنائے اور حکم دیا کہ دریا کو عبور کرکے دشمن پر بڑھو۔"

دریا طوفانی ہو رہا تھا، سیلاب آیا ہوا تھا، جھاگ، دریا کا تاج تھی، وہ زبانِ حال سے کہہ رہا تھا۔ میری موجیں سرکش ہیں، میری لہریں طوفان آلود ہیں، مجھ سے چھیڑ چھاڑ ٹھیک نہیں۔

سپہ سالار کا حکم سنا تو عاصم بن عمر تمیمی فوراً آگے بڑھا، گھوڑا دریا میں ڈالا، دوسرے مجاہدوں نے بھی دریا میں گھوڑے ڈال دیئے، لہروں سے لڑتے، موجوں سے مقابلہ کرتے، بڑھنے لگے، یزدگرد اپنے محل پہ بیٹھا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا، بے اختیار چیخ اٹھا، یہ آدمی نہیں دیو ہیں۔ دیو! پھر اپنے رسالے کو حکم دیا کہ دجلہ کے کنارے پہ جو عرب دیکھو اسے موت کے گھاٹ اتار دو۔

شاہی رسالہ نے کنارے پر مورچہ جما لیا، عرب دریا پار کرکے کنارے پر لگے، اور شاہی رسالہ اپنی تلواریں برہنہ کیے حملہ آور ہو گیا، مجاہدوں نے بھی انہیں للکارا، اتنے میں پوری فوج دریا میں کود پڑی اور دیکھتے دیکھتے دریا سے پار ہو گئی۔ شاہی رسالہ شکست کھا کر بھاگا۔ مسلمانوں نے دریا کے کنارے پر قبضہ کر لیا۔

یزدگرد یہ دیکھ کر قلعہ سے نکلا اور حلوان کو بھاگ گیا۔ ایرانی فوج نے مجاہدوں کا راستہ روکنا چاہا۔ مگر اس سیل بے پناہ کا روکنا آسان نہ تھا، آخر ایرانیوں نے امان مانگی جو انہیں دے دی گئی۔ حضرت سعد رضؓ اپنی فوج سمیت ایوانِ کسریٰ میں داخل ہو گئے۔ اور بڑے ہال میں نمازِ شکرانہ ادا کی۔

Marfat.com

بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ چاندی سونے کے بنے ہوئے اونٹ، گھوڑے، درخت اور پرندے ملے، شاہی تاج اور لباس بھی مال غنیمت میں شامل تھا۔ ہیرے، جواہرات، زمرد، عقیق، یاقوت ڈھیروں کے ڈھیر تھے، یزدگرد کے تعاقب میں جو دستہ گیا تھا، وہ شاہی خزانہ بھی چھین لایا۔ یہ خزانہ یزدگرد حلوان لے جا رہا تھا۔

ہتھیاروں کے ذخائر بھی ہاتھ آئے۔ جن میں قیصر روم، بہرام گور، خان تاتار کی تلواریں بھی شامل تھیں۔ اس طرح خدا نے مسلمانوں کو کسریٰ کے خزانے بخش دیئے۔ جن کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے کر گئے تھے۔

Marfat.com

جنگِ جلولہ

شاہ ایران یزدگرد مدائن سے بھاگا، اور حلوان میں جا ٹھہرا۔ بھگوڑی فوج اور سردار بھی حلوان پہنچ گئے۔ غم والم کے بادل یزدگرد کو گھیرے ہوئے تھے۔ مگر جوان تھا، رگوں میں تازہ خون رواں تھا۔ اس نے اردگرد سے فوج جمع کی، ایک لاکھ سے زیادہ لشکر فراہم کر لیا۔ مہران کو سپہ سالاری تفویض کی اور مدائن و حلوان کے درمیان جلولہ میں مورچے قائم کرنے کا حکم دیا۔

حلوان کا قلعہ سنگین اور بے حد مضبوط تھا۔ اردگرد چوڑی خندق تھی، جسے عبور کرنا آسان نہ تھا، اس سے بہتر مقام دفاع حلوان و مدائن کے درمیان نہیں تھا۔

یزدگرد نے لشکر جمع کر لینے کے بعد حکم دیا کہ مقدس آگ روشن کی جائے، حکم کی دیر تھی۔ آتشکدہ آگ کے شعلوں سے روشن ہو گیا، پجاری منتر پڑھنے لگے۔ ساری فوج اور سردار سجدے میں گر گئے، اُٹھے، تو دیکھا کہ یزدگرد کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ اس نے بھرائی ہوئی آواز سے

سب کو مخاطب کیا۔ اور کہا:۔

ایران کے سپوتو! عراق اور جزیرہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ مدائن ہم سے چھن گیا۔ ایوان کسریٰ وحشی عربوں کے قبضے میں ہے۔ جنگ میں ایسا ہوا ہی کرتا ہے۔ ابھی سارا ایران ہمارے قبضے میں ہے۔ اگر تم ہمت کرو، جان کی بازی لگاؤ، تو ہم اپنی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کر سکتے ہیں۔ ان لٹیروں کو ملک سے نکال سکتے ہیں۔ کیونکہ تم عظیم قوم اور عظیم ملک کے عظیم سپاہی ہو۔ ملک اور قوم کی حفاظت تمہارا فرض ہے۔ اپنے فرض کو ادا کرو۔ اور ان وحشی عربوں سے اپنے ملک اور اپنی قوم کی عزت بچاؤ، مقدس آگ اور یزداں تمہاری مدد کرے۔ میں نے مہران کو تم پر سپہ سالار مقرر کیا ہے۔ مہران ایک عظیم جرنیل، بہادر، تجربہ کار، اور نہایت محتاط شجاع ہے۔ جلولہ کو اپنی چھاؤنی بناؤ۔ اور عربوں کا قلع قمع کر کے اپنی عزت بڑھاؤ، اپنے بزرگوں کا نام روشن کرو، ملک اور قوم کی عزت کو چار چاند لگاؤ۔

مہران اور سارے لشکر نے مقدس آگ کے سامنے عہد کیا، کہ میدان میں کٹ مریں گے، مگر دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ اپنی چھنی ہوئی عظمت کے لیے جان کی بازی لگائیں گے، اور وہ کچھ کر دکھائیں گے کہ ہمیشہ کی زندگی پائیں گے۔

یزدگرد کی اس تیاری کی اطلاع حضرت سعدؓ کو پہنچی تو انہوں نے حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کو خط لکھ کر اطلاع دی۔ وہاں سے جواب آیا کہ خود تو مدائن

Marfat.com

میں مقیم رہو۔ اور کچھ فوج بھیج کر اس کا تدارک کرو۔

حضرت سعد رضؓ نے بارہ ہزار سپاہی منتخب کیے، قعقاع کو مقدمۃ الجیش پر متعین کیا۔ ہاشم بن عتبہ کو سالاری عطا کی۔ اور جلولہ پر بڑھنے کا حکم دیا۔

اس عرصے میں مہران اپنا لشکر لیے ہوئے جلولہ پہنچ چکا تھا، اور اس نے قلعہ کو ہر طرح سے محفوظ اور مضبوط کر لیا تھا، خندق میں کلہاڑیاں، برچھیاں، اور نیزے گاڑ دیے تھے۔ تاکہ کسی کو خندق عبور کرنے کا حوصلہ نہ ہو۔ قلعہ کے دروازے کے سامنے کا پل شکستہ کر لیا۔ صرف اس لیے تاکہ اپنے لشکر کو اس راستے سے میدان میں لا سکے۔

ہاشم رضؓ اپنی فوج لیے ہوئے پہنچے، اور خندق کے کنارے اترے اور قلعہ کو محصور کر لیا۔ ایرانی قلعہ بند ہو گئے۔ مجاہد حملے کرتے اور واپس آ جاتے، کبھی کبھی مہران لشکر لے کر نکلتا اور لڑ بھڑ کر شام کو قلعہ میں گھس جاتا۔ نہ کھلے میدان میں آتا، نہ کوئی فیصلہ ہونے پاتا، مجاہد چاہتے تھے کہ ایرانی میدان میں آئیں، اور جنگ کا فیصلہ ہو۔ مگر مہران کی احتیاط اور قلعہ بندی کچھ نہ کرنے دیتی تھی۔ اسی طرح محاصرے کو اسی دن گزر گئے۔ ایرانی بھی قلعہ میں تنگ آ گئے۔ انہوں نے مہران سے کہا:۔

سردار! ہم تو عربوں کو مدائن سے نکال دینے کے لیے آئے ہیں۔ قلعہ میں بند رہنے سے یہ مقصد حاصل نہ ہو گا۔ عرب کھلے میدان میں ہیں اور ہم چوہوں کی طرح بل میں چھپے ہوئے ہیں۔ آخر ایسا کب تک ہو گا؟ اور اس سے کیا فائدہ حاصل ہو گا؟ ہمیں عربوں سے

Marfat.com

دو دو ہاتھ کرنے کی اجازت دیجیے۔ تاکہ ہم اپنا عہد پورا کر سکیں۔ اور عربوں کے خون سے میدان کو لالہ زار بنائیں!

مہران خود بھی محاصرے سے اُکتا چکا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ احتیاط کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہم قلعہ بند رہیں، اور عرب تھک ہار کر چلے جائیں۔ اگر تم اپنی جاں نثاری دکھانا چاہتے ہو تو کل میدان گرم ہو جائے گا۔ مگر تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنا ہوگا۔

لشکر کے سرداروں نے تلواروں کے قبضے پر ہاتھ رکھ کر یقین دلایا کہ ہم ایران پر اپنی جان نثار کر دیں گے، یا تو دشمن کو بھگائیں گے یا خود واپس نہیں آئیں گے۔

صبح ہوئی، روشنی پھیلی، مہران نے قلعہ سے لشکر نکالا۔ صفیں درست کیں، میمنہ، میسرہ پر بہادر افسر مقرر کیے۔ خود قلب میں اسلحہ پہنے، گھوڑے پر سوار ہو کر آ جما۔

مجاہد صبح کی نماز سے فارغ ہو چکے تھے، انہوں نے آج نہایت خشوع و خضوع سے دعائیں مانگی تھیں، ہاشم رضؓ نے مجاہدوں کی صفیں آراستہ کیں، اور کہا:۔

"مجاہدو! آج دشمن بڑے عزم سے میدان میں آیا ہے، بڑا لاؤ لشکر لایا ہے، بڑے استقلال اور صبر و ثبات سے کام لینا ہے، اپنی شجاعت اور تیغ زنی سے دشمن کے چھکے چھڑا دو، تم خدا کے سپاہی ہو۔ اپنے خدا کی

Marfat.com

رضامندی حاصل کرو۔"

ابھی ہاشم رحم کی تقریر ختم نہ ہوئی تھی۔ کہ مہران نے لشکر کو بڑھایا اور پوری قوت سے حملہ کر دیا! مجاہد بڑھے، دونوں لشکر ملے اور گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ قعقاع اور ہاشم جہاں دشمن کا زور دیکھتے فوراً پہنچتے۔ اور دشمن کی صفیں الٹ الٹ دیتے مگر ایرانی پھر سے منظم ہو کر حملہ شروع کر دیتے۔ مجاہد بھی موقع سے پورا فائدہ اٹھانے پر تلے ہوئے تھے۔ ان کے حملے شدید سے شدید تر ہو رہے تھے۔ ان کے بازو مشین کی طرح حرکت میں تھے، تلواریں بجلی کی تیزی سے کام کر رہی تھیں۔ ایرانی لاشوں سے میدان بھرتا جا رہا تھا۔ وہ کٹتے تھے اور بڑھتے تھے۔ ہٹتے تھے اور پلٹ کر حملہ کر دیتے تھے۔

آفتاب سر پر آگیا۔ دھوپ کی تیزی اور جنگ کی گرمی سے میدان حشر بن گیا۔ زخمی تڑپ رہے تھے، گھوڑوں کے ٹاپوں میں کچلے جا رہے تھے۔ سر کٹتے تھے، اور گرتے تھے۔ میدان کی زمین خون سے نہا رہی تھی۔ لہو کے چھینٹوں سے گھوڑے سرخ رو ہو رہے تھے۔ زندگی سہمی ہوئی تھی، اور موت شباب کے مزے لے رہی تھی۔ فرشتے آسمان سے جھانک رہے تھے! مجاہدوں کی سرفروشی اور شجاعت دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ ایک بگولہ اٹھا اور دیکھتے دیکھتے سیاہ آندھی بن کر چھا گیا۔ میدان گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کھو گیا۔

ایرانی سہم کر پیچھے ہٹے ۔ ہاشم اور قعقاع ایرانیوں کو مارتے لتاڑتے دروازہ قلعہ پر جا پہنچے، ایرانی ایسے گھبرائے اور بوکھلائے کہ قلعہ کے دروازہ کا راستہ بھول گئے ۔ قعقاع نے اپنے آپ کو دروازے پر پایا تو ایسی ضرب لگائی کہ دروازہ اکھاڑ کر پھینک دیا ، نعرۂ تکبیر بلند کیا ، مسلمان ادھر پلٹے ، ایرانی بھی گھر آئے ۔ مجاہدوں کی تلواروں نے انہیں گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالا ، اور قلعہ پر قبضہ کر لیا ۔ مہران اور بڑے بڑے سردار قتل ہو گئے ۔ آندھی کی تاریکی چھٹی تو دور دور تک ایرانی لاشوں کے ڈھیر لگے تھے ۔ خندق ان کی لاشوں سے بھری پڑی تھی ۔ اور کوئی ایرانی موجود نہ تھا ۔

بے شمار مال غنیمت مجاہدوں کے ہاتھ آیا ، شاہ ایران نے سنا تو حلوان پر خسرو کو حاکم بنایا اور خود رے کو بھاگ گیا ۔

Marfat.com

جنگِ شوستر

یزدگرد مرو میں بیٹھا، سازشوں کے گھوڑے دوڑا رہا تھا۔ اس کی انگیخت پر ہرمزان نے ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا، اور بصرے پر چڑھائی کر دی۔ حاکم بصرہ ابو موسیٰ اشعری نے حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کو اطلاع دی، کہ اس دفعہ ایرانی بڑی تیاری سے بڑھ رہے ہیں۔ اگر آپ کچھ کمک بھیج دیں، تو بہتر ہوگا!

حضرت خلیفہ ثانی نے موقعہ کی نزاکت کے لحاظ سے نعمان بن مقرن کو فوج دے کر بھیج دیا۔ اور سپہ سالاری بھی نعمان کے نام کر دی۔ کیونکہ نعمان بڑا بہادر اور ماہر جنگ باز تھا۔

ہرمزان، رام ہرمز میں مقیم تھا، کہ نعمان مجاہدوں کو لیے ہوئے پہنچ گیا ہرمزان ہزیمت زدہ تو تھا ہی۔ تجربہ کار بھی ہو چکا تھا۔ وہ اہل عرب کے طریق جنگ سے آگاہ تھا۔ اس نے بڑی خوبی سے مقابلہ کیا۔ مگر شکست اس کا مقدر ہو چکا تھا۔ چنانچہ وہ ہرمزان سے بھاگا اور اہواز سے پچاس

Marfat.com

میل شمال میں قلعہ شوستر میں پناہ گزین ہو گیا۔

نعمان اپنا لشکر لیے ہوئے وہیں پہنچا اور محاصرہ کر لیا، شوستر کا قلعہ بڑا مضبوط اور محفوظ تھا۔ اور زمانہ قدیم ہی سے اسے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا، متواتر چھ مہینے تک اسے مجاہد گھیرے رہے۔

ہرمزان موقع کی تاک میں رہتا، جب موقع پاتا، قلعہ سے نکلتا، کچھ دیر لڑتا اور پھر قلعہ میں جا گھستا، قلعہ میں پہنچنے کی صورت نہ تھی۔ ہرمزان میدان میں آنے کے لیے تیار نہ تھا، مجاہدوں نے بہت سوچا، مگر کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی۔

نعمان نے حضرت خلیفہ ثانی رض کو حالات سے آگاہ کیا، جواب آیا تم میں حضرت انس رض بن مالک موجود ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی اور مستجاب الدعوات ہیں۔ ان سے دعا کے لیے درخواست کرو۔

حضرت انس رض نے سنا، تو نہایت خلوص قلب سے دعا مانگی۔ اللہ میاں مجھے شہادت اور مسلمانوں کو فتح عطا کر۔ اگلے دن ہرمزان لشکر لے کر میدان میں نکلا تو حضرت انس رض نے بڑھ کر اس کا تلوار سے استقبال کیا۔ ایرانی لشکر کو مارتے، کاٹتے، بھگاتے، دوڑاتے بڑھے۔ ہرمزان قلب لشکر میں کھڑا ایرانیوں کو اکسا اور لڑا رہا تھا۔ اس کے حکم پر لشکری آگے، پیچھے، بڑھتے ہٹتے تھے، حضرت انس رض اس کی طرف بڑھے۔ وہ ہٹا کٹا اور تیر انداز تھا اپنے آپ کو خطرہ میں پا کر ہوشیار ہوا۔ تیر کمان میں

Marfat.com

چھوڑا اور حضرت انس رضؓ کی طرف چھوڑا، تیر ان کے سینہ پر لگا اور پشت کو چھید کر نکل گیا، بوڑھا شیر گرا اور اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملا۔

مجاہد حضرت انس رضؓ کے پیچھے پیچھے بڑھے چلے آتے تھے۔ انہوں نے حادثہ دیکھا تو دیوانہ وار بڑھے۔ ایرانیوں کو مارتے، للکارتے، ہٹاتے، مٹاتے، بھگاتے تیزی سے بڑھے، ہرمزان نے یہ حالت دیکھی تو طبل بازگشت بجوایا، اور قلعہ میں جا گھسا، مجاہد مجبور ہو کر رہ گئے۔ نعمان نے کہا، بھائیو! مایوس کیوں ہوتے ہو، حضرت انس رضؓ کی دعا کا ایک حصہ تو پورا ہو گیا، دوسرا بھی پورا ہو کر رہے گا۔

مجاہد کیمپ میں تھے، شام کا اندھیرا پھیل چکا تھا، ایک ایرانی چھپتا چھپاتا آیا۔ امیر لشکر سے ملا اور کہا سردار! اگر مجھے امان دے دو تو قلعہ میں پہنچانے کا ذمہ لیتا ہوں، بلکہ قلعہ میں جانے کا راستہ دکھا لاتا ہوں۔

نعمان نے جواب دیا: اگر تم ہمیں قلعہ میں پہنچا دو، تو ہم تمہیں امان دیں گے اور تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔ ایرانی نے کہا ابھی ایک آدمی کو میرے ساتھ بھیج دو۔ ایک دلیر مجاہد اشرس اُٹھا، سردار سے اجازت لی اور ایرانی کے ساتھ چل دیا، قلعہ کے عقب میں پہنچے۔ تو دیکھا کہ ایک نہر قلعہ کے اندر جا رہی ہے۔ ایرانی نہر میں اترا، اشرس کو ساتھ لیا اور قلعہ میں جا پہنچا۔ ہرمزان کے قیام کا برج بھی دکھایا۔

Marfat.com

لے آیا۔

اشرس خوش خوش آیا۔ سردار سے ملا۔ اور کہا اگر ایک سو مجاہد میرے ساتھ بھیج دو، تو قلعہ پر قبضہ کرنے کا ذمہ لیتا ہوں۔ آپ دروازے پر لشکر لیے تیار رہیں۔

نعمان نے فوراً ایک سو مجاہد تیار کیے۔ اشرس انہیں لے کر نہر کے راستے قلعہ میں جا پہنچا۔ قلعہ کے دروازے پر آیا، محافظوں کو قتل کیا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا، نعمان لشکر لیے تیار کھڑا تھا۔ فوراً قلعہ میں گھس گیا۔ اشرس ہرمزان کے برج کی طرف بڑھا۔ ہرمزان نے دیکھا تو بولا:۔

بہادر عرب! تم قلعے میں داخل ہو گئے ہو، مگر ہرمزان کو زندہ نہیں پکڑ سکتے، میرے تیر انداز مار کر مریں گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم مجھے اپنے خلیفہ رضؓ کے پاس بھیج دو۔ اگر تم یہ وعدہ کر لو، تو میں ہتھیار ڈالنے کو تیار ہوں۔

اشرس، نعمان کے پاس آیا اور موقع کی نزاکت سے مطلع کیا۔ ہرمزان کی درخواست منظور کر لی گئی۔ اس نے ہتھیار ڈال دیے اور قلعہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

نعمان نے مال غنیمت کے ساتھ ہرمزان کو مدینہ میں بھیج دیا۔ ہرمزان اپنے قیمتی لباس میں ملبوس مدینہ پہنچا، عرب اسے دیکھ کر حیران ہوئے۔ نماز کا وقت قریب تھا، ہرمزان کو مسجد میں لایا گیا۔ اس وقت حضرت خلیفہ ثانیؓ مسجد کے فرش پر تنہا محو خواب تھے۔

ہرمزان نے کہا، تم مجھے کہاں لے آئے ہو، اپنے خلیفہؓ کے پاس لے چلو۔

Marfat.com

محافظوں نے کہا، یہی تو ہمارے خلیفہ رضؓ ثانی ہیں۔ جن کے رعب سے روم و ایران کے بادشاہ کانپتے ہیں۔

حیرت کے مارے ہرمزان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا، ارے یہ تمہارے خلیفہ ہیں؟ یہ اپنے محل میں کیوں آرام نہیں کرتے؟ اور پھر ان کا لباس! یہ تو بوسیدہ اور دریدہ سا ہے!

محافظوں نے بتایا کہ اسلامی خلیفہ رضؓ عام مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں معمولی مکان میں رہتے ہیں۔ عام مسلمانوں کا سا لباس پہنتے ہیں۔ پھٹ جانے تو پیوند لگا لیتے ہیں۔

ہرمزان حیرانی سے تک رہا تھا کہ حضرت خلیفہ ثانی کی آنکھ کھل گئی محافظوں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور پھر پوچھا! بھائی! یہ مود کہاں سے لائے ہو؟

ہرمزان جانتا تھا کہ بدعہدی کی سزا قتل ہے۔ وہ کئی دفعہ وعدے توڑ چکا تھا، اور مسلمانوں پر بار بار یلغار کر چکا تھا۔ کتنے ہی مجاہدوں کا قتل اس کے ذمہ تھا۔ اسے اپنی زندگی کی آس نہ تھی، تاہم اس نے پانی مانگا۔

پانی کا پیالہ اسے دیا گیا، اس نے کپکپاتے ہوئے کہا، آپ وعدہ کریں کہ جب تک میں پانی نہ پی لوں، آپ مجھے قتل نہ کریں گے۔

حضرت عمر رضؓ نے فرمایا: ہاں جب تک تم یہ پانی پی نہ لو، تم پر تلوار نہیں اٹھے گی!

ہرمزان نے فوراً پانی زمین پر اوندھا دیا۔ اور کہا اب آپ وعدہ

مطابق مجھے قتل نہیں کر سکتے!

حضرت عمرؓ ہرمزان کی عیاری دیکھ کر حیران ہوئے، فرمایا،
اس حیلے سے تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچے گا۔

حاضرین نے شور مچا دیا، مسلمان کا وعدہ فولاد سے زیادہ مضبوط ہے۔ آپ اسے امان دے چکے ہیں! حضرت خلیفہ ثانی حیران تھے کہ ہرمزان نے کلمہ پڑھا اور صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔ پھر بولا۔ اب میں آپ کا بھائی بن چکا ہوں۔ بھائی پر بھائی کا خون حرام ہے۔

مسلمانوں نے مسرت کے نعرے لگائے، حضرت عمرؓ اس کے مسلمان ہونے سے خوش ہوئے اور اسے مدینہ میں رہنے کی اجازت دے دی ساتھ ہی معقول وظیفہ مقرر کر دیا، تاکہ وہ عسرت کی زندگی سے بچے، اور اسلام کو مصیبت نہ سمجھے۔

جنگِ نہاوند

ادھر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعدؓ کو واپس بلایا۔ اُدھر شاہ یزدگرد کو شہنشاہیت کا شوق چرّایا۔ اس نے ڈیڑھ لاکھ کا لشکر جرار تیار کیا۔ فیروزان کو امیر لشکر بنایا۔ اور مدائن پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھنے لگا۔ سارے ایران میں ایک نیا ولولہ پیدا ہو گیا۔ ایک بڑا خطرہ قریب آتا دیکھ کر مسلمان ہوشیار ہوئے۔ اس وقت عراق کے مفتوحہ علاقوں کے لیے کوفہ دارالامارت تھا۔ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر امیر تھے۔ انہوں نے فوراً حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی اور آگے بڑھ کر خطرہ کا مقابلہ کرنے کی اجازت مانگی۔

یہ اطلاع پاتے ہی حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے اصحاب سے مشورہ کیا انہیں خیال تھا کہ ایرانیوں کی بار بار سرکشی کا موجب مسلمانوں کا سلوک تو نہیں؟ کہیں ہمارے لوگ ان پر سختی تو نہیں کرتے، ہرمزان سے بھی پوچھا گیا۔ تو اس نے کہا امیر المومنین! جب تک یزدگرد زندہ ہے

یا ملک کے اندر ہے، فوج کشی اور بغاوت ہوتی رہے گی۔ کیونکہ ایک ملک میں دو بادشاہ نہیں رہ سکتے!

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ میں نے اپنے لشکر کو حکم دے دیا تھا کہ وہ حلوان سے آگے نہ بڑھے۔ اور ایرانیوں کے ساتھ خواہ مخواہ نہ اُلجھے۔ مگر اب خود یزدگرد ہماری دشمنی سے باز نہیں آ رہا تو ہم مجبور ہیں۔

حضرت خلیفہ ثانی رضؓ نے نعمان بن مقرن کو اس نئی مہم کا امیر مقرر فرمایا — اور تیس ہزار مجاہدوں کے ساتھ بڑھنے کا حکم دے دیا۔

ایران کا ڈیڑھ لاکھ لشکر نہاوند میں ڈیرے ڈالے پڑا تھا اور عربوں پر کاری ضرب لگانے کی تیاری میں مصروف تھا۔ نعمان اپنا لشکر لیے ہوئے بڑھا، حلوان میں مقام کیا اور آگے بڑھ کر نہاوند کے قلعہ کے سامنے جا اُترا۔ نہاوند کا قلعہ پہاڑ کی طرح مضبوط تھا۔ کوہ الوند کے دامن میں ایک چھوٹا پہاڑ معلوم ہوتا تھا۔ فروزان نے اسے اور مضبوط بنا کر اس کے اردگرد گوکھرو بچھا دیے تھے۔ اور بظاہر اسے ناقابلِ تسخیر بنا دیا تھا۔

اتنے بڑے ایرانی لشکر کی موجودگی کے باوجود فروزان کی احتیاط بالائے احتیاط تھی۔ وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا، کبھی کبھی ایک آدھ دستہ فوج قلعہ کے دروازے سے باہر نکالتا اور معمولی چھیڑ چھاڑ کے بعد اسے قلعہ میں واپس بلا لیتا۔

فروزان جانتا تھا کہ کھلے میدان میں عرب شیروں کا مقابلہ ناممکن ہے اس لیے اس نے قلعہ بند رہنے میں سلامتی دیکھی۔ محاصرہ کو دو مہینے گزر گئے۔

Marfat.com

عرب مجاہد اس بیکاری سے تنگ آ گئے۔ رسد بھی ختم ہونے لگی انہوں نے سپہ سالار سے درخواست کی، کہ ہمیں قلعہ پر بڑھنے اور شہید ہونے کی اجازت دی جائے۔

نعمان نے کہا، یاد رکھو، یہاں صبر کا امتحان ہے، جو فریق بے صبری کرے گا، اسے شکست ہوگی۔ فرزان اپنے تجربہ سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ وہ تمہیں آزما رہا ہے۔ تم اس آزمائش میں پورے اترو!

ادھر ایرانی بھی قلعہ بندی سے اکتا گئے۔ فرزان سے کہا۔ ڈیڑھ لاکھ بہادر سپاہی، جن کے ذمہ ملک ایران کی پشت پناہی اور نجات کا انحصار ہے، دو ماہ سے قلعہ میں قید ہیں۔ ہماری یہ سزا کب ختم ہوگی؟

فرزان نے کہا، گھبراؤ نہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ کھلے میدان میں عرب شیر ہیں، ان کا مقابلہ ناممکن ہے۔ تم تو ڈیڑھ لاکھ ہو، رستم ایک لاکھ ساٹھ ہزار کا لشکر لایا تھا، درفش کاویانی اپنے سر پر لہرایا تھا مگر کھلے میدان میں نہ رستم رہا، نہ درفش کاویانی، کیا تمہیں زندگی اچھی نہیں لگتی؟

اگلے دن اسلامی سپہ سالار کو پیغام بھیجا کہ کسی دانا عرب کو بات چیت کے لیے بھیجو۔ مغیرہ بن شعبہ گئے، بے تکلف فرزان کے تخت تک پہنچے۔ مصاحبوں نے روکا۔ فرزان نے انہیں ڈانٹا، کرسی اپنے تخت کے پاس رکھوائی اور کہا۔

"تم نے ہمارا اچھا خاصہ علاقہ لے لیا ہے۔ ہم تمہیں معاف کرتے

Marfat.com

ہیں۔ تمہاری گستاخی اور جسارت سے درگزر کرتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اب تم یہاں سے بھاگ جاؤ۔ ورنہ تمہاری ایک ہڈی بھی ڈھونڈھے سے نہ ملے گی۔

مغیرہ رض نے جواب دیا۔ جو کچھ ہم نے لیا، وہ ہمارا حق تھا۔ ہم اپنا باقی حق بھی لے کر رہیں گے، تمہاری رضامندی یا خفگی کی ہمیں پرواہ نہیں، وقت بتائے گا، کہ کس کی ہڈیاں کھیتوں کی کھاد بنتی ہیں۔

فروزان یہ سن کر جھلا گیا، غصے سے بولا۔ بھوکے ننگے، بدبختو! چند فتوحات حاصل کر کے تمہارے دماغ خراب ہو گئے ہیں۔ انہیں بہت جلد ٹھیک کر دیا جائے گا۔

مغیرہ نے جواباً کہا:۔ بے شک ہم بھوکے ننگے تھے، مگر اب ہم سے زیادہ مالدار کوئی نہیں۔ پھر ایمان کی دولت سے ہمارے سینے معمور ہیں۔ خدا نے ہم میں اپنا رسول ص بھیج کر ہمیں خوش بخت اور تمہیں بدبخت بنا دیا ہے۔ یہ کہا اور واپس چلے آئے۔

نعمان خاموش تھا، مگر مجاہدین بے چین تھے۔ انہوں نے پھر درخواست کی یا امیر! بے کاری کی تقصیر کب معاف ہو گی؟

نعمان نے کہا، دیکھو! وقت آئے گا اور تم اپنے حوصلے نکال سکو گے اپنے خدا اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو گی، قلعہ مضبوط ہے۔ اردگرد گوکھرو بچھے ہوئے ہیں۔ میں جان بوجھ کر تمہیں ہلاکت میں کیسے ڈال دوں۔ مجھے تمہارا نگہبان بنایا گیا ہے حضرت

Marfat.com

خلیفہ ثانی رضؓ اور خدا کے سامنے جواب دہی کرنی ہے۔ صبر کرو! صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ خدا سے اس مشکل کے حل کی دعا مانگو، وہی حامی و ناصر ہے۔
طلیحہ بن خویلد اسدی کبھی جھوٹی نبوت کا مدعی تھا، مگر اب توبہ کر کے مسلمان ہو چکا تھا۔ ایران کے معرکوں میں جاں نثاری دکھا چکا تھا۔ اس نے سردار کی تقریر سنی تو کہا:۔
"یا سردار! ایرانی چوہے اپنے بلوں میں گھسے بیٹھے ہیں۔ آپ ہمیں بڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ وقت گزر رہا ہے، یزدگرد زندہ ہے۔ ایران اور ایرانیت باقی ہے۔ ممکن ہے کوئی اور لشکر تیار ہو کر آجائے۔ اور ہم پر دوہری مصیبت پڑ جائے۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ کسی طرح فرزان کو قلعہ سے باہر لایا جائے۔ اس کی ترکیب یہ ہے۔ کہ ہم اپنے لشکر کو ذرا پیچھے لے جائیں۔ تاکہ دشمن یہ سمجھے کہ ہم تنگ آکر محاصرہ چھوڑے جاتے ہیں۔ اس صورت میں دشمن ضرور قلعہ سے نکلے گا۔ اور ہمارا پیچھا کرے گا، جب وہ میدان میں آجائیگا تو پھر ہم اور وہ برابر ہوں گے۔ اچھی طرح نبٹ لیں گے۔"
طلیحہ کی یہ رائے سب نے پسند کی۔ صبح ہوئی خیمے ڈیرے اکھاڑے، اونٹوں پر لادے، اور واپس چل دیئے معمولی سامان وہیں چھوڑا، تاکہ دشمن اس واپسی کو گھبراہٹ کی واپسی تصور کرے۔
ادھر اسلامی فوج واپس ہوئی۔ ادھر فرزان کے جاسوسوں نے اطلاع پہنچائی۔ میدان خالی پا کر فرزان بڑی شان سے باہر نکلا،

Marfat.com

اِدھر اُدھر اطمینان سے دیکھا بھالا، لشکر کو قلعہ سے نکالا۔ گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں، تاکہ اسلامی لشکر پر آخری کاری ضرب لگائے۔

مجاہد قلعہ سے کچھ دور جاکر ٹھہر گئے۔ نعمان نے میمنہ، میسرہ درست کیا، صف بندی اچھی طرح کرلی اور حکم دیا کہ دشمن کا انتظار کرو، تین تکبیروں پر کان لگاؤ۔ پہلی تکبیر پر اپنے ہتھیار سنبھال لو، یہ دشمن کی آمد کی تکبیر ہوگی، دوسری پر حملہ کے لیے تیار ہوجاؤ، اور تیسری تکبیر پر حملہ کردو۔

فرزان اپنا لشکر لیے تیزی سے بڑھا آرہا تھا، قلعہ سے بہت دور آگیا، اسلامی لشکر پر نظر پڑی۔ اپنے لشکر کو للکار کر بڑھایا۔ مگر جب مجاہدوں کی صف بندی دیکھی تو گھبرایا، عرب مجاہد قریب تھے؛ اور قلعہ دور، کیا کرے، بڑھے تو شیروں کا کچھار ہے۔ ہٹے تو مجاہدوں کی تلوار ہے۔ اور کسی کا بچ نکلنا محال ہے۔ آخر اسے لشکر کو بڑھاتے ہی بنی۔

نعمان نے ایرانی لشکر کو آتے دیکھا۔ تو پہلی تکبیر کہی؛ مجاہد پہلے ہی ہوشیار بلکہ تیار تھے، خوش ہوگئے، دوسری تکبیر کی آواز کان میں پڑی تو مسرت سے جھوم اُٹھے، اب ایرانی لشکر بہت قریب تھا، نعمان نے تیسری تکبیر کہی، مجاہد آندھی کی طرح بڑھے اور طوفان کی طرح چڑھے گھوڑوں کی باگیں اُٹھائیں، تلواریں چمکائیں، نیزے لہرائے، اور نشہ شہادت میں سرمست ہوکر دشمن پر جا پڑے، فرزان گھبرایا، مگر لشکر جم کر لڑنے لگا، زور کا رن پڑا۔ گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔ لاشوں

Marfat.com

پر لاشیں گرنے لگیں، تلواریں بجلی بن گئیں۔ نیزے کچا کچ کرنے لگے جھنکار تھی یا کچا کچ کی تکرار، زخمی تڑپتے تھے، کٹے ہوئے اعضا پھڑکتے تھے۔ خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔ میدان میں کیچڑ سا ہو رہا تھا۔ گھوڑوں کے پاؤں مہندی سے زیادہ سرخ ہو رہے تھے۔ جسم پر خون کے چھینٹے تھے، مجاہدوں کی تلواریں ہی نہیں، لباس بھی خون آلودہ تھے، چاروں طرف لہو کے دھارے بہ رہے تھے۔ اور زبان حال سے الامان الامان کہہ رہے تھے۔ مگر ادھر نہ تو مجاہدوں کو خیال تھا، نہ ایرانیوں کے دل میں ملال تھا۔ زندگی موت سے بچ نکلنے کی کوشش میں تھی۔ اور موت تلواروں سے بچنے کی جدوجہد میں مصروف تھی۔

قعقاع کی تلوار بے قرار تھی، ہر لحظہ دشمن کا خون پینے کے لیے تیار تھی۔ جہاں زیادہ ایرانی پاتی، وہیں پہنچ جاتی، ایرانی کٹنے لگتے، جو تلوار کی زد میں آتے وہ کٹ کر رہ جاتے، وہ ایک شیر تھا جو بھیڑوں کے ریوڑ میں گھسا ہوا تھا، ایرانیوں کو مارتا، کاٹتا، گراتا، بھگاتا، ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر بنگلے جاتا، جہاں دشمن کا نرغہ دیکھتا، اڑ کر پہنچتا اور پل بھر میں چیر پھاڑ کر رکھ دیتا۔

ہر مجاہد کی تلوار دشمن کا خون چاٹتی، اسے کاٹتی، مارتی، لتاڑتی بھگاتی اور ہنکائے لیے جاتی تھی، دوپہر تک تیس ہزار ایرانی کٹ چکے تھے، میدان میں ہر طرح لاشیں بچھی ہوئی تھیں، گھوڑے انہیں روندتے تھے۔ بوٹیاں کٹ کٹ کر ادھر ادھر بکھری جاتی

تھیں ۔ مگر ابھی تک میدان کارزار گرم تھا ۔ دشمن کے تیر انداز تیر پھینکے جاتے تھے ۔

تلوار کی مار سہنا آسان نہیں ۔ تیس ہزار کا کھیت پڑا ، اور مجاہدوں کی تلواروں کا کاٹ دیکھا ، تو ایرانیوں کے قدم ڈگمگانے لگے ، انہوں نے سنبھلنے کی بہت کوشش کی ، مگر صفیں ٹوٹ چکی تھیں ، دل چھوٹ چکے تھے ، بھگدڑ مچ گئی ۔

نعمان نے یہ حال دیکھا ، تو آسمان کی طرف منہ اٹھایا ، کہا :-
الٰہی فتح کی دعا تو قبول ہوگئی ، شہادت کی آرزو باقی ہے ۔

یہ دعا تھی ، یا تیر قضا تھا ! معاً نعمان کا گھوڑا پھسلا ، راکب و مرکب دونوں زمین بوس ہوئے ۔ ایرانی تیروں کی آخری بوچھاڑ آئی ، اور نعمان کو اپنے ساتھ لے گئی ، حذیفہ الیمانی نے بڑھ کر جھنڈا اٹھایا اور نئے جوش سے فوج کو بڑھایا ،

نعمان کی شہادت سے مجاہدوں کے سینے سلگ اٹھے ، وہ پہلے ہی آفت تھے ، اب بجلی بن کر گرے ، ایرانی قلب پر طوفان بن کر پڑے ، فرزدان کو موت کے گھاٹ اتارا ، لشکر کو تباہ و برباد کیا ، مارا ، کاٹا ، بھگایا ، اسی ہزار کو لقمۂ شمشیر بنایا ۔ ایرانی بھاگے ، جدھر منہ اٹھا ، دوڑے ، موت پیچھے تھی اور وہ آگے ۔ تھوڑی دیر میں میدان میں لاشوں کے سوا ایک ایرانی بھی باقی نہ رہا ۔ مجاہدوں نے خدا کا شکر ادا کیا ، مال غنیمت جمع کیا ۔ اور مبارکباد کے ساتھ حضرت خلیفہ ثانی کی خدمت میں بھیج دیا ۔

Marfat.com

جواہرات کا صندوقچہ

ایرانی جنگ نہاوند میں ہارے۔ اسّی ہزار لاشیں چھوڑ کر ایسے بھاگے کر پیچھے پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ مال غنیمت کے انبار جمع ہوئے۔ حذیفہ رض نے پانچواں حصہ نکال کر حضرت خلیفہ ثانی رض کے حضور بھیج دیا۔ باقی ماندہ مال غنیمت تقسیم کیا، ایک ایک مجاہد کے حصے میں چھ چھ ہزار اشرفی آئی۔ اتنے میں نہاوند کے آتش کدہ کا بڑا پجاری حاضر ہوا۔ حذیفہ رض نے پوچھا، کاہن! کیسے آنا ہوا؟

سردار! امان کا طالب ہوں!

حذیفہ: تمہیں امان ہے۔

کاہن: میں اپنے خاندان کے لیے بھی امان چاہتا ہوں!

حذیفہ رض: انہیں بھی امان ہے!

کاہن: اچھے سردار! آپ کا بہت بہت شکریہ!

Marfat.com

اجازت نہیں دیتا۔

کاہن: اچھے مذہب کے اچھے سردار میں اس کے لیے دوبارہ شکرگزار ہوں! کیا آپ میرا حقیر نذرانہ قبول کریں گے؟

حذیفہ رض: جو نذرانہ قبول کریں گے، وہ آپ کے ٹیکس میں مجرا کر لیا جائے گا۔

کاہن: یہ نذرانہ شاہ یزدگرد نے میرے حوالہ کیا تھا تاکہ ضرورت کے وقت اسے پیش کر دوں!

حذیفہ رض: وہ کیا چیز ہے؟

کاہن: جو کچھ غنیمت میں آپ کو ملا ہے۔ اس سے زیادہ عجیب چیز ہے!

حذیفہ رض: اچھا لائیے!

کاہن: یہ ہے سربمہر صندوقچہ! جواہرات سے بھرا ہوا!

حذیفہ رض نے کاہن کا شکریہ ادا کیا، صندوقچہ لے لیا۔ مہر توڑ دی، تالا کھولا، ڈھکنا اٹھایا، تو بیش قیمت جواہرات کی جگمگاہٹ سے آنکھوں میں چکاچوند آ گئی۔ جواہرات میں دو بڑے بڑے لعل بھی تھے، حذیفہ رض نے اپنے سرداروں سے کہا، یہ خزانہ ہمیں جنگ کے بغیر ملا ہے۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ اسے مال غنیمت کے ساتھ حضرت خلیفہ ثانی رض کی خدمت میں پیش کر دیا جائے اور ان کے حکم کا انتظار کیا جائے۔

سرداروں نے بخوشی اجازت دے دی۔ حضرت حذیفہ رض نے وہ صندوقچہ نوذر کے پیٹ کے اوپر ٹھکائی اور مدینہ منورہ میں بھیج دیا۔ جب

Marfat.com

مال غنیمت کے ساتھ یہ جواہرات کا صندوقچہ حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کے پیش ہوا، تو آپ نے فرمایا، یہ پتھر کے ٹکڑے بیت المال میں رکھنے سے فائدہ؟ چنانچہ انہیں واپس بھیج کر حکم دیا کہ یہ بھی اسلام کے سرفروش مجاہدوں میں تقسیم کر دو۔ کیونکہ جنگ ہی کی بدولت ملے ہیں حذیفہ رضؓ نے یہ جواہرات ایرانی سوداگروں کے ہاتھ فروخت کر دیئے اور ان کی قیمت وصول کر کے مجاہدین میں تقسیم کر دی۔ ہر مجاہد کو چار چار ہزار درہم کا حصہ مال غنیمت کے علاوہ ملا۔ مجاہد خوش ہوئے، اور حضرت خلیفہ کی بے نفسی اور خدائے برتر کی نصرت کے گیت گانے لگے ــــ!

یزدگرد رے سے بھاگا، تو مرو پہنچا، مگر اسلامی فتوحات نے اسے وہاں بھی چین نہ لینے دیا۔ وہ دن رات بھاگتا اور اپنا مقام بدلتا رہا۔ آخر ایک ہراز کے ہاتھوں قتل ہوا، اور ایران مسلمانوں کے حوالے کر گیا۔

✲

اسلامی جنگیں

(جلد دوم)

زیر ترتیب ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد حاضر خدمت کر دی جائے گی۔ اسلامی جنگوں کی یہ دلپذیر تصاویر اسلامیوں کے جوش و ولولہ جہاد میں خوشگوار اضافہ کا موجب ہوں گی اور پاکستانی مجاہدوں کے لیے ایمان افروز اور کفر سوز ثابت ہوں گی۔ نیز ان کے دلوں میں اسلاف کے زمانۂ شجاعت کی یاد تازہ کر دیں گی۔ انتظار فرمایئے اور دعا کیجئے کہ خدا اسے حسب وعدہ جلد از جلد پیش کرنے کی سعادت سے نوازے

المشتہر

مینیجر کتب خانہ انجمن حمایت اسلام

[illegible] روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ○

(قرآن مجید)

432
DATA ENTERED

اسلامی جنگیں

(جلد اوّل)

مرتبہ

شفیق عہدی پوری

ناشر

کتب خانہ انجمن حمایت اسلام، لاہور

Marfat.com